قائم عثمان یا الٰہی اقبال و اجلال

بفضل خالق

ذوالجلال والاکرام ابدین ایام فرخندہ فرجام بعہد سرکار عالی نظام تاریخ لاجواب

المسمیٰ بہ

محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن

حصۂ اول

از تالیف فاضل ادیب عالم لبیب مورخ محقق مولوی ابوتراب
محمد عبدالجبار خان صاحب صوفی ملکاپوری ثم حیدرآبادی
صدر مدرس عربی فارسی مدرسۂ اعزہ

در سنہ ۱۳۲۹ ہجری
در مطبع رحمانی مطبوع گردید

حصۂ اول ( )
حصۂ دوم ( )

اعلان

فہرست کتب مطبوعہ و غیر مطبوعہ مؤلفہ مولوی محمد عبد الجبار خان صاحب

۱ محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن حصہ اول - در بیان سلاطین بہمنیہ - عـ۵ حالی

۲ محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن حصہ اول (۶۱۲) صفحہ صـمـہ حالی

محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن حصہ دوم (۶۲۶) صفحہ - صـمـہ حالی

۳ زیر طبع
محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن - قریب نصف طبع شدہ

۴ محبوب الچمن تذکرہ امراء و وزراء دکن -

۵ محبوب نو وطن تذکرہ آثار دکن -

۶ محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن حصہ دوم در بیان طوائف ملوک دکن

۷ محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن حصہ سوم در بیان سرکار عالی نظام خلد

المشتہر صدر الاسلام خان مؤلف

فہرست حصۂ اول محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن

تمام شد حصہ اول محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن

فاعتبروا یا اولی الابصار

بفضل خالق ذوالجلال والاکرام دریں ایام فرخندہ فرجام

باعانت سرکار عالی نظام تاریخ لاجواب

المسمی بہ

محبوب الزمن تذکرہ شعرای دکن

از تالیف فاضل ادیب عالم لبیب مؤرخ محقق مولوی

ابوتراب محمد عبدالجبار خان صاحب صوفی ملکاپوری براری

حیدرآبادی صدر مدرس عربی و فارسی مدرسہ اعزہ

در مطبع رحمانی واقع محلہ بائولی گونڈ طبع شد
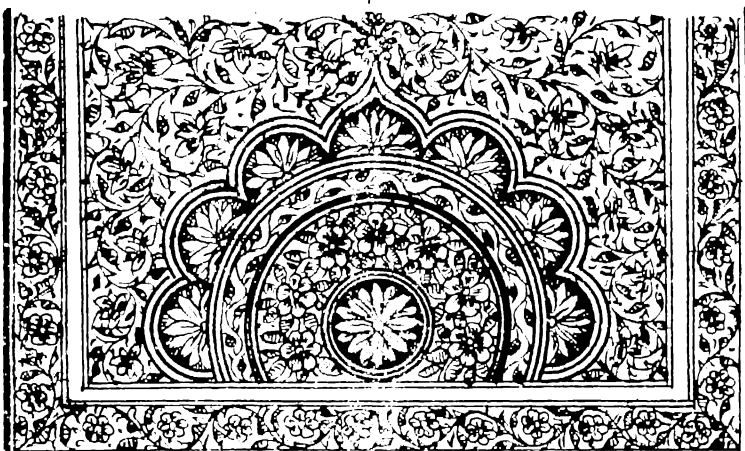
بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ الْاِنْسَانَ اَشْرَفَ الْمَخْلُوْقَاتِ بِالْعِلْمِ وَالْعِرْفَانِ وَکَرَّمَہٗ عَلَی الْحَیْوَانَاتِ بِالنُّطْقِ وَالْبَیَانِ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی اَفْضَلِ الْمَوْجُوْدَاتِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّاهِرِیْنَ الْکِرَامِ وَعَلٰی اَصْحَابِہِ الرَّاشِدِیْنَ الْعِظَامِ اَجْمَعِیْنَ

حمد و صلوٰۃ کے بعد احقر العباد محمد عبد الجبار خان صوفی ملکاپوری براری حیدرآبادی ارباب سخن کی خدمت میں گزارش کرتا ہے کہ میری مؤلفہ تاریخ دکن المسمی بہ محبوب التواریخ متعدد مجلدات پر شامل ہے اور اسکی ہر ایک جلد بذاتہ مستقل ایک ایک کتاب یگانہ ہے اور ہر ایک کے مضامین بھی جداگانہ۔ ایک دوسرے سے تعلق نہیں ہے بنائً علیہ مین نے ہر ایک جلد کو الگ الگ نام سے نامزد کیا۔ چنانچہ یہہ جلد شعراے دکن کے تذکرہ پر شامل ہے۔ اسکا نام بھی دوسری جلدون کیطرح عالیجناب فلک انتساب خورشید رکاب جمشید قباب صاحب جود و کرم بلند حوصلہ و عالی ہمم رعایا پرور فیض گستر قدردان علم و ہنر مربی شعراے سخنور اعلیحضرت قدر قدرت بندگان عالی متعالی میر محبوب علیخان

فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ بہادر ششم خلد اللہ ملکہ کے نام نامی سے معنون کرکے محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن کہا۔ اس تذکرہ مین وے شعرا درج کئے گئے جو دکنی المولد والمنشا ہین۔ یا وہ شعرا جو دکن مین آئے۔ خواہ یہان فوت ہوے ہون یا دیگر بلاد مین۔ اور مین نے اس تذکرہ مین شعرا سے اُن شعرا کو درج کیا جو مشاہیر سے گذرے خواہ وہ متقدمین سے ہون یا متاخرین سے بترتیب حروف تہجی لکھا تاکہ ناظرین کو ہر ایک کے حال دیکھنے مین دقت نہو۔ بتوفیق اللہ المستعان وعلیہ التکلان

باب الالف

آصف

عالیجناب میر قمر الدین فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ بہادر اول بانی ریاست دکن صانہا اللہ عن الشرور والفتن

آپ کی نسب کا سلسلہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے پہنچتا ہے۔ اور حضرت کا سلسلہ خلیفہ امیر المومنین ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے۔ آپکے جد مادری عالیجناب سعد اللہ خان بہادر صاحب قران شاہجہان بادشاہ ہند کے وزیر اعظم اور جد پدری حضرت شیخ الاسلام خواجہ عابد المخاطب بہ قلیج خان بہادر ہے آپکے جد بزرگوار شاہجہان کے آخر عہد مین سمرقند و بخارا سے بتقریب زیارت حرمین شریفین ہند مین آئے۔ شاہجہان سے ملاقات کی۔ بادشاہ نے آپکی بہت تعظیم و تکریم کی نہایت عزاز و اکرام کے ساتھ ملا۔ لب فرش تک مسند سے اُٹھکے استقبال کیا۔ اول ہی ملاقات مین چھ ہزار روپیہ بطور نذر قدم و دستار پیشکش فرمایا۔ اور مہمان عزیز کو بادشاہی منزل مین اوتارا۔ اور مہمانی کا اہتمام

نہایت تجمل و شان سے ادا کیا گیا۔ آپکے ہمرکاب مریدین و طالبین تقریبًا ایک سو سے زیادہ تہے۔ تمام کے ساتہہ حسن سلوک کیا۔ پہر شاہجہان نے دوسری ملاقات مین آپسے درخواست کی کہ آپ یہان تشریف رکہین۔ اور اہل ہند کو اپنے فیض سے سرفراز فرمائین۔ آپ عالم فاضل و فقیہ کامل جامع علوم معقول و منقول تہے۔ اور بخارا مین شیخ الاسلام و صدر الاسلام کے لقب سے ملقب تہے اور بخارا مین مدت تک نذر محمد خان اور اُسکے فرزند سبحان قلی خان کے عہد مین صدر عدالت رہے۔ آپنے بادشاہ کے اصرار سے ہند مین سکونت اختیار کی منصب چہار صدی سے سرفراز کرکے شاہزادہ عالمگیر کی اتالیقی پر مقرر فرمایا۔ آپ شاہزادہ کی رفاقت مین رہے۔ شاہزادہ صوم و صلوٰۃ کا پابند تہا۔ اور خواجہ صاحب بہی دین و اسلام کے آشفتہ۔ شاہزادہ آپکی مصاحبت سے بہت خوش ہوتا تہا۔ آپکی تعظیم و تکریم مین مبالغہ کرتا تہا۔ جب شاہزادہ دکن مین آیا آپ بہی ہمراہ آئے۔ خواجہ صاحب باغ فرمان باڑی برہانپور مین باضافہ دو صدی خطاب خانی سے مشرف ہوکے فراغت کے ساتہہ زندگی بسر کرتے تہے۔ ۱۰۶۷ھ ہجری مین دارا شکوہ بسبب بیماری بادشاہ و کالتًا امور سلطنت کو انجام دینے لگا۔ اور عالمگیر کے وکیل عیسیٰ بیگ کو جو حضور مین رہتا تہا قید کیا اور اسکا گہر ضبط کرلیا۔ اور جسونت سنگہ اور قاسم خان کو عالمگیر کے روکنے کیلئے بہیجا۔ عالمگیر دکن سے مع جمعیت بہ بہانہ عیادت پدر بزرگوار روانہ ہوا۔ دارالفتح اجین مین دونون سے مقابلہ کیا۔ عالمگیر کا سیاہ ہوا دونون شکست پاکے چلے گئے۔ آپنے جسونت کے مقابلہ مین دلیرانہ کام کئے۔ اور مخالفین کو بہگا دیا منصب ہزاری پانسو سوار سے سرفراز ہوئے۔ پہر اجین مین باضافہ ہزاری ورو صد سوار دو ہزاری ہفتصد سوار سے سربلند ہوئے۔ پہر آپ ۱۰۷۱ھ ہجری مین بجائے شیخ میرک صدر کے

صدر ہوئے - خواجہ کی پارسائی و پرہیزگاری مشہور تھی - عوام الناس خواجہ کے عدل و انصاف سے بیحد خوش تھے - پھر آپ سنہ پنجم عالمگیری مطابق ۱۰۷۲ھ ہجری میں بایں اصل و اضافہ بمنصب سہ ہزاری پانصدی ہزار و دو صد سوار سے سرفراز ہوے اور ۱۰۷۷ھ ہجری میں باضافہ ہزار و شش صد سوار و خلعت و فیل صوبہ داری اجمیر سے ممتاز ہوئے - اور سنہ چہاردہم عالمگیری م ۱۰۸۲ھ ہجری میں صوبہ داری ملتان پر سربلند ہوئے اور ۱۸ عالمگیری م ۱۰۸۵ھ ہجری میں ملتان سے حضور میں بلائے گئے - اسی سال میں آپ امیر حاج ہو کے حج و زیارت کیلئے حرمین شریفین روانہ ہوئے اور ۱۰۹۰ھ ہجری میں غائبانہ مخاطب بہ قلیج خان ہوئے - اور بادشاہ نے ایک اسپ تازی با ساز طلا میر شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدینخان فیروز جنگ کے سپرد کیا کہ بندر سورت میں خواجہ کے پاس بھیجو - پھر سنہ مذکورہ میں سورت سے آنیکے بعد خلعت صدارت سے بلند ہوئے اور ۱۰۹۳ھ ہجری میں خلعت خاصہ و اسپ نقارہ سے بلند آوازہ ہو کے عالمگیر کے ہمراہ دکن میں آئے - خافیخان نے لکھا کہ سنہ مذکورہ میں عالمگیر نے خواجہ صاحب کو ابو الحسن تانا شاہ کے پاس سفارۃً بھیجا تھا - پھر آپ ۱۰۹۶ھ ہجری میں ظفر آباد کے صوبہ دار ہوئے - قلعہ گولکنڈہ کے محاصرہ میں پدر و پسر دونوں عالمگیر کے ہمرکاب تھے - گولکنڈہ کے معرکہ میں نمایاں کام کئے - آخر ۱۰۹۸ھ ہجری میں قلعہ مذکور کے محاصرہ میں خواجہ کے دہنے ہاتھ پر زنبورک کا گولہ پہنچا - خواجہ باستقلال تمام گھوڑے پر سوار خیمہ میں آئے - ایسے مستقل مزاج و قوی دل تھے کہ ضرب گولہ کی کچھہ پروا نہیں کرتے تھے - جمدۃ الملک اسدخان وزیر حسب الحکم بادشاہ آپکی عیادت کیلئے آئے - اسوقت جراح استخوان شکستہ کے ریزے زخم سے برچن رہا تھا

خواجہ صاحب فراغت سے مسند پر بیٹھے ہوئے تھے۔ مقربین سے باتین کر رہے تھے
قہوہ کا دور چل رہا تھا۔ اور فرماتے تھے کہ جراح ٹانکے لگانیوالا ہوشیار ملگیا ہے
دو تین روز کے بعد بتاریخ چہارم ربیع الاول ۱۰۹۸ھ ہجری مین اس دار فانی سے
عالم جاودانی روانہ ہوئے۔ گولکنڈہ کے قریب حیدر آباد سے تین کوس کے فاصلہ
مدفون ہوئے۔ مزار و تبرک ہر سال آپکا عرس ہوتا ہے۔ خواجہ صاحب سخی المزاج تھے
مکہ و مدینہ مین بیشمار روپیہ مجاورین و شرفا کے لئے بھیجتے تھے۔

اور آپ کے والد ماجد یعنی میر شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر
باپ کی رحلت کے بعد رفتہ رفتہ منصب ہفت ہزاری تک ترقی کی۔ اور غازی الدینخان
فیروز جنگ عالمگیری امرامین اکبر الامرا شمار کئے جاتے تھے۔ عالمگیر آپ کو بڑی
عظمت و محبت سے دیکھتا تھا۔ دکن کے معرکون مین آپکی جان نثاری عرق ریزی
و دلیری دیکھکے فرزندون سے زیادہ چاہتا تھا۔ جب آپکی کوشش و جان فشانی سے
بیجاپور کی فتح حاصل ہوئی۔ اسوقت آپکے خطاب کے ساتھ فرزند ارجمند کا فقرہ
اضافہ فرمایا۔ رقعات مین لکھتا ہے (فرزند بے ریو و رنگ غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر)
بیجاپور کے معرکہ مین دکنیون نے عالمگیری لشکر مین رسد کی آمد و رفت بند کر دی تھی
لشکر مین بسبب عدم غلہ و دانہ کے کھلبلی پڑی ہوئی تھی۔ تمام بیقرار و جان بلب
ہو رہے تھے۔ عالمگیر رسد کے نہ پہنچنے کی خبر سے نہایت ہی بیچین و بیقرار تھا۔ رات کے
آٹھہ بجے فیروز جنگ کو بلایا اور رسد پہنچانیکی بابت کہا۔ فیروز جنگ بہادر اسیوقت
مستعد ہوئے مع جمعیت و رسد ہمراہ لیکر عالمگیری لشکر مین مخالفین سے قتال و جدال
کرتے ہوئے قریب چار بجے صبح کے پہنچے۔ رسد لشکر مین تقسیم کرنے فی الفور عالمگیر کے پاس آئے۔

از فتحیہ ۱۲۹۵

اور عالمگیر کو رسد پہنچانیکی خبر دی۔ اُسوقت عالمگیر بہت ہی خوش ہوا۔ اور فیروز جنگ
کی تعریف و تحسین کی۔ خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا۔ اور دو رکعت شکرانہ ادا کرکے
دعا چاہی۔ خدایا آج تیموریہ خاندان کی جسطرح غازی الدینخان فیروز جنگ نے عزت
و آبرو بچائی۔ اُسیطرح تو اُسکے خاندان کی عزت و آبرو قیامت تک قائم رکھیو
دیکھو عالمگیر کی اس دعا سے کسقدر آصفیہ خاندان کی عظمت و بزرگی ثابت ہوتی ہے
آپ عالمگیر کی رحلت کے بعد شاہ عالم کے عہد مین گجرات کی صوبہ داری پر
مقرر ہوئے۔ آخر آپنے سنہ ۱۱۲۲ ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاودانی کیطرف
رحلت کی۔ آپکے خلف الصدق عالیجناب فلک انتساب فردوس آرامگاہ حضرت
آصفجاہ بادشاہ دکن ہین۔ آپکا اصلی نام میر قمر الدین فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ بہادر
خطاب ہے و آصف تخلص ہے۔ آپکی ولادت سنہ ۱۰۸۲ ہجری مین ہندوستان مین
واقع ہوئی۔ ولادت کی تاریخ بحساب جمل (نیکبخت) سے برآمد ہوتی ہے۔ آپ کا
نشو و نما آسائش و آرام کے گہوارہ مین ہوا۔ ناز و نعم کیساتہہ آپکی تربیت ہند کی
آب ہوا کی آغوش مین ہوئی۔ نشو و نما کے بعد عقل و شعور کے آغاز مین آپکی تعلیم
و تربیت عرب عجم و ترک و ہند کے علمائے افاضل و فضلائے اکابر سے شروع
ہوئی۔ آپکے والد ماجد عالیجناب میر شہاب الدین المخاطب غازی الدینخان بہادر نے
تعلیم و تربیت کا عمدہ اہتمام کیا تہا۔ اور اخلاق و آداب کی درستی کیلئے برگزیدہ
و پسندیدہ ہوشیار و تجربہ کار عمر رسیدہ اتالیق اور آموزہ متعدد مقرر کئے تہے
خلد مکان عالمگیر بادشاہ بہی آپکے حالات و آثار دیکہہ کے سمجہتا تہا کہ یہہ ہونہار ہے تاکید مزید
کرتا تہا۔ کہ تعلیم علوم کا انتظام عمدہ طرح سے ہونا چاہئے۔ اور حکم کیا کہ میر قمرالدین کو

از احکام البلاد والحکام ۱۲

ہر ہفتہ مین ایکبار سلام و کورنش کیلئے ہمارے پاس بہیجتے رہین۔ چنانچہ فیروز جنگ بہادر
ہمیشہ فراغ تحصیل تک حکم کی تعمیل کرتے رہے۔ جب آپ عالم شباب مین علوم
وفنون کی تحصیل سے فارغ ہوے اور بزرگان سلف کی طرح معقول و منقول و فقہ
و اصول مین ایسی لیاقت و مہارت حاصل کی کہ اقران و امثال سے فائق
ولائق ہوئے۔ تحریر و تقریر مین بے نظیر تہے۔ عربی فارسی و ترکی و ہندی زبان مین
استعداد کامل رکہتے تہے۔ فاضل ادیب و عالم لبیب تہے۔ ہر ایک زبان مین نظم و نثر لکہنے
مین ملکۂ تامہ و مدرکۂ کاملہ رکہتے تہے۔ فتوحات آصفیہ کے مولف نے تعلیم و تربیت
کے محل مین لکہا کہ مولانا احمدیار خان مخاطب بہ ترکی خان آپکے اتالیق تہے
ترکی زبان آپکو سکہلاتے تہے۔ مرآت الصفا کے مولف نے لکہا کہ آپ موزون الطبع
تہے شعرگوئی و شاعری کے آشفتہ تہے۔ مرزا عبد القادر بیدل سے اصلاح کلام فرماتے تہے
ذکاوت و سنجیدگی طبع خداداد تہی جو کچہہ آپکے زبان و قلم سے کلام موزون و مضمون
بلاغت مشحون نکلتا تہا۔ نہایت ہی شستہ و صاف ہوتا تہا۔ اصلاح غیر کا محتاج
نہین ہوتا تہا۔ اس فن کے اساتذہ آپکا لوہا مانتے تہے۔ بجز تحسین و آفرین کچہہ نہین کہتے تہے
واقعی آپکے دو دیوان فارسی ضخیم جو مطبع سرکار آصفیہ مین اعلیحضرت بندگانعالی متعالی کے
حکم سے مطبوع ہوئے مین اُن سے ہمارے معززین مورخین کے کلام کی تصدیق ہوتی ہے
مولف فقیر کے پاس دونون دیوان موجود ہین اُن کے مطالعہ سے محظوظ ہوتا ہون
ناظرین کیلئے بطور نمونہ ہر ایک دیوان سے اشعار انتخاب کرکے گزارش کرتا ہون تاکہ ناظرین
آپکے تبحر علم و مذاق شاعری سے واقف ہو جائین اور اُن کو اسبات کی پوری تصدیق
ہو جائے کہ آپ عالم و حکیم صوفی تہے۔ آپ ابتدا مین شاکر تخلص اشعار مین لکہتے تہے

از خزانۂ عامرہ ۱۲

اس دیوان کے اشعار تقریبًا دو ثلث تصوف و معرفت کے مضامین مین ڈوبے ہوئے ہین
ہر ایک شعر سے وحدت الوجود کے رموز نمایان ہین۔ اور ہر ایک فقرہ سے فقیری
و خاکساری کے کنوز عیان ہین۔ اور بعض اشعار سے اولیاء کرام و اتقیاء عظام سے
ساتھہ آپکی حسن عقیدت و ارادت ثابت ہوتی ہے اور بعض سے نصائح و پند و حکم
و امثال پائی جاتی ہین۔ اور ہمدردی و رحم دلی غربائے بی سروسامان کے ساتھہ
معلوم ہوتی ہے۔ علی ہذا القیاس دوسرے دیوان کے اشعار بھی جسمین آپ صنف تخلص
فرمانے مین مضامین متفرقہ علی الخصوص تصوف کا خزینہ ہے) اور آپنے معشوق حقیقی کے
خط و خال و ابروئے رشک ہلال چشم غیرت غزال و رخسارہ مہ پارہ کی توصیف
و تعریف مین عالم عالم مضامین رنگین گلشن گلشن معانی شیرین سے صفحات کتاب کو
رشک فردوس برین بنا دیا [illegible] استعارات و تشبیہات کے لباس رنگین سے ایسا
آراستہ کیا کہ ارژنگ چین [illegible] دیا۔ آپکے دونو دواوین کی عبارت فارسی سلیس
با محاورہ مثل اہل زبان ہے۔ میرے نزدیک ایک گلستان دگر بوستان ہے۔ مدعیان
این زمانہ میرے کلام پر [illegible] ہے۔ اور کہین گے کہ مولوی صاحب نے تملقًا مبالغہ
کیا ہے۔ واقع مین مبالغہ نہین ہے بغور [illegible] ملاحظہ کرین منصفانہ داد دین۔
آپکے دونو دواوین کی [illegible] سے جو کچھہ لکھا امر بدیہی ہے برہان و دلیل کا محتاج نہین
اب مین یہان سے آپکی حکمرانی و کامرانی و عطیہ سلطانی و تعلق سلاطین تیموریہ
گورگانی و غیرہا کی کیفیت بطور مشتے نمونہ از خروارے گزارش کرتا ہون
تاکہ ناظرین آپکے مجمل حال سے واقف ہو جائین۔ یہان تفصیل و تشریح کا محل
و موقع نہین ہے۔ ہمنے آپکا تفصیلی حال شرح و بسط کے ساتھہ محبوب الوطن

تذکرہ سلاطین دکن کی تیسرے حصہ مین پورے طور سے لکہا ہے جو شائق ہوگا وہان
ملاحظہ کریگا - احوال الخواقین کے مولف نے لکہا کہ آپ خلد مکان عالمگیر کے عہد مین
عالم شباب مین چین قلیچ خان خطاب و منصب پنجہزاری سے سربلند ہوئے - اور بادشاہ
موصوف کے آخر عہد مین بیجاپور کی صوبہ داری پر سرفراز اور شاہ عالم کے زمانہ مین
خانہ وران بہادر خطاب و صوبہ داری اودہ سے ممتاز ہوئے - پہر آپنے چند روز بسبب
ناواقفیت امرائے سلطنت منصب و امارت ترک کرکے درویشی اختیار کی گوشہ عافیت مین
معتکف ہوئے - یہ امر آپنے حکمت عملی و دانائی سے اسلئے اختیار کیا تہا کہ اسوقت
شاہزادگان عالمگیر مین فتنہ و فساد برپا تہا - ہر ایک سلطنت کا مدعی بن رہا تہا - امرا
اغراض نفسانی کے سلاسل مین بندہے ہوئے تہے - کوئی کسیکی نہین سنتا تہا - فتنہ کا
بازار گرم تہا - ایسے ہنگامہ بیجا مین آپ درویشی و گوشہ نشینی اختیار کرنے تو کیا کرتے
آپ گوشہ مین بیٹھہ گئے تاکہ دیکہتے تہے کہ کیا کرنا چاہئے - آپ اگرچہ ظاہر گوشہ نشین
و فقیر لباس بنگئے تہے - لیکن منتظر تہے کہ اونٹ کروٹ بدلے - پہر آپ جہاندار شاہ
کے اصرار سے گوشہ ترک کرکے حضور مین آئے - اصلی منصب خطاب سے سرفراز ہوئے
اور محمد فرخ سیر کے سنہ جلوس کے ابتدا مین فتح جنگ نظام الملک بہادر خطاب ہفت ہزاری
منصب صوبہ داری دکن سے سربلند ہوئے - چند روز کے بعد دکن کی صوبہ داری
امیر الامرا سید حسین علیخان کے تفویض ہوئی - آپ دار الخلافہ مین پہنچے - مراد آباد کی
حکومت پر مقرر ہوئے - پہر آپنے رفیع الدرجات کے عہد مین مالوہ کی صوبہ داری کی
آخر آپ نے امرائے حضور سے نفاق و کینہ کی بو و نحوست شامت سے حسوس کی بیدل
و پریشان ہوئے - اور دل مین عزم بالجزم کیا کہ ملک دکن کو جو ایک قطعہ زرخیز ہے -

اور امرائے حضور کی باہمی ناموافقت کی وجہ سے ملک زرخیز مین غنیم مرہٹہ کی مداخلت
ہوجائیگی۔ ایسا زرخیز ملک ہمارے اہل اسلام کے دست قدرت سے چلا جائیگا تسخیر کرنا چاہیے
تاکہ اسلام کے قبضہ مین رہے۔ بناءً علیہ آپ سنہ گیارہ سے تیئیس ۲۳ ہجری مین مالوہ سے
دکن کی طرف متوجہ ہوئے۔ دریا سے عبور کرکے اولاً قلعہ آسیر پر پہنچے۔ اُسوقت سید
طالب علیخان سادات بارہ سے قلعدار تھا۔ آپنے قلعہ کو سید موصوف سے صلحاً
مسخر کیا۔ کشت وخون کی نوبت نہ آئی۔ اُسیطرح شہر برہانپور کو محمد انور خان صوبہ دار
سے تسخیر فرمایا۔ دونون مقامون سے بیشمار زروسامان رسد بدست ہوا۔ پھر تیرہ تاریخ
ماہ شعبان سنہ مذکورہ مین آپنے سید دلاور علیخان برادرزادہ حسین علیخان امیرالامرا سے
جو آپ سے محاربہ کے لئے بترغیب سادات بارہ دارالخلافہ سے مقرر ہوکے آیا تھا موضع
حسن پور علاقہ سرکار ہنڈیہ مین قتال وجدال کے بعد فیروزی وکامیابی پائی۔ دلاور علیخان
مقتول ہوا۔ سادات بارہ کی فوج درہم برہم ہوگئی۔ آپنے کامیابی کے بعد بلدہ برہانپور
مین مراجعت کی۔ پھر چھٹی تاریخ ماہ شوال سنہ مذکورہ مین سید عالم علیخان برادرزادہ
امیرالامرا حسین علیخان سے جو صوبہ دکن کا نائب تھا۔ بالاپور ضلع برار کے اطراف مین
سخت معرکہ ہوا۔ بفضل خدا اس معرکہ مین بھی آپکو فتح وفیروزی حاصل ہوئی۔ اور
عالم علیخان مقتول ہوا۔ سادات بارہ کا طبقہ درہم برہم ہوگیا۔ ان کے اقبال مین
زوال آیا۔ انہین ایام مین اعتماد الدولہ محمد امین خان جو سادات کے بعد محمد شاہ بادشاہ کا
وزیر ہوا تھا فوت ہوا۔ سنہ ۱۱۳۳ ہجری مین آپ حضور مین بلائے گئے۔ آپ حسب الطلب
دارالخلافہ مین پہنچے۔ پانچوین تاریخ ماہ جمادی الاول سنہ مذکورہ مین خلعت وزارت سے
ممتاز ہوئے۔ حاسدین رشک حسد کی آگ سے جلنے لگے۔ اور آپ جو انتظام کرنا چاہتے

اُسکے مخالف ہوئے تھے اور بادشاہ کو غیر واقع سمجھا کے آپکے نسبت بدگمان کرتے تھے
بعض نے رشک سے وزارت سست تاریخ کہی - آپنے سنتے ہی فی البدیہہ جواب مین
تاریخ شدہ کہا کہ وزارتم بتحمل - انہین ایام مین معزالدولہ حیدرقلیخان اسفرائینی
ناظم گجرات نے بغاوت اختیار کی - فردوس آرامگاہ محمد شاہ نے صوبہ داری گجرات
و مالوہ کو وزارت و امارت دکن کا ضمیمہ کرکے آپ کو سرفراز فرمایا - اور حیدرقلیخان کا
مہم آپکے سپرد کیا - آپ حسب الحکم فی الفور جہابودہ قریب گجرات مین پہنچ گئے -
حیدرقلیخان مقابلہ کی تاب نہ لاکے مجنون بنگیا مقابل نہین ہوا - پھر آپ اپنے
عم بزرگوار حامد خان بہادر کو نیابتاً صوبہ داری گجرات پر مقرر کرکے صوبہ مالوہ مین
آئے - مالوہ کی صوبہ داری پر عظیم اللہ خان بہادر اپنے پھوپوزاد بھائی کو نیابتاً معین کرکے
دارالخلافہ مین مراجعت کی - بادشاہی امرا آپکی وزارت کے مخالف تھے - لہذا بادشاہ کو
خلاف واقع سمجھا کے ورغلایا اور آپکے جانب سے بدگمان کیا - بادشاہ نے دکن کی
صوبہ داری آپ سے تغیر کرکے مبارز خان ناظم حیدرآباد کے تفویض کی - اسوقت
آپنے حضور مین عرض کیا کہ دارالخلافہ کی آب ہوا میری مزاج کے مخالف ہے - اور
مرادآباد کی ہوا موافق ہے - مرادآباد جانیکی رخصت عطا کیجیے - آپ کی درخواست
حضور مین منظور ہوئی - آپ سرعت و عجلت کے ساتھ دکن کے طرف روانہ ہوئے
تھوڑی مدت مین دکن پہنچ گئے - ۱۱۳۷ھ ہجری محرم کی تیسری تاریخ مقام شکرکھیڑہ
برار مین مبارز خان صوبہ دار دکن سے مقاتلہ و مقابلہ ہوا - مبارز خان مع فرزندان
مقتول ہوا - تمام ملک دکن آپکے قبضہ اقتدار مین آگیا کوئی مانع و مزاحم نہین رہا
بادشاہ نے اس خبر کے سنتے ہی صوبہ گجرات پر مبارزالملک سربلند خان تونی -

اور صوبہ مالوہ پر گردہر بہادر کو مقرر فرمایا۔ پہر چند ایام کے بعد فردوس آرامگاہ محمد شاہ
آپ کی دلجوئی و دلداری کرنے لگے۔ ۱۱۳۸ھ گیارہ سو اڑتیس ہجری مین آصفجاہ خطاب سے
سرفراز فرمایا۔ پہر ۱۱۵۰ھ ہجری مین دوبارہ بمبالغہ تمام دارالخلافہ مین بلایا۔ آپ حسب الطلب
نواب نظام الدولہ ناصر جنگ خلف الصدق کو نیابتاً دکن مین مقرر کرکے بادشاہ کے
حضور مین روانہ ہوے۔ آخر ربیع الاول سنہ مذکورہ مین دارالخلافہ مین داخل ہوے
دو مہینے کے بعد بادشاہ نے آپ کو غنیم کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا۔ اور اکبرآباد و مالوہ
کی صوبہ داری عطا کی۔ آپ اکبرآباد آئے محی الدین قلیخان کو جو سعد اللہ خان
وزیر کے بہائی اور آپ کے قرابتداروں سے تہے۔ اکبرآباد کی صوبہ داری پر نیابتاً مقرر فرمایا
اور آپ عازم مالوہ ہوئے۔ رستہ مین دریائے چنبل کے کنارے بہت تکلیف سہنی پڑی
پائین اکبرآباد دریائے جمنا سے عبور کرکے مشرقی جانب روانہ ہوئے۔ اٹاوہ ہوتے ہوے
پائین کالپی دوبارہ دریائے جمنا سے گذر کے ملک بوندیلہ مین آئے۔ بوندیلہ کا
راجہ مع جمعیت ہمرکاب ہوا۔ منازل طی کرتے ہوئے بہوپال مین پہنچے۔ باجی راو
مرہٹہ با فواج سنگین دکن سے برآمد ہوا۔ ماہ رمضان سنہ مذکورہ مین بہوپال کے
اطراف مین باہم جنگ جدل کی آگ مشتعل ہوئی۔ طرفین مقابلہ مین برابر ہم پلہ
تہے کسیکی شکست و کشائش نہین تہی۔ کہ نادرشاہ کی آمد آمد کی خبر گرم ہوئی۔
آپ نے ایسے وقت مین صلح کو جنگ پر ترجیح دی باہم عہد صلح کرکے دارالخلافہ
مراجعت کی۔ نادرشاہ سے معرکہ ہونیکے بعد آپ ہی کے توسل سے باہم صلح ہوئی
بہ نسبت امرائے دیگر بادشاہ نے آپ کے ساتہہ بہت حسن سلوک فرمایا۔ آپ کی
بزرگی و دانائی کی تحسین کی۔ دہلی کا قتل عام آپ ہی کی عذرخواہی و سفارش سے

معاف ہوا - امیر الامرا صمصام الدولہ خاندوران کے مقتول ہونیکے بعد امیر الامرائی
کا منصب آپکے دیگر مناصب کا ضمیمہ ہوا -

اُنہین ایام مین نواب نظام الدولہ ناصر جنگ نے مفسدین کے ورغلانے سے خلاف
و بغاوت کا راستہ اختیار کیا - آپ حضور بادشاہ سے رخصت لیکر فرزند دلبند کی
اصلاح کے لئے سنہ ۱۱۵۳ ہجری مین وارد دکن ہوئے - بیسوین تاریخ جمادی الاول سنہ ۱۱۵۴ ہجری
مین اورنگ آباد کے اطراف مغربی جانب پدر و پسر کے فیما بین جنگ واقع ہوا -
نظام الدولہ زخمی ہوکے پدر مہربان کے ہاتھہ آیا - پند و نصائح کے بعد قصور معاف
کیا - سنہ ۱۱۵۶ ہجری مین کرناٹک کی تسخیر کا عزم بالجزم کیا - اول ترچناپلی کے قلعہ پر
محاصرہ کرکے فتح کیا - اور ملک رکاٹ کو قوم نوائط سے مسخر فرمایا - سنہ ۱۱۵۷ ہجری مین
قلعہ بالکنڈہ علاقہ حیدرآباد پر محاصرہ کرکے مقرب خان دکنی کے ہاتھہ سے مسخر کیا
آخر سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین برہانپور مین آئے - بیمار تھے سنہ مذکورہ مین فردوس برین روانہ ہوئے
نعش مبارک کو برہانپور سے روضہ خلدآباد مین لاکے حضرت شاہ برہان الدین غریب
کے پائین قبر دفن کئے - یزار و یتبرک - آپکا سالانہ عرس ہوتا ہے - فقرا و مشایخ کو
طعام دیا جاتا ہے - اسی سال محمد شاہ بادشاہ و اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر
نے عالم بقا کو رحلت کی - میر غلام علی آزاد بلگرامی نے تاریخ موزون کی[۱]

سہ رکن مملکت ہند از جہان رفتند — فنا رحیف سہ دُر یگانہ از کف دہر
برائے رحلت این ہر سہ یافتم تاریخ — نماند شاہ زمان و وزیر آصف دہر

آپ دولت تیموریہ کے اعاظم امرا سے تھے - عالمگیر کے تربیت یافتہ - عالمگیر کے
زمانہ سے محمد شاہ کے آخر زمانہ تک بارث وزارت کی صدارت پر صدر نشین رہے

[۱] از سرو آزاد بلگرامی ۱۲ [۲] از تاریخ تحفۃ الخواتین ۱۲

تقریباً تیس برس تک شش صوبجات دکن کی حکومت پر حکمران رہے۔ محمد شاہی دربار مین
اکثر امرا آپکے قرابتدار تھے۔ تمام آپکی خدمت مین نیازمندانہ تسلیم بجالاتے تھے۔ دربار شاہی
مین عقیل و فہیم و متین باوقار و تمکین اگر تھے تو آپ ہی تھے۔ آپکا نظیر کوئی نہین تھا
اکثر امرا آپ سے رشک حسد کرتے تھے۔ آپ ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے
دوست و دشمن کے ساتھ ہمدردی مساعدت کرنے مین کوتاہی نہین فرماتے تھے۔
علما و صلحا و فقرا کی بہت ہی تعظیم و توقیر کرتے تھے۔ ہر ایک آپکے عطیہ عام سے بقدر قسمت
پاتا تھا۔ عرب و عجم و ماوراء النہر و خراسان و سمرقند و بخارا و ہندوستان سے آپکی
خدمت مین آتے تھے۔ آپکے خوان کرم سے سیراب تازہ ہوتے تھے۔

آپکے یادگارون مین متعدد عمارات ہین۔ برہانپور کی شہرپناہ جو آپنے سنہ ۱۱۴۱ ہجری
مین تیار کی۔ دوم اورنگ آباد کی آبادی۔ مسجد و کاروان سرا و دولتخانہ۔ وہان تعمیرہا
و تعمیر کیا کہ رب اجعل هذا بلدا آمنا سے تاریخ ختم تعمیر و آبادی برآمد ہوتی ہے
یعنی ۱۱۴۲ ہجری۔ سوم حیدرآباد کی شہرپناہ کی تکمیل کی۔ چہارم نہر رسول کی نہر
جو شہر کے زمانہ سے جاری تھی از سر نو اسکی ترمیم و تعمیر کرائی۔ بعض مورخین نے
لکھا کہ آپنے شہر کی نہر کے سوا علیحدہ ایک نہر تعمیر کی۔

فہرست امراء آصفجاہی جو دہلی سے دکن مین ہمرکاب آئے ہین

معز الدولہ صلابت جنگ شہاب جانباز خان عم آصفجاہ۔ نصیر الدولہ عبدالرحیم خان عم دوم
عوض خان نصیر الدولہ قسورہ جنگ شوہر عمہ آصفجاہ۔ رعایت خان ظہیر الدولہ
برادر محمد امین خان اعتماد الدولہ وزیر محمد شاہ۔ متوسل خان رستم جنگ بہادر داماد آصفجاہ

از تاریخ فتحیہ ۱۲

ہدایت محی الدین مظفر جنگ آصفجاہ بہادر اول - قادرداد خان عرف شیخ نوراللہ انصاری
حرز اسد خان نبیرہ سعد اللہ خان وزیر برادر علائی متوسلخان - طالب محی الدینخان
نبیرہ سعد اللہ خان وزیر برادر متوسل خان - حسن محی الدین بن محی الدینخان
حفیظ الدینخان - و محمد سعید خان پسران عنایت خان نبیرہ لطف اسد خان مرحوم
محتشم خان بہادر حشمت اسد خان - ارادت خان بن میر ہدایت اللہ خان
ہدایت اسد خان - میر حافظ خان بن ہدایت اسد خان - خدا بندہ خان نبیرہ
شائستہ خان امیرالامرا - محمد عنایت خان - رحیم اسد خان بن عنایت خان
عزیز بیگ خان - خواجہ عبداللہ خان - خواجہ سعد الدین - احمد خان مرزا مہدی
شیخ عاقل خان کنبوہ - محمد انور خان - میر مرزا خان - میر سیف الدینخان - مرزا
میر اسمعیل المخاطب میر مساور خان - برقنداز خان - میر زنجید دیوان - مرزا محمد
حکیم عبدالحسین خان - صف شکن خان مجاہد جنگ - میر اعظم ارادت خان
ہاشم قلیخان عرف میر محمد ہاشم جرأت تخلص - شیخ محمد انور مرادآبادی - محمد عاقل خان
عاقل تخلص - محمد امین خان متخلص مطلع - حکیم محمد امین الدین اصفہانی
حکیم محمد جعفر شیرازی - حکیم محمد اصفہانی - حکیم جعفر ثانی - حکیم محمد نجابت -
محمد نجابت - مرحمت خان بن امیر خان - طالب علیخان - حکیم محمد تقی خان
رحیم خان مغل رفیق قدیم - فتح اسد خان بہادر عالمگیری - شہاب خان برادرزادہ
فتح اسد خان - راو رنبھا بنالکر - سید جمال خان بن قسور جنگ - شیخ ابوالخیر خان
محمد غیاث خان بہادر - علی اکبر خان - فدوی خان - سیادت خان - ریاست خان
اسد اللہ خان بن عمدۃ الملک میر خان - عنایت اسد خان - اسمعیل خان خویشگی

کنور رجا نچند بہادر بن راجہ ستر سال - خواجم قلیخان - بہادر دلخان قلماق - راجہ گوپال سنگہ - ہمت یار خان - بایزید خان - منور خان خویشگی - ترکتاز خان باجیراو - راجہ ساہو - سید غضنفر علیخان - رائے سلطانجی نبالکر - عبدالمجید خان عبداللہ خان - طاہر خان - عطایار خان - محمد یوسف خان تورانی مولف تاریخ فتحیہ عبدالفتاح خان - عبدالعزیز خان - میر عبدالرزاق خان - میر صفی اللہ خان میر شمس الدین خان - لشکر خان - سید شریف - + مین نے ان تمام امرا کے حالات چوتھی جلد محبوب الجمن تذکرہ امرائے دکن مین لکھے ہین -

مشائخ وقت معاصر آصفجاہ مرحوم

شاہ نظام الدین اورنگ آبادی - میان شیخن - شاہ محمود نقشبندیہ - شاہ سلیمان شاہ نوراللہ - شاہ محمد علی - میر محمد ماہ - غلام حسن قادری - شاہ یونس درویش سید شاہ علی - میان بابجہد - شاہ محرم وغیرہم قدس سرہم اجمعین -

آپ کی اولاد

شش پسر - پنج دختر - کل (۱۱)

محمد پناہ المخاطب بہ غازی الدینخان فیروز جنگ ثانی - میر احمد المخاطب نظام الدولہ ناصر جنگ - میر محمد خان المخاطب صلابت جنگ - میر نظام علیخان اسد جنگ خواجہ شریف خان بہادر بسالت جنگ - میر مغل علیخان بہادر - دختر اول مسمی خیر النسا بیگم منکوحہ متوسل خان - دوم منسوب با خلاص خان بن عبداللہ خان سوم با میر ابراہیم خان بن میر کلان خان قلعدار بیدر -

ناصر جنگ کی دو ہمشیرہ حقیقی کی نسبت کس سے ہوئی - معلوم نہین ہوا -

انتظام مملکت

آپ جب دکن مین دلاور علیخان و عالم علیخان و مبارز خان کے مقابلہ و مقاتلہ سے فارغ ہوئے۔ تب انتظام مملکت کے طرف متوجہ ہوئے۔ اُسوقت دکن کے تمام بلاد وقصبات و دیہات مین محمد شاہی امرا و افاغنہ کرنول و شاہنور۔ و بدنور و کڑپا وغیرہا بلاد مذکورہ پر قابض و متصرف تھے۔ مالکانہ تصرف کرتے تھے۔ اگرچہ اونکو ملکات سے دیہات وقصبات بصیغہ جاگیرین دئے گئے۔ لیکن وے اُسکو جاگیر التمغا یعنی جاگیر نسلاً بعد نسل تصور کرتے تھے۔ اور بادشاہ کو سالانہ بطور پیشکش و ندرانہ کسیقدر رقم بہیجدیتے تہے۔ اور امرا و وزرا کو بہی تحائف و ندرانہ معقول دیکے فراغت سے من بہاے حکمرانی کرتے تہے۔ بیچارہ رعایا اُن کے تابع و مطیع تہی۔ رعایاء مظلوم کی داد رسی و فریاد رسی کی کوئی سبیل نہین تہی۔ افاغنہ سیاہ و سفید کے مالک تہے۔ آپکو باوجود کامیابی دکن مین امرائے بادشاہی و افاغنہ مرفوع القلم کا تابع کرنا دکن کے معرکون سے زیادہ مشکل مسئلہ تہا۔ آپنے دانائی و حکمت عملی و بردباری کا طریقہ اختیار کیا۔ ہر ایک فرد امرائے افاغنہ کے ساتہہ خوش خلقی و حسن لطف سے پیش آتے تہے۔ اور اُنکی دلجوئی و دلداری مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین فرماتے تہے۔ اور اُن کے خواہش کے موافق کار بند ہوتے تہے۔ اور آپ ہر ایک سے یہی فرماتے تہے کہ اے برادران من! مین نے ملک دکن جو زرخیز ہے اس غرض سے تصرف مین لیا۔ کہ اہل اسلام کے ہاتہہ سے غنیم مرہٹہ کے تصرف مین نجائے۔ آپ خوب جانتے ہین کہ امرائے بادشاہی اغراض نفسانی کے شکنجہ مین مبتلا ہین۔ اور حضرت بادشاہ عیش و عشرت مین مصروف ہین۔ علاوہ اسکے امرائے دربار مین باہم اتفاق نہین۔ نفاق کا بازار گرم ہے۔ افاغنہ و امرائے بادشاہی

آپ کی جادو بیانی سے مسخر ہوئے۔ اور آپ کے مطیع و معین ہوئے۔ جو نذرانہ و پیشکش بادشاہ کو دیتے تھے۔ آپکی خدمت مین پیش کرنے لگے۔ آپ بہی ہر ایک کو بحسب منصب خلعت و انعام و خطاب عطا کرتے تھے۔

کرنول و کڑپہ کے افاغنہ اولاً آپ کی اطاعت سے انکار کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہم اور آصفجاہ ایک ہی بادشاہ کے ملازم ہین۔ ہم باہم مساوی درجہ مین۔ ہان ہم اس شرط پر اطاعت کرین گے۔ اور آصفجاہ کے معین و مددگار رہون گے۔ کہ آصفجاہ ہم سے مساوی طریق سے ملین۔ اور ملاقات کیوقت ہمارا استقبال کرین۔ اور ہم کسیقدر جہکے سلام کرین گے۔ اور دربار مین بازو مین بیٹہین گے۔ آپنے افاغنہ کی تمام شرائط قبول کین۔ اور اونکو اطاعت کے دائرہ مین لیا۔ افاغنہ نہایت خوشی سے مطیع و فرمان بردار ہوئے۔

اسیطرح[۱] مچہلی بندر کے صوبہ دار خواجہ عبداللہ خان و خواجہ رحمت اللہ خان دونون بہائی بہی آپ کے حسن اخلاق و اشفاق دیکہکے صلحاً تابع ہوگئے۔ تخمیناً ایک کرور زر نذرانہ و پیشکش دیا۔ آپ خواجگان عالی شان سے بہت ہی خوش ہوئے۔ اور خلعت فاخرہ و انعام وافرہ و جاگیر معقول سے سرفراز فرمایا۔ اور اپنے خاندان کی ایک دختر نیک اختر سے شادی کردی۔ خواجگان تابہ زندگی آپکے مطیع و تابع رہے۔ اور خدمات جلیلہ پر فائزالمرام ہوتے رہے۔ چوک کی مسجد خواجہ صاحب کی یادگار ہے۔ مین نے خواجگان عالیشان کا حال محبوب انجمن تذکرہ امرائے دکن مین مفصل لکہا ہے۔

علیٰ ہذالقیاس جب آپ دورہ مین نکلے۔ شانور پہنچے۔ وہان عبدالمجید خان میانہ حکمران تہا۔ آپ بیرون بلدہ میدان پر فضا مین فروکش ہوئے۔ آپکے ہمراہ

[۱] احکام سلام ابلاہ ۱۳

جمعیت پیادگان و سواران ایکہزار سے زاید تہے - علاوہ این نقبا و چوبداران و خدم و حشم بہی تہے - آپنے خانصاحب کو یاد فرمایا - خانصاحب غرور و رعونت مین ڈوبے ہوئے تہے - ملاقات کے آنے مین پس و پیش کرنے لگے - لیکن آپکی لطف و مدارات جادو کا اثر کرتی تہی ملنے کیلئے راضی ہوا - اور کہا مین آصفجاہ سے اس شرط پر ملونگا کہ انکا صاحبزادہ میرے لینے کے لئے آئے - اور عند الملاقات آصفجاہ میرا استقبال کرین - آپنے خانصاحب کی درخواست قبول کی - فی الفور ناصر جنگ کو مع جمعیت سواران و پیادگان خانصاحب کے پاس بہیجا - خانصاحب خوشی کے مارے پہولے کہ جامہ مین نہ سمائے - ناصر جنگ کے ہمراہ آپکی خدمت مین آئے - آپنے نہایت خندہ پیشانی سے چند قدم استقبال کرکے خانصاحب سے معانقہ و مصافحہ کیا - خانصاحب آپکی مدارات و خاطرداری سے ممنون و مشکور ہوئے - اور اپنی غلط فہمی کی معافی چاہی - اور پیشکش نذرانہ پیش کیا - آپنے نہایت ہی مہربانی کے ساتھ منظور فرمایا - اور خانصاحب کو خلعت و جاگیر و منصب پر بدستور سابق بحال کیا اسیطرح آپنے آہستہ آہستہ کل سے تمام امرائے بادشاہی و نانکیدار و راجگان و نایکان کو مسخر فرمایا - آپکے مزاج مین تحمل و رحم زیادہ تہا - تالیف قلوب لطف و مدارات سے کام لیتے تہے - اور سرکاری امور مین عجلت نہین فرماتے تہے -

مالگزاری کا انتظام

جب آپ ملک کی کشائش و امرائے محمد شاہی کی تسخیر سے فارغ ہوئے - تب زمین مزروعہ و غیر مزروعہ و محاصل کی کمی بیشی کے طرف رجوع ہوئے - دکن مین زمین کی پیمایش و غلہ کی تقسیم کا کوئی دستور العمل و قانون مقرر نہین تہا - ایک جوڑی بیل کی زراعت پر

تہوڑا سا محصول مقرر کر لیتے تہے۔ پرگنات و بلاد مین مختلف طور سے لیا جاتا تہا
غلہ کی آمدنی کی کمی و بیشی کی کچہہ باز پرس نہین ہوتی تہی۔ اور سلاطین چغتائی
و راجگان دکن کے فیما بین معارکے و محاربے ہونیکی وجہ سے دکن کے اکثر پرگنات
و دیہات ویران و خراب ہوگئے تہے۔ بے چراغ و بے مکین پڑے ہوئے تہے۔ رعایائے
مالگزار فرار ہوگئی تہی۔ کوئی زمیندار وطن کیطرف رخ نہین کرتا تہا۔ روز بروز ویرانی
بڑہتی جاتی تہی۔ مرشد قلیخان صوبہ دکن عالمگیری نے جو سیاق دان ہوشیار و متصدی
پیشہ تہا دکن مین تودرمل کی طرح ایک دستور العمل مرتب کیا۔ ملک کی آبادی مین
کوشش کرنے لگا۔ ہر ایک ضلع مین امنائے فہمیدہ و متدین مقرر کئے۔ اور زمین
کی پیمائش شروع کی۔ زمین پیمائش شدہ کو رقبہ کے نام سے ملقب کیا۔ اور زمین کو
دو حصون پر تقسیم کیا۔ ایک قابل زراعت دوم غیر قابل یعنے زمین کوہ و بیابان۔
ہر ایک گانو و پرگنہ مین پٹیل مقرر کیا۔ جس مقام مین اصلی مقدم سابق سے
وارث ہوتے تہے تو انکو بحال کرتا تہا۔ اور جہان مقدم قدیم مفقود الخبر ہو تو
وہان متدین شخص کو جدید مقدم کرتا تہا۔ اور زمینداروں کی تالیف قلوب
مین ہمہ تن مصروف رہتا تہا۔ زمینداران نادار کی بیلون اور با یحتاج زراعت
سے بطریق تقاوی اعانت و امداد کرتا تہا۔ اور موسم فصل پر مقدم کے
ذریعہ سے قسط قسط وصول کرتا تہا۔

محصول کے وصول کے طریقے

محاصل کے وصول کے تین طریقہ تہے ایک یہہ غلہ کا تودہ تخمینہ کرکے۔ ثلث یا نصف
لیتے تہے۔ یا ثلث و نصف غلہ کی قیمت اندازہ کرکے وصول کرتے تہے۔

دوسرا یہہ تہا غلہ کی تقسیم یعنی بٹائی تین قسم پر تہی - اولاً جو غلہ بارش کے پانی سے
پیدا ہوا ہو اوس سے نصف لیا جاتا تہا - ثانیاً جو غلہ کوئین و باولی کے پانی سے پیدا
ہوا وسمین سے ثلث لیا جاتا تہا - اور غلہ کے سوا جو چیز مثلاً انگور و انجیر و نیشکر و خشخاش
و ہلدی و زیرہ وغیرہا پیدا ہو اوسکا نوان حصہ لیا جاتا تہا - مولف فتحیہ نے لکہا کہ نوین
حصہ سے چوتہی تک لیتے تہے - ثالثاً جو چیز ندی و نل و چشمہ کے پانی سے پیدا ہو اوسکا
قاعدہ مقامات کے لحاظ سے نوان حصہ یا اوس سے کم و بیش مقرر کیا جاتا تہا -
تیسرا طریقہ علیجات و بقولات کے ہر ایک جنس سے ربع لیا جاتا تہا - مزروعہ کا مقدار
نرخ مشخص کرکے فی بیگہ دستور العمل مقرر کیا تہا - بیجاس کے بعد ہر ایک جنس سے
مختلف طور پر محصول لیا جاتا تہا - یہہ قاعدہ دکن کے تین چار صوبجات مین جاری
ہوا تہا - اسکو مرشد قلیخان کا دہارہ کہتے تہے

اعلیحضرت آصفجاہ قدس سرہ کے

عہد[۱] سلطنت مہد مین بموجب دہارہ مرشد قلیخان عمل درآمد رہا - بعد مین مختلف طریقے
رہے - اکثر تعلقدارون کو ایک ضلع بالمقطع دیا جاتا تہا - تعلقدار سے ایک معتدبہ رقم
سالانہ مقرر کی جاتی تہی - علاوہ این سالانہ پیشکش و نذرانہ حسب توقع و مقتضائے
وقت لیا جاتا تہا - تعلقدار ضلع کے سفید و سیاہ کا مالک مختار ہوتا تہا - جسقدر
چاہتا تہا رعایا سے وصول کرلیتا تہا - اسوجہ سے رعایا تنگ حال رہتی تہی - اکثر
زمیندار تعلقدارون کی سختی و بیرحمی سے جلاوطن ہو جاتے تہے - دیہات و مواضع
ویران و بیچراغ پڑے رہتے تہے - سرکاری محاصل پر نقصان پہنچتا تہا - کوئی
اس نقصان کیطرف توجہ نہین کرتا تہا - جاگیرات مین بہی اس قسم کی بدانتظامی

[۱] از روزنامچہ آصفی مولفہ لچہمی نراین ۱۲

رہتی تہی۔ جاگیرداروں کے نائب جو چاہتے تہے کرتے تہے۔ رعایا کے لئے کوئی قانون و دستور العمل نہین تہا جسکی پابندی ہو۔ اسیطرح سے عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر مرحوم اول کے زمانہ وزارت تک پریشانی رہی۔ پہر عالیجناب نے از سرنو پیمایش کرائی۔ خراج و محاصل کے قوانین و دستور العمل مرتب کرائے۔ بالمقطع دینا بالکلیہ موقوف کیا۔ سرکار انگلشیہ کی طرح زمینداروں کو قول و پیمان سے زمین دینے لگے اور محاصل واجبی مقرر کئے۔ تاکہ کسیکو موقع شکایت نرہے۔ مین نے عالیجناب مدار المہام کی سوانح عمری تفصیل کے ساتہہ محبوب انجمن تذکرہ وزراء دکن مین لکہی ہے۔ یہان اسکا موقع و محل نہین ہے صرف بطور نمونہ لکہدیا۔ میرے پاس تین روزنامچے بطور گزیٹیر ایک اورنگ آباد۔ دوسرا بیدر۔ تیسرا برار موجود تہے۔ انمین محاصل زمین کی کیفیت شرح تمام مرقوم تہی۔ افسوس صد افسوس وہ تینون روزنامچے میرے کتب خانہ نوادر کے ساتہہ موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب و نذر سیلاب ہوگئے۔

فہرست خدمات مفوضہ خانساماں یعنی دیوان خانگی

۱	۲	۳
تقرری اہل خدمات شاگرد پیشہ	جواب محاسبات و چوہرست مطالبات	دستور کارخانجات و خزانہ
۴	۵	۶
فرمائش حضور	تصفیہ کرایہ و اجرت	ضبط محصول باغات و کرایہ دکاکین و جلیبہا
۷	۸	۹
جواب التماس متصدیان کارخانجات	افراد عرض کارخانجات	دستک انعام
۱۰	۱۱	۱۲
روزنامچہ صوبجات و روزنامچہ کاب	دستخط بر عرائض	تمسکات مال ضامنی شاگرد پیشہ و متصدیان
۱۳	۱۴	۱۵
تصدیقات حاضری داروغہ و اسناد و شرف تحویلداران	عرض کارخانجات	تشخیص قیمت جنس پیشکش
۱۶	۱۷	۱۸
نذر خیرات و سوغات	تصدیق انعام جنسی و انعام بصاحب رسالہ تعلقدار	جانورونکا یومیہ خوراک مقرر کرنا۔

۲۱	۲۰	۱۹
بادشاہ زادونکی شادی کا انتظام واہتمام	دستکات اجناس ستعار جو کارخانہ سے دیتے ہین	باربرداری کارخانجات کو تقسیم کرنا۔
ضبط اموال بالتعلق خانسامان	طلوا میر تحصیل محاسبات بخشیان بدفتر خانسامان	دستک راتبہ طعام بہ نسبت کمی واضافہ بدفتر خانسامان
سرانجام کارخانجات	تعین مقامات دواب	طرح عمارات
		نرخ اجناس

خدمات مفوضہ میر آتش متعلقہ توپخانہ

جماعت امیدواران بندگی از ہر کہ اسپ بکار آید وسقطی شود وبرائے ہر کہ اضافہ باید گرفت بنادہ نماید۔ پیش کند	بہ قنداران تیراندازی ودستخط چہرہ ملاحظہ کند
دستک داغ وتصحیحہ چوکی برقنداران از دفتر میر آتش نوشتہ شود	دستک متصدیان و توپخانہ وافواج وصوبجات و متصدیان داغ تصحیحہ از دفتر میر آتش نوشتہ شود
مطالبہ عرضی عرض کند	دستک تنخواہ اجناس توپخانہ وافواج وقلعجات بمہر میر آتش
سوال تنخواہ حاضری ودیگر مقدمات بدستخط میر آتش	روزنامچہ داغ تصحیحہ بدفتر میر آتش

آپ نے دارالخلافہ مین وزارت کے بعد انتظامات ذیل محمد شاہ بادشاہ کی خدمت مین خیر خواہانہ عرض کئے

حاسدین نے بادشاہ کو آپکے جانب سے بدگمان کیا۔ وہ انتظامات خارج مین موجود ہونے نہین پائے

آپ دل مین کشیدہ و رنجیدہ ہوئے ۔ اسی قسم کے اسباب ہان یعنی دربار شاہی
سے نکلنے کے مہیّا ہوئے ۔

تفصیل انتظامات

اول ۔ محال خالصہ کا اجارہ موقوف کرنا چاہئیے ۔ اس لئے کہ اجارہ و مقطع
ملک کی خرابی و تباہی کا باعث ہے ۔

دوم ۔ رشوت جو نامزد پیشکش ہے اوسکو موقوف کرنا چاہئیے ۔ اسطرح سے
لینا بادشاہون کی شان کے خلاف ہے ۔

سوم ۔ جزیہ ہنود پر بدستور مثل زمانہ خلد مکان عالمگیر جاری رکھنا چاہئیے

چہارم ۔ عرض کیا کہ ہمایون بادشاہ شیرشاہ کی وجہ سے ایران گیا تہا ۔ اور شاہ ایران
نے اعانت کی تہی ۔ فی الحال افاغنہ ایران پر حملہ کر رہے ہین ۔ اسوقت اگر شاہ ایران
کی اعانت کی جائے تو آیندہ تیموریہ خاندان کی نیک نامی ہمیشہ تک باقی رہیگی
محمد شاہ نے فرمایا کسکو روانہ کرون ۔ آپنے فرمایا آپ جسکو تجویز کرین وہ حکم کی
تعمیل کریگا ۔ ورنہ اس خانہ زاد کو تجویز کرین بدل و جان کوشش کرے گا ۔

ایضاً

آصفجاہ مرحوم نے سنہ ۱۱۳۵ ہجری مین دکن کا پورے طور سے بندوبست کیا ۔ اور رعایا
کو زمینداران مفسد و مقدمان ظالم و نایکان سرکش کے شکنجۂ ظلم سے رہا کیا ۔
تمام سرکشون کو مطیع و مسخر کر دیا ۔ اور واکنکیرہ و پرگنات گدوال و سرکار الگندل وغیرہا
کے راستون و جہاڑیون کو رہزنون کی تاخت و تاراج سے پاک و صاف کیا ۔ کوئی
راہزن باقی نہین چہوڑا ۔ آپ کے اہتمام سے تمام راستے جاری ہوئے ۔ مسافرین تجار کو

از منتخب ۱۲ ؎ از خافیخان جلد دوم ۹۴۷ صفحہ ۱۲

امن وآرام ملا۔ فراغت سے آمدورفت کرتے تھے۔ کسیکا مال و اسباب تاراج وغارت نہین ہوتا تھا
نہ کسیکی جان ہلاک ہوتی تھی۔ تمام رعایا آپ کے عدل و انصاف سے خوش تھے۔

ایضاً

سادات بارہ نے مرہٹہ کو دکن کے محاصل سے چوتھہ کی سند عطا کی تھی۔ اور جاگیردار چوتھہ سے
مستثنیٰ تھے۔ لیکن مرہٹہ کے گماشتے جاگیرداروں سے بھی ظلماً چوتھہ لیتے تھے۔ اور
علاوہ چوتھہ فی صدی دس روپیہ حق دیسکھی بھی رعایا سے وصول کرتے تھے۔ رعایا پر
سخت ظلم وستم ہوتا تھا۔ آپ جب دکن مین حکمرانی کرنے لگے۔ تب آپنے ایسا بندوبست
کیا کہ چوتھہ کا معاوضہ زرنقد صوبہ حیدرآباد کے خزانہ سے دیا جائے۔ اور مرہٹہ رعایا
و جاگیرداروں سے کچھہ تعلق نہ رکھے۔ اور آپنے حق دیسکھی کو موقوف فرمایا۔ اور چوتھہ
وحق دیسکھی کے محصلین کو برخاست کیا۔ تمام رعایا و جاگیرداران دکن آپکے حسن انتظام
سے خوش وخرم ہوئے۔ اور مسافرین بھی آپکے شکرگزار ہوئے۔ سردیسکھی راہداری
کے گماشتے مسافرین تجار کو بہت تنگ کرتے تھے۔ مرہٹہ کے ظلم سے تجارت کا بازار
سرد تھا۔ آپ کے عہد میمنت مین تجارت کا بازار گرم ہوگیا۔ سوداگران دولت سے
مالا مال بنگئے۔

اس دیوان کے اشعار منتخبہ جسمین آپ آصف تخلص فرماتے ہین
مندرجۂ ذیل مین

آصف

حرف الف
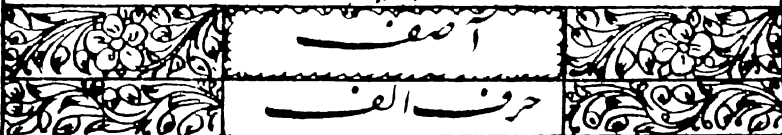
اشتیاق دیدن آن بیوفا داریم ما	گو کدورت دردلش باشد صفا داریم ما

از خافی خانی جلد دوم ۶۳ ۹ صفحہ ۱۲

از پناه دیگران باشد پناه ما قوی
هرکس اینجا گر کسی دارد خدا داریم ما

در حضورش راست استادن غبار سرور یست
این هنارا درنگاه او بپا داریم ما

از یکی ده میشود تعدی که کس را میدهیم
درمیان کیسهٔ خود کیمیا داریم ما

توتیائی در ضیا بخشی ازین بهتر کجاست
در فضای چشم خود آن خاک پا داریم ما

سر شبها روز می دنیا پرستان باد و بس
در دل خود شیوهٔ تسلیم و رضا داریم ما

از تصور کردن روی چمن پیرای او
در نظر آصف چه باغ دلکشا داریم ما

ولہ

گریه و نالهٔ شبینهٔ ما
هست مفتاح گنج سینهٔ ما

در نوا صبح نشان رفعت است
پستی ما شده است زینهٔ ما

ولہ

با صاحب آنی سروکار است دلم را
با سرو روانی سروکار است دلم را

شد سینهٔ من چاک ز عشق رخ صافی
با ماه و کتانی سروکار است دلم را

شد شهرهٔ عالم دل بیتاب بهجرت
با نام و نشانی سروکار است دلم را

آصف شده ام کشتهٔ گفتار نگاری
با تیغ زبانی سروکار است دلم را

ولہ

در کارها رعایت اسباب لازم است
باشد کمان و تیر جدا تیرزن جدا

شبهای ماه تیره شد از دود آه ما
ناگشته ایم آصف ازان سیمتن جدا

ولہ

درد و سوز و وجد و ذوق دل بود سامان ما
عشق نازل کرد این آیات در شان ما

می کند آن مه جفا و ما تحمل میکنیم
شد با حسانش مقابل صورت احسان ما

در جدائی گرم بیتابی ست اعضا یک قلم
می طپد دل در رهٔ مهلت برنگ جان ما

میرویم آصف بکوی او سبکتر از نسیم
هیچ ننشیند غبار راه بر دامان ما

ولہ

رونقی دارد ز عشق ماه رویت کار ما
همسری با عرش جوید گوشهٔ دستار ما

بسکه یکرنگیم با نیرنگ حسن از عشق تو | کمتر از زلفت نباشد رشتهٔ زنار ما
صرف کن ای بوالهوس فهمیده نقد خویش را | جز متاع درد عشقی نیست در بازار ما
هرچه می باید ز مشک عنبرسا را در روست | زلف خوشبوی تو باشد طبلهٔ عطار ما
حیف آصف عشق ما یک لحظه پنهان نماند | آشکارا می کند فریاد دل بر یار ما

وله

دعا گفتم از شور جنون امروز طاقت را | که ما دیدیم در جولان آن قامت قیامت را
نه آسانست عاشق گشتن ای دل غم مخور چندی | در آئین محبت جلوه پروازیست محنت را
ز میدان وفا ننگست سر برداشتن رفتن | از این شیران هزل کس نفهمید این قباحت را
ضرور افتاد طالب را ذکائی در سبق خواندن | ندارد گر کسی همت چه فهمد [illegible] را
نمایانست آصف را به دقتها نمازی | غنیمت دان [illegible] خود امروز فرصت را

وله

بود از موجها چین جبین محفل دریا | هوائی گر نباشد حل شود این مشکل دریا
اگر پروانه کس از لجهٔ هستی برون آید | ز بیم موج [illegible] آماده باشد ساحل دریا
[illegible] عشق و بحر شوق باشد در دل آدم | که شد از خاک ساحلها در آنجا محمل دریا
خراج از بحر بیگانه همین [illegible] را | حباب گوهرست قطره آصف حاصل دریا

وله

در و دیوار فکر دنیا می کشی ای دل چرا | چون قناعت صد [illegible] واری شدی غافل چرا
خودنمائی می کند کس را ز معنی بی نصیب | همچو خط موج دریا گشته باطل چرا
[illegible] بی همتان چون سراب بگو | گشت زاری بود پیدا گشت بی حاصل چرا

حرف التاء

وله

چندان نبود معتقد محض توکل | تا بر کمر خویش کسی زاد سفر بست
چون رواج بد درین دوران بود | [illegible]

هر کرا باشد نظر انسان بود — هر که بشناسد گهر را جوهری است

مغز هر کار است محو او شدن — ورنه کار هر دو عالم سرسری است

وله

بود مراد دل آصف اینکه حافظ گفت — سلامت همه آفاق در سلامت تست

وله

بعجز کوش که مقصود یابی ای دل زار — که دام صید مرادت ز خاکساری تست

وله

دلا بعفو تو امروز کرد آصف را — گناهگار بامید پرده داریست

وله

پاس مهمان داشتن آمد ضرور — هر نفس خود میهمان دیگر است

حرف دال مهمله

در حال ترد ز رسد شخص بجائے — ماند است بره هر که نگاهے بقفا کرد

وله

عاشق ز موج گریه دلے شاد میکند — بر روے آب خانه آباد میکند

وله

سزاوار محبت نیست قطع دوستی کردن — نپرسد یار ما گر پیش می باید کمی پرسد

یاران زمانی نیست امید وفا هرگز — خوش آ یارے که در شادیها بدر غمی پرسد

وله

بر رگِ غفلت تواند نشتر تیزی زدن — هر که مژگان را ز آب اشک ندامت تر کند

میرسد از صحبت نیکان بدانرا فیضها — عاقبت آمیزش اکسیر مس را زر کند

فیضِ چشم اشکبار آصف تماشا کردنیست — آب در گوهر چو باشد قدرش افزونتر کند

عاصیان هم قائل حدت چو نیکامی شوند — هر عرض پیش نظرها جلوهٔ جوهر کند

حرف راے مهمله

وله

تعقدے کن وافزاے جانفشانی ما — که کار بیش نماید بخوشدلی مزدور

"

رهیجان کز انجا جام دلم لبریز است — کیسهٔ طبع گدا را ز نقد استغناست پر

عفو ست گلِ تازهٔ افضالِ الٰهی — از شرم عرق ریخته در دامنِ تر گیر

وله

بجلوه‌گاه تو بیگانه گشت دل ز شعور　　غبار راه تو گرمی شود بود معذور
چنانکه دل نفسی نیست غافل از یادت　　تغافل تو کند کار را برین دستور
بکیسه داشت چو رنگینی لبش شهدی　　ز مبد سبزهٔ خط همچو جستن زنبور
ز گرمی که کشیدست در جوانی طبع　　سفید گشتن ریش است شربت کافور
قوی ز شیوهٔ تدبیر گشته است ضعیف　　ز اتفاق چو زنجیر میشود صف مور
ظهور راحت و رنج است در فضای جهان　　ز آتش است و زبان بر تمام صحن تنور
تعقدی کن و افزای جانفشانی ما　　که کار بیش نماید بخو شدلی مزدور
بحیرتیم ز قرب و بعد جلوهٔ او　　که یار ماست بنزدیک و نیست از ما دور
محیط آن نشد چشم ما نمی بینیم　　بهار حسن تو در غیبت است و هم بحضور
بسمع قامت او عرض می کند آصف　　که بهر سوختنم در تو روشنی است ضرور

وله

دل سرا ز خیال آن بت زیباست پر　　از فروغ صورتت و چشم این شیدایست پر
شیشه های باده میگردد ز می خوردن تهی　　چشم او بینا ولی همواره این میناست پر
نازها چون قطره دریا موج حسن لبراست　　از هجوم قطره صحن خانهٔ دریاست پر
نیست پای جستجو را مانعی در راه عشق　　گرچه خار مغیلان دامن صحراست پر
در دل روشن ندارد جای آصف غیر یار　　از فروغ جلوهٔ او دیدهٔ بیناست پر

وله

در میان گلرخان دارد تبسم آن دیگر　　کعبهٔ مقصود من دارد ازو شانی دگر
گو نیابی گرچه این خوبان بچوگان می کنند　　گوی دلها میبرد خوبم بچوگانی دگر
چون زبان با دل یکی شد لذت توحید یافت　　من نگیرم چاشنی را از نمکدانی دگر
گرچه درمان طبیبان سودمند آصف نشد　　میرساند دردمندیها بدرمانی دگر

اے چہ میپرسی ز ما از درد دوریہائے یار — در پریدنہائے رنگ ماست مطلب آشکار
استقامت کی کند بر شعلہ یکساعت سپند — لیک دل را عشق خوبانست بر آتش سوار
گرد تشویشے نمی یابیم ما در راہ عشق — در نگاہ ما نمی آید بجز خطش غبار
اے بہار خوبئی جاوید یک آن جلوہ کن — تا کجا آصف کشد از بہر دیدن انتظار

وله

چون بر آرد از میان غرۂ خود یار سر — دانہ سان بہر تماشا سر کشد بیمار سر
دیدنت مقصود چشم و الفتت محبوب دل — جامہ را تن خواست ما خواستہ دستار سر
میدمد صبح امیدت کمتر از شبنم مباش — گر برا سودائے خورشیدش بود دیدار سر
دفع موذی کردنت لازم بود مثل اگر نہ — کو فلک باید چو پیش کس نگردد مار سر
دور کن سودائے دنیا از سرت آسودہ زی — موی چون گیرند از سر می شود ہموار سر
آصف از درد محبت پشت آہے رو چہ شد — نالہ از بلبل کشد در محفل گلزار سر

وله

از رنگ گل آئینہ رخسار تو بہتر — وز ماہ بود پرتو دیدار تو بہتر
خوبان دل و جان بردہ ز عیاری دیدن — زان جملہ بود دیدۂ عیار تو بہتر
نقشے کہ زبانیست درین صفحۂ عالم — زان سبزۂ خط لب پرکار تو بہتر
اے دل کش از رہبری خضر تو منت — یا رشن بود امروز رہ یار تو بہتر
اے برہمن از رشتۂ تسبیح ریائی — در پیش نظر رشتۂ زنار تو بہتر
بے لطف بود رفتنت از پہلوی آصف — در آمدنت خوبی رفتار تو بہتر

وله

از گل ہزار جا رخ یار است خوبتر — رنگینیش ز رنگ بہار است خوبتر
جز دل مکن تو روئے سوے صید آہوان — صید دل از تمام شکار است خوبتر
از سرمہ گرچہ روشنی آید بچشم کس — در جلوہ گاہ یار غبار است خوبتر

آصف بهار پستهٔ خندان اگرچه خوب   سنجیده ام ازان لب یار است خوبتر

وله

دل از تو چه دیدیا دمیدار   بر جان چه رسیدیا دمیدار

ابروی تو روز وصل یا شوخ   تیغی که کشید یا دمیدار

تیر تو رسید بر دل و جان   هر جا که رسید یا دمیدار

صید خم زلف تست آصف   دامت چه کشید یا دمیدار

وله

حلقهٔ زلف بتان را دام گیر   در خمش ای صید دل آرام گیر

کار لقمان و فلاطون عشق نیست   پیش عشق این پختگان را خام گیر

کارها کردن بموقع خوشنماست   دامن رخ صبح و ز زلفش شام گیر

در خناب گلرخان لطفی بود   لذتی از دادن دشنام گیر

گر هوای سیر باغ آصف تراست   دامن عشق بت گلفام گیر

وله

لب پر خنده و خال و خطش آید بنظر   نخل امید دلم کرد گل و ورد ثمر

تنزل می شود آنکس که کند ترک تلاش   دست و پا چون بزند قطره بدریا گهر

وله

بی ثبات است آشنائی یار   مغتنم هر قدر که هست شمار

مزرع وصل سبز اگر خواهی   عرق افشان براه تخم بکار

جهد کن تا مراد دل یابی   مقصد آئینه ایست در کف کار

گفت خذ ما صفا الی آخر   جز محبت ز غیر دل بردار

فرصت خویش را ز دست مده   که بود هر نفس ببرق سوار

وله

این کن و آن مکن نمیگوید مجال آرزو   هرچه خواهی کن تو ای امروز صاحب اختیار

عالم ایجاد باشد نعمتی از خوان حق   شکوه ناشکری بود از کاروبار روزگار

جائے نامحرم بفضای محفل اسرار نیست — هرچه آصف غیر یاد اوست از خاطر برار

پردهٔ ستاریش جرم مرا افشا نکرد — وله — عفو او در گوش میگوید که باش امیدوار

بسکه از توفیق او یاری دمادم می شود — هر نفس با نفس سرکش هست را کارزار

میکند آماده عجز ای دل حیات تازه — خاکساری پیشه کن بار دگر هم سر برار

اصل ورا ثبات ملیت غرض ساز و حرام — شرط در شطرنج چو بندند می گردد قمار

دل بدست تست هر جا خواهی ای دلبر ببر — در کفش آصف نمی بیند عنان اختیار

آن علامت زخاک ر آمد — وله — هر کجا مے شود بلند غبار

نقش قدم ببین و قدم بر قدم بنه — وله — از رفتگان براه نشان هست در نظر

از خوف و رجا آشنا نست در نظر — کیفیت بهار و خزانست در نظر

پشیمانی کند ستر گناهان — وله — درین پرده خطای من نگهدار

بعد محنت میرسد راحت بپایان غم مخور — وله — عمر وارد آفتاب یسر تابان غم مخور

آشنائیها مبدل شد چو با بیگانگی — ای دل غافل ز بهر آشنایان غم مخور

مانع فیض مربی نیست اسباب حجاب — سائبان بر دارد موج باران غم مخور

آصف گلرخ پریوش در صدف چون گوهرست — گر نشیند در درون پردهٔ پنهان غم مخور

در محنت و صحبت یک [illegible] هست فرشته — وله — زا نروے عاشقان راهست اعتبار دیگر

[illegible] محتسب نیست این جائے تو — وله — بینا نه باشد جهان دگر

محسوس نه بیند کس ناگزیر لیکن — وله — دنیا بچشم آزاد آید بسے محقر

از فیض خاکساری سوزست و دل ما — وله — خاکستریست هر جا پنهان درد آخگر

متاع محبت ببازار نیست — وله — خریدار شو از دکان دگر

ردیف حرف رائے منقوطہ

بناز گشت مرا یار و شد پشیمان ناز — که بعد ازین زرگ گیرد سر گریبان ناز

بهار ناز نگارم ز عالم دگرست — ندیده ام بجهان یک نگار با آن ناز

نشسته تا بت زلفت به عیش عارض تو — کند بشیوه هر گل فرو سلمان ناز

ز روز عید بود بیش در نشاط آصف — زهی که در نظر شوق کرد جانان ناز

وله

دست عشق از لوث دنیای دنی آزاده است — نیست جز اعجاز چیزی در ید بیضا ناز

عالم از صوت و صدای گیر و دار او پرست — شور محشر کند دریوزه از غوغای ناز

از نیاز آصف بتابی رشک پیچی — بایدت پرسید قدر بی نیاز بهای ناز

وله

در راه طلب تمام حیرت شده بودی — ای دل تو درین بحر چه لنگر زده باز

ای دل پی دیدار شدی گرم تردد — یارا تو درین راه برانگیخته باز

قطع طمع از هوش کند مستی آصف — از دیدن چشمش تو که ساغر زده باز

وله

صبح شد پیر و رخ مه ندیده است هنوز — دل افسرده گل وصل نچیده است هنوز

از ره عشق خبر دارد دل او نبود — او چه داند که درین ره نه دویده ست هنوز

چشم او طرفه بلائیست که صد رنگ درست — نگهم از گل این فتنه چه دیده ست هنوز

وله

گر بود تیغ بدست کسی امداد دریا — دانه تسبیح سازد رشته زنار سبز

چون بموقع هر چه افتد از قدمت سالم است — نیست بد باشد گر آب تیغ جوهردار سبز

موج بار است آصف تا مگر فیض بهار — گشت امید دلم را گرد آن دلدار سبز

وله

بهار آمد و دلدار چون بهار امروز — برای باده کشی چیست انتظار امروز

گذشتم از خود و گشتم باده دو چار امروز — بپرور شور جنون کرده ام دو کار امروز

بیا بیا که ز هر قطرهٔ اشک چشم ترم — پر است دامنم از گوهر نثار امروز

دلم بدام سر زلف یار می گوید — که صید را نبود هیچ اختیار امروز

بهار چهرهٔ رنگین او نگر آصف — شگفته است چه گلها بباغ یار امروز

ردیف السین المهمله

عاقلان را یک اشارت هم کفایت میکند — گر درون خانه فهم است کس یک حرف بس

هر که را توفیق باشد احتیاج پند نیست — تازیانه نیست حاجت چست باشد گر فرس

ولہ

تا کساری سے کند معمور دل — خانه ها بر پا ز دیوار است و بس

از سماجت جان من آگاه نیست — در دلم مقصود اظهار است و بس

دامنش آصف بود تا زیست گیر — زندگی یعنی همین کار است و بس

ردیف الشین المنقوطه

از خط یار [illegible] بود [illegible] — در یاد لبت شکر فراموش

آصف نرود [illegible] — کرده ست درد جگر فراموش

ولہ

از بار فراق تو قدم شد [illegible] خم — از قامت موزون خود امروز عصا بخش

ای جذبهٔ عشق تو فزاینده [illegible] همت — ما هم خریدار تو این قبله نما بخش

چون ما نبود هیچ گنهگار بعالم — چون تو نبود هیچ کسی امروز خطا بخش

آصف نکند تا [illegible] — او را ز کرم چاشنی خوش [illegible] بخش

ولہ

هم از ذکر نامت نیست خاموش — بجز یادت ز دل جمله فراموش

[illegible] — بهار آمد [illegible]

[illegible] دل [illegible] برآید — گرفته مهر [illegible] آغوش

زتناریش چون جوی مرائی
برون ازدام گیسویش نمی بینم صیدی را
زگلزار نگارم نیست ای آصف غیر دل دیگر
خوبی آزادگی آزاد بیند روشنش
جلوه گاه ناز شوخ ما فضای دل بود
بسالک در ره عشقش نبخشد سود مرزائی
زخاموشی براحت بود هم آغوش جان آصف
گرد از برق خلعت می نهد از شمشیرش
لبش شیرین و شیرین تر ازان قند و تقریرش
فضای نامه یکسر شعله زن از شوق ایالش
دمی که تیغ کشد غمزهای بیباکش
چو کار و بار جهان جلوه کرد بینش نظر
گل محبت دنیا نباید داشت نے
چو اختیار زمین کرد عجز را آصف
به هند اغنیا و شکال فر و کبر و مسلمانست
دل می برد و می کند انکار زبرون
خاک قدم پاکدلان ست چو آصف
هر که بهر خدا طعام دهد
بردرش پاشمرده بگذاریم

اگر بینی تو آصف عیب کس بپوش
وله
تعلق دارد این دنیا و ما فیها بیک موئیش
صبا می پرسد از من تا کجا باشد سر کویش
وله
سرکشیها شعله را باشد ز اوج گردنش
آن پری آمد ولی بی شیشه نتوان دیدنش
وله
نگه همت درین وادی نبیند دور گرز راه دش
بیاد جور آن بدخو فغان و ناله ام دادش
وله
اگر خونریزی بسیار و گرد و عنان گیرش
بود هر حرف دام و دلم آنجاست نخچیرش
ندارد بیت طاقت بر زند دامان تحریرش
وله
خورد در دام بی بر دست چالاکش
محبت نیست گرد اختیار اندر ادراکش
بهار باغ دهر بود می چو خار و خاشاکش
بهار رنگ و الا شگفت از خاکش
وله
بهر هندی موافق نیست شاید خال هندویش
وله
جهان نیست به تن تا که بار هم گردنش با
ببخشد از این راه مگر جرم گناهش
وله
نه فلک کم بود ز ریک قالبش
که دهد بار پاس ادابش

بقدر طاقت خود از بدان گریزان باش — ز کرده هائے خود ار نادمی پشیمان باش

ز هر چه خوب نکردی ازان پشیمان باش — برائے به شدن خود بفکر درمان باش

چو سرو شیوهٔ آزادگی درین گلشن — اگر مراد تو باشد به بند احسان باش

ولہ

کم نسازد مایهٔ دولت نمود بخششت — مشک با خود دارد و بیرون ز خود هم بوئے خویش

آشیانے بهر هر طایر درین گلشن بود — تیر او را جائے بنمائیم در پهلوئے خویش

ردیف صاد مهمله

گل خوشبوے کجا بوے وفائے تو کجا — نیست عطرے که بود همدم بوئے اخلاص

چشمهٔ خضر چسان دم ز مساوات زند — آب کوثر چو برد رشک بجوئے اخلاص

ردیف طاء مهمله

گرد سیه چشم عدو کار ساختند — ولہ — شد منکر صفای لبت پامال خط

بیگانه گشت یار و دلم می طپد ز غم — رفت آشنا ز کار کجائی تو ارتباط

بیگانگی [illegible] یار را — [illegible] هم نما که رهنمائی تو ارتباط

ولہ

گر دارو حبیب بود موجب شفا — بخشد شفائے تازه به بیمار احتیاط

بیمار را [illegible] سبب دوا کند — مانند تندرست سبکسار احتیاط

ولہ

روشن نموده است دلم را [illegible] وصل — شد جلوه گر در آئینه ام چهرهٔ نشاط

[illegible] — جان ملک سایه بود نقد در بساط

ردیف ظاء منقوطه

در اتفاق کار جهان راست رونقے — دل برد حسن معنی خوب نگار لفظ

در لفظ معنی چو نباشد مکدر است — گردد بلند بیش نظرها غبار لفظ

ردیف حرف عین مهمله

حرف هر یک لبت با هم مشابه بوده است
گفتگوی دلبر ما هست بر لب مخترع

هر یکی را مطلب آسودگی در دل بود
در دل عشاق محنت جو ست مطلب مخترع

ردیف حرف غین منقوطه

کی توان بردن به پیش تنگ خوبان نام باغ
رنگ می بازد ز رشک چهرهٔ گلفام باغ

فرق باشد در میان ناقص و کامل عیان
میوه‌های پخته خوب است و خوش نه خام باغ

ولہ

گذشت عمر با امید وصل یار افسوس
نیامده ست به دست شوخ در کنار دریغ

بجستجوی تو فرسوده شد سراپایم
مدد نکرد یکی هم به وقت کار دریغ

سخن ز لعل لبش سر نزد هزار افسوس
پیاله‌ئی اگر نیست در بهار دریغ

بغیر آه ز اجزای ما نماند اثر
نشد رفیق بما کس هزار بار دریغ

دم فراق ندیده ست چشم خونبارم
نکرد سیر گل و موج آبشار دریغ

رسید بر تن بیجان و دل نگار آصف
کنون که نیست بکف این گل نثار دریغ

ردیف حرف فا

آن مژه سینه زند ناوک اگر بهر طرف
ای دل غمزه چه غم از سینهٔ خود ساز هدف

دل چه بحر صفت است و اکنون قدر خود نگر
نیست نگه بری عیان هست یخش در صدف

ناوک غمزه اش چه شد کز دل و جان ما گذشت
هر مژهٔ سیاه او هست به جای او خلف

حاصل عمر و زندگی دیدن یار آشناست
بی تو دمی که بگذرد ضایع و حیف هم تلف

جنبش دست و رد اگر ز تو هست بی ریا
گوهر مراد تو بو مه دهد بهر دو کف

صد ره نقد جان ما میکند آصف این سخن
یاد کسی هست هر کسی جامی نه شسته تحف

عالم ز دل پرست ولی آگهی کجاست ‎ ‎ آئینه هست و جلوهٔ دیدار نیست حیف

هستند عیان که کیست مسلمان که کافر است ‎ ‎ در دست یار رشتهٔ زنار نیست حیف

در جلوه هست یار و ندارد کس آگهی ‎ ‎ وقت سحر که دیدهٔ بیدار نیست حیف

آصف ز اذن آمدنم یار منکر است ‎ ‎ خود گفته است و تاب اقرار نیست حیف

ولہ

جمال عصمتی چون دید چشم روشن یوسف ‎ ‎ نشد آرایش حسن زلیخا رهزن یوسف

فضای عالم از شادی و غم خالی نمی باشد ‎ ‎ که در زندان و چاه و تخت آمد مسکن یوسف

ندارد کار دنیای دنی خبر افزا آصف ‎ ‎ از آن رو پاک از تهمت نیامد دامن یوسف

حرف ردیف قاف

آن دل که زنده نیست بود بی نیاز عشق ‎ ‎ در عالم حیات بود امتیاز عشق

نسبت [illegible] که در جهان ‎ ‎ صوت و صدای تازه بود بار ساز عشق

از زیب لفظ رتبهٔ معنی بود زیاد ‎ ‎ انسان چو لفظ و معنی آن سرفراز عشق

آصف [illegible] جهت که بجسمش بود دل ‎ ‎ جز درد نیست پیش نظر کارساز عشق

حرف ردیف کاف

از نور رخ ماه می باشد کلف ریا نک ‎ ‎ ماهتاب از چهرهٔ یارم کند پیدا نمک

در ادای شکر آصف بند لذت می دهد ‎ ‎ بر لب هر یک بود در خامشی گویا نمک

ولہ

در دو عالم نور [illegible] عینک ‎ ‎ دیدن [illegible] ما [illegible] عینک

ما کجا انتظار تو کشیم ‎ ‎ نور چشمی بیا بیا عینک

از برای [illegible] ‎ ‎ بر زبانم بود خدا عینک

همچو آصف [illegible] انتظار تو اند ‎ ‎ مردم چشم ما بیا عینک

حرف ردیف کاف فارسی

محمود از صفات پسندیده است ذات — ببخشد به برگ نازک گل اعتبار رنگ
گر بنگری به آصف گوئی سخن بجاست — بوئے خوش است در گل و هم در کنار رنگ

حرف ردیف لام

کامل آنست که نقصان نپذیرد گاہے — ماہ ہم نیست درین دائرہ از اہل کمال

وله

شاره است نشو و نما آسته‌ئی درین گلشن — که دیده است خزان از پی بهار قبول
عمل ز دیدهٔ اغیار چون بود مستور — ز بی ریائی خود دارد اشتهار قبول
دولت بدست تو سررشتهٔ عمل بدهد — اگر برشتهٔ تسبیح تست تار قبول
سخن چگونه نشو و سبز در جهان آصف — اگر به همدمیش نیست اعتبار قبول

وله

خنده گل لب گل دهن گل خوبی گفتار گل — در جهان جز باغ حسنت نیست گلها بار گل
بوئے مقصود آصف در مشام آنجا رسد — بیشک بی شبه باشد صحبت یار گل

وله

کس کس نیست درا ها د بجز صاف ضمیر — آید از آئینه امروز مددگاری دل

وله

آرائش ظاهر کجا مقبول اهل باطن است — رنگ و بوئی امرود را بینیم نهان در بغل
پیوسته در آغوش ما دل می طپید در یاد حق — تعظیم او واجب بود داریم قرآن در بغل

وله

ترا چون آشنائی نیست با کار — اگر علم جهان دانی چه حاصل
اگر راحت بدلها نیست از تو — بدولت گر تو خاقانی چه حاصل
برو چون عاقبت باشند خاکی — اگر خورشید تابانی چه حاصل
قبول آصف تمنا بخشش لهاست — جز این گر سبحه گردانی چه حاصل
پهلاوت زبیره گریان که دارد — تو آخر رزق گریانی چه حاصل

چو نعمتهائے دنیا نیست پایدار | تو بر این خوان که مهمانی چه حاصل

وله

کشو حتی که بر سنجد بلا می | مشغول دعا شدن مشکل

خواهی که پیش تو بیایم | راضی بر رضا شدن مشکل

ردیف حرف میم

فریاد میکنم چو دلم اوست با دلم | افتاده است کار من امروز با دلم

از فیض عشق نیست غم از گرم و سرد دهر | تا آشیانه ایست بروے هوا دلم

وله

تا شود وا روئے الفت کار گردد مرا | رنگین خاطر خود نام جانان می کنم

کندن جان در وفایش عمر جاوید آمده است | این زمین را از برائے آب حیوان میکنم

وله

حرف شد اوقات در باطل تمام | حیف عذر زندگی نشناختیم

وله

دل را جنون بدامن صحرا رهنمون | امروز هم بخاطر یاران نشسته ایم

آصف ز درد عشق چو شد کار ما تمام | آسوده دل ز خواهش دوران نشسته ایم

وله

بهر آن گل از دو عالم بیخبر گردیده ام | آشنائے یکدلی با زین هنر گردیده ام

بشوق منزل با مراعات رفیقان گشته یار | شد فراهم معتدل تا باخبر گردیده ام

شبنمی در گلستان از حقارت ننگرید | همچو خورشید من هم دیده ور گردیده ام

وله

کجا این [illegible] بجولان آن نگاه تیز چشم | موج گل رنگ چمن [illegible] آید بچشم

[illegible] آصف [illegible] خالی نور آفتاب | هر طرف نظاره ام تا زندگی یار آید بچشم

وله

دل میکشد [illegible] گل ها کجا روم | [illegible] تن تنها کجا روم

سامان عیش زندگی [illegible] | [illegible] کجا روم

وله

دارد نه مروت [illegible] وفا هم | [illegible] ستم چه ها هم

بر لطف تو هست چشم آصف — چون درد تو میدهی دوا هم

وله

دیدن کجا که نیست صدا در حرام او — در گوش هم اثر شنیدن نیافتم

وله

هر چند که ما روی تو امروز ندیدیم — لیکن همه جا صوت صدای تو شنیدیم

آصف نگران رشک پری برق حرام است — هر چند دویدیم بگردش نرسیدیم

وله

شعلهٔ عشق سر کشید ز دل — روز روشن چراغ می بینم

نیست محروم بد که در گلشن — رنگ طاوس زاغ می بینم

در چمن چون رسید یار آصف — خرمن گل بباغ می بینم

وضع او شوخ و شنگ می بینم — وسعت کار تنگ می بینم

وله

یافتم زاشک چشم نشو و نما — وادا این چشمه آب حیوانم

میکنم بحث با فلاطون لیک — با تو گفتن جواب نتوانم

آصف امروز دعوت سیفی — پیش بر روی یار میخوانم

وله

صدق بود هر طرف جانب آن میرویم — بر روش تیر راست سوی نشان میرویم

گر نرسد دست ما هیچ بدامان او — از پی دلدار خود نعره زنان میرویم

وله

نیست جز آرزوی بوس رت — زاد راهی که در کمر داریم

از وفا و محبت و الفت — هر چه خواهی تو بیشتر داریم

وله

تیرم به نشان رسد به پیری — بر زور فتاده این کمانم

لب شکوه او نکرد آصف — بیرون بود از حد بیانم

نه روی گل نه بوی گل درین گلزار میگیرم — چه هستی گر بپرسی من به هستی بر سر جنگم

نمی گویم که با یارم نمیگویم که بی یارم — خموشی پیشه از راه ادب گردیده است آهنگم

وله

بجست و جوی تو گر جان رود چه باک بدل — که جان تازه ز شوق استعاره کنم
گذشته ام ز خودی بی تاملی آصف — بکار خیر چه حاجت استخاره کنم

وله

در جهان تحصیل دنیا تا نگاهم می دوید — عبرتی از هرچه میدیدم که بر میداشتم
گر نمیرفتم ز خود در دوریت امروز من — دولت از نالهٔ امید اثر میداشتم
سرمهٔ چشمم که آصف باده طاقت بسته است — ناله ها میکردم آوازی اگر میداشتم

وله

نشان غفلت دل را ربود موی سفید — دمیده صبح نمایان دگر چه خواب کنیم
ز لغزشی که به پیری کنیم از ره حرص — چو ریش گاو شدن حمل بر شباب کنیم
کار را بر خویش از آه آسان می کنم — غنچهٔ دل زین نسیم فیض خندان میکنم
گرچه طوفان میکند پیش نگاهم دوریش — طرح طوفان دگر از چشم گریان می کنم

وله

خاکساریهای ما بر نفس غالب گردیده است — با زبردستی نفس از زیردستی میکنیم
نشاء از بس میکند آصف ز هستی بیخبر — ما بجای خودپرستی می پرستی میکنیم

وله

رفتار تو چون خاک کند دانهٔ دل را — گر سرمه کشم در پی او ریشه دوانم
تا مرتبهٔ عجز بمن گشت نمایان — دل خاک شود در رهت امروز بر آنم
بر غفلت خود چو زدم جان دلم جست — آئینهٔ بیداری خواب دگرانم
پیوند کند آصف اگر دل شکند یار — گر شیشه شکن اوست من آن شیشه گرانم

وله

صید دل بسکه بود نخچیر جال دامش — آشکارا بنظر جلوه کند صیادم
تابع جنبش دامانش بود شعلهٔ دل — در ره عشق چو او خواست بپا استادم
فهم هر رمز ترا می کنم از دولت عشق — نکته ئی نیست که تعلیم نکرد استادم
چون سمندر که ز آتش نکشد هیچ آصف — در جهان هستم و از فکر جهان آزادم

وله

گر غبار راه دامان تو نشستیم چه باک
شرط عجز و خاکساری را بجا آورده ایم

دور بودیم از درت گشتیم خاک درگهت
تا کجا بردیم خود را تا کجا آورده ایم

در جمیع کارهای مشکل آصف با بصدق
رو بفضل و لطف و تایید خدا آورده ایم

وله

گر بسوی او نظر امید دل جا میکنم
دولت جاوید وصلت را تمنا می کنم

در تلاش وصلت و جویت اگر کاهیدم
خاک راهت را در آن دم جز و اعضا میکنم

اینکه می بینم دل خود را بمهر این بتان
شیشه را من آشنا با سنگ خارا می کنم

وله

خاک پا دادی بباد و نیز می گویدت
من ز شیدای لبت خط غبار آورده ام

نوبهارم گفت می آید نگارت شاد باش
من نشان جلوهٔ آن گلعذار آورده ام

چیست آهنگ ترحم ای بیابان جنون
دامن خود را برائے نیش خار آورده ام

وله

سرمهٔ چشمش برائے ماست اکسیر مراد
ما نگاه مست او را کیمیا دانسته ایم

دوستی کردن بجان ما حبیبا شد غلط
آصف این بیگانه را ما آشنا دانسته ایم

وله

نسبت گیسو و زلفت را بسنبل میکنم
لاله و گل را شبیه من بکاکل می کنم

میشوم بیتاب تا صورت نمی بیند دلم
چون ستمهائے تو می بینم تحمل می کنم

وله

بیش ازین کار ما بوده است در جنون
مانند غنچه دل از چاک گریبان خوانده ایم

گر سخن گفتیم از حال خود آصف پیش یار
قصه از درد دل پیش دربان خوانده ایم

وله

اگر نیکم و گر بد دانم او را
از و هستم در اینجا هر چه هستم

چه میپرسی گرا آصف پرستی
بتی دارم که او را می پرستم

وله

می طپد دل در برم بگذار دستی بر دلم
منتشر گردد و گرنه در جهان آب و گلم

از بیابان گردیم صیاد وحشت آزاد ساخت
کرد آسان وا مرا بند غم دارش مشکلم

بماه نو چو بینند خلق من روئی تو می بینم
که همشکل هلال عید ابروئی تو می بینم

نشان مسجد آمد دیدن محراب مردم را
چو خواهم قبله را جویم با بروئی تو می بینم

وله

زعصیانم عجائب خوفها در دل بود پیدا
رجائی هست از جان پشیمانی که من دارم

ندامت پیشه کن ایدل اگر داری شفا مقصد
جز این مرهم ندارد داغ عصیانی که من دارم

وله

ای بهار زندگی تا حسن رویت دیده ام
بهر عیشت طالب عمر خضر گردیده ام

حکمت التعیینت نه فهمد جز شهید ناز تو
از انشار تهای ابرو درس آن فهمیده ام

زعفران را نیست رنگ زرد من از درد عشق
از نشاط عشق او همرنگ گل خندیده ام

کاروان عمر می بندد چو محمل هر نفس
آگهی تا گم نگردد چون جرس نالیده ام

هر بلی را سروری آصف نزیبد در جهان
در میان گل رخان آن شوخ را گزیده ام

وله

چو رسیده درد و سوزت بدل شکسته گفتا
چه بجبری تو اینجا که بمقصدت رسانم

هنوز ز لطف قهرت غرضی بجز رضا نیست
نه بسود هست میلی نه تنفر از زیانم

زغم تو چشم آصف همه ریخت اشک خونین
چو عیان فتاد جانم چه کنی تو امتحانم

وله

هنوز تا خود را سلامت دیده ام
جان و دل را غرق خجلت دیده ام

حرمت بیعت داده ام با شیخ جام
تا گشایش در ارادت دیده ام

من شباب عمر را مهتیا داوار
در کمین صید فرصت دیده ام

دیدم آصف گه عتاب یار را
لیک در عین لطافت دیده ام

وله

حرف لب نازکش نغمهٔ داود بیب
ما ز سماع عشق او چند رقص کنان میپریم

نام خدا در نظر هست نشان نبی
ما بسوی کشور نام و نشان میرویم

شعلهٔ شوق بپرواز در آمد شب هجر
شمع افروخته در راه طلب بال و پرم

خاک گشتم بہ بہشت اوج مرا سیر نما — در پی تا فلک است نمایان اثرم
ہر کجا می نگرم موج ظہور دریاست — قطرہ در بحر نمودہ ست و بخشکی گہرم
رہبری کرد زبس کار توکل ہمہ جا — خطری چہرہ نیفروخت برہ در سفرم
نیست جز رنگ رخ یار بچشم آصف — محو نظارۂ گلزار بوجہ دگرم

وله

بغیر درد محبت کہ دائم ہست بپا — بنائے کار جہان را خراب می بینم
چہ خوش بود کہ کنم عبرتے بدل حاصل — کہ کار عمر عجب در شتاب می بینم

وله

غرض بود ز وطن راحتے و آرامی — بذوق وصل براہ تو من وطن دارم
زبان کشادہ پی وصف خود بی قدرہ ایست — نشان ہر سر موئے کہ من بتن دارم
در دل خود محبتش دارم — در جدائی حضور دلدارم
سوز و درد محبت و شفقت — بہزار آرزو خریدارم
اے صبا از من بگو آن ماہ را — یوسف عہدے خریدار توام
گوید آصف کای دکان ناز یار — طالب ہر جنس بازار توام

وله

در زاہدان ز درد نشانی نیافتیم — تصویر بود گرمی جانی نیافتیم
پیری ز رنج ہرزہ دویدن نجات داد — مثلش لطیف راحت جانی نیافتیم

وله

از تارکان دنیا ہر چند ما نباشیم — لیکن بکوی ایشان ما نقش بوریائیم
درد محبت او ہر دم شفاے جان ماست — بگذر طبیب از ما کی طالب دوائیم
فرشند خاکساران فہمیدہ زن قدم را — ہر جا کہ در خرامی ما خاک زیر پائیم
سودائے یار آصف افزود قسمت ما — از دولت محبت ما جنس بے بہائیم

وله

یاد ایامی کہ یارِ مہربانی داشتیم — در بہار سرو قدش آشیانی داشتیم

باه نو چو بینند خلق من بروی تو می بینم … که هشکل هلال عید ابروی تو می بینم
نشان مسجد آمد دیدن محراب مردم را … چو خواهم قبله را جویم بابروی تو می بینم

وله
زعصیانم عجائب خوفها در دل بود پیدا … رجائی هست از جان پشیمانی که من دارم
ندامت پیشه کن ای دل اگر داری شفا مقصد … جز این مرهم ندارد داغ عصیانی که من دارم

وله
ای بهار زندگی تا حسن رویت دیده ام … بهر عیشت طالب عمر خضر گردیده ام
حکمت العینت نه فهمد جز شهید ناز تو … از اشارتهای ابرو درس آن فهمیده ام
زعفران را زیست رنگ زرد من از درد عشق … از نشاط عشق او همرنگ گل خندیده ام
کاروان عمر می بندد چو محمل هر نفس … آگهی تا گم نگردد چون جرس نالیده ام
هر یکی را سروری آصف ز یبد در جهان … درمیان گل رخان آن شوخ را گزیده ام

وله
چو رسیده درد و سوزت بدل شکسته گفتا … چه بجبری تو اینجا که بمقصدت رسانم
هنوز از لطف و قهرت غرضی بجز رضا نیست … نه بسود هست میلی نه تنفر از زیانم
زغم تو چشم آصف همه بخت اشک خونین … چو عیان فتاد جانم چه کنی تو امتحانم

وله
بنیو تا خود را سلامت دیده ام … جان و دل را غرق خجلت دیده ام
حرمت بیعت داده ام با شیخ جام … تا کشایش در ارادت دیده ام
من شباب عمر را صیاد دار … در کمین صید فرصت دیده ام
دیدم آصف که عتاب یار را … لیک در عین لطافت دیده ام

وله
حرف لب نازکش نغمه داود بین … تا ز سماع عشق او جد رقص کنان میپریم
نام خدا در نظر هست نشان نبی … تا بسوی کشور نام و نشان میرویم
شعلهٔ شوق بپرواز در آمد شب هجر … شمع افروخته در راه طلب بال و پریم

خاک گشتم بہہت اوج مرا سیر نما — در پی تا فلاک ہست نمایان اثرم
ہر کجا می نگرم موج ظہور دریاست — قطرہ در بحر نمودہ ست و نجشکی گہرم
رہبری کرد زبس کار توکل ہمہ جا — خطری چہرہ نیفروخت برہ در سفرم
نیست جز رنگ رخ یار بچشم آصف — محو نظارۂ گلزار بوجہ دگرم

وله

بغیر درد محبت کہ دائم ہست بیا — بنائے کار جہان را خراب می بینم
چہ خوش بود کہ کنم عمر تے بدل حاصل — کہ کار عمر عجب در شتاب می بینم

وله

غرض بود ز وطن راحتے و آرامی — بذوق وصل براہ تو من وطن دارم
زبان کشادہ پی وصف خوبی تمرہ ایست — نشان ہر سر موئے کہ من بتن دارم

در دل خود محبتش دارم — در جدائی حضور دلدارم
سوز و درد و محبت و عشقت — بہزار آرزو خریدارم
اے صبا از من بگو آن ماہ را — یوسف عہدے خریدار توام
گوید آصف کای دکان نازیار — طالب ہر جنس بازار توام

وله

در زر ابدان زر و ر نشانی نیافتیم — تصویر بود گر می جانی نیافتیم
پیری ز رنج ہرزہ دوبدن نجات داد — مثلش بلطیف راحت جانی نیافتیم

وله

از تارکان دنیا ہر چند ما نباشیم — لیکن بگوی ایشان ما نقش بوریائیم
در محبت او ہردم شفاے جان ماست — بگذر طبیب از ما کی طالب دوائیم
فرشند خاکساران فہمیدہ زن قدم را — ہر جا کہ در خرامی ما خاک زیر پائیم
سودائے یار آصف فزود قسمت ما — از دولت محبت ما جنس بے بہائیم

وله

با دیامی کہ یار مہربانی داشتیم — در بہار سرو قدش آشیانی داشتیم

یاد آن صحرا که پیش شوخی صیاد خود / ما دل از صید گشتنها گمانی داشتیم
یاد آن آهی که همرنگ جرس آواز داشت / بود تا بر لب نفس ما کاروانی داشتیم
یاد آن سودا که در کوچهٔ زلف بتی / جنس دل را چیده بودیم دوکانی داشتیم
تشنه‌لب مردیم در هجران او با آنکه ما / در فضای چشم خود آب روانی داشتیم
یاد آن ساعت که سودا بود آصف رهنمون / تا سر خود را بخاک آستانی داشتیم

وله

ز حال دل که درد محبت چیست پرسیدم / نمود آئینه تا محرم اسرار گردیدم
چو او در عالم و بیرون ز عالم هست از شوقش / درون پیرهن بیرون از آن من نیز بالیدم
اگر باور نداری من نشسته خوان الی آخره / بجای میرزا اندر هنرهای تقلیدم

وله

نه از جوش مستی از الست و از بلی آگه / از من دانی که امروز ای صنم عشق تو ورزیدم
شناسائی بود تکلیف آزاد جهان آصف / لباس ما فیت تا از آن بحیرت فرت پوشیدم

وله

بعشق آن پری رو خویش را دیوانه می سازم / دلم را گرد شمع قامتش پروانه می سازم
بدل توحید تا بخشید از اندیشم سوزی / با اهل خانقاه و کعبه و بتخانه می سازم
رسائی نیست آصف در فراقش جز بفریادی / بیاد چشم او با نعرهٔ مستانه می سازم

وله

بشارت اشک را داده چشم پرنم شبنم / که هر برگ گلی در بوستان شد جام شبنم
بهر شاخی که گل وا کرد چشم عبرتی بر خود / جهان گشت در ته چمن جام جم شبنم
عرق از بسکه بر روی تو باشد صاف نازکتر / توان عکس درین گلهای او در آب شبنم
دلم قمری است بر سرو قدش آصف بیا خاکی / زمین و آسمان وا رد خبر ز عالم شبنم

وله

در آئین نیازم جبهه سائی نقش امید است / بهر جا یار پا بگذاشت بهر سجده رو کردم
ظهور کارها را جوش طاقت می کند یاری / بقا لدیو تا جانم براهت جستجو کردم

دل صد چاک می گوید که عشرت نیست بی رنجی
برنگ شانه سیر زلف خوبان مو بمو کردم

وله

به بدنامهٔ شوق این دل بیتاب بیار رو
که بال و پر نبود موجود در کار طپیدن هم

درین گلشن سراسر شادی و غم پهلوی هم باشد
بود گل غنچه گاهی گاه سرگرم شگفتن هم

وله

چون برات عاشقان بر شاخ آهو گفته اند
پاک زین تهمت دل ما شد که ما پروانه ایم

ناتوانی را ز جوش باده کم نتوان شمرد
در ره کوی تو گرم لغزش مستانه ایم

وله

در نفی خودی جلوهٔ اثبات نگار است
آگاه ز هستی نیم و محو جمالم

پیوسته توئی بسکه بدل حاضر و ناظر
کفر است که گویم که سوی یار خیالم

وله

شکر احسان نیست جز اعتراف نمودن مثل آن
برلب شیرینا و دستی براز شکر زدم

تا عرق در گرمی جولان بخاک ما فشاند
دانه موران در زیر پای نازکش سر بردم

وله

سرو مراد آصف است در چمن راستی
آنکه بتعظیم خلق خوی کند با قیام

وله

گرد عالم همدم باد صبا گردیده ایم
همچو روی او گل خوشبوی کم دیده ایم

در گلستان محبت رتبه باشد بلند
تا به بندیم آشنا نه بر سر داو بالیده ایم

آصف ز درد سر دنیای دون را چه غم
صندلی بر جبهه از خاک درش مالیده ام

وله

لطف کن که در پیش تو باز آمده ایم
با کف باز پر از نقد نیاز آمده ایم

پیش آن مه بقد خم شده آصف چه رسید
گفت آن ماه که ما هاله نواز آمده ایم

وله

عشق بازی نبود سهل که مشکل کاریست
هر کجا پای نهی من سر خود را بازم

وله

در دل آزادگان دنیای دون را جای نیست
نقش خود ننشاند هرگز بر سر دریا قدم

اتفاق آئینه مقصود روشن میکند
جذب از یار و نفع در راه او از ما قدم

وله

ز درد دم یار آگاه نیست افسوس
که محمود هم نمیداند ایازم

شود مقبول کس از خاکساری — کنم گر خدمت محمود ایازم
چو یک کس بی رعونت نیست آصف — بود در خاکساری امتیازم

وله

اختلاطی نیست پیدا لیک در راه وفا — انتظار گرم جوشیهای یاران می کشم
گر بدرگاری کند جیرانی نیرنگ حرص — دست خود از مهر این دنیا چه آسان می کشم
سینهٔ گل چاک می بینم چو خود آصف بباغ — تا سر خود را در آنجا از گریبان می کشم

وله

حرص دنیا هیچ کمتر از گزند مار نیست — تا بجنبیم آمد ز رفتارگانش عصا برداشتیم
از پی درد سرم کبر و رعونت ره نیافت — تا ز زیر پای او خاک شفا برداشتیم

وله

صید دل تا رسید در کویت — از حرم حرف هم ز حل گفتیم

وله

هر کجا باشد طلوع آفتاب مهر باید — مینهد در گم شدن دنیا و ما فیها قدم
همچو عیسی هر که در تجرید باشد سرفراز — می گذارد بی سخن بر عالم بالا قدم

وله

دارد این دنیای دون بر لب پیغام غم — خودنمائی کرد در آئینهٔ او نام هم
کام آگاهان بود شیرین ز عیش معرفت — غفلتش بسیار و آگاهیست در ناکام کم
در تلاش شهرتش حاصل جز این چیزی نشد — بر جبین خویش دارد از عرق گمنام نم
از نصیب خویش هر یک را بود شکری بلب — برد فیض از آئینه اسکندر و از جام جم
پختگان را سربلندی در نظر هیچ نیست — میشود از بار محنت قامت هر خام خم
بی مضرت کی بود گر چه متی در نغمه است — میکند بی شبهه تاثیر در اجسام سم
بند با شو که میخ دولتت محکم شود — کامیابیها بود در شیوهٔ خود کام کم
تا آهنگ ساز خون عاشقان رنگین کند — می گشاید حلقهٔ آن زلف عنبرفام فم
قطرهٔ از آبرو بهتر بود آصف بحر — در بساط عزتش دارد سپهرا نام نم

در جهان ظلم ست بیش و عدل کمتر در نظر
تا ال کار خرابی هر یکست و معمار کم

خاک کم باشد بکوه آصف هجوم سنگ بیش
بی ترحم در جهان خلقی بود غمخوار کم

وله

رسان ای طپش بر کف پائے یارے
درین خون فشانی حنائے که دارم

نیابم دگر غیر جانبازی آصف
براه وفا رهنمائی که دارم

وله

مسلمان کی در حلقهٔ گیری او افتد
ندارد کافری ره در خم زلفش برهمن هم

کند نامب همان کارے که فرباید منیت آنرا
چو آن مه میکند پامال را لعل تو سن هم

بت سنگین دلم آصف نپرسد هیچ از حالم
که آزار دوست رحمی بر چنین زاری دشمن هم

وله

دمی که طالب آن یار بیوفا شده ام
بخاک عارضه هر روزه مبتلا شده ام

ز سوز در صحبت چه شد که سوخت دلم
هنوز قابل عشق بتان کجا شده ام

بهار لاله ز خاکم دمد که جا دارد
شهید خنجر مژگان سرمه سا شده ام

ز ناتوانی تن رشته ایست هر رگ من
لباس پوش که چون صرف قبا شده ام

بمحفلش نظر افتد مگر ز رو ر آصف
غبار وار پی یار بر هوا شده ام

وله

به نیک و بد خبر کردیم از درد
بهر مست و بهر هشیار گفتیم

لب از شکر و شکایت پر ز یار است
ز گل حرف و سخن از خار گفتیم

وله

دل آئین خاکساری گفت
مثل آن قطرهٔ چکیده رسم

نیست گر طاقتی بدل آصف
بر آن دلربا طپیده رسم

وله

نه بینی گرد و غباری دیدم
شکر شد که سوارے دیدم

شب چو بیدار نشستم آصف
صبحدم چهرهٔ یارے دیدم

وله

تا ترا زان اشک مژه جانب بالا زده ام
پنجه بر آبروئے درد هویدا زده ام

اے رہ کوئے محبت مکن از من گلہ ۔ ہر قدم را بسر آبلہ پا زدہ ام
شب چو آخر شود از شمع اثر کی ماند ۔ سر دشمن نہ بہ تیغی بدعا زدہ ام

وله

دل صیاد پارہ ام بیاد آمد ۔ سبحہ را تا شمار می کردم
پیش تیغ دو آبرو پیش آصف ۔ وصف آن ذو الفقار می کردم

وله

تا نظر بر چہرۂ آن شوخ و شنگ انداختیم ۔ با جنون و عقل کامل طرح جنگ انداختیم
تا ببزم آن گل رخسار غیرے سر کشید ۔ ما درون کاسہ آتش قدرے رنگ انداختیم

وله

بجز تند نویسندگان عالم ۔ گر از اشک چشم ترم شستہ می شود گنہم
سر من است و ہمان خاک آستانۂ تو ۔ در ترا بہ بہشت برین بکف ندہم

وله

اگر دردے بود سر را بر آن در زمین مالم ۔ ز خاک پاک آن گلزار صندل بر جبین مالم
بگویم از لب شیرین او تا حرف شیرینی ۔ ز شان شوق آصف لب خود انگبین مالم

وله

ما قصہ ہائے درد ز لبہا شنیدہ ایم ۔ یک شب در فراق کہ شبہا شنیدہ ایم
فردائے محشر است مگر روز وعدہ ات ۔ ہر روز از زبان تو فردا شنیدہ ایم

وله

نظر بر مہر مکتوب در اسناد باید کرد ۔ کہ از نقش نگین در ہر دو عالم نام میخواہم
پی اسباب نیا در تعب کے افگنم دل را ۔ کہ جان کندن نگین آسا برائے نام میخواہم

ردیف حرف نون

نقش نیکی بعد مردن ہم نخواہد شستہ شد ۔ مردگان را می کند این نقش احیا چون نگین
جز نگین ہر نقش آصف می تواند شستہ شد ۔ نقشہا بسیار دیدم نیست ما چون نگین

وله

حفظ آوا ہم بمنبر لگاہ معصوم رسانند ۔ راہ گردیدہ است طی از پا کشیدنہائے من
گوش ہوشم می کند تفریق کذب صدق را ۔ بر کف آئینہ دارد شنیدنہائے من

هست در پرواز بیتابی رسیدنهای من | بال و پر افشانده در راهت طپیدنهای من
انبه دعوی با لب شیرین خوبان کرد و گفت | میبرد دل چون لب پاکش مکیدنهای من
در مقام کوشش آصف این ترنم می کند | برق را افکند در خجلت دویدنهای من

وله

الفت ما از رمیدنهای او گردد فزون | گوهر نایاب باشد بها از حد برون
در عروج اهل دنیا نیست اینجا اعتبار | میشود خورشید هم هنگام مغرب سرنگون

وله

جلوه پیرائی کند گر آن گل رعنای من | در تماشا محو او گردد ز سر تا پای من
شور محشر نیست گرد پیش هایهوی عشق | سربلند از دولت دردش بود غوغای من

وله

صفای نام در ینجا ز آب پیدا نیست | بدست کار سیاهی نشست و شوی نگین
اگر نصیب کس آصف ز نام نیک بود | روان بود بر خش آبرو ز جوی نگین

وله

رحم و لطفت سازیارم یا محمد تاج دین | از عنایت سازگارم یا محمد تاج دین
دانه تسبیح باشد دل بدست شوق من | نام پاکت می شمارم یا محمد تاج دین
جبهه سائیدن بخاک درگه تو رانیست | میفزاید اعتبارم یا محمد تاج دین
چهره نورانی خود را نما خورشید وار | بر درت در انتظارم یا محمد تاج دین
خاک راهت گشته ام در آرزوی پابوس | در هوای تو غبارم یا محمد تاج دین
گر تو صیادی بود صید دلم در دام تو | در خم زلفت شکارم یا محمد تاج دین
هست الطاف تو آصف قایل از جان و دلست | جز تو دیگر من که دارم یا محمد تاج دین

وله

بسیار در فراق تو خواهم گریستن | دل را ملول بیش کند کم گریستن
در وصل آفتاب جهانتاب آن نگار | تدبیر صائب است چو شبنم گریستن
آصف مزاج خلقت عالم همین بود | بر بیش خنده کردن و بر کم گریستن

گرد هستی ز عشق برخیزد — وله — نیست غیر از هوا غبار شکن

غیر تسلیم نیست زیر فلک — گردن سخت این سوار شکن

چه غم دارم اگر طوفان کند موج تردد ها — وله — که باشد همدم و مونس رفیق رهٔ خدا من

بباد میرود از جنبش ریا کردار — وله — از این به هست پشیمانی گنه کردن

همتی باید که در آغوش مقصد جا کند — وله — بگذر از جهان کاز مشکل تو آسانش ببین

دل اگر در یاد او تسبیح گردانی کند — برفراز تخت مقبولی سلیمانش ببین

جزای یک حسنه میدهند ده حسنه — وله — چه لطف هست که یک را حساب ده کردن

میدهد حسنت بشارت از عروج دولتم — وله — در زنخدان تو دیدم همچو یوسف جاه من

آمد ما را بلندیهای بخت و طلعت — تا نظر کردم بسرو قامت آن شاه من

ردیف حرف واو

بعرصه گاه جهان راه و جاده بسیار — وله — بجز طریق محبت به هیچ راه مرو

ای چه میجوئی ز دنیای دنی آرام دل — وله — نیست جز تشویش خاطر الفت اسباب او

نفعی ز باغ دهر اگر هست مقصدت — چون شاخ باردار ز نیچا خمیده رو

آخر نتیجه بخشش بود کوشش تمام — باقیست تا نفس بپا این عقیده رو

دلم در سینه دارد مهر گیسوی چو دام تو — وله — که از روز ازل نقش نگینم گشته نام تو

بملک دیده و در عالم دل الصنم خواهم — بود دائم چو حکم حاکم عادل نظام تو

نام من زیر فلک عمر درازی یابد — وله — دیده ام زلف بتی نقش نگین نام از و

دل یکی یار یکی اوست چو آئینه فکر — نه بدل فکر ز دنیا نه ز دین دارم از و

تا دیده ایم دلبری چشم مست او — وله — رفتا غنیار جان و دل ما بدست او

ردیف حرف هائے هوز

تا مشام دهر ای گلچهره خوشبو کرده ‌‌ بهر صید عالمی پنهان تکاپو کرده

تا بسنجی نیک و بد ایجاد و حیثیت داده اند ‌‌ ای چرا خود را تو غافل زین ترازو کرده

اشک می سازد نمازی ساحت سجاده را ‌‌ مژده بادت گر وضوئی زآب این جو کرده

وله

می تواند آشنا گشتن به پشت پا زدن ‌‌ گر دولت را اگر از نیرنگ و نیا کرده

میتوان گفتن از آن اسرار با ما شمه ‌‌ نرگس حیران چه در گلشن تماشا کرده

وله

جز فیض نسیمت نبود حاصل گفتار ‌‌ از برگ درختان که شنیدیم ترانه

گر بشنوی ای محتسب از ما سخن خوش ‌‌ بشنو ز رباب و نی و هم چنگ چغانه

وله

نمک از آن لب شیرین خود بجان زده ‌‌ که تا کباب کنی آتشی در آن زده

چه سنگ هاست ملامت به رهگذار تن ‌‌ تبارک سر من جان ناتوان زده

وله

دل چه سنجد بمیزان گل رعنائی تو ‌‌ چشم بد دور که از پیش و چندان شده

دردمندی من اسباب نشاطت فزود ‌‌ گریه ها کرده ام ای یار که خندان شده

غیر احسان نبود در دولت آصف چو مراد ‌‌ پیش دلدار تو شایسته احسان شده

از اشارات دو ابروی دو چشم بیمار ‌‌ نکته دان گشته ای یار و شفادان شده

وله

روشن بود که گوهر کان مروت است ‌‌ سر را برای الفت حباب داده

در نظر ما سبحه گردانی نباشد جز ریا ‌‌ اینقدر خود را تو زاهد چه رسوا کرده

چون ذوالفقار عدو افکنی است دردستش ‌‌ مدد نمائی ما یا علی ولی الله

وله

تا کجا ها بار دنیا می کشی ‌‌ گر ببیندازی ز سر این بار به

گر عمامه بندی از بهر ریا ‌‌ سر برهنه بودن از دستار به

از ریا اعمال باطل می شود   از چنین تسبیحها زنار به

ردیف حرف یاے تحتانی

مشکل نباشد یافتن حال فی الطبع را   باید تامل کردنت در کار دنیا اندکے
با عسر یسر آید مگر نا خوانده ران بگذاشته   بسیار کردی جور ها رحمے بفرما اندکے

ولہ

تدبیری کنی عالم مسخر   بخاطر لشکر بسیاری نداری
همین بندگیت جمله آزاد   ازین صنعت گرفتاری نداری
بخاطر کینه آصف هیچ یاران   هزاران لشکرکن یاری نداری

ولہ

چیزے بہ بساط دو عالم   بهتر نبود ز آشنائی
از زشت جهان هر چه بینی   بدتر نبود ز خود نمائی

ولہ

ای دل آغشته دنیاے دنی چون شده   در نظر آنهمه خوابست تو هم میدانی

ولہ

رنج سفرت چهره نمائے برکاتست   اینجاست عیان راحت جاوید چه پرسی

ولہ

از گنج قناعت نبود هیچ نصیبت   تا درد دل جانان نفت درویش نیابی

ولہ

منمائی صرف هیچ تو شب عزیز خود را   بجهان دگر نیابی ز متاع زندگانی

ولہ

دردت اگر نصیب دل و جان ما نشدی   جان نبخشی ز آب حیات دوا شدی

ولہ

ایدوست کجائی بوطن باز کی آئی   در راه نگرانم بر من باز کی آئی

ولہ

بدست آویز آصف پیشت آمد   سلیمان وار چون عالیجنابی

ولہ

مکن در فعل بد تعجیل هرگز   بکار نیک آصف شتابی

ولہ

دل رمیده کجائی که یار در بر ماست   جمال بینی اگر باز در وطن آئی

ولہ

راحت جاوید ادل روزیت خواهد شدن   گر پی آسوده گردنهاے مهمان بشنوی

ایدل از رمز محبت گر بیانی بشنوی — درمیان عاشقان از اهل عرفان میشوی
در بهار وصل آصف سبز گردد کشت دل — در فراق یار اگر چون ابر گریان میشوی

وله

تعب کش در سفر گردد حریفش — بکار اینجا نیاید میرزائی
جهان پرگشت از نور تو لیکن — نه بیند کس که در عالم کجائی

وله

غنیمت بشمر ای غافل که فرصت حاصل عمر است — بود خرمن عالم همین امروز و فردائی
فروغ جلوه اش پیداست اما کس نمی بیند — بود خالی تماشاگاه او از چشم بینائی
متاع زندگی آن به که حرف آشنا گردد — سر ما را بفتراکت چو بندی هست سودائی

وله

دلست آئینه وار صیقل او — نمی بینم بجز یاد الهی
مکن در موسفیدی خواب غفلت — زجای خویش خیزد کس پگاهی

وله

وارسته نیستی اگر از خویش نگذری — آگه نه ز غفلت اگر بیش نگذری
تفریق نیک و بد ثمر آگهی دهد — ای مه درین میانه ز تفتیش نگذری
سیر بهار گلشن وحدت بود محال — تا در دولت تو از کم و بیش نگذری
آصف درین بساط بود نقش بینکه تو — خدمت نکرده از بر درویش نگذری

وله

محبت میدهد هردم گواهی — که دل را رهبری خواهی نخواهی
اگر پرسی تو حال ما ز مردم — دو عالم میدهد پیشت گواهی
در اصلاح گناهم دخل دارد — پشیمانی ندامت عذرخواهی
علامت هائی فیروزی و فتح است — نشانهائی دعا و طلوع و ماهی
بحال خاکساران محبت — تفقد کن که صاحب دستگاهی
دهد آئینه را اعزاز صیقل — دل آصف شد از یادت مباهی

دل حیرت زده را به حیران مددی — شرط یاریست بهر کار بیاران مددی
دل بظلمت کدهٔ فکر جهان افتاده است — شمع روشن توئی ای پرتو تابان مددی
گنج معموری عالم متصور نبود — تا بشاهان نماید گدایان مددی
درد عشق است که منت ز دوائی نکشد — ورد منت تو نخواهد ز طبیبان مددی
یکدگر بود از ربط فوائد بسیار — نانخورش یافته دندان ز زبان مددی
آصف از یاری یاران تنفر دارد — کی طلب میکند از مور سلیمان مددی

وله

بجز دامست ندارد صید دل سامان آرامی — بنای خانهٔ عاشق ز زلف حلقهٔ دامی
نشان پخته کاریهاست پرجوش شدن خامی — امید از لطف او بیرون بود اندیشهٔ خامی
اگر سوی حرم روی تو چه هست حاجی را — بطوف زلف مشکین آصف بسته احرامی

وله

دامن خواهش ما بیچه دراز افتاده است — وقت آنست که ای خار مغیلان مددی
آصف از گاو و خر امداد نباید صورت — کند افسانه همه باب انسان مددی

وله

برنگ روییم از عشق ست از روی — دلم دیوانه شد آیا چه گردی
نخواهی یاد ورنان کرد ایدل — اگر محرم بخوبیهای دوست
برو بد گلشنی از خاکت آصف — بزیر پای سگان گر تو گردی

وله

برخاست من از دل تا رو به نهادی — نظاره ماند تا هم هر جا که ایستادی
زین بوستان خرم در باب فقنی هست — آوازه پا گوشت هر دم زند منادی
گر ممکن است آصف میکوش ورند از ک — فرصت غنیمتی بود از دست چه فتادی

وله

تجاوز کردن از حد نیست شیوهٔ ادب هرگز — تعرض با تو می پیچد چو بی دستور بنشینی
نشست ماست باید کرد ایدل در جنانا او — بحکم یار بر چیزی ز جا ماموری بنشینی

چنان ز غیر آصف بیجه جز یار باید شد
مروت تو اگر چند عام هست چه سود
ز پخته هیچ صدای نمی‌رسد در گوش
باشد بلند همچو علم در صف نماز
در تبدلش تنزل دیگر نمود رشد
هر جا که میروی هیئت آصف گرفته است
اگر نقاب ز رخ مهر بر اندازی
سخن بلند ز لب همچو سرو شد آصف
در نظر زلف سیه شب رنگ بداند کے
معنی محوش ندارد لفظ غیر از نیستی
لذت افزایش نعمت نصیب کام تست
شکر بند چشم غیری همچو ما رویت ندید
نویسند شرح و حرفی بس اگر رعنا یکی باشد
کند پرواز شهرت در فضای عالم دلها
دل میبرد آن دلبر طناز نهانی
در دست توانائی ما نیست جز افسوس
در باغ جهانست خزان آفت پیری
با این همه ستم که تو دل آرام آمدی
در هیچ مذهبی نبود این ستم روا

که روی آن پری بینی اگر با جور بنشینی
وله
ز حال خسته تا هیچگه نپرسیدی
بکار عشق تو ای خام چون خروشیدی
وله
در گوش اهل سجده اذان محمدی
عیسی چو گفت بعد من است اسم احمدی
تو مقتدای نبی و ما همه مقتدی
شوم چو مهرپاے تو گرم مهربازی
بیا د سعدی شیرین زبان شیرازی
وله
تا رشکیش مگر در جنگ آید اندکی
این لغت پیدا نه در فرهنگ آید اندکی
وله
اگر تو شکری بر زبان از زرق زدی بری
ای پری خود را نهان از پیش نسرین ببری
اثر در آشنا خواهد نمود از دوستان حرفی
اگر دارد ز جوش معنی برجسته جان حرفی
وله
داغی بجگر ببیند از بهر نشانی
تا همدم برقی شده ایام جوانی
پیداست ازین رو که بهار است جوانی
وله
صد شکر می‌کنم که خریدارم آمدی
زینسان که چون نهنگ تو خونخوار آمدی

چیست راز دل نمیداند کسی | حل این مشکل نمیداند کسی
عالمی در جستجوی ساحلند | کیست بر ساحل نمیداند کسی

وله

شدیم خاک و ز هستی همین بود کافی | گواه سجدهٔ کوی تو زمین بود کافی
گواه درد محبت چه شد که نیست کسی | به پیش یار دل پرحزین بود کافی

وله

چه بودی آن پریرو یک نفس هم یار من بودی | زبانی همدم و از لطف با من هم سخن بودی
نبودی حبزه همین پروانه گشتن شیوه جانم | شبی قد موزون تو شمع انجمن بودی
ایدل فدای غمزهٔ خونخوار کیستی | ایدل بدام کاکل پر کار کیستی
تنها نمیکشی تو که صد پاره می کنی | در بسملان بگوی که در کار کیستی

وله

دیده ام از تو من امروز نگاه عجبی | که دلم هست پشیمان گواه عجبی
بدعا دست برآری اگر از دل آصف | در خط یا نظر هست پناه عجبی

وله

ای یار شگفته رو کجائی | ای شوخ فرشته خو کجائی
دل بستهٔ موی تست آصف | ای کاکل مشکبو کجائی
ما بیخبریم در جدائی | ما هیچ کجا و تو کجائی

وله

تا نه نشین چو خاک بدر یا نمی شوی | جوهر شناس گوهر یکتا نمی شوی
هرگز حضور دل تو روئی نمی کند | یکسو اگر ز مردم دنیا نمی شوی
حرص مزخرفات جهان دارد حزین | تا آشنا بترک تمنا نمی شوی
آزاد تا نمی شوی از پای خویش آصف | سرو ریاض گلشن عقبی نمی شوی
عمرو تنهائی تو عام ست و نا ممنا در هجرت | هزار افسوس قدر الفت ما نمیدانی
بحیرت رفته است آصف به پیشین جلوهٔ نازت | نمیدانم که میدانی ز حالم یا نمیدانی

بی روی تو یک ذره نداریم قرارے
روزیکه دو چار رخت شدم این عرض نمودم

دهد گو سرمه جای خود غبارم را بجا باشد
محبت نیست محتاج محرک در طلب آصف

ز خاکساری ما بوی خوش جویا نیست
نکهت . خاک پان گرد آستان نرسی

بغیر جنس تو راز دل نگو آصف
داد مد تزا د بده مینا ز ازان هم

رنج سفر چه . نامه رکات ت
جز با ... ل مد بد تبان مرا

انو ... رخش بسد عنا انت بعالم
ای پری رخسار تو آ ... روشن بود

خورشید و مه را کی رسد همسری با حسن تو
دروت اگر نصیب اش جان ما شدے

آصف کسے چو چشم کشادے بعبرتے
همرهان را چون قفا نگذاشتی

ای بر آصف چون نکردی اعتماد
دل را نشد ز جلوه انتها یار آگهی

در گلشن مراد سرافراز می شود

وله
با صبر نباشد دل ما را سروکارے
آنکس که دلم برد توئی گفت که آرے

وله
که دارد آشنا از آشنا امید اعزازی
بغیر بال پر دل میکند سوی تو پروازی

زبانی همچو گل خود که بر زمین داری

وله
برون ز خود نشوی تا بآن جهان نرسی
خموش باش تو تا پیش همزبان نرسی

از جام جم روشن جمشید چه پرسی
انجاست عیان راحت جاوید چه پرسی

ای دل خبر او که نرسید چه پرسی
آصف خبر مطلع خورشید چه پرسی

وله
دیدم چو قرص ماه را در حسن از آن بالاتری
در طره طرار خود از بسکه صاحب افسری

وله
جان بخش تر ز آب حیات دوا شدے
هر مشکلے نماندی و هر عقده وا شدے

وله
پرده از رو بعد ازان برداشتی
بر طریق دیگران پنداشتی

وله
حیران ندارد از روش کار آگهی
بر نخل تماشے که بود بار آگهی

امید ہے دولت جاوید با سایۂ حسنت — کہ بفرق سر ما بسکہ ایماء ہمائی
طالب بدین روبت نبود از چہ دل زار — درد مند تو بود آصف ای یار شفائی

ولہ

ای شوخ چیست سوی گلستان نمیروی — گلہا شگفتہ ست بہ بستان نمیروی

ولہ

بعہد خویش نگار استوار بایستی — انیس جان و دل بیقرار بایستی
چہ سود ازینکہ بہار آمدہ است و سبزہ دمید — کہ یار گلرخ ما در کنار بایستی
بہتر از وضع ملائم نیست جانرا چارہ ای — آب سیمین ہند پا از صدمۂ سنگ کسے

ولہ

آہن زنجیر برا شد زر کامل عیار — سخن خوبان ہندی ہست سنگ پارسی
جلوۂ گلزار دنیا ہست آصف ہمچو برق — نیست ہا کمتر ز رنگ گل درینجا فارسی

ولہ

فریاد و نالہ است و صدا و فغان بسے — مقصود ز شور جہانست آن یکے
چون یک دمی مفید سر انجام کارہاست — غم نیست گلہ را اگر آمد شبان یکے

ولہ

از رنج خار راہ اگر جبہہ چین ندید — گلہای نازنینی بدامان کند کسے
نقشی بر آب میزند آنکہ معصیت — آندم ز نفس خویش پشیمان کند کسے
پیری ربود خواہش عیش و طرب ز دل — آمد خزان چہ سیر گلستان کند کسے

ولہ

می کند ہوش و دماغم چو جدا میگردی — عہد بستی نروی باز جدا میگردی
نیست امید کہ از دست تو بینم آرام — گر شوم خاک تو ای شوخ ہوا میگردی

ولہ

بوسہ گاہ لب افلاک بود جای علی — اوج امید گرفتہ ست چو اسنای علی
نیست جز وجودش ز کرامت خالی — حل مشکل شود از ناخن زیبای علی
الفت اوست چو ارکان مسلمانی من — شدہ ام شیفتہ و والہ و شیدای علی
بیش و قیمتش افزون ز دو عالم آصف — بی بہا ہست بگوہر یکتای علی

وله

حریف را نبود روز حشر قدرت نطق ‖ دهان پر است از آن در جواب معذوری
جمال یار ز خورشید نیست کم اصف ‖ اگر به پیش رخش نیست تاب معذوری

دیوان دوم کے اشعار منتخبہ جسمیں آپ شاکر تخلص فرماتے ہیں منجملہ ازاں یہ ہیں

ردیف الف

صبح و مینا و باده و ده ناله بنده خواه را ‖ پاک ز زنگ جہل کن آئینہ گناه را
اوج مقام جاه او کرده بجز شهی ‖ سرمه بینشی کشم دیده اشتباه را
گشت ز داد منکر است همه تر آنکه بهر و ‖ گوش نمیکند کسی زمزمه گواه را
غنچه گل میشود رنگ روای گلفتم ‖ شاکر اثر بود بسی گریه صبحگاه را
ای داغ مستان خسته سوی ترا ‖ گل بود ساغر خون سحرم هوای ترا
چشم دلها وا کند سان اگر دهرت شی گردد ‖ دیده تا سرو قد سرکشی عنقای ترا
دی شنیدم که ملائک مسیحا میخوانند ‖ بر فلک شاکر پر شود نغز لهای ترا

وله

ز بہار خط صفای حسن افزون میشود ‖ آب دیگر میزند بر رخ غبار آئینه را
از حدیث مهر کین پیش منافق دم مزن ‖ تا نه بیند راز پنهانی بیار آئینه را

وله

در فراقش بر سر مو شعله آهست آه ‖ میرود از عرش برتر ناله و فریاد ما
راستیها رهبر آزادی شاکر شود ‖ قامت سروی درین فن گر بود استاد ما

وله

به که تصویر کشی هیهات انسانی را ‖ تا تماشا کنی این انجمن فانی را
گر ز انصاف بمعموری عالم کوشد ‖ شاه در خواب نه بیند غم ویرانی را
خار و گل پیش نگاهش همه یکسان گردید ‖ هر که پوشید بخود جامه عریانی را

زلف مشکین ترا کجا فطرت مانی زند کجا — قلم صنع نوشت این خط ریحانی را
محرم معنی خویش است درینجا شاکر — هر که در سجده بخواند خط پیشانی را

وله

نگاه میفروشش پر کند مینای خالی را — رخش از خون تری بخشد بهار بنگالی را
نه هر صورت بود لازم که معنی آشنا باشد — شکوه پنجه صولت نباشد شیر قالی را
ز شور میکشان تا واعظ زاهد فرقها باشد — بحرف صوت کی نسبت بود اشعار حالی را
بجسم تهمت خود در نیارد وضع درویشی — نه طاق مشرقی شاکر نه ایوان شمالی را

وله

مدعی از رشک میسوزد چو شمع — گریه بیند گرمی بازار ما
خار فکر باطل از دل بر کشم — گر بود صاحبدلی غمخوار ما

وله

جناب آستان بی نیازیست — گدا در سجده و سلطان هم آنجا
ز محنت میرسد هر کس براحت — الم هر جا بود درمان هم آنجا
شکر خواهی بشکرش کوش شاکر — گر باشد لطف هم احسان هم آنجا

وله

هر سو رویم یار مقیم خیال ماست — اورا چه غم که رنج سفر می کشیم ما
از حال ما چو آینه اینجا گراست غم — از رخت خود بملک دگر می کشیم ما

وله

در بیابان طلب راه حرم گم کرده ایم — یک مدد از خواجه احرار می خواهیم ما
غیر درد از حاصل گیتی چه باید خواستن — آه گرم و دیده خونبار می خواهیم ما

وله

بستر آسودگی در خاکساری یافتیم — بر زمین پهلو چو نقش بوریا داریم ما
جام ما از درد و صاف عرض مطلبها تهیست — شاکریم از خود و دل بی مدعا داریم ما

وله

تو درینجا فسرده همه گرداب گوهری — بطبیعتش نبند رخنه دل بجهان دگر گشا
نبود جز جنون دوا مرض کار بسته را — همه در ببند بر رخت ز دل چاک در گشا

وله
آه دردآلودی باید مرا — نغمهٔ داودی باید مرا
شکر لله فارغم از نیک و بد — نی زبان بی سودی باید مرا

وله
سوخت تا داغ محبت دل دیوانهٔ ما — شمع گردید بگرد سر پروانهٔ ما
چهره بنماید واز شاکر اگر دل طلبد — نیست جز دادن جان تحفهٔ شکرانهٔ ما

وله
خوش ندارم صحبت عاقلان — صحبت مجذوب می باید مرا

وله
نیست از دشمن غمی چون دستگیر ماست پیر — در جناب حضرت والا نجا داریم ما

وله
محو آن زلف پریشان چکند سامان را — بر در خانه مگر جای دهد طوفان را

وله
پاک ساز عشق بحرص مده اختیار را — محرم مکن بدیدهٔ هوش این غبار را
شاکر چو شرع پاک نبی حکم ایزد است — بی رخصت رسول مکن هیچ کار را

وله
کار جهان برشتهٔ تدبیر بسته اند — وابستهٔ عنایت او کارهای ما
ما را چه میشود که درآن حلقه بشمرند — شاکر رسان بخلوت یاران دعای ما

ردیف باء موحده

صفای عارض گلرنگ یار را دریاب — چمن طرازی این نوبهار را دریاب
زیاد دوست مشو یک نفس جدا شاکر — بکنج خلوت دل آن نگار را دریاب

ردیف تاء فوقانی

ز سرد و گرم جهان فارغند آزادان — گذشتن از سر او هم کار مردانست
ز جان گذشته بجانان رسیده ام شاکر — متاع وصل بدین نقد سخت ارزانست

وله
محتسب را بر در میخانه هرگز بار نیست — منکر آنرا با تماشاگاه جنت کار نیست
دامن هر عشرت و راحت بدست محنتیست — عمرها گشتم درین گلشن گلی بیخار نیست

حاصل هستی اگر باشد حضور وصل اوست
بی جمال یار یکدم زندگی در کار نیست

گریهٔ گوهرفشان شاکر بهار دیگرست
همچو سیل آشوب چشم ابر دریا بار نیست

وله

موسم عیش است و جای دلکش و دلها جوان
در چنین هنگامهٔ عشرت هوای قهوه است

وله

در دل ما اثری از طرب عالم نیست
غیر درد تو درین خانه کسی محرم نیست

میرود عمر ز کف تا دولت آگاه شود
غنچه تا چشم گشاید بچمن شبنم نیست

وله

چمن عشق و محبت گل درویشانست
پردهٔ راز الهی دل درویشانست

جلوهٔ همت ایشان متعاییست بلند
منزل خلد کجا قابل درویشانست

جوهر آزادی ما را فروغی دیگرست
هر کجا داغ جهان گردید از گوهر روشن ترست

کیمیای بی نیازی همت درویش ماست
کبریای فقر از ما و این کمترست

سوز جگر و دل قبول عبادتست
آن زهد کافریست که در وی نیاز نیست

بی عزت راه اصل ما یان نمی شود
شاکر بگو دلیل حقیقت مجاز نیست

وله

هر یکی را عملی و دگرو حالی دگرست
رنگ گفتار دگر صورت تالی دگرست

گر شکوهٔ زمانه کنی مختصر بس است
عیش دوام رستن ازین درد سر بس است

در باغ آرزو و هوس رنگ و بو گرست
ما را خیال آن گل خودرو بسر بس است

وله

دل ز خیال تو یک شهر خرمی دارد
همین لطف تو اینخانه دولت آبادست

بود فزونی نعمت بشاکر مسکین
تشکر دامنش نعمتی خدا دادست

وله

اینجا نه تن پرستی و نی آرمیدنست
از ساغر عمر نغمه نامی شنیدنست

شاکر ز عیب خلق بعبرت شو آشنا
این ساز دیدنی که تو داری ندیدنست

وله

الفت او تا بروز حشر زنجیر منست
مهربانیهای افسون تسخیر منست

نصرت دین باورم گردید شاکر شکر کن ‌‌ ‌‌ آبی از لطف علی در جوی شمشیر من است

وله

پیر و عقل است هر کس نامی گلفام نیست ‌‌ ‌‌ عالمی گمراه میگردد چو شیخ جام نیست

از طراوت دستگاه رنگ دارد هر گلی ‌‌ ‌‌ هر که شاکر نیست در وادی اسلام نیست

وله

مست الفت را شراب دیگری در کار نیست ‌‌ ‌‌ گردش چشم تو دیدم ساغری در کار نیست

هر کرا باید سفر کردن اقامت آفت است ‌‌ ‌‌ کشتی طوفانیم را لنگری در کار نیست

وله

عیش اگر در وطن بود شاکر ‌‌ ‌‌ تا توان هر کجا فتد وطن است

دردمند از زبانی دیگر است ‌‌ ‌‌ هر طپش در دل بیانی دیگر است

گلشن ایجاد را کاین رنگهاست ‌‌ ‌‌ تربیت از باغبانی دیگر است

وله

حب وطن باعث آزار ماست ‌‌ ‌‌ شوق سفر پیشرو کار ماست

الفت دنیا بدل ما نیز ز ‌‌ ‌‌ این مدد از خواجه احرار ماست

ردیف ثاء مثلثه

یار رنجید ز ما باز چه باشد باعث ‌‌ ‌‌ با رقیبان شده همساز چه باشد باعث

شمع این بزم جهان پرتو نازش برخاست ‌‌ ‌‌ مانده پروانه ز پرواز چه باشد باعث

مدتی دلبر بیرحم بما بود رحیم ‌‌ ‌‌ باز گرد آن ستم آغاز چه باشد باعث

ناله ها کردم و زین کوه صدائی نه دمید ‌‌ ‌‌ همچو یخ بسته شد آواز چه باشد باعث

شاکر آن راز که دل داد ز ما می پوشید ‌‌ ‌‌ خود بخود گفت بما راز چه باشد باعث

ردیف الجیم

مستی عشق نباشد به بهاران محتاج ‌‌ ‌‌ نبود شور قیامت به نمکدان محتاج

فکر آرایش خود شیوه آزادان نیست ‌‌ ‌‌ گردن سرو نباشد بگریبان محتاج

از دل چاک منت اوج غرورش شاکر — نیست با شانه چه زلف پریشان محتاج

ردیف حاء حطی

هر نفس کجاست محرم آب و هوای صبح — داغ است آفتاب بذوق صفای صبح

انجام هر نفس بود آغاز جلوه اش — در ابتدای صبح ببین انتهای صبح

وله

میدوزد آفتاب بصد تار زرنگار — تا چاک شد ز غفلت عالم قبای صبح

بهر علاج مرگ گران خواب غافلان — شاکر بود مسیح دم جانفزای صبح

ردیف خاء

نکرده است بت سبز من از پان سرخ — شده ز خوردن خونهای عشقبازان سرخ

بیاض گردنش از خون من خطی دارد — غریب نیست اگر باشدش گریبان سرخ

نگر ز خاک شهیدان گذشته امروز — که شد لباس تو از گرد این بیابان سرخ

قبول فیض مدان جز بقدر استعداد — نه نوبهار نشد رنگ باغبانان سرخ

ردیف دال مهمله

آن کیست بر سفر بگذارد بنای خود — هر کس خوش است در غم شادی بجای خود

هر چند دل ز درد غم هجر داغ شد — شاکر نگفته ایم بکس ماجرای خود

وله

عارفان را رغبت شوق تماشا تهمت است — دیده عبرت بروی این جهان وا کرده اند

بیخبر از سیر دل بگذر که خوبان جهان — انجمن در خلوت آئینه ما کرده اند

از نسیم صبح توفیق رسا صاحبدلان — کار دنیا را چو گل شاکر بسر وا کرده اند

وله

بر سر خاک شهیدان گذری خواهی کرد — در دولت گر هوس بدین گلها باشد

شمع کاشانه بفریاد دل ما نرسد — آتش افروز جنون دامن صحرا باشد

زناوکی که از نگه او بما رسید | صد رنگ نو بهار گل مدعا رسید
جان و دل و جگر صیدگاه اوست | هر جا رسید ناوک شوخش بجا رسید
بر آسمان رسوز جنونم فسانهاست | کارم بعشق او ز کجا تا کجا رسید

وله

چه حالتست درین عصر کز تغافل چرخ | دعای خسته دلان کارگر نمی آید
نظام کار دو عالم باختیار کسی ست | ز دست کوشش ما هیچ بر نمی آید

وله

بدوستی چشمت می و ساغر نمی ارزد | بان رنگینئ عارض گل احمر نمی ارزد
نسیم طره اش دل نمی رباید ترک سودا کن | ببوئی گیسوی او طبلهٔ عنبر نمی ارزد
کجا مجذوب با سالک تواند همسری کردن | بذوق قطرهٔ یک تاک صد گوهر نمی ارزد

وله

یک گل ازین بهار بآرزو نمی رسد | سنبل خوش ست لیک بگیسو نمیرسد

وله

عنان بدست نویسندگان تقدیرست | باختیار کسی را کجا گذاشته اند
بلاکشان محبت بسجدهٔ تسلیم | چه نقشها بمقام رضا گذاشته اند

وله

ما از صد بیگانه بهر آشنا باید کشید | رنج کوشش ها برای مدعا باید کشید
دامن مقصود تا افتد بدست آرزو | در بیابان طلب بس رنجها باید کشید

وله

محبت پیشه دل از جور الفت بر نمیدارد | حباب سر ز پیش موج تیغت بر نمیدارد
چو شبنم از زمین سر بر نخواهد داشتن شاکر | نقاب از رخ گران خورشید طلعت بر نمیدارد

وله

دوستیها که بیریا باشد | همچو عنقا و کیمیا باشد
فارغم زینجهان بیگانه | یار می باید آشنا باشد
نتوان در حساب آوردن | الفتی را که انتها باشد
شاکر از طالبان مخلص را | هرکه دل بستهٔ وفا باشد

نگاهے سوئے مستان می توان کرد
بمژگان تیر باران می توان کرد

بنور شمع حسن عالم افروز
شب ما را چراغان میتوان کرد

چه از نیکی نباشد هیچگاهے
بدشمن نیز احسان می توان کرد

درین گلشن ز رنگ و بوئے اخلاق
گلے شاکر بدامان می توان کرد

وله

مغنیان رحمے بحالم کرده اند
باده نوشیها حلالم کرده اند

مست جام اشتیاقم دیده اند
سرخوش ذوق وصالم کرده اند

کوشش یاران غمم افزوده است
گرچه تدبیر ملالم کرده اند

در گلستان محبت اهل دل
از کرم شاکر نهالم کرده اند

وله

بمحفلے که مراد شه و گدا بخشند
چه میشود که دل زنده بما بخشند

بشکر کوش ز اخلاص روز و شب شاکر
که گنج نعمت جاوید ازین ادا بخشند

وله

بهر کشادن در میخانه شیخ جام
در دست ساقیان زمانه کلید داد

شاکر بعیش کوش که ساقی بروئے گل
مارا نوید شوق بجام نبید داد

وله

اے آنکه ناامید شدی از گناه من
بارے ببین که فضل الهی چه می کند

آگاه نیست زاهد خود بین ز حال ما
این بیخبر خیال تباهی چه می کند

وله

بنور روئے تو خورشید شد بجا شاگرد
دگر بغیر جهالت شود کرا شاگرد

عنان خدمت استادگی ز دست بده
شود شهنشاه معنی گر آشنا شاگرد

وله

دلم از درد پیش آشنا خالی شد و پر شد
برنگ جام می کی جا بجا خالی شد و پر شد

بهاری و خزانی روز و شب در کار می بینم
ز رفت و آمد خلق این سرا خالی شد و پر شد

کلام غالبست این از صفا شاکر اثر دارد
دل پاکان از هر مدعا خالی شد و پر شد

گوشه گیری قطره را گوهر کند
شاکرا آگاهم ز مکر آرزو
شاکرا از گنج قناعت هر که فیض اندوز شد
هر کمالی را زوالی در قفاست
زنده ام شاکر باین امید و بس
چون می دیرینه در آفاق شهرت میکند
بی برگ ز آفات جهان باک ندارد
از عالم راحت طلبی بهره ندارد
کم کن سخن که حرف تو بی آب میشود
دل مرا بهار مدارا وانمی کند
نقش جهان بغیر سبب نیست جلوه گر
ز آغاز کار رسید گیسو دراز را
شاکر بمعنی تو و من وا رسیده را
ندارد زیب حسنت حاجت مشاطه دیگر
ز رنگ بی نیازیهای ناز او چه پردازم
بلند و پست ما ز عشق گردد در نظر یکسان
دل میرود ز دست و نداریم اختیار
دستش ز دامن مقصود کوته است
تمیز کامل و ناقص نماند در عالم

وله
کامل آنکس کز جهان پا می کشد
در کمند مهر دنیا می کشد
وله
منت احسان کی از ارباب دولت می کشد
وله
غفلت آخر ها پشیمانم کند
درد مندیها مسلمانم کند
وله
منزوی شد هر که در رنگینی یکسان ماند
وله
رنجیت نخلی که ثمر داشته باشد
آن شخص که در پیش سفر داشته باشد
وله
این شیوه ننگ صحبت احباب می شود
وله
سعی نسیم غنچهٔ دل وا نمی کند
وله
آئینها و آئینه ساز آفریده اند
دشمن گداز بنده نواز آفریده اند
صد بار نیست کرده و باز آفریده اند
وله
جهان را بی سپاهی شاه عالمگیر میگیرد
بصد تقصیر می بخشد بیک تقصیر می گیرد
ز سیلاب این بنا ها صورت تعمیر می گیرد
مطرب درین بساط چه آهنگ ساز کرد
هر کس که بر بساط ادب پا دراز کرد
وله
درین زمانه رواج گهر خزف دارد

فلک مدد گر خلق ست لیک شاکر ما
امید گوشهٔ چشم از شه نجف دارد

وله

نعمت ز خاکسار محبت دریغ نیست
اکثر فروغ مهر بدیوار می رسد

اے غرهٔ فریب ہوسہائے زندگی
غافل مشو که مرگ بیکبار می رسد

افزون کنیم شکر و بهر حال شاکریم
هر چند غم ز دست تو بسیار می رسد

وله

تند مهر عزیزان چه کند با من محزون
دل کی شود آراسته زین شیشه گرے چند

خوردیم بسے غصه درین بحر بامید
شاید که بگیریم بدامن گهرے چند

وله

دارم امید گوشهٔ چشم از عنایتش
حافظ که خاک را بنظر کیمیا کند

وله

در ابروش اشارهٔ تحقیق مدعا ست
در پیش طاق قبله نما جلوه می کند

وله

نیستم ممنون احسان بهار
دامنم پر گل تو گل می کند

هر که شاکر لخت دل ریزد ز چشم
دامن مقصود پر گل می کند

وله

نفکر خستن من نیست حاجت کوشش دشمن
نفس چون خار پای نیشتر در آستین دارد

وله

کشتیم باک ندارد ز شکست طوفان
کار دشوار چو ناخدا و خدا ساز شود

وله

جوش غم و نشاط جهان پایدار نیست
بیدل مشو اگر ز تو بسیار بگذرد

هر گشته عالمی ز مریدان شیخ جام
تو محتسب که بر در خمار بگذرد

وله

طینت اہل کرم از آفت مرگ ایمن ست
نیکنامی تا قیامت کار هستی می کند

هر که شاکر آشنائی معنی تحقیق شد
گر چه در بتخانه باشد حق پرستی می کند

وله

آنها که در حمایت همت سفر کنند
اندیشه کی ز وادی خوف و خطر کنند

دانا دلان که نسخهٔ آداب خوانده اند
هر چند قرب بیش حذر بیشتر کنند

وله

وصل کمال پیروی کامل ست و بس
در منزل آن رسد که پی پیر میرود

وله

زدنیا در لباس دوستیها — فریب دشمن جانی به بیند

وله

براوج فلک سایه کند طرف کلاهم — از گوشهٔ چشمش نگهی گر بمن افتد

جای گله انس نیست که نعم البدلی یافت — از کشور هند آنکه بملک دکن افتد

ایمان بدل از حب وطن ریشه دوانده — خوش وقت غریبی که بفکر وطن افتد

تا خاک شدن دیگرش از کف نگذارم — کو بخت که دامان تو در چنگ من افتد

وله

گر شاهد اسباب سنی نیست — کی کار جهان نظام دارد

وله

پیری ز سینه جوشش شبابم نمی برد — ذوق شراب و میل کبابم نمی برد

وله

مرا از ذکر محمود و ایاز این نکته شد روشن — که صید عشق خوبان عاقبت محمود میگردد

وله

صلاست باده پرستان که یار می آید — بچشم مست و سر پر خمار می آید

وله

فصل گل ست مروز دیوانه می توان شد — با لیلی جنونی همخانه می توان شد

حرف الذال المعجمه

در فراق تو نهاده چو قلم سر بکاغذ — تر شد از اشک من سر بسر کاغذ

رقم نامه ام از بد نگاه شوق است — یافت زین تار رسا رشتهٔ مسطر کاغذ

خط شنا کر طلبش دل بدهد به یار — نیست محتاج به پرواز کبوتر کاغذ

حرف الراء المهملة

دل برده میکند طلب از من بلای دگر — با زلف او فتاده مرا مشکلی دگر

با یاد جانفزای تو سرسبز عشق هم — در گشت عمر کو بازین حاصلی دگر

وله

من ندارم جز تو دلسوزی و غمخواری دگر — غیر مهرت در دل من نیست دلداری دگر

بهر زاهد سبحه و زنار بهر برهمن — بر سر سودای دیگر هر کس و کاری دگر

میفزاید قدر مرد از بردباری بیشتر
آدم با حلم باشد اعتباری بیشتر

می شود سرسبز شاکر دانهٔ امیدوار بر
چون زمین در هرکه باشد رازداری بیشتر

وله

شود رنگت فزون طبع چون گهر دلگیر
برنگ آب روان نیست از سفر دلگیر

چرا از اهل محبت ملول میگردی
که طبع نخل نگردد از خطر دلگیر

وله

ای محبت اشک گرمم بر سر مژگان ببر
یعنی از دل شیشهٔ نذر پریان ببر

نیست حاجت اینقدر سختی کشا کردن ترت
جان عشق چون نفس تا لب بود آسان ببر

وله

نقش و نگار منظر اقبال دیده گیر
عرض مکرر از لب دولت شنیده گیر

هرجا و هر مقام که قصدت رسیدنست
منزل گزیده گیر و بانجا رسیده گیر

دنیاست زهر مار قناعت فسون او
هشیار گزند آفتش افسون دمیده گیر

وله

باغ امکان مظهر رنگست از ایوان یار
صبح هستی نیست جز گل کردن فرمان یار

مصرع برجسته هرگاه موزون میکنم
انتخاب بیت ابرو نیست از ایوان یار

وله

ساغر چشم تو دارد بادهٔ ناب دگر
موج خیز نشئهٔ او هست سیلاب دگر

خواب مخمل فرش راه غفلت آرائی بود
چشم او دارد درین راحت سر خواب دگر

در خم ابروی او مذهب پرست عشق را
بهتر از تسلیم گشتن نیست آداب دگر

وله

جز روی یار نیست گلی خوشترک دگر
این گل یقینی است درین نیست شک دگر

ممتاز هست ابر بهاری ز هر نسیم
همرنگ او کجاست بحسن نمک دگر

وله

چشم ابر نوبهاری در سراغ دانه هاست
جز متاع دل نمی جوید در دوران یار

نیست موجودی درین گلشن که بی داغش بود
ابر و رعد و شعله و دود است از مستان یار

وله

رنگ شهرت گل را خودنمائی بیشتر
بالد از اظهار الفت آشنائی بیشتر

دست از تدبیر بیا هوش نتواند کشید | ببخشد از کار جهان غفلت های پیشینه

وله

نمی‌شود بفراق تو آشنا که آخر | ز سعی جان بلب آمد گذشت راه آخر

مکن ملامتم ای مدعی که عارف پاک | نوشته است خطا نسخ حب جاه آخر

وله

یکدم بیا و بر سر این خفته کن گذر | ببینم سیر یکدمت آهسته کن گذر

شایسته نیست پای ترا گلشن دگر | در باغ دل بصورت شایسته کن گذر

وله

محبت تو بدل می کنم بجان اظهار | مفید آنچه بود کرده ام همان اظهار

رسانده عرض محبت بیار خاموشی | فضول نیست که سازیم با فغان اظهار

از نگاه عالم عقل و هوش و جان ببر | چون دلم آخر تو خواهی برد با سامان ببر

تا به گلزار دلت درد محبت گل کند | نقش خواهشها ز لوح سینه درمان ببر

ردیف الزاء المعجمه

دل عاشق ز درد آسوده هرگز | که دیده این شعله را بی دود هرگز

ز دل فاش است اسرار محبت | نشد پوشیده بوی عود هرگز

دل شاکر که از هجر تو تنگست | کشاید نغمه داؤد هرگز

وله

صبا به آن بت شیرین ادای صبر گداز | بگو سلام من خسته دل ز روی نیاز

بیا که خانه دل بی غبار رنگ دوئیست | صفای آینه در راه تست پا انداز

ز صبح فیض عنایات محی الدین | صفای قلب طلب میکنم بعجز و نیاز

وله

برون نداده فغانم نوای پرده راز | شکسته رنگی من گشته این قدر غماز

قبول بندگی درگهم کند چه شود | جناب سید گیسو دراز بنده نواز

دل شکسته ارادت بشیخ جام آورد | کشاد کار نه در روزه بود نه نماز

رسید موسم گل ساز عیش کن آغاز   بجام و شیشه و نقل و کباب و می در ساز
ببین بهمت آن پیشوای اهل سخن   نموده ام غزلی نذر حافظ شیراز

وله

خرمی گل کرد جز با غم نمی سازم هنوز   در چمن آمد بهار و رنگ میبازم هنوز
داغ انجام وفا شاکر کجا باید شمرد   دیدهٔ محرم نشد از رنگ غمازم هنوز
درد عشقش را ز چاک سینهٔ خود چاره ساز   گر گشاد کار میخواهی گریبان پاره ساز
صید دل کردی بوجه احسن و روی سفید   سیر این مهتاب در آئینهٔ رخساره ساز
اجتماع لفظ بد تاثیر دارد در کلام   نفس را گر زور باشد دور از اماره ساز

وله

از جوش بهار قد همت گشت چمن سبز   بلبل بنوا آمد و گردید سخن سبز
در فصل خزان سیر چمن نیز توان کرد   زان روی که گردید بدل یاد وطن سبز
از باد خزان نخل بهشتی نبرد رنج   از فیض حق و لطف نبی هست لگن سبز
شاکر نتوان خانه نشین ساخت جنون را   امروز که صحراست نه از طرف چمن سبز

وله

دادند تا بدست بتان اختیار ناز   رنگین تر از بهار گل آمد بهار ناز
شاکر چو وضع نیست بگلشن بود صواب   جز گوهر نیاز نزیبد نثار ناز

وله

زهستی کی شوی واصل بدل آ   غبار ره توئی از راه برخیز
بلطف مولوی رومی ز جامی   ببین شاکر جمال شمس تبریز

ردیف سین مهمله

آشیان در هر کجا بستیم بی‌زحمت نبود   گوشهٔ آرام ما چاه زنخدانست و بس
کسی از خوان قسمت روزی خود می‌خورد   رزق غفلت پیشگان اندوه و حرمانست و بس

وله

بباغ دهر مگو نیست بار و زر نرگس   شده گدا همه دل بسته اند بر زر نرگس

درین چمن دلی از حسب جاه خالی نیست
تهی نساخته پهلو ز سیم و زر نرگس

فروغ باغ ز نرگس بود از آن شاکر
که هست از همه گل صاحب بصر نرگس

ردیف شین معجمه

آسوده ز اندیشهٔ هر سود و زیان باش
چون آینه از عالم حیرت زدگان باش

وله

هر کجا رنجست راحت میرسد
دردمند و خسته و بیمار باش

وله

تلاش معرفت خویش از آن و این غلطست
مرو بهیچ طرف گوشه گیر دامان باش

وله

غافل مشو ز خاک نشینان چو آفتاب
ای صدر آستان خبری می گرفته باش

ایدل چنین به بستر راحت چه خفته
از غم کشتگان خبری می گرفته باش

چون عاقبت ترا بته خاک رفتن است
غافل ز آنجهان خبری می گرفته باش

وله

طالب دردیم درمان نباشد گو مباش
پرسش جوئی از طبیبان گر نباشد گو مباش

وله

ای سخن در وصف خوبان بر لب امید باش
از فروغ این معانی کوکب امید باش

جز محبت نیست امید دگر در خاطرم
ای محبت در دل من مطلب امید باش

تا بفهمی معنی اشک محبت را که چیست
همچو طفلان روز و شب در مکتب امید باش

وله

بشوق کوی محبت بزدی داریم
شبی بود که بیاید بچشم ما سحرش

فغان که یار بفریاد ما دمے نرسید
هزار ناله کشیدیم و نیست یک اثرش

ز فیض نقش فزون تر بود از وی مئے
کسی نام محبت نکند بر جگرش

نهال صبر نشانی اگر بدل شاکر
بقدر حوصله یابی حلاوت از ثمرش

خاکسار رهمائے من بوسید نقش پای یار
خواب راحت می کنم در سایهٔ دیوار خویش

وله

طرح گلشن ریزد از خندیدنش
غنچه ها را وا کند بالیدنش

نیست رنج شور و شر در آبشار — عاشق آسوده است از نالیدنش

(وله) سیر عالم نیست پابند همین پا سودنی — گر خیال تو رسائی میکند سیار باش

گر خبر داری ز را قرار لسان تصدیق قلب — در چمن زار بیان گفتار با کردار باش

ردیف صاد مهمله

در محبت خلوص می باید — می کند جست و جو وفا اخلاص

جز محبت کجاست درمانی — درد بیمار را شفا اخلاص

فرق باشد در آسمان و زمین — زاهدان در کجا کجا اخلاص

(وله) بی نصیب از وجد و حال افتاده اند این صوفیان — می نماید جلوهٔ اینها گوشهٔ دستار رقص

غافلان را نیست تدبیرے بغیر از وجد و حال — میکند خوابیده را از ناے هو بیدار رقص

ردیف ضاد معجمه

با مقدم بهار نداریم ما غرض — در دل بود رسیدن آن آشنا غرض

تن پروران با کل و شرب اند مبتلا — زاهد که آشناست با آب و هوا غرض

بر در گهش که نیست غباری جبین ماست — ما گر کجا فتاده و باشد کجا غرض

ردیف طاء منقوطه

تا بنازم سر به تیغ ابروت جانرا چه حظ — کفر زلفت گر نزد راه دل ایمان را چه حظ

عیش ما جز پرسش و جوئے لطف تو آماده نیست — گر نباشد میزبان خوش خلق مهمان را چه حظ

(وله) در دولت اے غم نباشد غمگساران را چه حظ — بی امید یاریت امیدوار آنرا چه حظ

رخت بیماری ز تن افکند بیرون احتیاط — ای ز درد عشق تو پرهیزگاران را چه حظ

چون رود افسردگیها از چمن بی لطف ابر — جلوه پیرا گر نگردی خاکساران را چه حظ

لذت احسان ز ناشکران نمی یابد کریم — گر ببارد بر زمین شور باران را چه حظ

وز دو عضوے میبرد اعضائے دیگر را ز کار — گر بود یار ہی سیر رنج یار انرا چه حظ

تا نماند غنچهٔ دل تنگ ساغر غیر از ین — زین روا رود رجهان باد بهاران را چه حظ

ردیف عین مهمله

دلها چو عجب ساخت خم زلف یار جمع — مردم شوند بهر امان در حصار جمع

تا دل علم بعشق شد از خویش میرود — کی مانده هست میوه سر شاخسار جمع

کز پرتو جمال وسواد نگاه — در چشم خلق آمد لیل و نهار جمع

چون موج کز جدائی بحرست مضطرب — در دوری تو نیست دل بیقرار جمع

شاکر امید شد که کشد دامن الم — تا کرد یار از مژه اش خار زار جمع

ولہ

سراپایش بهار کفر و ایمانست در واقع — کجا زلف و چه رخ زنار و قرآنست در واقع

چراغ عالم افروزست شاکر عارضش بیشک — جبینش بیگمان خورشید تابانست در واقع

ولہ

پیش آن رخسار تابان گر بپرسم نام شمع — آتش خاموشی فکند در زبان و کام شمع

نیست جز برباد رفتنها درینجا حاصلے — غفلت ما را اشارت می کند انجام شمع

حرف غین معجمه

تازه شد از رخم گیسوی تو سودائے دماغ — فکر من شمع دل افروخت از ین دود چراغ

وحشتم را هبر بادیه گمنامی ست — که دران بادیه گرد پر عنقاست سراغ

ولہ

بهوس چون سحر آمدم که رسیدیم بباغ — پیرهن پیرخت از یاس ندیدیم بباغ

چون گل آخر ز جهان قطع تماشا کردیم — ساغرے چند بهر رنگ ندیدیم بباغ

باغبان گرچه ز ما از چمن پنهان داشت — روغن از مغز دل غنچه کشیدیم بباغ

شاکر از خاطر ما رفت خیال دو جهان   دلربا نالهٔ امروز شنیدیم بباغ

حرف فا

نالهٔ زارم نشد همدم بگوش یار حیف   می‌سزد گفتن بجای ناله‌ها صد بار حیف
در هوای ابر و جوش سبزه و فصل بهار   جلوهٔ همراهی ندارد قامتش بسیار حیف
بر هنر ور می‌کند تعطیل ظلمی آشکار   ناوک مژگان او با شد اگر بیکار حیف
جز بدل شاکر نباید راز عشق او   آشنا گردد اگر گوشی باین اسرار حیف

ردیف قاف

گر نشود شوق طلب یار رفیق   می‌توان رفتن بمنزل‌ها رفیق
بهتر از شوقش رفیقم نیست کس   ورد جانم شد ازان رو یا رفیق
پاس انفاسم در اینجا شد ضرور   دمی همراه شود آنجا رفیق
وله
نظر بلطف تو دارند یک جهان مشتاق   همین منم بجفاهای تو بجان مشتاق
زمان زمان بسرت سایه شوقش اندازد   تو هم شو از سر انصاف یکزمان مشتاق
مرنج گرچه رقیب از درش ترا راند   که نیست هیچ کسی میهمان مشتاق
وله
یار شمع است دل سوخته پروانهٔ عشق   داغ کافیست همان چارهٔ دیوانهٔ عشق
بر در دوست گدائیست ز شاهی بهتر   گنج دولت همه در نیست بویرانهٔ عشق
وله
گر شود تشویش دنیا خار دامنگیر شوق   قطع اسباب موانع می‌کند شمشیر شوق
خضر باید اقتدا اینجا بصد منت کند   تد آه من شده امشب همه شبگیر شوق

ردیف کاف تازی

رسید غم ز دلم شد چو او بمن نزدیک   ز شب اثر نبود چون شود سحر نزدیک

ز قرب وعدهٔ او جوش عشق افزاید
ورین جهت سخنم سبز گشت در عالم
دعائے صاف دلان مستجاب میگردد
دماغ نازک یارم ز بوئے گل گیرد
هجوم خلق بخلوت گزین زبان نکند
فدائے مصرع برجسته ام که شیخم گفت
سخت تر میازی ز بهر شکستم دل سنگ رائے
با وجود سخت جانی نیستم همدوش انتک
زیاد عاقبت کار در بدایت حال
فغانم آن بت بیرحم هیچگه نشنید
اگر بعشق شهادت طلب کنی تنا کر
باین نشاط که داد هوائے کرناتک
چه شرح آب و هوایش دهم نمیدانم
کشادگی طبع عالمے دارد
ز آبیاری حسن بتان ماه جبین
غبار او همه زر بخش تر ز اکسیرست
عروس ملک باین زیب بی بدلی دارد
ز کوس نصرت دین محمدیست بلند
ز فیض سایهٔ عدل محمدی امروز

ولہ

بیال کسب هوا چون فتد سفر نزدیک
که آه خسته دلانست با اثر نزدیک
دران زمان که شود شیر با شکر نزدیک

ولہ

بناله گرم مشو ای جرس نداری باک
شکر نصیب تو شد از مگس نداری باک
هزار جان بلب آری ز کس نداری باک

ولہ

کرده این بیضهٔ فولاد را حاصل ز سنگ
در محبت کرده ام آئینه حاصل ز سنگ

ولہ

برنگ غنچه درین باغ مانده ام دل تنگ
گداز درد رهی وا نکرد دل سنگ
گواه درد دلم نیست جز پریدن رنگ

ولہ

کجاست خلد چو عشرت سرائے کرناتک
که صبح جامهٔ زر در بر صفائے کرناتک
سواد گلشن بهجت فزائے کرناتک
چو جوئے شیر بود کوچه هائے کرناتک
چه گویم از عمل کیمیائے کرناتک
که دوختند ملائک قبائے کرناتک
اذان بمنبر تختانهائے کرناتک
گرفته خواب عدم فتنهائے کرناتک

گر انجمن کونین در نظر آید
دمے که سایه فگن شد همائے کرناتک

گشودن در فردوس هم همین باشد
وگرچه وصف کنم غنچہائے کرناتک

ز عاشقان نظر باز میبرد دل و دین
برنگ خط بتان سبزہائے کرناتک

ببین بچشم بتان میبرد چه سرمه بکار
غبار کشور گوهر صفائے کرناتک

فزون بود بمراتب ز خسروان عجم
بطمطراق تجمل گدائے کرناتک

عجب مدار گر از شوق بستہ ام زنار
دلم ربوده بت خوش ادائے کرناتک

دل شکسته دردهائے تازه گلچو ست
باین صفت چمنے کو سوائے کرناتک

ز سینه تا به بهشت آرزو چه بهره بود
مگر دوباره چشند ابہائے کرناتک

کسے نیافتم اینجا ستم کش افلاس
فگنده سایه بعالم همائے کرناتک

درین طربکده آثار غنچه نتوان یافت
که یک گلست سراسر فضائے کرناتک

گلے درین چمن از رنگ تازه خالی نیست
پریست جلوه گر از شیشہائے کرناتک

یکی ز صد نتوان گفتن و صدے ز هزار
بدور لیل و نهار از ثنائے کرناتک

ز جنس نافہائے و شجر زرباف
کشیده سر بفلک خیمہائے کرناتک

ز کشت زار کرم میدهد بجیب امید
بجائے دانه گهر خوشہائے کرناتک

نشانه طرب انبساط شاکر ما
فزون ز باده بابست لائے کرناتک

ولہ

ظلم ست وضع هر شی در غیر موضع او
عرفان چو رو نماید بر اهل آن مبارک

آئینه حضوری جائے حضور حسن است
دیدار دیدن او بر حاضران مبارک

آشفته شد نه تنها جانم بآن دو گیسو
بیدار بودن ما بر پاسبان مبارک

ردیف لام

در بهاران میفزاید رونق خیار گل — موج آبی تازه می آید بروی کار گل
جلوهٔ حسن خزان کم نیست از جوش بهار — میرباید هوش بلبل شوخی رفتار گل
به تنها باید کشیدن جنت را اینجا منت نیست — گل توانی چید اگر بینی جفای خار گل
نیست آسان محرم راز و سنجان شدن — هست هر برگی زبان خامش گفتار گل
فکر گلرویان کند شاگرا گر جا در سرم — میشود دستار من رنگین تر از دستار من

وله

شور جنون فکنده در آفاق بوی دل — تسخیر کرده هر دو جهان هاے هوی دل
جولان کس بعالم معنی نمیرسد — سعی قدم کجا و کجا جست و جوی دل
مینا ز می تهی کن و ساغر بسنگ زن — لبریز راز کن ز محبت سبوی دل
غنچهٔ ما انتظار آن تبسم میکشد — کی نسیم صبح بگشاید گره از کار دل
ای خریدار محبت از متاع درد و داغ — هر قدر خواهی مهیا گیر در بازار دل

وله

تا خیال آن پریرو تنگ دارد در بغل — شیشهٔ دل صد هزاران رنگ دارد در بغل
از دل زاهد کجا سختی برون خواهد شدن — شیشهٔ قلبیست کاین بی ننگ دارد در بغل
فاضل بمعنی این عصر از بهر جدال — خشت جای نسخهٔ فرهنگ دارد در بغل
تا کند وضع با اهل عالم اندک ارتباط — گل بجای خشت بهر جنگ دارد در بغل

وله

بجو بی نیست چون رویش دگر گل — کجا این رنگ و بو باشد بهر گل
درین گلزار بی آن مهر تابان — جمال آب و رنگی نیست در گل
بدنیا بسکه دل بستند یاران — شگفته نیست یک خاطر مگر گل
چو شاگر گشت تسلیم رضایش — برنگ شاخ گل شد سر بسر گل

وله

باتفاق نوا عالمی مسخر کرد — بر آر گر چه به آئین با صحبت گل

برنگ و بوی دو عالم مسخّر ست اینجا — بدوش شاه و گدا می‌برد رایت گل

وله

گر الفت علیست بجانت چو آینه — از کوثر قبول کنی شست و شوی دل

وله

طبع بهارم گلشن ست و صفحهٔ رخسار گل — بلکه در پیشش خجالت می‌کشد صد بار گل

گر ز مستی نرگسش ساغر نگیرد در چمن — می‌نشیند گوشهٔ چون بیدلان بیکار گل

از دوام رنگ دارد حسن او نسبت به حق — جلوه گر تنها کر بسالے میشود یکبار گل

حرف میم

خاطرم دارد هوس تا حرف مشکل بشنوم — از لب آئینه یعنی چیزے از دل بشنوم

آرزو دارم که رمزے از لب جان‌بخش یار — با ادب از دور بنشینم مقابل بشنوم

واعظ بیدرد از افسونهائے پوچم می‌کشد — پند جان‌بخشی مگر از صاحبدل بشنوم

بیدل صاحبدل ثنا گر چه خوش فرموده است — هر چه لیلی گویدم باید ز محمل بشنوم

وله

بے جمالت ز چمن جام تمنا نکشم — گر نمایند بهشتم سرے آنجا نکشم

تیغ و خنجر نشود سد ره الفت من — محو تسلیم توام گردن ازینها نکشم

عشرت زندگی اینست که دلدار اینجاست — ورنه زین یک دو نفس منت بیجا نکشم

بچه کار آیدم این دست معطل فردا — ثنا گر امروز اگر دامن او در نکشم

وله

وقت آنست که دل محو پریزاد کنم — گوشهٔ حیرتی از آئینه ایجاد کنم

جست و جوے خرم پایهٔ جامی دارد — کو جنونی که بطور خودش شاد کنم

اے تمنا بادب باش که آن محرم راز — حرف دل می‌شنود بهر چه فریاد کنم

وله

بسکه شوقت بدل نشتر زده ایم — نفسی غیر آه کم زده ایم

نسخهٔ دل نقوش او دارد — بر خیال دگر قلم زده ایم

لباس آن پری را از پر طاوس می بافم
درین گلشن بهارے تنگ رنگ همتی دارم
تماشائے بہار ہمیشالی میکنم
مخمل و دیبا بخواب خاکساری کی رسد
خانه بهتر درینجا از بنائے عجز نیست
در وصف خط او سخنم سبز شد مدام
جز درد نام او نبود آرزو دگر
شاکر درین دکان هوس محو آئینه
تا یار را ببر خود گرفته ام
در کیش خاکساری عاشق دمی کجاست
از جوش فیض دیدهٔ بیدار شاکرم
هر شبنم بیدار دارد حیرت افزا جلوه
میرمی از برم اینشوخ و پیت می سازم
شاکر از رهبری یاد ما پوست کرد
سراغ راحت منزل درین وادی نمی دانم
آئینه محو آن رخ گلفام کرده ام
شاکر بغیر شکر ندارم وظیفه
یاد آن رخسار کردم گل دمید از پیکرم
با وجود گریه نومید از محبت نیستم

وله
ز داغ بشمعش کرتهٔ فانوس می بافم
همین نام و پیراهن ناموس می بافم

وله
خانهٔ دل را ز فکر غیر خالی میکنم
زین قماش از بهر تارش فرش قالی میکنم
ظرف دل از خاکساری‌ها سفالی میکنم

وله
چون خضر یافته ز آب بقا لبم
با دل موافق است درین مدعا لبم
حیف است سنجیده است ز یک مدعا لبم

وله
خوش میوه ازین شجر خود گرفته ام
از نقش پاے او اثر خود گرفته ام
فال مراد ازین سحر خود گرفته ام

وله
سینه‌ام چشمک چو انجم پاسدار یستم

وله
چه شود باز بیابی بسرت جان بازم
شوق از آن روست که شد بال و پر پروازم

وله
تلاش جست و جو بیهوده چون ریگ روان دارم

وله
خیل پری بشیشه ازین دام کرده ام
تا دل اسیر آن بت خود کرده ام
نو بهار تازه جوشید امشب از برم
گوهر افشانست در راه بتان چشم ترم

آشنای شکوه کی گردد لب تسلیم من — در جفا و جور خوبان از ته دل شاکرم

وله

آگه از رمز محبت شد دل دیوانه ام — گشت لبریز زلال معرفت پیمانه ام

وله

دل را بسیر دیدهٔ خونبار می بریم — دیوانه را بدیدن گلزار می بریم

مست عشقیم و باسرار جنون پی برده ایم — با عنان دل بعقل دوربین نسپرده ایم

وله

نامهٔ بیرنگی کرا قاصدی در کار نیست — هست بر بال نگه پیغام از خود رفتنم

شاکر از سیر جهان از نگاه نارسا — دوخته از طول امل صد رشتهٔ زنجیر اهم

وله

تو در درد و داغ وفا سوختم کرا گویم — رنگی ندارد این هوس فکر کار خود خرم

وله

رسته ام از غم دلبستگی کار جهان — بستهٔ سلسلهٔ کاکل پیچان توام

گر غبارم نرسیده است بکامی اینجا — روز محشر برسد دست بدامان توام

وله

سوختست از بس در جدائیها سراپا پیکرم — عالمی گردید پنهان در دل خاکسترم

دانهای اشک اگر از هجر می ریزم بخاک — پای بر تاج شهان دارد ز غیرت گوهرم

می نگارد بسکه نقش طرهٔ او خانه ام — کوچهٔ زنجیر باشد سطرهای نامه ام

حرف نون

کیست گوید با تو آن کن این مکن — جز ترحم بر من مسکین مکن

مخمل و کمخواب رنگ اعتبار — دستگاه بستر و بالین مکن

راه و رسم کجروی را دل مده — پادشاه خویش را فرزین مکن

وله

هست دنیا زراعت عقبی — غافل امروز کار فردا کن

وله

خاک درگاه ترا مالیده ام تا بر جبین — می گذارم چون فروغ مهر بر سر در جبین

صورت تدبیرها میدید و تمثال هوس — داشت بر آئینه زا گر اسکندر جبین

بدیدن دل بود مائل چه دیدن دیدن باران	الٰہی دور کن ظلمت چه ظلمت ظلمت ہجران

حرف واو

جسم بیجا بینیم ما را دستگاه ناز کو		بال ناپیداست دیگر شوخی پرواز کو
رنگ گلزار جہان شاکر ز فیض اولیاست		غافلست آن که گوید حافظ شیراز کو
از گفتگوی بیہده باید بہ بست لب	وله	شاکر دران بکوش که آید بکار تو
در ملک دلبری ہمه جا سکات زدند	وله	صاحب تو ئی بکشور و خوبان غلام تو
بر روی نیک و بد در آئینه ہست یار		روشن ہر رنگ صبح بود فیض عام تو
ہر که شد مبتلای تمنا کو		جان نبرد از بلای تمنا کو
سوخت خود را با تش دوزخ		ہر که شد آشنای تمنا کو

حرف ہاء ہوز

زلف تو تا دل برد از گره		بہر ہمین ست سرا سر گره
ابروی تو ای شوخ گره گر زند		لطف نمائے از دل من بر گره
عقده بکار تو ز تر دامنیست		وا نشود ہیچ چو شد تر گره
ہر گرہے نیست ندامت طلب		چشم تامل که بود بر گره
ز دلبر زلف تو شاکر بشوق		از دل صد پاره مکرر گره
جز روئے لست روی دگر دیدیم گناه		یارب مرا نمای بسوئیت ز لطف راه
خم گشت پشت زاہد و آہش اثر نداشت		چون حلقۂ کمان که شود چله اش تباه
جز درد دل بیار نگفتیم مطلبے		شاکر سخن زیاده کسی چون کند بشاه
دل براه انتظار جلوه ات بیچاره	وله	بینوا ن بر حال کردن ترحم پاره

درد مندیها نیامد خالی از آسودگی
شد طپیدنهای ما از بهر دل گهواره

شب بسر بردیم در فکر دل را وانساخت
پشت چشمم او در انتظارتن بود چون سیاره

از دعایم چون دل احباب فارغ شد ز غم
زینجهت تا اگر نباشد حاجت غمخواره

وله

می کند سیر لوح و کرسی و عرش
آنکه گردید خاک پای همه

شور عالم کجا بود بیجا
داشتی گوش بر صدای همه

ردیف یاء تحتانی

نیست دردی در دل از عاشقی دم میزنی
نقش بر باد است این آبی که بر هم میزنی

بگذر از تشویش دنیا اندکی آسوده شو
تا بکی غافل نفس از بیش و از کم میزنی

وله

بمکتوبی دلم را شاد کردی
محبت خانه آباد کردی

دل از نقش دو رنگی پاک کردند
ز زنگ آئینه را آزاد کردی

خراب آباد ملک بیخودی را
بخوابم آمدی آباد کردی

نمی آید ز ما شاکر غیر شکرت
گر انعام و اگر بیداد کردی

وله

بخط جادهٔ تسلیم پا از خود رفت
عنان کار نباشد در اختیار کسی

بسیر این گل و گلزار کی شوم مائل
دلم فریفته است لطف بهار کسی

وله

بمردن هم هوس است از عزیزان بر نمیدارد
گشوده مردهٔ صد ساله از حرص کفن چشمی

کجا دوری شود شاکر حجاب ره که مجنون را
ز نیش عشق لیلی گشته هر رگ ز بدن چشمی

وله

یک قلم روی زمین زیر نگین عاجز است
یاد می باید گرفت از بوریا افتادگی

سر کشیها دوزخ است و خاکساریها بهشت
آرزو هم عاجزی و مدعا افتادگی

وله

گوشت آندم رموز حق شنود
که بفریاد بینوا برسی

وله

گراو آرام جان بودے چه بودے
انیسم یکزمان بودے چه بودے

گل روئے نوائے گلزار جانی
جہان عاشقان بودے چه بودے

وله

نہال نالہ می کارم گل سوا بر دارم
اسیر شوق دیدارم توہم ای شوخ میدانی

وله

صبح گاہے از دل صد چاک من
سیر کن گلزار و گل چین اندکے

وله

ترا از حیرت دل آگہی نیست
طریق پاکبازان را چه دانی

نسوزد تا دلت از آتش عشق
حدیث جانگدازان را چه دانی

ز استغنائے حسنت آگہی نیست
مزاج بادشاہان را چه دانی

تو خوناب جگر ناخوردہ شاکر
بہائے لعل خوبان را چه دانی

وله

درینجا اختر کاہشہاست مسجود جہان گشتن
مہ نو گر بہ بینی شکل محراب ست پنداری

ہنرہائے دشمن سخت نتوان شد درین دریا
گلو را گر بگیرد قطرہ گرداب ست پنداری

وله

اگر از لطف بکاشانۂ ما می آئی
دل و جان ما فدایت کہ بجا می آئی

برسر خاک شہیدان گذرت افتادہ ست
کہ تو امروز چنین لعل قبا می آئی

وله

جہان زتن خواہد رمیدن فکر کار خویش کن
گر سلیمانی کہ روزی داغ این خاتم شوی

از دو عالم گوئے اقبال سعادت بردہ
گر بہ نیکان یکنفس از صدق دل ہمدم شوی

چون نباشد کاروبارت بیریا شاکر چہ سود
گر بہ بخشش شہرۂ آفاق چون حاتم شوی

وله

قصر جہان ندارد بنیاد پائداری
در گل نشستہ نیمی رفتہ بآب نیمی

آسودنت درینجا با اعتدال سیاست
یعنے بسایہ نیمے در آفتاب نیمی

زین بہر قطرہ ہا را یکسان نمی توان یافت
چون گوہر ست نیمے ہمچو حباب نیمی

معموری جہان بود چون شیشہائے ساعت
آباد گشت نیمے تا شد خراب نیمی

زان اشکها که در هجر شما گزیده ریزد ... چو شعله هست نیمی همرنگ آب نیمی

ولہ

خاک ما برباد خواهد داد آخر آسمان ... دانه چون بشکست دارد زحمت پرویزنی

همچو عیسی نیست ممکن رو بمقصد بردنش ... هر که با خود دارد از اسباب دنیا سوزنی

ولہ

همین حضور گردد دولت ز فرط حیرت ... اگر از ادب زبانی بصفا رسیده باشی

ولہ

شمع بزم ماست امشب روئے تابان کسی ... باده در جامیم از لعل درخشان کسے

عمرها شد از بد و نیک دو عالم فارغیم ... نیست ما را از خیال کفر و ایمان کسے

فارغیم از خلد رضوان در خیال عارضش ... نیست ما را آرزوئے باغ و بستان کسے

ولہ

قدم بردار ازین گلزار کلفت سوئے صحرائے ... نگیر بوئے بر دل ز گل خودروئے صحرائے

ز اسباب تعلق خویش را بیگانه کن شاکر ... اگر وارستگی خواهی نشین پهلوئے صحرائے

ولہ

جهان را بیک چشم اگر دیده باشی ... بد و نیک هستی چه فهمیده باشی

ندیدی سر انجام احوال خود را ... چه حاصل دو عالم اگر دیده باشی

ولہ

دوربیت نیست کم از رنجوری ... می طلبم عمرهاست از دوری

ولہ

الهی با طرب پاینده باشی ... برنگ گل سراپا خنده باشی

از خردمندان قدم برتر زند تدبیرے ... میدهد در پائے شیران سبزه زنجیرے

هر دو عالم حاصل سوز محبت آمده است ... نغمه با تاثیر شد تنخواه در جاگیر نے

ولہ

ساخته عاشقم بازیبان توئی ... منتظرم بر رهت پائے بدامن توئی

باخته ام جان و دل تا عوض آمد بدست ... در تن و در جسم من هم دل و هم جان توئی

عشق تو برباد داد صبر و قرار دلم ... خاک ضعیف مرا رهبر جولان توئی

چون تو بتان را کجاست صد هنر دلبری ... مالک دلها شدی صاحب سامان توئی

از تو بود هر چه هست لیک ز روی ادب … درد نگوییم ترا صورت درمان تویی
ذره صفت شاکریست محو فروغ رخت … بر فلک دلبری مهر درخشان تویی

وله

خوبان تمام انجم و خورشید آن یکی … از گلرخان بهر دلم جز همان یکی
کثرت منور است بجز پردهٔ خیال … در پیش چشم آمد و هفت آسمان یکی
دل داده ایم ما بهمان یک نگار و بس … چون ممتحن یکی ست بود امتحان یکی
نیرنگ اینجهان نفریبد اگر دلت … گردد به پیش تو بهار و خزان یکی
وضع خوشت اشاره بتوحید میکند … جز یک سخن نگوی که باشد زبان یکی
شاکر فریب ظاهر و باطن نمیخوریم … با ما چو یار هست نهان و عیان یکی

وله

فریاد و ناله است صد آه و فغان یکی … مقصود ما ز شور جهان است آن یکی
چون یکدلی مفید سر انجام کار ماست … غم نیست گله را اگر آمد شبان یکی
نقصان براستی نشود جمع هیچ جا … بالید پای سرو ز آب روان یکی

وله

زکوی یار خبر باید از هزار یکی … بقصد صید جهان میکند شکار یکی
باختیار تو کردیم کار ها و نبود … بهیچ وجه از آنها باختیار یکی

وله

احتمال صدق یا کذب خبر باشد یکی … نیک و بد محسوس در پیش نظر باشد یکی
ظاهر و باطن همان یک جلوهٔ یار و بس … در خبر باشد یکی و در نظر باشد یکی
محنت و آرام یکسر گانه صحبت داشتند … پیش تسلیم و فا چون خیر و شر باشد یکی
سعی دنیا را مکن نسبت بعیش آخرت … راحت و آسودگی کی با سفر باشد یکی

وله

ز اختلاط اهل اغراض است نفرت ایمنی … به بود زین آشنائیها رم بیگانگی
دام پنهان کی نماید صید را راه امان … آفت نفس است پیش از دشمنان خانگی

گر ترا در وادی عشقش نباشد زهرهٔ — همتی در یوزه کن از عالم مردانگی

وله

می‌شود ز گوهر مقصود دامنش — گر پیروی بدیدهٔ گریان کند کسی

پیری ربود خواهش عیش و طرب ز دل — آمد خزان چه سیر گلستان کند کسی

هر آفتی که هست ز گوش و دست و چشم — تا چند احتیاط ز یاران کند کسی

جز جان ناتوان چه بود در بساط مور — گر عرض هدیه‌اش بسلیمان کند کسی

وله

بازی دهد مرا ز گل رعنای طبع تو — گاهی چو رنگ پخته گهی خام می‌شوی

از سعی ما چه فائده حاصل شود بگو — از خویش میرویم که تا رام می‌شوی

وله

فرصت ایدیده چو آئینه بجز حیرت نیست — تا بهر رنگ درین باغ تو وا میگردی

وله

دولت راحت اگر کس برد از سایهٔ تو — جلوه پرواز پر و بال هما میگردی

وله

بوسه‌گاه لب افلاک بود جای علی — اوج امید گرفته است چو من پای علی

نیست یک جزو وجودش ز کرامت خالی — حل مشکل شود از ناخن زیبای علی

برگ برگ چمن امروز چراغان کرده است — چهره افروخت درین باغ سراپای علی

میشود زنده بحرفش تن بیجان مشتاق — چشمهٔ آب حیات است سخنهای علی

راه مقصود بدین نور به بیند همه کس — روشنی داد بخورشید و مه رای علی

میبرد قیمتش افزون ز دو عالم تاکر — بی بها هست ز بس گوهر یکتای علی

رباعیات

منزلگه عاشقان مکانی دیگر است — در سبزنگاه شان جهانی دیگر است

در دیر و حرم گر نروم معذورم — پیشانی من بر آستانی دیگر است

وله

گردید سفید مویت از پیریها　　　داری ز خضاب صولت شیریها
چشمت مژه ریخت در تماشا و هنوز　　　با هرزه نگاهیست بدل سیریها

وله

از جور تو ام لطف نهانی دگر است　　　با دل ز خیالت امتحانی دگر است
هر چند میکشی ز شوق بیعت　　　هر دم به تنم چو شمع جانی دگر است

وله

شور دل هر کس ز جهانی دگر است　　　در حجرۂ عاشقان فغانی دگر است
زین ناله و آه نتوان برون　　　در عالم عشق امتحانی دگر است

وله

مهرت بدل خلق بیاض بغلی است　　　خطش وسط است نی خفی و نه جلی است
چون آئینه روئے عالمی جانب تست　　　وضع تو ز بسکه خوگر صاف دلی است

وله

هر چند جهان نقش نگینت باشد　　　یا خنگ فلک بزیر زینت باشد
هر گاه بحال خویش وا می نگری　　　او نیست که در سجده جبینت باشد

وله

من با تو چو شیشه‌ها بمل نزدیکم　　　با آب بقا ز وضع پل نزدیکم
در پیش تو ام گرچه بظاهر دورم　　　ای غنچه بتو چو بوی گل نزدیکم

وله

دریا رتو ام از تو جدا نزدیکم　　　چون دل بخیال تدعا نزدیکم
وا یم بتو روئے هر کجا خواهی بود　　　وا یم بتو چون قبله نما نزدیکم

وله

از حسن خیالت بصفا نزدیکم　　　وز پرتو مهرت بضیا نزدیکم
از یاد خدا چو غفلت ممکن نیست　　　من در یاد تو با خدا نزدیکم

وله

اے آنکه بحسن خویشتن مغروری　　　بر بستر ناز و خرّمی سروری
شاکر چو غبار جلوه گاهت باشد
گر برسر رفتار نه معذوری

آصف ثانی تخلص

آصف تخلص - میر محبوب علیخان نام - فتح جنگ نظام الملک مظفر الممالک آصفجاہ بہادر ششم خطاب ہے - آپ غفران منزل میر تہنیت علیخان افضل الدولہ نظام الملک آصفجاہ پنجم بادشاہ دکن کے صاحبزادے بلند اقبال ہیں - آپکی ولادت باسعادت بتاریخ شب ششم ماہ ربیع الثانی یوم جمعہ عید المومنین سنہ ۱۲۸۳ ہجری شہر حیدرآباد دکن مین واقع ہوی - پیدا ہوتے ہی خوشی مبارکبادی کے رسوم تجمل و تزک کے ساتھہ ادا ہوئے - یعنی چند توپین بتقریب ولادت سلک کی گئین - اور خوشی کے نقارے اور مبارکبادی کے شادیانے بجوائے گئے - تمام ارکان دولت وامرائے سلطنت ومشائخ دکن وعلمائے زمن نے تہنیت کی نذرین پیش کین - غفران منزل فرزند دلبند کی میلاد سے بہت ہی خوش ہوئے - کثرت خوشی مین امرا ومشائخ وعلما وفقرا کو انعامات وافرہ وخلعتہا فاخرہ سے سرفراز کیا - خوانق ومساجدین فقرا وغربا کے لئے طعامہائے لذیذ وحلوائے شیرین بھیجے - وطوائف ارباب نشاط بھی صلات وانعام سے مالامال ہوئے چند روز تک راگ ورنگ کا جلسہ وآوازہ مزامیر وجنگ کا ہنگامہ گرم رہا شعرائے زمانہ نے تاریخی قصائد پیش کئے - منا صب مناسب انعام باوجب سے ممتاز ہوئے - حسب معمول قدیم دستور کے موافق پیشکاری ودیوانی سے منجے تجمل وعظمت کے ساتھہ حضور بین بھیجے گئے اسیطرح امیر کبیر کے جانب سے بھی مراسم مبارکبادی ادا ہوئے - حسب الحکم حضور آپ کی تربیت ورضاعت وحضانت کے لئے متعدد اتائین اور ماما ئین مقرر کی گئین - بقول

بعض مخبرین چار اتائین اور چار مائین خادمہ معین ہوئین۔ پس آپکا نشو نما آباد فرخندہ بنیاد کی آب وہوا کی آغوش مین ہونے لگا۔ اور راتدن خوشی کے گہوارہ مین روز بروز نونہال چمن کی طرح بڑہنے لگا۔ اور آپ کی حضانت و رضاعت کا اہتمام آپکی جدہ ماجدہ مخدومۂ جہان والا ورالنسا بیگم صاحبہ کے سپرد تہا۔ مخدومہ آپکی نگرانی عمدہ طرح سے فرماتی تہین۔ کثرت محبت سے آپ پر جان نثار ہوتی تہین آپ کو ایک منٹ بہی نظر سے جدا نہین کرتی تہین۔ حضرت مغفرت منزل آپکو کبہی کبہی دیدار کے لئے طلب فرماتے تہے۔ اتائین و مائین پیش کرتی تہین۔ حضور نور چشم کے دیکہنے سے خوش ہوتے تہے۔ اتاؤن کو بیشمار انعام دیتے تہے حضور مغفرت منزل کے ہاتہہ مین زر و جواہر مردود تہا۔ کبہی زر و جواہر کے طرف التفات نہین کرتے تہے۔ حاتم و معن بن زائدہ۔ و برامکہ کے اسما کو صفحۂ زمین سے مٹاتے تہے چنانچہ آپ کے و حضور مرحوم کے مفصل حالات و سیر و عادات محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن کے تیسرے حصہ مین ذکر کئے جائین گے۔ شعرا و مورخین نے آپ کی ولادت کی تاریخین فقرات ذیل سے بحساب جمل برآمد کی تہین۔ **ھو ھذا**

ہوالمختار	چراغ دکن	امیر افضل الملک
سنہ ۱۲۸۳ ہجری	سنہ ۱۲۸۳ ہجری	سنہ ۱۲۸۳ ہجری

پس آپ سرو تازہ کی طرح نشو و نما مین ترقی کرنے لگے۔ جب آپ دو برس آٹہہ مہینے کے ہوئے تب یکایک بتیرہ تاریخ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۸۵ ہجری مغفرت منزل عالیجناب افضل الدولہ بہادر جو آپ کے والد بزرگوار تہے اس دار فانی سے عالم جاودانی روانہ ہوئے۔ اس حادثہ سے امرا و اہل ریاست کو سخت رنج و غم ہوا

شہر مین خانہ بخانہ کوچہ بکوچہ نوحہ و گریہ کا شور و غوغا بلند ہوا ؛ محلسرا و شہر کے دروازے
بند کئے گئے ۔ نواب مختار الملک بہادر نے دفن سے قبل بمشورۂ امیر کبیر شہر مین
آپ کے حکمرانی کی منادی کردی تہی تاکہ کوئی فتنہ برپا نہو جائے ۔ منادی ہوتے ہی
عام و خاص مطمئن ہوئے ۔ صاحب عالیشان مسٹر سانڈرس رزیڈنٹ حیدرآباد
و کرنل ٹوڑی صاحب مددگار رزیڈنٹ نواب مختار الملک کے پاس آئے ۔ ملاقات
کرکے فی الفور چلے گئے ۔ پہر مختار الملک بہادر کے حکم سے شہر کے دروازے کہولے گئے
مدار المہام و امیر کبیر و دیگر امرا و علما و مشائخ و فقرا بارشاہی محل مین جمع ہوئے مرحوم
کی تجہیز و تکفین کرکے نعش مقدس کو مکہ مسجد مین لائے ۔ نماز جنازہ ادا کرکے
مسجد کے صحن مین سکندرجاہ کے دہنے جانب مین دفن کئے ۔ دفن و کفن مین نصف شب
گذر گئی تہی ۔

جلوس اعلیحضرت

پہر بندرہ تاریخ سوم کی فاتحہ مین کل امرا و صاحبان سیف و قلم مثلاً سر سالار جنگ
مختار الملک نواب شمس الامرا بہادر و مقدم جنگ جمعدار عرب و راجہ نرسنگہ راو
بہادر پیشکار جمع ہوئے ۔ فاتحہ و ختم قرآن سے فارغ ہوکے مراسم تعزیت ادا کئے
اور صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب بہادر بہی مع دو افسرون کے تشریف لائے
اور ماتم پرسی کرکے چلے گئے ۔ پہر سولہ تاریخ ماہ مذکور دربار منعقد ہوا ۔ مدار المہام
و امیر کبیر و پیشکار و ارکان دولت و جمعداران ریاست و صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب
بہادر مع مسٹر فریزر صاحب و ڈاکٹر وند و صاحب وغیرہ افسران جلیل القدر
حاضر دربار ہوئے ۔ اور حضور کے تخت نشینی کی تیاری ہوئی ۔ اسوقت آپکی عمر شریف

تین برس آٹھ مہینے کی تھی۔ نواب سر سالار جنگ مختار الملک بہادر حضور کو سفید لباس و دستار مع طرہ زیب بدن کر کے گود میں لائے اور تخت نشین کئے۔ جب جناب عالیشان سانڈرس صاحب بہادر رزیڈنٹ نے فرمایا مبارک ہو۔ جلوس ہوتے ہی سلامی کی توپیں داغی گئیں اور خوشی کے نقارے بلند آوازہ ہوئے۔ تمام امرائے حاضرین نے تہنیت کی نذریں پیش کیں۔ اور دربار میں یہ امر قرار پایا کہ نواب مختار الملک بہادر مہمات سلطنت کے کفیل اور نواب امیر کبیر شمس الامرا بہادر تا سن شعور نائب حضور رہیں۔ نواب مختار الملک بہادر نے مقرر کر دیا تھا کہ دستور قدیم کے موافق معززین امرا و اہل مناصب جمعداران وغیرہم روزانہ سلام و مجرا کے لئے دولتخانہ پر حاضر ہوا کریں۔ حسب الحکم تمام حاضر ہوتے تھے۔ سلام و کورنش ادا کرتے تھے۔ اور خود نواب صاحب امیر کبیر بھی تشریف لاتے تھے۔ آداب و کورنش بجا لاتے تھے اعلیحضرت کی خیر و عافیت استفسار کر کے رخصت ہوتے تھے۔ جب آپکی عمر شریف پورے چار سال کی ہوئی۔ تب آپکی تسمیہ خوانی کی تیاری شروع ہوئی۔ شہر میں اس جشن کے چرچے کوچہ بکوچہ محلہ بمحلہ ہو رہے تھے۔ تمام اہالی دکن اس جشن کے سراپا مشتاق تھے۔ الحمد للہ کہ وہ زمانہ آیا مشتاقان جان نثار کی مراد بر آئی۔ اور تمام کی دعاؤں نے قبولیت کا اثر پایا۔

جشن تسمیہ خوانی و تعلیم کا ذکر

جب حضور چار برس کے ہوئے۔ تسمیہ خوانی کی تیاری شروع ہوئی۔ شہر آرائش سے سجایا گیا۔ شہر کے تمام امرا و اہل مناصب ملازمین کو توڑے و جوڑے تقسیم کئے گئے بتاریخ دہم شعبان ۱۲۸۵ھ ہجری بڑی عظمت و شان سے دربار منعقد ہوا۔ ارکان دولت

وامرائے ریاست وعلما وفضلا وغیرہ حاضر دربار ہوئے۔ تسمیہ خوانی کی رسم ادا ہوئی
خوشی کے شادیانے بجنے لگے۔ ارکان دولت نے مبارکباد کی نذرین پیش کین
پھر آپ کی تعلیم کے لئے جامع العلوم حضرت مولوی محمد زمان خان صاحب
شہید ایک ہزار روپیہ ماہانہ سے مقرر کئے گئے۔ شہید مرحوم آپکو نہایت ملائمت
وسہولت سے تعلیم فرماتے تھے۔ جب ساتویں تاریخ ماہ ذیحجہ ۱۲۹۲ ہجری مین مولوی صاحب
ایک مہدویہ افغان کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ تب نواب مختار الملک مدار المہام نے
بجائے شہید مرحوم برادر شہید مولوی مسیح الزمان خان صاحب کو مامور کیا۔ مولوی صاحب
کے متعلق اور بھی مہمات محلات وغیرہ تھے بناءً علیہ مولوی صاحب نے حسب الاجازت
مدار المہام اپنے دو مددگار ایک حافظ حاجی مولوی انوار اللہ صاحب قندھاری حیدرآبادی
دوسرے مولوی محمد اشرف حسین صاحب سہسوانی کو مقرر فرمایا۔ یہہ دونون بزرگ
اوقات معینہ پر حاضر ہوتے تھے۔ اور تعلیم دیتے تھے۔ لیکن تعلیم کی نگرانی مولنا کے
سپرد تھی۔ اعلیحضرت کی طبیعت مین ذکاوت وفطانت خداداد تھی۔ آپ اردو
فارسی مین ایسے مستعد ہوگئے کہ املا وانشا درست وصحیح لکھنے لگے۔ اور سنہ مذکورہ
مین آپ کی انگریزی تعلیم کے لئے ولایت سے مسٹر کلارک صاحب بلائے گئے۔ اور
آغا مرزا بیگ المخاطب سرور جنگ سرور الدولہ سرور الملک دہلوی کو کلارک صاحب کا
مددگار کیا۔ اور میرزا محمد علی بیگ المخاطب افسر جنگ افسر الدولہ افسر الملک بہادر
بن میر ولایت علی بیگ فتار رسالدار نیزہ بازی وجمناسٹک لان ٹنس وکرکٹ
وپولو وغیرہ فنون سپاہگری کے تعلیم کے لئے اور ٹیپو خان بہادر شہسوار سواری
سکھلانے کے لئے۔ اور منشی مظفر الدین خان بہادر خوشنویس۔ ومرزا نصر اللہ خان دہلوی بہا

دولت یار جنگ وغیرہم مقرر کئے گئے - تمام اساتذہ آپ کو علوم وفنون کی تعلیم نہایت
سہولت کے ساتھہ فرماتے تھے - آپ نہایت ہی ذہین وفہیم تھے سرعت کے ساتھہ
علوم وفنون مین ترقی کرتے گئے - تائید الٰہی سے فارسی وعربی وانگریزی وفن
سپاہ گری مین ایسی لیاقت حاصل کی کہ آپ ہی اپنا نظیر ہوئے - تقریر وتحریر مین
بھی بے نظیر - انتظام وتدبیر مین بدر منیر مین ۲ اللھم زد فزد

آپکی جلوسی سواری کا ذکر

سنہ ۱۲۹۱ ہجری مین آپ کی پہلی سواری جلوسی دستور قدیم کے موافق دار الامارۃ حیدر آباد
سے نہایت تجمل وتزک شاہانہ کے ساتھہ برآمد ہوئی - تمام افواج عرب وحبشی وافاغنہ
سوار وپیادہ جلوس مین ہمرکاب تھے - رعایا کا ہجوم کثرت سے تھا - در و دیوار پر
تماشائیون کا مجمع تھا - تمام اپنے بادشاہ نونہال بلند اقبال کے دیدار سے خوش ہوتے تھے
سواری کے مقابل ہوتے ہی تمام سرو کی طرح تعظیما ایستادہ ہوتے تھے اور اپنے مالک کو
محبت کی نگاہ سے دیکھتے تھے - اور صدق دل سے دعا دیتے تھے الٰہی اس روشن چراغ
سلطنت کو تا ابد روشن رکھہ - سواری تجمل وشان کے ساتھہ فرمان باڑی عرف لالہ گوڑہ
پہنچی - وہان تھوڑی دیر توقف کرکے مراجعت کی - مراجعت کیوقت رزیڈنسی کوٹھی
مین اترے - رزیڈنٹ صاحب نے استقبال کیا - کوٹھی مین تھوڑی دیر قیام کرکے
رخصت ہوئے - وہان سے آکے محلسرا مین داخل ہوئے - آپ کی جدۂ ماجدہ نے فقرا
ومستحقین کو بیشمار صدقات دئے -

دہلی کا سفر بتقریب جشن قیصری بعہد لارڈ لیٹن گورنر جنرل ہند

اعلیحضرت بتقریب جشن قیصری ۱۹ تاریخ ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین مع نواب مختار الملک بہادر

و امرائے ریاست شاہانہ شان کے ساتھہ اسپیشل ٹرین پر سوار ہو کے دلّی روانہ ہوئے
۴ تاریخ ذیحجہ سنہ مذکور مین دلّی پہنچے۔ آپ کے پہنچتے ہی توپخانہ شاہی سے
۲۱ ضرب اتواپ سلامی سر ہوئین۔ دوسرے روز گورنر جنرل ہند بھی وارد ہوئے
نہم تاریخ ماہ ذیحجہ اعلیحضرت مع مختار الملک بہادر و امرائے دولت گورنر جنرل لارڈ
لیٹن صاحب کی ملاقات کے لئے گئے۔ لارڈ صاحب کے خیمہ گاہ مین پہنچتے ہی
۲۱ ضرب اتواپ سلامی شلک ہوئین۔ گورنر جنرل نے اعزاز و اکرام سے ملاقات کی
اعلیحضرت نے ایک عربی گھوڑا مع ساز و سامان تحفہ دیا۔ ویسرائے نے منظور فرمایا
پھر آپ نے فرودگاہ پر مراجعت کی۔
۱۳ تاریخ ماہ مذکورہ مین نواب گورنر جنرل بہادر اعلیحضرت کے فرودگاہ پر بازدید کیلئے
تشریف لائے۔ توپخانہ آصفی سے ۲۱ ضرب توپ سلامی شلک ہوئی۔ اعلیحضرت
گورنر جنرل سے نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھہ ملے۔ تھوڑی دیر کے بعد ویسرائے
بہادر رخصت ہوئے۔
۱۴ تاریخ مذکورہ کو راجہ بنارس۔ و راجہ جیپور۔ و راجہ ریوان۔ و راجہ ہلکر والی اندور
اعلیحضرت کی ملاقات کے لئے آئے۔ آپ تمام سے حسن اخلاق و محبت کے ساتھہ ملے
تمام حضور کی ملاقات سے محظوظ ہوئے۔
۱۵ ذیحجہ سنہ صدر مین دربار قیصری منعقد ہوا۔ تمام راجے و مہاراجے و رؤسائے ہند
دربار مین رونق افزا ہوئے۔ اعلیحضرت بھی مع امرا پہنچے۔ اعلیحضرت کی کرسی
گورنر صاحب کے مقابل مین حضور کے داہنے بائین جانب امرائے آصفیہ۔ اور امرائے
آصفیہ کے بعد حسب مراتب راجگان و نوابان ہند تھے۔ لارڈ صاحب نے اسپیچ پڑھی

اُسکا خلاصہ یہہ ہے کہ (ملکہ کوئین وکٹوریہ نے قیصر ہند کا خطاب قبول فرمایا -)
جلسہ کے بعد توپخانہ شاہی سے سلامی کی توپین سر ہوئین - جلسہ برخاست ہوا -
۱۹ ماہ مذکور کو بیگم صاحبہ والیہ بہوپال نے اعلیحضرت سے ملاقات کی - اعلیحضرت
حسن اخلاق سے ملے - تہوڑی دیر کے بعد رخصت ہوئی -
۱۲ ذیحجہ سنہ مذکورہ مین اعلیحضرت دہلی سے حیدر آباد روانہ ہوے - ۲۷ ذیحجہ
مع الخیر والعافیہ شہر حیدر آباد مین داخل ہوئے - اُسروز تمام رعایا و اہل شہر نے
بہت خوشی منائی - اسٹیشن سے شہر تک در و دیوار نقش و نگار سے اراستہ
کئے تہے - جا بجا کمانین بنوائین تہی - سڑک کے دونون طرف سُرخ سبز جہنڈیان
قائم کین تہین - اور رات کو تمام شہر مین روشنی کی گئی تہی - اعلیحضرت نے علما
و فقرا کو بیشمار انعام عطا کیا -

اعلیحضرت کا دورہ بطریق سیر رائچور و گلبرگہ و اورنگ آباد

پندرہوین سنہ جلوسی مین اعلیحضرت مع نواب مختار الملک بہادر اول مع
مصاحبین ۲۷ تاریخ ماہ صفر سنہ ۱۳۰۱ ہجری مین گلبرگہ تشریف فرما ہوے -
گلبرگہ مین پہنچ کے قلعہ و تعمیرات قدیمہ کو دیکہہ کے تعمیرات جدیدہ جنکو نواب
اکرام اللہ خان المخاطب نواب یار جنگ بہادر نے تعمیر کی تہین - مثلاً گلزار حوض
بازار آصف گنج - و باغ گلشن وغیرہ دیکہہ کر اپنی خوشی کا اظہار فرمایا - اور
مجلس کے دار الصنائع کو بہی ملاحظہ کیا - نواب یار جنگ نے آپکی تشریف آوری
کی تقریب مین شہر کو آرائش سے آراستہ کیا تہا - اور رات کو شہر مین روشنی
کی گئی تہی - آپ کی تشریف آوری کی بیحد خوشی منائی تہی - اور تین روز اعلیحضرت

گلبرگہ مین رونق افروز رہے ۔ اور ۲۹ تاریخ ماہ مذکور مین تعلقہ ضلع و عدالت ضلع وخزانہ کا ملاحظہ فرمایا ۔ دفاتر کی درستی وخزانہ کی حفاظت دیکھہ کے بہت خوشی ظاہر کی ۔ پہر محبوب گلشن وچڑیا خانہ ومکان کلب کو اپنی رونق افروزی سے زینت دی غرۂ ربیع الاول سنہ ۱۳۱۳ ہجری گلبرگہ سے اورنگ آباد روانہ ہوے ۔ وہان رونق افزا ہوکے بزرگان سلف و اولیائے کرام وجد اعلی اصفجاہ اول مرحوم بانی ریاست آصفیہ و بادشاہ عالمگیر خلد مکان کی زیارت کی ہر ایک بزرگ کی درگاہ کے سجادہ وریں ومجاورین کو انعام واکرام سے سرفراز فرمایا ۔ اور بزرگون کے قبور پر غلاف چڑہائے اور اشرفیان نذر دین ۔ علما و فقرا کو خیرات وصدقات سے ممتاز فرمایا ۔ ۱۴ تاریخ اورنگ آباد سے مع الخیر والعافیت حیدرآباد مین داخل ہوئے ۔ تشریف آوری کے روز اہل شہر نے بموجب سابق حسن عقیدت سے بہت خوشی منائی ۔

اب وہ زمانہ قریب تہا کہ اعلیحضرت مہمات سلطنت و اقتدارات واختیارات مملکت کی باگ اپنے اختیار مین لین ۔ یکایک مختار الملک بہادر اول کی وفات حسرت آیات کا واقعہ پیش آیا ۔ سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین ڈیوک آف میکلرک بطریق سیر حیدرآباد مین آیا ۔ نواب مختار الملک بہادر نے آپکی دعوت کا اہتمام میرعالم کے تالاب پر کیا دعوت مین صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب و افسران فوجی بہی مدعو تہے اسی دعوت کے جلسہ مین یکایک دہی رات کو سوء ہضمی سے نواب صاحب کی طبیعت علیل ہوگئی ۔ ڈاکٹری ویونانی معالجہ کیا گیا مگر کچھہ مفید نہین ہوا ۔ آخر ۲۹ تاریخ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۰ ہجری بروز پنجشنبہ ساڑہے ساتہہ بجے شام کو بعمر (۵۴) برس کی عمر مین عالم آخرت کو روانہ ہوئے ۔ بروز جمعہ دس بجے میر دائرہ مین

مدفون ہوئے۔ اس واقعہ ناگزیر نامور کی رحلت سے اہل دکن کو سخت رنج والم ہوا۔ اور اعلیحضرت
کو اس حادثہ عظیم کا نہایت ہی اندوہ غم ہوا۔ جب جنازہ مرحوم کا پورانی حویلی کیطرف
سے گذرا تو آپ جنازہ کو دیکھہ کے آبدیدہ ہوئے۔ مرحوم کے دونون فرزند زندہ درگور
تھے۔ جنازہ کے ساتھہ خلایق کا ہجوم تیس پچیس ہزار سے زیادہ تھا۔ شہر مین گھر گھر
کہرام مچگیا تھا۔ ہر ایک کوچہ و بازار مین محشر کا سما نمایان تہا۔ نوحہ وگریہ کا شور
وغل فلک الافلاک تک پہنچا تہا۔ مرحوم کے بعد راجہ نرہند رپرشاد بہادر منصرمانہ
مدار المہامی پر مقرر ہوئے۔

سفر کلکتہ واقعہ ۱۳۰۱ ہجری

حسب الطلب ویسرائے گورنر جنرل لارڈ رپن صاحب سولہ تاریخ ماہ صفر ۱۳۰۱ ہجری
روز دوشنبہ شہر حیدر آباد سے کلکتہ روانہ ہوئے آپکے ہمرکاب امرائے ذیل تھے
مہاراجہ پیشکار بہادر۔ نواب شمس الامرا بہادر۔ نواب وقار الامرا بہادر۔ نواب ظفر جنگ
بہادر۔ نواب میر لائق علیخان مختار الملک ثانی۔ نواب میر سعادت علیخان
منیر الملک۔ فخر الملک بہادر۔ نواب اکرام جنگ بہادر۔ نواب قدیر جنگ بہادر
نواب سرور جنگ بہادر۔ نواب افسر جنگ بہادر۔ راجہ مرلی منوہر بہادر۔ راجہ
گردہاری پرشاد بہادر۔ نواب میر حشمت علی صاحبزادہ۔ و نواب میر منور علی
صاحبزادہ۔ حکیم الحکما میر وزیر علی صاحب۔ ڈاکٹر صفدر علی صاحب۔
سی کلارک صاحب بہادر۔ ولکنس صاحب بہادر۔ وڈالبس صاحب بہادر وغیرہ تھے
آپ ۲۰ تاریخ ماہ مذکور کلکتہ مین مع الخیر والعافیہ پہنچے۔ توپخانہ شاہی سے
۲۱ ضرب توپون کی سلامی ادا ہوئی۔ آپ گورنر جنرل بہادر ہند سے ملے

دیر تک باہم مکالمہ ہوتا رہا۔ گورنر جنرل بہادر آپ کی تقریر و چستی دیکھہ کے بہت
خوش ہوے اور فرمایا کہ آپ تخت نشینی و حکمرانی کے لائق ہین۔ اللہ مبارک
کرے۔ آپ ربیع الآخر ہی مین تخت نشین کئے جائین گے۔ آپنے شکریہ ادا کرکے
فرمایا آپ بہی حیدرآباد تشریف لائے۔ اور مجکو شرکت جلسہ تخت نشینی سے خوش
کیجئے۔ گورنر بہادر نے خوشی سے آپکی دعوت قبول کی۔ زبان مبارک سے فرمایا
مین ضرور حیدرآباد آونگا۔ دربار برخاست ہوا حضور رخصت ہوکے فرودگاہ پر آئے

۱۹ ماہ صفر سنہ مذکورہ مین محمد رحیم الدینخان و نصیر الدینخان حیدر مسعود یہ ۔ و
جہانقدر مرزا محمد علی لکہنویہ و نواب عبد اللطیف خان بہادر سی ائی اے نائبان
صدر کمیٹی انتظامی و جماعت اسلامی مجلس مذاکرہ علمیہ کلکتہ بذریعہ ڈالس صاحب بہادر
اعلیحضرت سے ملے اور تہنیت نامہ خیر مقدم پیش کیا۔ آپنے اڈریس منظور کرکے
سب کا شکریہ ادا کیا۔ اور حسب الحکم منجانب اعلیحضرت سرور جنگ بہادر نے اڈریس کا
جواب نہایت محبت آمیز فقرات مین ادا کیا۔ بعد ازین جماعت مذکور رخصت ہوئی

۱۱ ربیع الاول سنہ مذکور مین اعلیحضرت کلکتہ سے مراجعت کرکے حیدرآباد مین مع الخیر آئے
جس روز اعلیحضرت شہر مین داخل ہوئے۔ اس روز شہر کا کوچہ و بازار رشک گلزار تہا
اسٹیشن سے اعلیحضرت کے محلسرا تک سڑک کے دونون طرف سرخ و سبز جہنڈیان
آویزان کئے تہے اور چند کمانی دروازے بنائے تہے۔ رات کو روشنی بہی کی گئی تہی
اس زمانہ مین روز نوروز اور رات شبرات تہی۔ یہہ تمام آرائش و تکلف اہالی شہر کیطرف
سے تہا۔ سب نے کیا امیر و کیا فقیر آپ کی تشریف آوری کی خوشی حسن عقیدت و صدق
محبت سے منائی تہی۔ اسوقت شہر کے در و دیوار سے یہہ مترشح ہو رہا تہا کہ دکن کی عایا

اپنے بادشاہ و ممالک کے ساتھہ کسقدر جان نثار و فرمان بردار ہے ۔

تشریف آوری لارڈ ریپن گورنر جنرل ہند
بتقریب جشن مسند نشینی اعلیحضرت اقدس خلد اللہ ملکہ

۲۸ ربیع الاولی سنہ ۱۳۰۱ ہجری مین لارڈ صاحب مع اپنی لیڈی صاحبہ کلکتہ سے جہاز پر سوار ہوکے برآمد ہوئے دوسری تاریخ ربیع الاخری سنہ مذکور مین مدراس پہنچے تیسری تاریخ ماہ مذکور دن کے بارہ بجے بذریعہ اسپیشل ٹرین حیدرآباد روانہ ہوئے۔ اعلیحضرت کیطرف سے مہاراجہ نریندر پرشاد بہادر منصرم مدار المہام و نواب میر لائق علیخان بہادر مختار الملک ثانی استقبال کے لئے راے چور تک گئے ۔ چوتھی تاریخ شام کے ساڑے چار بجے گورنر جنرل صاحب بہادر مع لیڈی صاحبہ حیدرآباد مین پہنچے۔ لارڈ صاحب کے اُترتے ہی ۳۱ ضرب توپون کی سلامی سر ہوئی ۔ اعلیحضرت پانچ منٹ پہلے اسٹیشن پر پہنچ گئے تھے۔ امیر کبیر و دیگر امرائے ریاست ہمرکاب تھے۔ کل سولہ امرائے برگزیدہ ساتھہ تھے ۔ اول تعظیمی گارڈ نے سلام ادا کیا۔ اور بینڈ بجنے لگا۔ اعلیحضرت نے آگے بڑھکے ویسرائے و لیڈی صاحبہ سے ہاتھہ ملایا۔ ویسرائے نے اعلیحضرت سے ملنے کے بعد امرا سے مصافحہ کیا۔ پھر جوکڑے پر سوار ہوکے لوال روانہ ہوئے ۔ ۶ ربیع الثانی سنہ صدر مین دن کے چار بجے لارڈ صاحب مع چند یورپین معززین اعلیحضرت کی ملاقات بازدید کے لئے محلسرائے آصفی مین رونق افزا ہوئے ۔ الوال سے محلسرا تک سڑک پر کوتوالی کا کمال انتظام تھا کوئی آمدورفت نہین کرسکتا تھا۔ پولس کا انتظام عمدہ تھا۔ محمد عنایت حسین خان بہادر کوتوال و محمد رستم علیخان نائب صدر مہتمم کوتوالی و دیگر افسران فوجی اہتمام و انتظام مین سرگرم تھے۔ جب ویسرائے بہادر محلسرائے آصفیہ مین

داخل ہوئے توپخانہ آصفی سے ۳۱ ضرب توپونکی سلامی ادا کی گئی۔ اعلیحضرت نے دروازہ تک استقبال کیا۔ گورنر صاحب نے اعزاز کے ساتھہ ملاقات کی تہوڑی دیر کے بعد قیام گاہ پر مراجعت کی۔

جشن مہتابی یعنی راتکو لارڈ صاحب و معززین یورپین و امرا کی دعوت کا جلسہ

جشن مسند نشینی کے روز راتکو جناب گورنر جنرل ہند لارڈ ریپن صاحب بہادر و گورنر مدراس و کمانڈر انچیف بہادر ہند و غیرہم معززین یورپین و امرائے ریاست کی دعوت کی تیاری شروع ہوئی۔ دیوان عام مین فرش زریں و قالینہائے رومی و فرنگی و ایرانی بچہائے گئے دیوارون و دروازون پر زربفت و کمخواب کے پردے لٹکائے گئے۔ اور چہت رنگین و زرین طلسون سے آراستہ کیا گیا۔ اور کرسیان طلائی و نقرئی اور کوچ جنپر زربفت و مخمل کے گدے و تکئے تہے ترتیب سے جمائے گئے۔ اور روشنی کے لئے بلوریں جہاڑ و فانوس لنتر و جہومر آویزان کئے گئے۔ اور دیوارون پر دیوارگیریان لگائی گئین۔ تمام شہر مین باشندگان شہر نے جوش مسرت و حسن عقیدت سے اپنے گہرون مین خوب روشنی کا انتظام کیا تہا۔ چارمنار پر چارون طرف دو دو قندیلین بجلی کی روشنی کی تہین۔ افضل گنج کے پل سے لوال تک تخمیناً پانچ کوس کا فاصلہ ہے برابر رستہ مین دو طرفہ گلاسون کی روشنی کی گئی تہی۔ شام ہوتے ہی روشنی کیکیکی کثرت روشنی سے رات دن معلوم ہوتی تہی۔ اور گلزار حوض مین جو فوارے چہوٹتے تہے اہل نظر اوس سے وجد کا لطف و مزہ پاتے تہے۔ دربار عام مین نہایت ترتیب پسندیدہ کے ساتہہ کہانے میز پر چنے گئے تہے۔ شاہی باورچیخانہ مین اقسام اقسام کے کہانے ہندی و انگریزی تیار کئے گئے تہے۔ قریب آٹھہ بجے گورنر جنرل بہادر و گورنر مدراس

وکمانڈر انچیف بہادر ہند وغیرہم معززین یورپین وامرائے دولت بادشاہی محل مین رونق افزا ہوئے۔ قریب دس بجے کہانے سے فارغ ہوئے۔ پہر آتش بازی شروع ہوئی۔ انواع انواع کی آتشبازی چہوڑی گئی۔ اسکے بعد اعلیحضرت نے ویسرائے بہادر کو پہولون کا ہار پہنا کر عطر دیا۔ قریب بارہ بجے جلسہ برخاست ہوا۔ گورنر جنرل بہادر وغیرہم رخصت ہوئے۔ اس مجلس دعوت مین دو سو دعوتی تہے۔

اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے حکمرانی کا جشن

ساتوین تاریخ ربیع الثانی بروز سہ شنبہ صبح کیوقت ۱۳۰۱ھ ہجری مین عظمت وشان کے ساتہہ مسند نشینی کا جشن منعقد ہوا۔ تمام شہر آرائش سے سجایا گیا تہا سڑک پر دونون طرف سرخ وسبز جہنڈیون کے پہریرے لہرا رہے تہے۔ اور ہر طرف خوشی کے نقارے بج رہے تہے۔ دارالامارت مین ایک طرف جنبیون کا رسالہ دوسری طرف جمعیت بسرم کا گروہ دو رویہ ترتیب کے ساتہہ صف بستہ آراستہ وپیراستہ کہڑے تہے۔ بیرون محلسرا سڑک پر جمعیت باقاعدہ ورسالہ سوار وپیادہ حسن ترتیب سے دو طرفہ قیام پذیر تہے۔ افسران کوتوالی نے ہر طرف ناکہ بندی کردی تہی۔ سڑک پر میانہ وبگی وسواری کا گذرنا دشوار تہا۔ بلکہ پیدل بہی روکے جاتے تہے۔ ہر طرف تماشائیون کا ہجوم تہا۔ سڑکون پر پانی چہڑکا گیا تہا۔ اُسوقت شہر کیا تہا ؟ رشک ارم تہا۔ درو دیوار سے سور وسرور کا عالم نظر آتا تہا۔ کوچہ وبازار مین نور علیٰ نور دکہائی دیتا تہا۔ حسب الحکم اعلیحضرت نواب جان نثار جنگ نے دو سو جوان باقاعدہ بسرم کی جمعیت سے بطرز جدید سلامی ادا کرنے کے لئے مع بیانڈ بیرونی گیٹ کے روبرو ایستادہ کیا تہا۔ دربار آراستہ ہونے کے بعد اعلیحضرت وتمام لارڈ صاحب کے منتظر تہے

یکایک ٹھیک دس بجے صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب مع سپہ سالار مدار آئے - اور سوا دس بجے سپہ سالار مدراس مع لیڈی صاحبہ و اشٹاف - بعد ازان گورنر صاحب مدراس مع لیڈی صاحبہ و اشٹاف - پھر چند منٹ کے بعد لارڈ رپن صاحب گورنر جنرل ہند چوگڑے پر سوار مع دوسو سوار و توپخانہ شاہی آئے - جب دار الامارہ مین پہنچے تب اعلیحضرت مع امرائے عظام استقبال کے لئے بگی تک آئے - مصافحہ کرکے اپنے ساتھ محل شاہی مین لائے - حاضرین دربار تمام تعظیماً کہڑے ہوگئے - توپخانہ آصفی سے ۳۱ ضرب کی سلامی ادا ہوئی - اعلیحضرت و گورنر جنرل بہادر مطلا کرسیون پر رونق افروز ہوئے - اور ارکان دولت حسب مراتب کرسی نشین ہوئے - ابھی پانچ منٹ نہین گذرے تھے کہ گورنر جنرل بہادر کہڑے ہوئے - تمام حاضرین دربار بھی کہڑے ہوگئے - اولاً لارڈ صاحب نے مختار الملک بہادر مرحوم کے اوصاف شمار کرکے فرمایا - افسوس یہ جلسہ ایسے شخص سے خالی ہے جو اسکی تمنا مین گذر گیا - [illegible] سرکار نظام کا خیرخواہ تہا - ثانیاً فرمایا رعایا کو بادشاہ کی اطاعت مین ہر وقت مستعد رہنا چاہئیے اور بادشاہ کو رعایا پر ایسی شفقت رکہنی چاہئیے - جیسے والدین اپنی اولاد کے ساتہ مگر انصاف اس شفقت کا جزو اعظم ہے - الخ یہہ اسپیچ طویل ہے - [illegible] تاریخی حال مین گذارش کیجائیگی - لارڈ صاحب اسپیچ تمام کرکے بیٹھہ گئے - ایک یورپین افسر نے کہڑے ہوکے اسپیچ کا پورا ترجمہ فارسی زبان مین حاضرین دربار کو سنایا - مختار الملک بہادر مرحوم کا افسوس سنکے حاضرین و اعلیحضرت کو بہت رقت ہوئی - اللهم اغفر له ترجمہ ختم ہونے کے بعد اول لارڈ صاحب کرسی سے اٹھے - پھر حضور بھی کہڑے ہوئے اعلیحضرت کو مسند کے جانب لیگئے اور حضور کی کمر مین تلوار باندہ کر فرمایا - کہ آپکو ملکہ معظمہ قیصرہ

کی طرف سے سلطنت کے پورے اختیار حاصل ہوئے۔ مبارک ہو۔ تمام یورپین لیڈیون نے آپکے پاس جاکے درجہ بدرجہ مبارکباد دی۔ پہولون کے ہار و عطردان تقسیم کئے گئے

اعلیحضرت کی تقریر

اعلیحضرت نے لارڈ صاحب کے جواب مین کہڑے ہوکے فرمایا۔ مین نہایت خوش ہون کہ مجھے حیدرآباد مین آپ کے خیر مقدم کا موقع ملا۔ اگر آپ میری مسند نشینی مین شریک نہوتے تو مجھے اور میری رعایا کو بہت افسوس ہوتا۔ بیشک یہ شرف ہمکو اس سبب سے حاصل ہوا کہ آپ کو اس ریاست کی بہبودی کا بہت خیال ہے۔ اور مجھسے آپکو ذاتی محبت ہے۔ یہ امر خوب ثابت ہوگیا۔ اور مین کبھی بہولونگا۔ آپ دونون صاحب کی گورنر جنرل بہادر۔ اور گورنر مدراس کی یقین جانین کہ مین دونون کے احسان کو خوب سمجھتا ہون اور توقع رکہتا ہون کہ آپ میری دلی شکرگذاری کو کہ آپنے میرے لئے اتنے سفر دور دراز کی زحمت اُٹھائی۔ اور یہانتک قدم رنجہ فرماکے میری مسندنشینی کی رسم مین شریک ہوکر مجھے شرف اندوز کیا۔ کی قبول فرماینگے۔ میری حکمرانی مین آئندہ کیلئے بہہ اچھا شگون ہوا۔ اور مین خوشی سے تسلیم کرتا ہون کہ وہ اتحاد جو مابین سرکار انگریزی اور میرے بزرگون کے چلا آتا ہے اس موقع پر تازہ ہوگیا۔ اور جو نصیحتین آپنے بہ شفقت مجھے کی ہین۔ مین اُنکو بڑی خوشی کے ساتہہ قبول کرتا ہون۔ اور ہمیشہ کوشش کرونگا کہ اُن معاملات مین جنکو اس ملک کی بہبودی اور ترقی سے تعلق ہو آپسے اور سرکار انگریزی سے جسکے آپ ایک معزز سردار ہین صلاح لیا کرونگا۔ اور مین یقین کرتا ہون کہ اُن باتون کے خیال رکہنے مین میرا اور میری رعایا دونون کا فائدہ متصور ہے۔ مین امید کرتا ہون کہ آپ جہانتک ممکن ہو جلد میرے اتحاد و وفاداری کی خبر قیصر ہند کو پہنچائینگے۔ اسلئے

برخاست ہوا۔ اور گورنر جنرل صاحب مع غیرہم رخصت ہوئے۔ پھر دو بجے امرائے عظام
وارکان دولت نے نذرین پیش کین۔ اور خطابات و مناصب سے سرفراز ہوئے۔
نواب میر لایق علیخان بہادر کو سالار جنگ منیر الدولہ خطاب خدمت وزارت و ہفت عدد
جواہر سے سرفراز فرمایا۔ اور میر سعادت علیخان بہادر کو غیور جنگ شجاع الدولہ خطاب و خلعت
و جواہرات سے ممتاز۔ اور راجہ نریندر بہادر کو مہاراجہ خطاب و منصب ہفت ہزاری پنجہزار
سوار و علم و نقارہ و پالکی جہالردار۔ اور نواب ظفر جنگ کو شمس الدولہ۔ و نواب امام جنگ
کو خورشید الدولہ اصل و اضافہ و منصب چارہزاری و نہ ہزار سوار۔ علم و نقارہ

اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے شکار کا ذکر

اعلیحضرت کے مزاج مین قدرتی چستی و چالاکی ہے۔ فن سپاہگری سے آپکو خاص طور سے
مناسبت و دلچسپی ہے۔ بندوق کی نشانہ زنی مین بے نظیر۔ اور نیزہ اندازی و سواری
اسپ مین بھی ممتاز ہین۔ جمناسٹک پولو و لان ٹینس و چوگان بازی وغیرہ مین فرد فرید ہین
نشانہ زنی مین کبھی خطا نہین کرتے۔ شکار کے شائق ہین آپنے اکثر شیرون کو شکار
کیا ہے۔ اور آپ جفاکش و قوی دل ہین۔ شکار کیوقت اکثر جنگل و جھاڑیون مین گرما کے
موسم مین شکار کے تاک مین ایسے جمے رہے ہین کہ بھوک و پیاس کی کچھہ پروا نہین کی بعض
مصاحبین تن پرور گرما کے موسم مین مضطرب الحال ہوتے تھے۔ لیکن اعلیحضرت کے خوف سے
دم نہین مار سکتے تھے۔ اعلیحضرت کی دلیری و جفاکشی دیکھہ کے چار نا چار جفاکش و دلیر بنجاتے تھے
اکثر اوقات شکار کو گئے ہین۔ اور ہر ایک وقت مین متعدد شکار کئے ہین۔ آپنے شکار کے
موقع مین مظلومین کی دادرسی بھی کی ہے۔ آپ کی طبیعت عالی مین انتظام سلطنت کا
جوش اور ملک کی آبادی و رعایا کی آسودگی کا ولولہ موجزن ہے۔ آپکا شکار کیلئے برآمد ہونا

گویا رعایا کی داد رسی کرنا ہے۔ ظاہر مین شکار کا نام تھا لیکن واقع مین ملک کی بہتری ورعایا کی آسودگی مطلوب ہوتی تھی۔ چنانچہ آپ سولہ تاریخ ماہ شعبان سنہ ۱۳۰۱ ہجری مین بروز سہ شنبہ شکارگاہ موضع میلواڑہ کے طرف مع صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب بہادر و نواب مختار الملک ثانی و نواب افسر جنگ بہادر و نواب محبوب یار جنگ بہادر مع خدم و حشم روانہ ہوئے۔ صبح کیوقت نا ونڈگی کے اسٹیشن پر سواری پہنچی۔ پھر وہان سے بسواری اسپ خاصہ خیمہ گاہ موضع مذکور مین رونق افروز ہوئے۔ وہان پہنچتے ہی اعلحضرت شکارگاہ کے طرف متوجہ ہوئے۔ اور ایک شیر کو ضرب بندوق سے مار ڈالا۔ اُسی روز رستہ مین ایک مقام پر رعایا نے استغاثہ پیش کیا۔ آپنے مستغیثین کی درخواستین لے لین اور مدارالمہام کو ان مظلومین کی دادرسی کے لئے ہدایت کی جب شام کو صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب بہادر بارگاہ آصفی مین باریاب ہوئے اور حضور کی سلامتی کا جام نوش فرمایا۔ اور کھڑے ہوکر مبارکباد دی اور فرمایا بڑی خوشی کی بات ہے کہ اعلحضرت نہ صرف شکار کے لئے برآمد ہوئے مین بلکہ شکار کے ساتھہ ملک کی رفاہیت کے طرف بھی توجہ فرماتے ہین۔ مجھے امید قوی ہے کہ جب سواری مبارک شکارگاہ مین رونق افروز ہوگی۔ جسقدر حضور شیرونکا شکار فرمائینگے اُسیطرح ملک کی شکایتین بھی دور ہو جائینگی۔ اور مین زیادہ اسبات کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ شکارگاہ مین شکار سے محظوظ ہوا۔ اور حضور کی مہمانی و مدارات سے آرام پایا۔ انتہی کلام اعلحضرت نے رزیڈنٹ صاحب کے طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ مین بھی مشکور ہون کہ آپ نے میری صحت کا جام نوش فرمایا۔ اور مبارکباد دی۔

سنہ ۱۳۰۲ ہجری مین بذریعہ لارڈ رپن صاحب گورنر جنرل ہند ملکہ معظمہ قیصر ہند کیطرف سے

اعلیحضرت کے لئے کی نائٹ گرینڈ کمانڈر اسٹار آف انڈیا کی خطاب آیا۔ بارگاہ عالی مین خریطہ پیش ہوا۔

کونسل آف اسٹیٹ کا ذکر

تاریخ سلخ ماہ ربیع الثانی ۱۳۱۱ ہجری مین اعلیحضرت نے کونسل آف اسٹیٹ قائم کی پہلا جلسہ پرانی حویلی راحت محل مین ہوا۔ میر مجلس حضور پرنور ہوے۔ اور ارکین مندرجہ ذیل قرار پائے۔

نواب سالار جنگ منیر الدولہ مدار المہام۔ راجہ راجایان مہاراجہ نریندر پرشاد بہادر نواب شمس الامرا امیر کبیر خورشید جاہ بہادر۔ نواب بشیر الدولہ امیر اکبر آسمان جاہ بہادر نواب وقار الامرا اقبال الدولہ بہادر۔ نواب شمشیر جنگ بہادر۔ نواب شہاب جنگ افتخار الملک بہادر۔ نواب فخر الملک بہادر۔ مولوی سید حسین صاحب عماد الملک معتمد مجلس اعلیحضرت میر مجلس نے اجلاس میں ارکین معروف کے روبرو زبان مبارک سے فرمایا کہ آج شاید حیدرآباد کی تاریخ مین یہ اول روز ہے کہ یہان کے امرا بالاتفاق میرے ورو کے سامنے سرکاری کامون مین مدد دینے کے لئے جمع ہوئے ہین۔ میری بڑی خوشی تھی و آرزو تھی کہ یہ کونسل مقرر ہو جائے۔ مجھے امید قوی ہے کہ جن امرا کو مین نے انتخاب کیا ہے اُنسے مجکو اور میرے ملک کو بہت مدد ملیگی۔ اور مین یہہ بھی امید رکھتا ہون کہ آپ لوگ اپنے ذاتی اغراض کو سرکاری امور مین راہ نہ دینگے۔ اور سب ملکر بالاتفاق کام کرینگے۔ آپ لوگ اگر چاہین تو اپنے ملک کی بہت بہتری کر سکتے ہین۔ اور ملک کی بھلائی گویا میری بھلائی اور عین آپکی بھلائی ہے۔ اور مجھے یہ بھی امید ہے کہ آپ لوگ ہر مقدمے مین نیک نیتی اور خیر خواہی کے ساتھہ آزادانہ رائے دینگے۔ آپ لوگ

یقیناً جانین کہ مجھے ہر فرقے اور ہر گروہ کی رعایت مد نظر ہے - مین نہین چاہتا ہون کہ کسی کے واجبی حقوق تلف ہو جائین - مین سرکار اور رعایا دونون کے حقوق کی یکسان حفاظت کرونگا - اور مہینے مین دو بار پنجشنبہ کے روز کونسل منعقد ہوا کریگی انتہی کلامہ -

نواب شمشیر جنگ بہادر نے اجازت کے بعد عرض کیا - آج بڑا دن مبارک ہے - آج وہ دن ہے کہ ہمارے قدردان جوہر شناس خداوند نعمت کو خدا تعالی نے ہمارا سر دار کر کے ہمارے سرون پر انکا سایہ ڈالا ہے - اب ہمارے جوہر کھلین گے - اور ہماری قدردانی ہوگی - اس تقریر کے بعد جلسہ برخاست ہوا -

مجلس انتظامی صرف خاص کا انعقاد

حسب الحکم اعلیحضرت غرۂ محرم ۱۳۰۳ھ ہجری مین مجلس انتظامی صرفخاص منعقد ہوئی اُسکے میر مجلس سی کلارک صاحب بہادر و نائب میر مجلس نواب اکرام جنگ بدر الدولہ بہادر اور نواب قدیر جنگ بہادر - اور معتمد مجلس مولوی سید یوسف الدین صاحب ہوئے صرف خاص کے تعلقات کے مخارج و داخل کا انتظام اسی مجلس کے متعلق کیا گیا - مگر تھوڑے ہی روز کے بعد مجلس برخاست ہوگئی - اور مولوی سید عبد الرزاق صاحب المخاطب بہ آصف نواز الملک بہادر خدمت معتمدی صرف خاص پر مقرر ہوئے - صرفخاص کا کل انتظام معتمد صاحب کے سپرد ہوا - مولوی صاحب تا بہ زندگی انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے - صرف خاص کا انتظام بدستور قدیم جو معتمد مقرر ہو اُسیکے تفویض ہوتا ہے

اعلیحضرت کا سفر نیلگری

اعلیحضرت بتقریب تبدیل آب و ہوا - رجب ۱۳۰۳ھ ہجری نیلگری کی طرف روانہ ہوئے

آپ کے ہمراہ امرائے ذیل تھے۔

اعظم الامرا امیر اکبر نواب بشیر الدولہ سر آسمانجاہ بہادر۔ نواب عماد نواز جنگ بہادر منیر نواز جنگ بہادر۔ و عماد الملک بہادر۔ و محبوب یار جنگ بہادر۔ و نواب افسر جنگ بہادر و حکیم الحکما بہادر۔ و فتح نواز جنگ بہادر۔ و آغا سید علی شوشتری۔ و راجہ مرلی منوہر بہادر وغیرہم تھے۔ تقریباً دو مہینے وہان بسر کرکے سولہ تاریخ ماہ رمضان سنہ مذکور مین واپس آئے

اعلیحضرت کا سفر مدراس کیطرف

اعلیحضرت۔ لارڈ ڈفرن گورنر جنرل بہادر کی ملاقات کے لئے ۲۴ تاریخ جمادی الاولی ۱۳۰۳ سنہ ہجری مین مع نواب مختار الملک بہادر مدار المہام۔ و صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب و نواب شمس الامرا امیر کبیر خورشید جاہ بہادر۔ و نواب فخر الامرا بہادر۔ و نواب عماد الملک بہادر۔ و نواب افسر جنگ بہادر۔ و نواب محبوب یار جنگ بہادر۔ و مختار یار جنگ بہادر و منیر نواز جنگ وغیرہم مدراس روانہ ہوئے۔ ۲۵ تاریخ ماہ مذکور روز سہ شنبہ مدراس مین مع الخیر پہنچے۔ بارہویں پلٹن کے سو جوان تعظیماً مع بیانڈ و نشان اسٹیشن پر کھڑے ہوئے تھے۔ اعلیحضرت کے پہنچتے ہی ۲۱ ضرب توپ سلامی کی سر ہوئین۔ اور تعظیمی گارڈ نے سلامی ادا کی۔ اعلیحضرت ریل سے اُترکے بیگم صاحبہ زوجہ نواب کرناٹک کے عمدہ باغ مین فروکش ہوئے۔ دوسرے روز مع وزیر و چند امرائے دولت گورنر جنرل بہادر کی ملاقات کے لئے گورنمنٹ ہوس مین تشریف فرما ہوئے۔ گورنمنٹ ہوس مین ۲۱ ضرب سلامی کی توپین شلک ہوئین۔ ملاقات کرکے فرودگاہ پر واپس آئے۔ اُسی روز شام کے ساڑھے پانچ بجے گورنر جنرل بہادر بھی فرودگاہ پر بازدید کی ملاقات کے لئے آئے ملاقات کرکے رخصت ہوئے۔ ۲۷ جمادی الاخری سہ پہر کے وقت حضور نے لیڈی صاحبہ

ڈفرن سے ملاقات کی۔ اور ۲۸ جمادی الاول دن کے گیارہ بجے اعلیحضرت نے گورنر صاحب مدراس سے ملاقات کی اُسی روز شام کے ۴ بجے گورنر صاحب مدراس عمدہ باغ مین آئے۔ اور حضور سے بازدید کی ملاقات کی۔ مدراس مین سرکار انگریزی واہل اسلام نے حضور کی بے انتہا مدارات و تعظیم کی۔ اور وہان سے اہل اسلام و اہل صنائع نے تہنیت نامے پیش کئے۔ حضور نے اُن کے جواب مین فرمایا **وھوھذا**

مین بہت مسرور و خوش ہوا۔ کہ اہل مدراس نے میرے آنے سے ایسی خوشدلی و حسن عقیدت ظاہر کی ہین۔ مین اُنکا شکریہ ادا کرتا ہون۔ اور یہ بات یقینی ہے کہ یہان کم اقامت کی بہت خوشنما یادگار اپنے ہمراہ لیجاؤنگا۔ انتہی کلامہم۔

آپنے مدراس مین پانچہزار روپیہ کمشنر پولس کے ذریعہ سے غربا و فقرا پر تقسیم کیا۔ ۲۰ جمادی الاول عمدہ باغ مین کثرت سے روشنی ہوئی۔ اور کثرت سے آتشبازی چھوڑی گئی۔ بیگم صاحبہ نے اعلیحضرت کی ضیافت تکلف و تجمل سے کی۔ گورنر جنرل ہند ۲۷ ماہ مذکور کلکتہ گئے۔ بتاریخ سلخ جمادی الاول اعلیحضرت مع مصاحبین حیدرآباد روانہ ہوئے۔ غرہ جمادی الثانی کو مع الخیر والعافیہ دارالریاست مین پہنچ گئے۔ امرائے ریاست و جمعیت استقبال کیلئے اسٹیشن پر حاضر تھے۔ پولس انتظام درست تھا

اعلیحضرت کے شمائل و مشاغل

آپکے فضائل و شمائل پسندیدہ بیشمار ہین۔ اگر پورے پورے لکھین جائین تو کتاب ایک دفتر ہوجائے بنابرین مین قلیلے از کثیرو عشر عشیر مجملاً بطور گوشوارہ گزارش کرتا ہون آپ جب تخت نشین ہوئے۔ اور ممالک دکن کے انتظام کی باگ اپنے دست قدرت مین لی نظم و نسق کے مہمات کو مختارانہ کرنے لگے تو ریاست کی درستی و رعایا کی بہتری مین ہمہ تن

مصروف ہوئے۔ اُسوقت سے ابتک برابر رفاہ عام کو مد نظر رکھتے ہین۔ خلائق کی داد رسی
مین توجہ فرماتے ہین مستحقین کے حقوق خواہ اہل سلام خواہ اہل صنام سے ہون برابر
ادا کرتے ہین۔ اور ہر ایک فریق کو درجۂ مساوات مین رکھتے ہین۔ معاملات مین توسیط کا
طریق ملحوظ رہتا ہے۔ افراط و تفریط سے منزلون دور رہتے ہین۔ دادخواہون کی داد
وفریاد سنتے ہین مظلومون کو ظالمون کے پنجہ سے بچاتے ہین۔ آپ ہی کے عدل و انصاف
وبذل و الطاف کی برکت ہے کہ تمام اہل دکن خوشحال و فارغ البال ہین۔ آپ کے
سایۂ ہمایون پایہ مین آرام سے زندگی بسر کرتے ہین۔ ہر ایک فرد بشر شکرگزار ہے۔ کوئی
شاکی نہین۔ آپ کی ذات بابرکات فضائل حمیدہ و شمائل پسندیدہ سے موصوف
ہے۔ عدالت و حکمت و شجاعت و سخاوت مین معروف ہین۔ اگر مین آپ کو نوشیروان
عادل و لقمان حکیم و رستم زال و حاتم و معن بن زائدہ و اسخیائے برامکہ سے مثیل کرون تو
میری تمثیل و تشبیہ بجا نہوگی۔ ہان اگر یہہ کہون کہ آپ مجسم عدل و حکمت و ممثل شجاعت
و سخاوت ہین تو بیجا نہوگا۔ آپ بحر کرم و بحر سخاوت ہین آپکے خوان نعمت و آب رحمت سے
سیراب و شاداب مین کیون نہون آپکے نسب کا سلسلہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے
ملتا ہے۔ اور شیخ کا سلسلہ حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے
بزرگان سلف کی برکت سے آپکے خاندان مین اکثر صاحبان علم و عمل و اہل اللہ مکمل ہوئے ہین
علم و فضل اور ہدایت خلق و افادۂ عوام الناس آپکے خاندان کی موروثی و فطرتی صفت ہے
نسلاً بعد نسل یکے بعد دیگرے علم و فضل و معرفت و ہدایت کی کرسی پر جلوہ افروز
ہوتے رہے۔ اسیطرح حکمرانی و ملک کشائی کی صدارت پر صدر نشین۔ چنانچہ خواجہ عابد
مخاطب بشیخ الاسلام بخارا مین سبحان قلی خان بن نذر محمد خان والی بلخ و بخارا کے

عہد مین ظاہراً صدر عدالت و باطناً مسند نشین رشادت تھے۔ یعنی قلوب خلائق پر حکمرانی کرتے تھے۔ اور حضرت عزیزان عالم شیخ پدر بزرگوار خواجہ موصوف کی زیادہ توجہ خلائق کی ہدایت اور خالق کی عبادت کے طرف تھی مدۃ العمر ریاضت و ہدایت مین مشغول رہے بلخ و بخارا سمرقند و تاشقند کے ترک و ازبک آپکے معتقد تھے۔ خوانین و ترا کمہ آپکے آستانہ مبارک کو سجدہ گاہ سمجھتے تھے۔ آپکی خانقاہ انبیامین دو ہزار سے زیادہ مریدین تہجد گزار رہتے تھے۔ اور حضرت عزیزان مومن شیخ پدر عزیزان درویش شیخ وغیرہم مرتاض و مرجع خاص و عام تھے۔ مین نے آپکے بزرگان سلف کے حالات سلسلہ و واقعات مکمل مفصل محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن کے مقدمہ مین لکھے ہین۔ تذکرہ زیر طبع ہے۔ اس تذکرہ کے طبع ہونیکے بعد مطبوع ہوگا۔ شائقین جاہ و اعلیحضرت قدر قدرت اُسکے ملاحظہ سے بہت خوش ہون گے۔ ہمارے اعلیحضرت قدر قدرت کی بھی ہی شان ہے۔ جو بزرگان سلف کی تھی۔ ظاہر کیطرف آپکا میلان خاطر زیادہ ہے۔ مقتضائے حال بھی اسی میلان کا طالب ہے۔ آپکی طبیعت و فطرت مین اصلی میلان مطلق ہے۔ وقتاً فوقتاً باطنی میلان بھی کبھی ظہور پر جلوہ نما ہو جاتا ہے۔ آپ حسن عقیدت و ارادت و اخلاق و مروت و استقلال و ہمت۔ دلیری و جرأت سیرت و صورت مین بزرگان سلف کے قدم بقدم مین آپ کے رگ و پے مین بلخ و سمرقند کی آب ہوا کا اثر پایا جاتا ہے۔ اور آپکے چہرے مہرے سے بخارا و تاشقند کی شان نمایان ہوتی ہے۔ انہین بزرگان سلف کے خصائل و شمائل سے ہے کہ آپ مشائخ و اہل اللہ سے حسن اعتقاد رکھتے ہین۔ اور حسن ارادت سے ملتے ہین انکی تعظیم و تکریم مین کوئی بات فروگذاشت نہین فرماتے۔ فی زمانناً مشیخت و مشائخ عنقا صفت ہین۔ جو اہل اللہ ہین وہ گوشۂ گمنامی مین ہین۔ اور پیران مرید طلب و مریدان پیر طلب کو

خوب پہچانتے ہین - ہر ایک کے جوہر کو امتحان کی کسوٹی پر پرکھتے ہین - کھرے کھوٹے کو
خوب سمجھتے ہین - آپ نقاد انسان ہین انسان کے نقد انسانیت کو اچھی طرح سے
آزماتے ہین - بھلے برے مین تمیز کر لیتے ہین - مگر باوجود تمیز سبکی پردہ دری نہین فرماتے
اور سبکی تعظیم و تکریم مین فرق نہین کرتے - آپکا حلم و وقار آفرین و تحسین کے لائق ہے
آپکی قوت فیصلہ ایسی مستقل ہے کہ فی الفور معاملہ فیصلہ طلب کا تصفیہ کر دیتے ہین
اور منتظرہ حالت مین نہین رکھتے - اور استقلال کے رستہ سے کبھی نہین ہٹتے - اور
حکم آپکے قلم عطار درقم سے جاری ہوتا ہے رد کبھی نہین ہوتا - گویا وہ قلم تقدیر ہے
کسی کے مٹانے سے نہین مٹتا - سنا گیا ہے کہ بعض وقات آپنے کسی مشائخ یا سائل
کی عرضداشت وظیفہ پر بجائے سو ہزار لکھدیا - اہل دفتر نے عرض کیا - بجائے سو ہزار
ہو گئے کیا ارشاد ہوتا ہے ؟ آپنے فرمایا جو کچھ ہوا درست ہے ہمارا حکم مبرم ہے - ہزاری
جاری کیا جائے - اور بہی اسی قسم کی بہت سی روایتین حکایتین ہین - آپکے تاریخی واقعات مین لکھونگا

آپ کی قدردانی ارباب علم و ہنر

آپ علم دوست و ہنر پرور ہین - آپکی قدردانی و مہمان نوازی کی شہرت نے اکثر عجم و عرب
و ترک و یورپ کے ارباب علم و ادب کو دکن مین کھینچ لایا - اور آپکے خوان کرم سے ہر ایک
مستفید و سیراب ہوا - آپ علما و شعرا و حکما کی بہت قدر کرتے ہین - اور مشائخین و منجمین
کو بہی بیحد دیتے ہین - ملک دکن فی زمانناً دار العلوم و الفنون ہو گیا ہے - بلحاظ آسائش
و آرام غربائے امصار و دیار کے لئے دار الامن و الامان بنگیا - آپ ہی کی قدردانی
و جوہر شناسی کی برکت ہے کہ شہر کے ہر ایک چوبازار مین جابجا مدرسے و شفاخانے و شعرا کے
جلسے قائم ہین - کہین فقہ و حدیث کا درس - کہین تشخیص مزاج و علاج کا ذکر - کہین

قافیہ و ردیف کا چرچا ہو رہا ہے۔ مساجد و خانقاہوں میں ذکر بالجہر و بالخفی کا بازار گرم ہے

آپ کی شعر و شاعری کا ذکر

چونکہ اس تذکرہ میں آپ کی شعر و شاعری کا ذکر مقصود بالذات ہے۔ میں نے جو کچھ آپ کے حالات تفصیلی کا ایک مختصر و مجمل گو سنوارہ گو یا مشتے نمونہ از خروارے ہے۔ میں نے آپ کے تفصیلی حالات محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن کے تیسرے حصہ میں شرح و بسط کیساتھ گزارش کئے ہیں وہ ابھی طبع نہیں ہوا ہے۔ زیر طبع ہے قریب میں اشاعت کے زیور سے آراستہ ہوکے جلوہ نما ہوگا۔ بناءً علیہ اب یہاں شعر و شاعری کا ذکر واجب و لازم ہے گزارش کرتا ہوں۔ **وھوھذا**۔

جب آپ سن شعور کو پہنچے اور تخت نشین ہوئے۔ ملکی انتظام میں مصروف ہوئے۔ اور خلائق کی آسائش و آرام کی فکر کرنے لگے۔ فطرۃً و قدرۃً آپکی طبیعت میں شعر و شاعری کا جوش موجزن تھا۔ اور مزاج میں سخن سنجی و سخن فہمی کا ولولہ برق افگن تھا۔ باوجود اشتغال مہمات سلطنت و حکمرانی و اصلاح حالات مخلوقات سبحانی و ریاضت جسمانی و ادائے حقوق مستحقین اقاصی و ادانی طبع آزمائی و سخن سنجی فرماتے ہیں۔ آپ جو کچھ موزوں فرماتے ہیں سنجیدہ و پسندیدہ آپکے کل اشعار برگزیدہ و برجستہ ہوتے ہیں۔ ہر ایک شعر کا مضمون لطف و مزہ سے خالی نہیں۔ خوبی معانی و رنگین بیانی میں ڈوبا ہوا۔ فصاحت و بلاغت کی ترازو میں تولا ہوا ہوتا ہے۔ حشو و زوائد سے پاک و صاف نہایت ہی شستہ و شفاف۔ مضامین کی شوخی الفاظ پاکیزہ سے عیاں۔ اور معانی شیریں کی دلاویزی فقرات سنجیدہ سے نمایاں۔ آپکی طبیعت کیا ہے بحر مواج ہے اور معانی و لآلی مضامین کا خزانہ ہے۔ جب چاہتے ہیں فوراً دست فکر سے نکال کے بذریعہ زبان قلم صفحۂ کاغذ پر سطور کی

لڑیون مین منظوم فرماتے مین - نقادان سخن جو ہریان کلام آپکے جواہر پارون کو دیکھکے حیران ہوتے ہین
اور کہتے ہین کہ یہ ہیرے ایسے گران بہا ہین کہ ہم نے کبھی آنکھون سے دیکھے نہ کبھی کانون سے سُنے
اور آپکے کلام کی صفائی و جادو بیانی سے سامعین کو تعجب ہوتا ہے کہ آپنے ابتدائے زمانہ مین ہی
اپنے کلام کو ایسا شستہ و صاف کیا - کہ اگر کوئی برسون اساتذہ کی خدمت مین مشق کرتا تو یہہ خوبی
اسکو نصیب نہوتی - آپکی جادو بیانی و طلاقت لسانی سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ خوبی خداداد ہے
و عطیہ رب العباد ہے - آپ غزلیات و سلامون مین واقعات ایسے ڈھنگ سے ادا فرماتے مین
کہ بعینہ واقعہ کا سماں کھلائی دیتا ہے - اور آپ محاورات زبان کو اہل زبان کی طرح برابر استعمال
کرتے ہین - جب آپ زبان مبارک سے تکلم فرماتے ہین تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اہل زبان
استاذ زبان تکلم کر رہا ہے - آپ ہی کے صفات مین سے یہہ بھی ایک صفت ہے کہ آپ ایک ہی معنی کو
متعدد پیرایون مین ایسے ڈھنگ سے آراستہ کرتے مین کہ ہر ایک کا رنگ نرالا - مگر واقع مین
مطلب ایک ہی ہوتا ہے - آپکے کلام مین کمال خوبی یہہ ہے کہ برجستہ و شستہ ہوتا ہے حشو و زوائد سے
پاک و صاف - متکلم کی زبان سے نکلتے ہی سامع کے گوش دل مین مثل نقش نگین جانشین ہو جاتا ہے
اور ایسا حلاوت آمیز و لطف انگیز ہوتا ہے کہ سُننے و پڑہنے سے لطف مزہ آتا ہے - آپکے اشعار
کی لطافت و شگفتگی مردہ دلوں کو زندہ و پژمردہ دلون کو تازہ کردیتی ہے - لطافت کیا ہے
گویا آبحیات و ابر بہار ہے - آپکے نظم کلام مین قوت مستحضرہ حاصل ہے - انواع کلام کے
ہر ایک نوع کو آسانی سے موزون کرسکتے مین - اب مین ایک نظیر قوت مستحضرہ گزارش کرتا ہون
تاکہ ناظرین کو میری گزارش کی تصدیق ہو جائے - کوئی کوتاہ بین مبالغہ و تملق پر محمول کرے
چنانچہ یہان شہر مین محرم شریف مین جا بجا مرثیہ خوانی کی مجالس منعقد ہوتی مین - اُن مین
سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کے مراثی و سلام پڑہے جاتے ہین - اور ہندو سے

مشاہیر مراثی خوان بلائے جاتے ہین۔ مراثی ایسے دردانگیز و جگرخراش سنائے جاتے ہین کہ اہل مجلس کے قلوب رقت و حسرت کے صدمہ سے ہل جاتے ہین۔ کبھی باعتبار خوبی مضمون و ترکیب موزون اہل مجلس کے زبان سے واہ واہ کا نعرہ ایسا بلند ہوتا ہے کہ عرش برین تک پہنچ جاتا ہے وباعتبار معنی جانسوز و دلگداز ہر ایک فرد کی آہ آہ کا آوازہ زمین آسمان کو ہلا دیتا ہے۔ اعلیحضرت قدر قدرت مجلس عزا مین حسن عقیدت و ارادت سے شریک ہوتے ہین۔ شہدا کے واقعات سنکے افسوس وحسرت فرماتے ہین۔ ایکروز آپکو مراثی کے سننے سے بہت ہی رقت و حسرت ہوئی۔ آپ مجلس ختم ہونیکے بعد اسی رقت و حسرت مین دولتخانہ مبارک پر آئے۔ جوش رقت مین چند سلام شہدا و امام کے بیان مین لکھے۔ دوسرے روز مجلس مین سلام پڑہا گیا۔ حاضرین مجلس کے دلون سے غم و رنج کا دریا امنڈ آیا۔ تمام واویلا و وامصیبتا کہنے لگے۔ اور آنکہون سے آنسو بہانے لگے۔ شور وشین کا بازار گرم ہوا مجلس کا رنگ بدل گیا مجلس مین کہرام مچگیا۔ یہہ تمام دلون کا ہل جانا آپکے کلام پر تاثیر کا نتیجہ ہے۔

مجھکو جسقدر آپکے اشعار دستیاب ہوئے ہین گزارش کرتا ہون۔ کاش اگر ردیف وار پورے ملتے تو ناظرین کو مطالعہ سے زیادہ لطف و مزہ اور میرے اس تذکرہ کو فخر حاصل ہوتا۔

آپکے اشعار مندرجۂ ذیل جنکی شان مین کہا جاتا ہے

کلام المحبوب محبوب الکلام

حرف الف	بسم اللہ الرحمن الرحیم	آصف

محشر مین کون دوست ہے مجھہ دادخواہ کا ۔۔۔ دل اپنی راہ کا ہے جگر اپنی راہ کا

دیکھا یہ شعبدہ تری چشم سیاہ کا ۔۔۔ محفل مین ہوگیا ہے تماشا نگاہ کا

دل حکمران ہے لشکر فریاد و آہ کا ۔۔۔ سردار ہی کے دم سے ہے پرہنا سپاہ کا

وہ دیکھتے ہین حشر مین منہ دادخواہ کا ۔۔۔ پہہ دیکھنا ہے ناز سے پہرنا نگاہ کا

ضبطِ فغان اگر نہ کرون مین تو حشر ہو
گردون سے ایک نالہ کا دشمن اک آہ کا

محشر مین جب ہو ساری خدائی اسیرِ لطف
کیون حال ہو تباہ نہ مجھ داد خواہ کا

اے آسمان خدا کیلئے اب تو رحم کر
خاکا اڑا چکا مرے حال تباہ کا

بجلی کبھی بنی کبھی تلوار بنگئی
دیکھا عجیب شعبدہ اُسکی نگاہ کا

برسون مین اُسنے ملنے کا وعدہ کیا ہے آج
اس شرط پر کہ حرف نہ آئے نباہ کا

جب آئے وہ خیال مین آئے نہ خواب مین
دشوار ناز کی سے ہوا پھیر راہ کا

ڈسنے لگا ہے یہ تو مرے دلکو صبح و شام
کیا کوڑیالا ناگ ہے زلفِ سیاہ کا

بخشش یہ جنکی بخشنے والیکو ناز ہو
ایسا ہے مرتبہ مرے جرم و گناہ کا

اُس مہروش نے چہرے سے اُلٹی ہے جب نقاب
شب کو ذرا سا منہ نکل آیا ہے ماہ کا

کسکو سنوگے کونسا قصہ پسند ہے
یوسف کی چاہ کا کہ زلیخا کی چاہ کا

اُس خارزار مین مجھے اب لیچلا جنون
کھٹکا صبا کو بھی ہے جہان خارِ راہ کا

اک ہاتھ اور بھی تجھے قاتل مری قسم
اک شور اُٹھے چار طرف واہ واہ کا

آجائے گرم و سرد زمانہ نگاہ مین
ہنگامہ دیکھلو جو مرے اشک و آہ کا

اُس ترک چشم کی صفِ مژگان ہے جنگجو
یہ ہے چھری کٹاری سے لڑنا سپاہ کا

ہمشکل سے ہے اپنے اُسے رشک اسقدر
منہ دیکھتا نہین وہ کبھی مہر و ماہ کا

اُس سے شبِ فراق بہلتا رہا ہے دل
مجکو خیال تہا کسی زلفِ سیاہ کا

شاہ و گدا کا حشر مین بس ایک حال ہے
کسکو وہان خیال ہے رتبہ کا جاہ کا

پانی کے ساتھ آگ کا شعلہ نکل گیا
دیکھا طلسم ہم نے عجب اشک و آہ کا

یہ اُسکے دل سے پوچھیئے اُسکے جگر سے پوچھ
کیسا مزا ہے چاہنے والے کو چاہ کا

یہ ہاتھہ سے چرائے تو وہ آنکہ سے چرائے / درد خفا سے جو رہے بڑہکر نگاہ کا

تمکو وفا شعار بنائیگا غیر کیا / لب خشک رنگ زرد ہے جہوٹے گواہ کا

شب کو نہ نیند ہے اُسے دنکو نہ چین ہے / یہ حال اب ہے عاشق خوار و تباہ کا

سنتا ہے کون حشر مین مجہہ دادخواہ کی / سنتے ہین عذر یار سے سب عذر خواہ کا

آصف سے یہ چہٹا ہے نہ ہرگز کبہی چہٹے / لپکا ہے اُسکو دید کا جسکا ہے چاہ کا

ولہ

نرگس کو چشم مست سے مستانہ کردیا / عارض پہ تو نے شمع کو پروانہ کردیا

آئینہ خانہ کو جو پریخانہ کردیا / دل تہا یگانہ اُسکو بہی بیگانہ کردیا

کیا تو نے سحر نرگس مستانہ کردیا / دل تہا یگانہ اُسکو بہی بیگانہ کردیا

دل کو تمہاری زلف نے دیوانہ کردیا / شمع جمال نے اُسے پروانہ کردیا

اے یاس تو نے داغ تمنا مٹائے / گلزار تہا یہ دل اسے ویرانہ کردیا

رسوائیون کے ساتہہ نہین اسکا شکریہ / شہرت نے میرے عشق کو افسانہ کردیا

رکہا نہ ایک حال پہ عاشق کا اُسنے دل / کعبہ بنادیا کبہی بتخانہ کردیا

پرتو نے تیرے جان مرے دلمین ڈالدی / اعجاز تو نے جلوہ جانانہ کردیا

اُسکی نگاہ مست سے آتا ہے غش مجہے / دیوانہ تہا مین اور بہی مستانہ کردیا

کیا جہوٹ ہے شکایت بیداد سچ کہو / تم نے بڑہا کے بات جو افسانہ کردیا

دشمن ہماری بزم مین رویا نصیب کو / لبریز اُسنے اشکون سے پیمانہ کردیا

ہوتا جو زندہ قیس تو لیتا مرے قدم / آباد مین نے دشت کا ویرانہ کردیا

وہ سختیان اُٹہائین محبت کی راہ مین / نام اپنا تو نے ہمت مردانہ کردیا

خونِ جگر فراق مین پیتا ہون رات دن
دلکو سبو تو چشم کو پیمانہ کر دیا

محبوبِ حق کی زلف وہ ہے جسکے واسطے
مژگان کو اپنی حور نے بہی شانہ کر دیا

بہولی جو اُسکی یاد کبہی یہ بہی تہا قصور
عاشق نے آپ اپنے کو جرمانہ کر دیا

جلتا ہے جسکا ظرف وہ دیتا ہے اسقدر
ہر چارہ گر کو اُسنے مسیحا نہ کر دیا

یہ سادگی کی وجہ ہوئی یا غمِ رقیب
کیون تم نے ترک سرمہ حنا شانہ کر دیا

مین نے تو کی تہی بات فقط وصل کی کیا
تمنے جو اُسکو عشق کا افسانہ کر دیا

رکہے مین اچہے اچہے جو چن چن کے ظرف مے
مسجد کو محتسب نے تو میخانہ کر دیا

اسکی تسلی آنکہہ سے کیا بچ سکے کوئی
زاہد کو جسنے ہجو دو مستانہ کر دیا

رکہا کسیکو گلشن عالم مین شکل گل
اُسنے کسیکو سبزہ بیگانہ کر دیا

جس نور کی وہ طور پہ چمکی تہی روشنی
روشن اُسی نے دلکا سیہ خانہ کر دیا

بیٹہے بٹہائے آج یہ کیا دلمین آگئی
آصف نے ترک مشربِ رندانہ کر دیا

ولہ

مژدہ قاصد کا روح افزا تہا
وہ فرشتہ خدا نے بہیجا تہا

جلوۂ یار کیا کہون کیا تہا
اُسکی قدرت کا اک تماشا تہا

مین نے پوچہا رقیب کیا تہا
جلکے بولے ترا کلیجا تہا

اب یہ جانا کہ ہمکو دہوکا تہا
دل ہمارا نہ تہا تمہارا تہا

لوٹتا تہا کوئی تڑپتا تہا
کوئے قاتل مین اک تماشا تہا

ابہی آنسو پلک تک آیا تہا
ابہی دیکہا تو ایک دریا تہا

بزم مین اُسکے ایک میلا تہا
ہم نہ تہے اُس جگہ زمانا تہا

حشر مین بہی کہین گے تجہسے ہم
تجہپہ دعوی ہے تجہپہ دعوا تہا

اختلاف مزاج سے نہ نہی
کوئی قصہ نہ کوئی جہگڑا تہا

انکو بزم عدو مین جب دیکہا
راگ تہا رنگ تہا تماشا تہا

ماتم غیر مین وہ سو سو بار
مجہسے کہتے تہے تجہسے اچہا تہا

جاکے کنج لحد مین ہم سمجہے
زندگی عمر بہر کا جہگڑا تہا

در جانان پہ جبہہ سائی کی
اپنی تقدیر کا یہہ لکہا تہا

دل عشاق پر چہری سی پہری
کیا کہون اک نگاہ مین کیا تہا

کہتے ہین وہ کہے سنے پہ نجاؤ
غیر کے پاس تمنے دیکہا تہا

کہتے ہون گے عدم مین اہل عدم
زندگی کا عجیب میلا تہا

چال تہی اسکی یا قیامت تہی
نقش پاسے بہی فتنہ برپا تہا

زلف مین دل اگر نہ تہا نہ سہی
کیون جی مٹہی مین آپکی کیا تہا

کہتے ہین قتل کرکے عاشق کو
اسنے کیا اپنے دلمین سمجہا تہا

غور کر لو شب فراق کا غم
مجہسے کیا پوچہتے ہو تم کیا تہا

جلوہ تیرا کسی زمانے مین
جسنے دیکہا تہا اسنے دیکہا تہا

دل نشین غیر کا خیال رہا
وہ تو خلوت مین بہی تنہا تہا

اب زمانے کا رنج ہے آصف
کیا خوشی کا کبہی زمانا تہا

ولہ

دل حور کی اداؤن سے بیزار ہوگیا
جنت مین جاکے مین تو گنہگار ہوگیا

نالون سے آگ کوچہ دلدار ہوگیا
خورشید حشر سایۂ دیوار ہوگیا

پرہیزگار جب کوئی میخوار ہو گیا / پرہیز کرتے کرتے وہ بیمار ہو گیا
آئے تھے میرے دلکے خریدار بنکے وہ / دل دیکھتے ہی اُنکا خریدار ہو گیا
منصور نے کہا جو انا الحق تو حق یہ ہے / اس کلمہ کا الف ہی اُسے دار ہو گیا
غم کہا گیا ہے ہجر کا تیرے مجھے تمام / پیاسا مرے لہو کا تھا خونخوار ہو گیا
اے فتنہ گر یہ حال تری رہگذر کا ہے / نقش قدم بھی فتنہ رفتار ہو گیا
لائے تھے وہ رقیبوں کو میرے مزار پر / اُڑ کر غبار سامنے دیوار ہو گیا
سیدھا ہوا جو تیر نظر دل کو تاک کر / غمزہ بھی ساتھ کھینچ کے تلوار ہو گیا
رنج و فراق و درد و غم و ضعف قلب نے / بیمار کر دیا مجھے بیمار ہو گیا
پوری جھلک بھی دیکھنے پائی نہ چشم شوق / اتنے مین بند روزن دیوار ہو گیا
سرکار عشق مین ہے بڑا جرم احتیاط / مین بے قصور رہ کے خطاوار ہو گیا
صہبائے پیتے ہی چودہ طبق کھلے / مین نشۂ شراب سے ہشیار ہو گیا
دنرات کی لڑائی ہے جھگڑے مدام ہین / دل آپکے ستانے سے بیزار ہو گیا
مجکو خیال زلف مین کچھ سوجھتا نہ تھا / روز فراق بھی تو شب تار ہو گیا
یارب بتون کا عشق مری جان کے ساتھ ہے / یا رشتۂ حیات بھی زنار ہو گیا
سامان وصل کی مجھے پروانگی تو ہو / تمنے ادہر کہا کہ وہ تیار ہو گیا
پہلے سے اگرچہ وہ کافر دغا شعار / دلکو چرا کے اور بھی عیّار ہو گیا
تکلیف اپنے نفس کو دی اور اسقدر / زاہد عبادتون سے گنہگار ہو گیا
اتنے کہان نصیب ہون گلچھرے گلبدن / محشر ہمارے واسطے گلزار ہو گیا
قاصد یہ تھا گمان کہ یہ عاشق مزاج ہے / کیا جانے کس بلا مین گرفتار ہو گیا

طاقت کہاں ہے دلمین کہ اب نہ بھی اُٹھائے صدمہ اُٹھا اُٹھا کے یہ بیمار ہو گیا
غیرون کیواسطے ہی یہ دربان روک ٹوک یہ گھر ترا اخیر کو بازار ہو گیا
آصف غمِ زمانہ نے تجکو کھلا دیا تیرا تو غیر حال مرے یار ہو گیا

ولہ

عاشق ترا جو تارکِ دیر و حرم ہوا دوزخ کو آگ لگ گئی جنت کو غم ہوا
روزِ فراق کا گذرنا اہم ہوا یہ دن وہ دن نہین جو ٹرپا اور کم ہوا
سنتا ہون غیر موردِ لطف و کرم ہوا یہ کیا غضب کی بات ہوی کیا ستم ہوا
وہ نقش پائے غیر مٹاتے ہوئے چلے نقش قدم یہ اور بھی نقش قدم ہوا
صورت وہی رہی جو تصور مین جم گئی ہر سنگ راہ بتکدہ مجکو صنم ہوا
تو بے نیاز مند سے کب عذر ہو سکے اے بے نیاز لے سر تسلیم خم ہوا
فکر رقیب ہی مین گرفتار تم رہے مین مرگیا تو کچھ بھی مرا تمکو غم ہوا
دیکھا جو جو اُسنے نیم نگہ سے زرا لطف کچھ دل کی آگ کم ہوئی کچھ درد کم ہوا
وعدہ کیا اشارہ سے صلت کا غیر سے اُسکا وہان اشارہ سراپا قلم ہوا
مرنیکا میرے غم نہین انکو یہ رنج ہے کیون ناتوان یہ صرف ہمارا ستم ہوا
احسان ضعف کا ہے گھٹا اضطراب شوق طاقت جو کم ہوئی تو تڑپنا بھی کم ہوا
وعدہ پر آئے وہ تو شب وصل کیا کرون ہوتے ہی شام صبح جدائی کا غم ہوا
بھرتی ہے ہجر یار مین موج سرشک کی مژگان اشکبار کا جاری قلم ہوا
عشاق کی گذرتی ہے مر مر کے زندگی اُنکے لئے تو ایک وجود و عدم ہوا
ایسا گمان تجھپہ نہ تھا اے دغا شعار دھوکا ٹرا مجھے ترے سر کی قسم ہوا

کیا اور اس سے بڑھ کے کہون کیا ہوا مجھے
صدمہ ہوا فراق ہوا رنج و غم ہوا

فریاد بے سبب تو نہین داد خواہ کی
تو نے ستم کیا تو کسی پر ستم ہوا

ہے میرے دل پہ داغ محبت بنام دوست
کیا مٹ سکے جو صورت نقش قدم ہوا

کیسا رقیب کون عدو کسکی چل سکے
جب اتفاق میرے تمہارے بہم ہوا

کرتے ہو وعدہ وصل کا دیکھو تو آئینہ
چہرہ کا رنگ اور ہی وقت قسم ہوا

دنیا کی سیر اور ہے عیش و نشاط اور
جام جہان نما نہ کبھی جام جم ہوا

دل تھا کہ دلربا تھا کچھہ اسکی خبر نہین
رخصت مری بغل سے کوئی صبحدم ہوا

ہم سے چھپا کے وصل کا وعدہ عدو سے ہو
کیا قہر ہو گیا یہ ستم پر ستم ہوا

سوچو تو مجھپہ عشق مین کیا کیا گذر گئی
غم مجکو رنج مجکو الم مجکو کم ہوا

خط اون کے ہاتھہ سے ہوا تحریر غیر کو
سرنامہ پر خطاب ہمارا رقم ہوا

تمنے دیا جو غیر کی محفل مین مجکو جام
وہ بھی تمہارے سر کی قسم مجکو سم ہوا

آصف کے دم قدم سے یہ نشو و نما ہے سب
ایسا جہان مین مرد خدا کوئی کم ہوا

ولہ

انصاف ہنا اے بت عیار ہو چکا
جب تو ہوا عدو تو خدا یار ہو چکا

بس انتظار وعدۂ دیدار ہو چکا
وہ آئے یا نہ آئے یہ بیمار ہو چکا

کرتا ہون آہ تیغ نگہ کہا کے لے سنبھل
اب میرا وار روک ترا وار ہو چکا

کسطرح سے اسنے اوٹھائی ہے ذلّتین
غم کہاتے کہاتے آپکا غمخوار ہو چکا

آتی نہین ہے شرم تمہین جھوٹ بولتے
وہ وعدہ کرتے ہو جو کئی بار ہو چکا

تم کیا نیا پھنساؤگے دلکو لاکھہ بار
آزاد ہو چکا یہ گرفتار ہو چکا

پوچھا نہ جھوٹے منہ بھی کسی دن مجھے ذرا
سو بار اس امید مین بیمار ہو چکا

مین بھی اب آزمایش مہر و وفا کرون
تیرا تو امتحان کئی بار ہو چکا

وزد نظر نہ ٹھہریگا دزد حنا کی طرح
یہ چور دل چرا کے گرفتار ہو چکا

اس عاشقی پہ خاک پڑے دل لگی بری
رسوا مین ہر طرح سر بازار ہو چکا

اس مصلحت سے شور فغان کر رہا ہون مین
سویا اگر نصیب تو بیدار ہو چکا

پوچھا یہ میرے مردہ پہ اس بدگمان نے
کچھ اس مین جان ہے کہ یہ بیمار ہو چکا

میری بھی بات کوئی سنیگا کہ تو نہین
ہان ہان کا وعدہ تیرا تو ہر بار ہو چکا

کچھ التجائے وصل کی اب حد نہین ہی
للہ ہان کیجئے انکار ہو چکا

رحمت کا تیری رات دن امیدوار ہون
نادم مین اپنے فعل سے غفار ہو چکا

معشوق کی خطائین ہون ثابت یقین نہین
اللہ عاشقون کا طرفدار ہو چکا

اب تو خدا کے واسطے میت پہ اسکی جا
عاشق ترا تمام مرے یار ہو چکا

اس چشم شوق کو بھی ذرا دیکھ لیجئے
بس آئینہ تو دیکھ چکے پیار ہو چکا

پورا کبھی ہوا بھی ہے اقرار آپکا
سو بار وعدہ کر چکے سو بار ہو چکا

تاب نظارہ چاہئے اسکے جمال کو
آنکھین اگر ہی ہین تو دیدار ہو چکا

کس پر کرے گا جور و جفا تو ہمارے بعد
دلدار تیرا اے مرے دلدار ہو چکا

اس حسن دلفریب سے سبکا ہی ایک حال
اب اختلاف کافر و دیندار ہو چکا

طاقت دل و جگر مین نہ ہے ہاتھ پاؤن مین
سامان اب تو کوچ کا تیار ہو چکا

دیوار ہی گراؤنگا مین سیل اشک سے
سو بار بند روزن دیوار ہو چکا

آئے ہو گھر سے غیر کے جھپ ہو مہربان
اخلاص دور رکھو بس اب پیار ہو چکا

کبتلک سنون دماغ مین طاقت نہین رہی
بس شکر مہربانی اغیار رہ چکا

کس کے آگے اسکی شکایت نہو چکی
آصف تو بے خطا بہی خطاوار ہو چکا

ولہ

وہ بہی کیا دن تہے ہمین غم سے سروکار نہ تہا
دل کو ارمان نہ تہا جان کو آزار نہ تہا

جان دیتا نہ تڑپ کر یہ وہ بیمار نہ تہا
دل پہ جب ہاتہ رکہا تمنے تو آزار نہ تہا

ایلچی کو بہی کوئی قتل کیا کرتا ہے
مین خطاوار نہ تہا قاصد تو خطاوار نہ تہا

وجہ کیا اسکو قلمبند کیا آپنے کیون
یہ تو روداد غم ہجر تہی اظہار نہ تہا

منصفی شرط ہے شایان کرم غیری سے
مین ترے جور و ستم کے بہی سزاوار نہ تہا

رہگیا کوئی نہ کوئی مرے دلکے اندر
تیر مژگان اسکے تہا پیکان تو سوفار نہ تہا

ایک کیا مین ہی ترے ہجر مین نالان تہا فقط
ان ایسا تہا جو وہ جان سے بیزار نہ تہا

کیا عیادت کی توقع ہو ستمگر تجہسے
بچگیا کوئی تو کہتا ہے یہ بیمار نہ تہا

عرصۂ حشر کے مانند تہی نفسی نفسی
اسکی محفل مین کسیکا بہی کوئی یار نہ تہا

واہ لے شان کریمی ترے صدقے قربان
جس گنہگار کو دیکہا وہ گنہگار نہ تہا

لطف کیا تہا جو اک آزار رہا ایک سیر
ہم گرفتار ہے جسکے وہ گرفتار نہ تہا

اس نے جب ظلم کیا مجہپہ تو غیرون نے کہا
یہ وفادار کبہی اسکے سزاوار نہ تہا

محفل رقص تہی وہ تیری بہت ہوش ربا
سب ہی بیہوش تہے واں کوئی بہی ہشیار نہ تہا

حسرت شوق ستم کیون ترے دلمین ہی تہی
مین تو حاضر تہا اگر کوئی خطاوار نہ تہا

تونے افسوس سے بیگانہ کو اپنا سمجہا
غیر سے رشتہ ترا اے بت عیار نہ تہا

وہ شب وصل بناوٹ سے بگڑنا اسکا
غصہ تہا قہر تہا اخلاص تہا پیار نہ تہا

دور ہی سے وہ مجھے دیکھہ کے فرماتے ہین
نہوا ہے کبہی ایسون سے سروکار نہ تہا

مجھکو کیا کوئی پہنسائیگا ازل سے ابتک
دل تو آزاد رہا میرا گرفتار نہ تہا

جنس دل لائے ہم اپنی بغل مین لے آئے
جاکے بازار کو دیکہا تو خریدار نہ تہا

لیجئے غیر سے دو دن بہی نباہی نہ گئی
آپکے ذہن مین آصف تو وفادار نہ تہا

حرف ذال

تیری ہیکل مین مرصع مین مسلسل تعویذ
دلکو تسخیر کرینگے یہی ہیکل تعویذ

یون تو زیبا سبہی زیور ہین ترے بازو پر
خوشنمائی مین مگر سب سے ہے اول تعویذ

درد سر کا تو نہو شکوہ نصیب اعدا
آپ لکہواتے مین کیون لیکے یہ صندل تعویذ

غیر کی نکلی وہ تصویر گلے مین اُنکے
ہمنے جانا تہا کہ ہوگا یہ مخمل تعویذ

واسطے دفع نظر کے وہ اگر باندہتے ہین
شوخی حسن سے ہو جاتے ہین ہیکل تعویذ

وہ گئے پہیر کے منہ لکہتے گئے جو اُس پر
قبر کا پہیری رہا آنکہہ سے اوجہل تعویذ

مین نے جانا کہ یہی پارسیہ کا من ہے
اُسکی چوٹی مین جو جہمکا تہا زر کل تعویذ

یہ جو لٹکن ہے ترے سینہ پہ اے ماہ جمال
ہے خداداد مبارک بہت افضل تعویذ

چشم مشتاق ہے پائے ترے سینہ پہ جگہہ
کاش اس آنکہہ سے ہو جائے مبدل تعویذ

اسقدر ضعف سے کیون رات انکو کیسی گذری
پہر اُتر اترے بازو سے گیا ڈہل تعویذ

ہو گیا آج وہ بیمار تمہارا رخصت
گہولکر جسکو پلاتے رہے تم کل تعویذ

سایہ فضل خدا آصف دیندار پہ ہے
سحر بیکار رقیبون کا ہے مہمل تعویذ

حرف لام

ہوا چالاک تجہسے بہی سوا دل
چہلاوا شوخ چنچل چلبلا دل

یہ سچ ہے باوفا ہے آپکا دل
بہت ہی بیوفا ہے یہ مرا دل

تری کنہ حقیقت کو نہ پہونچا
مقدر سے سوا ہے نارسا دل

وہ تھی اور وقت صبح لذت
تڑپکر بھی یہ دیتا ہے مزا دل

بہت دیکھے ہین ہمنے بیوفا بھی
ترا سب سے ہے بڑھکر بیوفا دل

ترستی ہین یہ آنکھین دیکھنے کو
کرون کیا مین تڑپتا ہے مرا دل

یہ بتخانہ کو یا کعبہ کو لیجائے
عجب میرا بھی دل ہے رہنما دل

سنی تعریف جب اُس غنچہ لب سے
سمٹکر اور غنچہ ہو گیا دل

لئے جاتا ہے پھر اُسکی گلی مین
یہ بے غیرت یہ کیسا بیحیا دل

مین کیا جانون محبت اور الفت
یہ پہلے ہی پہل تجھ سے لگا دل

نہ دے اے سنگدل تو رنج اسکو
نکر تو ظلم ٹوٹے گا مرا دل

ہماری بندگی ہے ایسے دل کو
نہ دے بندے کو ایسا بھی خدا دل

ہمارا بھی کبھی تو آشنا تھا
ارے او بیوفا نا آشنا دل

برائے نام اسکا بھی نشان ہے
دہن ہے آپکا یا ہے مرا دل

خراب خستہ ہوکر خوب سنبھلا
محبت مین بگڑکر بنگیا دل

بچانا عشق کی آفت سے مجکو
مرا اب مانگتا ہے یہ دعا دل

تڑپنے کی جو عادت ہے تو آصف
تسلی سے ہوا اتڑیا مرا دل

ولہ

کہا جب اُس نے کیئے کیا ہوا دل
بس اتنی بات سنکر آ گیا دل

ہراک دلبر کی خاطر چاہیئے ایک
کہان سے روز لاؤن مین نیا دل

مرا دل سوز سے داغ جگر اب / مرا ہمدرد ہے درد آشنا دل

بہت ہی ٹھیک کہنا آپکا ہے / مرا ہی تو ہوا ہے بیوفا دل

ہمارے دشمن جان عاشقی مین / یہی مین ایک آنکھین دوسرا دل

کہین آ جا نہ ... کو / تڑپتا ہے جو مرقد مین مرا دل

سبھی کہتے ہین دل کو کعبہ ہے یہ / نہ ڈھا اسکو نہ مٹی مین ملا دل

اگر دل مین نہ دل ڈالون تو کہدے / کہ مین رکھلون کلیجے مین ترا دل

گلی مین ... والے / پھر آیا کسقدر ہے بیحیا دل

سما جاتے ... / کہان سے لاؤن مین اتنا بڑا دل

بہت آنکھون سے کی ہے اشک افشانی / ہرا بنگیا ہے یہ مرا دل

وہ کہتے ہین کہان ہے کوئی پاؤن / پڑے ہین عاشقون کے جابجا دل

یہ ہے گفتار یا رفتار کیا ہے / تری باتون پہ میرا بس گیا دل

مرا دل ہے نہ کر پامال اسکو / ارے ظالم کلیجے سے لگا دل

کسی پر جان جاتی ہے جب اپنی / خدا حافظ یہ دیتا ہے دعا دل

ہزارون دیکھنے والے ہین اسکے / صفائی سے ہے آئینہ مرا دل

جسے دیتا ہون وہ کہتا ہے آصف / مبارک آپ کو ہو آپکا دل

ولہ

جب اُسکے کام کا نہ مرے کام کا ہے دل / پھر کس مرض کی بارے خدایا دوا ہے دل

اُس سنگدل کے جور و جفا پر فدا ہے دل / کمبخت میری جان کے پیچھے پڑا ہے دل

پاس ادب نہ ضبط محبت رہا مجھے / بے اختیار اُن سے کہا آگیا ہے دل

جسطرح ٹوٹ کر نہ جڑے رشتۂ حیات
ایسا ہی اسکا حال ہے جب ٹوٹتا ہے دل

تم دلستان ہو اور دل آزار بھی نہین
تم جانتے ہو دلکو نہین جانتا ہے دل

جس روز سے سنا ہے کہ ہرجائی آپ ہین
اوروں سے بدگمان ہون ہرجا بجا ہے دل

پہلے لڑی تھی آنکھ تری اسکا ہے تصور
اسپر ہے کیون عتاب مرا کھنچتا ہے دل

بچنا محال اور نکلنا محال ہے
اُس بیوفائی زلف مین پھنستا ہے دل

اکسیر کی تلاش مین کیون خاک چھانئے
کشتہ کرے جو نفس کو یہ کیمیا ہے دل

کچھ وسعت زمین و فلک کی نہین بساط
گر حوصلہ ہو دل مین تو سب سے بڑا ہے دل

باہم ہو کیا ملاپ کہ دونون مین بیقرار
تم شوخ ہو اگر تو بہت چلبلا ہے دل

بدنامیان اسی کی تو ہین اک جہان مین
تم باوفا ہو سچ ہے مرا بیوفا ہے دل

دام وفا بچھا کے گرفتار جو کرے
ایسے سے آنکھ اٹکی ہے اُس سے پھنسا ہے دل

دلبر چھٹے نہ مجھسے نہ مین اُسسے چھٹ سکون
مین اُسکے پیچھے یہ مرے پیچھے پڑا ہے دل

انجام کیا ہو دیکھیے اس اختلاف کا
سنتا ہون دلکی مین نہ مری مانتا ہے دل

کیسا فراق وصل مین کب چین ہے مجھے
ترچھی ادائین دیکھتے ہی لوٹتا ہے دل

آصف کا امتحان تو کیا منصفی ہی کر
یہ ہر کسی کا حوصلہ ہر ایک کا ہے دل

حرف نون

وصل مین تلخ بھی دشنام مزا دیتے ہین
کوسنے والون کو ہم اُلٹے دعا دیتے ہین

عفو کرتے ہین خطائین نہ سزا دیتے ہین
جان عاشق کی یونہین وہ تو گھلا دیتے ہین

حال دل کہکے جو ہنستون کو رلا دیتے ہین
تو ہنسی ہنسکے وہ روتون کو ہنسا دیتے ہین

ایسے لوگون مین نہین ہم جو کہین اور نہ کرین
مرد جو کہتے ہین وہ کرکے دکھا دیتے ہین

وہ شہادت کو سمجھتا ہے حیات جاوید
زندگی آپ تو عاشق کی بڑھا دیتے ہیں

بس نکلے آواز چلے آتے ہیں وہ گھبرا کر
میرے نالے مری قسمت کو جگا دیتے ہیں

دل مرا کس نے چرایا ہے بتائیں مجھکو
ذرا کچھ کھینچکے جو نام بتا دیتے ہیں

ان حسینوں سے کوئی خون کا دعوی کرے
خونبہا دیتے نہیں خون بہا دیتے ہیں

اُن کو لاؤ مرے گریہ کا کرینگے وہ علاج
بات کرنے میں جو روتوں کو ہنسا دیتے ہیں

بیوفا یاد نہیں تجھکو وفا کا شیوہ
یاد رکھو تو کہ یہ ہم تجھکو سکھا دیتے ہیں

آنکھ ملتے ہی یہ خود ملتے ہیں دل ملنا ہے
خوبرو پھر بھی تو مل ملکے دغا دیتے ہیں

اُن سے کہتا ہوں جو میں ہجر کی آفت شب وصل
قہقہہ مار کے وہ صاف اڑا دیتے ہیں

خط پہ خط بھیجیں گے کچھ تو کبھی آئیگا جواب
آج سے ہم بھی تار لگا دیتے ہیں

قول ہو بوسہ ہو معشوق تو دے مانگے ہی
یہ وہ دینا ہے کہاں جس نے کہا دیتے ہیں

دل لگی یہ بھی شب وصل رہا کرتی تھی
ہم جلا دیتے ہیں وہ شمع بجھا دیتے ہیں

راز افشا نہ ہو لوگوں میں یہ ہے اندیشہ
غیر کے خط کو وہ پڑھتے ہی جلا دیتے ہیں

روز ہاں ہاں کے سوا اور نہیں ہے کچھ بات
دل کو دیتے نہیں یہ کہکے منا دیتے ہیں

دل بیتاب جو پنکھے کی طرح ہلتا ہے
روح کو ہم اس پنکھے سے ہوا دیتے ہیں

وہ تو خط پڑھتے نہیں ہمکو یہ سوجھی تدبیر
دل کی تصویر لفافے پہ بنا دیتے ہیں

ہوکے عاشق مرے مرنیکی ہمارا کیا دی
اُس ستمگر کو مرے اہل عزا دیتے ہیں

ہم تو مرتے ہیں گرا ہی وفا میں تم کو
یاد رکھنے کے لئے یار دلا دیتے ہیں

جان کیونکر تجھے دیدوں یہ خدا کا ہے مال
کیا برائی بھی امانت کو لٹا دیتے ہیں

یہ کچھ احسان ہے دل بازدہ کے کر چھوڑ دیا
گیسوئے یار گرہ سے ہمیں کیا دیتے ہیں

ابہی کم سن ہین وہ مانوس بہت کہیل سے ہین
خط مرا پہاڑ کے وہ پرزے اُڑا دیتے ہین

لب جانان کو چکہائینگے مزا وصل کی شب
ہوتی آئی ہے کہ جہوٹے کو سزا دیتے ہین

چشم بادام دہن پستہ ہے رخسار ہین سیب
ہم ترے وصف مین اک باغ لگا دیتے ہین

وہ گئے دن جو اُسے کوستے تہے آٹہہ پہر
ابتو آصف کو وہ جینے کی دعا دیتے ہین

ولہ

تو کرے مجہہ سے پیار کی باتین
ہین یہ پروردگار کی باتین

نہ کرو اعتبار کی باتین
دور رکہو یہ پیار کی باتین

صاف آئینہ ہو گئین ہم پر
ترے دل کے غبار کی باتین

ہم مین مشتاق ہان سنا واعظ
بادہ و بادہ خوار کی باتین

رنج کے ساتہ رنج کا ہے کلام
پیار کے ساتہ پیار کی باتین

غیر بہی نوحہ گر ہے یون مجہہ پر
جیسے ہین سوگوار کی باتین

کیا نہین تجہہ بغیر کس سے کہین
دل امیدوار کی باتین

رات جاتی ہے کیجئے موقوف
قصۂ روزگار کی باتین

جبر کیجے کہ لطف دونون مین
آپ کے اختیار کی باتین

کیا گزرتی ہے کس طرح سے سُنین
ہائے اہل مزار کی باتین

کہدیا غیر سے تمہارا بہید
لو سنو رازدار کی باتین

جو ہین کنج لحد مین خاک نشین
جوش فصل بہار کی باتین

اُبہرے جوبن نے کردیا بیچین
کیا کہین ہونہار کی باتین

روکے مرکتا نہین ہے طفل سرشک
دیکہو اس جانہار کی باتین

آنکھ سے سب عیان ہے دیکھو تو — چشم مست خمار کی باتین
پاس ہو ہو گئی مگر مین وہی — اس دل جان نثار کی باتین
اے صبا کیا خبر ہے کہہ تو ذرا — میرے اُس شہسوار کی باتین
کان رکھکر کبھی سنو تو سہی — اپنے تم دوستدار کی باتین
دل نہ دیتا اگر تو کیون سنتا — چار کے طعنے چار کی باتین
بیوفا ایک تیری خاطر سے — سن رہا ہون ہزار کی باتین
تجکو رسوا کرین یہ ہین آصف — اس دل بیقرار کی باتین

وله

ارمان بہت ہین ترے پیکان بہت ہین — دلمین مرے ہر طرح کے مہمان بہت ہین
تہوڑے بہی تو معشوق کے احسان بہت ہین — دو چار بہی نکلین تو وہ ارمان بہت ہین
عاجز تری آنکھون سے مسلمان بہت ہین — یہ ناکئے یہ لوٹتے ایمان بہت ہین
جھگڑے تو ہزارون ہین مگر بات ہے اتنی — ہم تم سے وفا کرکے پشیمان بہت ہین
اے نامہ بر آئندہ کو اقرار تو ہو جائے — کم سن ہین اگر وہ ابہی نادان بہت ہین
کیون خوش ہو مری حسرت دیدار مٹا کر — مٹنے کے لئے اور بہی ارمان بہت ہین
دل ڈہونڈہ رہا ہے انہین اے ناصح مشفق — وہ کام محبت مین جو آسان بہت ہین
مایوس نہو کوئی ذرا نہین خدا سے — ہونے کیلئے غیب سے سامان بہت ہین
یکبار سبہی کو نہ گرا اپنی نظر سے — آنکھون مین بہی کہہ لینے کی انسان بہت ہین
قسمت یہ ہماری ہے کہ ارمان نہ نکلے — وہ جان کے ہم سے ہوئے انجان بہت ہین
تم جیسے پریرویونکا سایہ نہین پڑتا — یارو نہین ہمارے بہی نگہبان بہت ہین

زاہد سے قیامت مین بھی بنے کے نہیں رند
اسکے لئے ہر حال مین ہر آن بہت ہین

ہم پیتے ہی کرلین گے ابھی توبہ یہ توبہ
دنیا کے لئے دین کے سامان بہت ہین

دیوانون کو جنت ہے ترا سایۂ دیوار
ہان خاک اڑانیکو بیابان بہت ہین

وعدہ نہین کرتے ہو کبھی وصل کا ہم سے
کیا پوچھتے ہو دل مین تو ارمان بہت ہین

ٹلنے کے نہین ہم کہ گزرتے مین گمان اور
محفل مین تری عیش کے سامان بہت ہین

دل جتنے شکستہ مین اگر کیجیے گنتی
ٹوٹے ہوے انسے ترے پیمان بہت ہین

کیا تونے کسیکا دل آشفتہ بنایا
گیسو کے ترے بال پریشان بہت ہین

آتے مین خدا جانے تصور مین وہ کیونکر
دربان وہان انکے نگہبان بہت ہین

یون کھینچکے خنجر مجھے قاتل نے پکارا
آ جا ہنسنے والے تجھے ارمان بہت ہین

جانباز ہمین ہین کہ ہے جان سے حاضر
یون نام کے ہونیکو تو قربان بہت ہین

ہان دیکھنے والے کو نظر اور پرکھ ہو
انسان جنہین کہئے وہ انسان بہت ہین

دل لیکے کیا مجھسے سلوک آپنے کیا خوب
یون مفت جتانیکو تو احسان بہت ہین

کچھ اور ہو غم حضرت آصف کی بلا کو
ہان تیری محبت مین پریشان بہت ہین

حرف واو

نہین کیا تم سے گو تم خوبرو ہو
ستمگر بے مروت تندخو ہو

کہا جب مین نے رنجیدہ عدو ہو
وہ بولے سنتے ہی وہ کیون ہو تو ہو

وہی ہے خوبرو جو نیک خو ہو
وہی ہے پھول جسمین رنگ و بو ہو

ادھر مین ہون ادھر محشر مین تو ہو
جو ہونی ہو خدا کے روبرو ہو

تجھے دلمین تو رکھلون مین یہ ہو تنگ
اسی مین جان ہو اس مین ہی تو ہو

گداز عشق نے چھوڑا ہی کیا ہے | مرے سے ٹپکے گر دل مین لہو ہو

اُسے کیونکر نہو انداز پر ناز | کسی کی دہوم جب یون چارسو ہو

وفاداری ہے گو عاشق کا شیوہ | کرے کیا کوئی بے پروا جو تو ہو

یہ حسرت ہے تری تیغ ہلالی | گریبان کی طرح زیب گلو ہو

لڑائی کی ہین باتین اُنکی مجہ سے | کہین یہ ختم یارب گفتگو ہو

نقاب اُٹھے جو رخ سے روز دیدار | صف محشر مین بہی پہر تو ہی تو ہو

کرین بیگانہ سے ہم کیا شکایت | یگانہ ہو کے جب اپنا عدو ہو

ہمارا خون وہ ہے آبرو وار | تری تلوار جس سے سرخرو ہو

نہو اسکے سوا کچہہ بہی تمنا | دل بے آرزو کی آرزو ہو

یہ ہے خاک در تجہا نہ زاہد | شکستہ اسکے چہونے سے وضو ہو

رہے ہردم مین ہردم یاد تیری | جدہر دیکہون اُدہر بس تو ہی تو ہو

چلے جو سر کے بل اُس رہگذر مین | وہی عاشق سراپا جستجو ہو

بگڑتے ہو بظاہر بات سے تم | یہ بہتر دل ہی دلمین گفتگو ہو

وہ پونچہین اپنے دامن سے جو آنسو | مرے اشکون کی کیسی آبرو ہو

متبرک ہے ہمارا بہی دل پاک | لگائے ہاتہہ وہ جسکو وضو ہو

سمجہہ مین آئے کیونکر بات قاصد | تری اُلجہی ہوئی جب گفتگو ہو

عدو کو بزم مین ہو شربت خضر | مرے حق مین مے احمر لہو ہو

مقابل یون ملے جب حسن کی داد | اُدہر یوسف اِدہر بے پردہ تو ہو

بُرا کہتے ہین جو تیرے ستم کو | ہماری اور اُنکی گفتگو ہو

قیامت کی ہے اُسکی ناامیدی
کہ جسکو آرزو کی آرزو ہو

جب اُس سے ہمنے کرلی قطع امید
تو پھر کیون آرزو کیون جستجو ہو

جو ہو تکیہ کرم پر اُس کے اپنا
بر آئے دل کی جو کچھہ آرزو ہو

خدا عزت رکھے دونون جہان مین
اور آصف کی ہر اک جا آبرو ہو

وله

دل کے عاشق سے جدا ہوتے ہو انصاف کرو
ابھی کیا تھے ابھی کیا ہوتے ہو انصاف کرو

تم تو ناحق ہی خفا ہوتے ہو انصاف کرو
اور پھر حد سے سوا ہوتے ہو انصاف کرو

مین یہی ڈھنگ تو امید رہیگی کسکو
اب جوان نام خدا ہوتے ہو انصاف کرو

وقت پر کام جو آئین گے یہی آئین گے
دشمن اہل وفا ہوتے ہو انصاف کرو

جان ہم دیتے ہین تم سے ہی وفا کرتے ہین
تم تو غیرون پہ فدا ہوتے ہو انصاف کرو

منصفی شرط ہے مہمان یونہین بنتے ہین
تم تو آتے ہی ہوا ہوتے ہو انصاف کرو

خوگر لطف و عنایت ہون مجھے تاب کہان
مہربان ہو کے خفا ہوتے ہو انصاف کرو

واد عاشق کی نہ دی بادشہ حسن بنے
اور سرگرم جفا ہوتے ہو انصاف کرو

تم تو دل آکے رقیبون سے جلاتے ہو ہمین
اور پھر ہم سے جدا ہوتے ہو انصاف کرو

ہے برا شیوہ بیداد سے رسوا ہونا
سب مین انگشت نما ہوتے ہو انصاف کرو

آج بیداد جو کرتے ہو تو کل کیا ہوگا
منفعل روز جزا ہوتے ہو انصاف کرو

مار رکھتے ہو ذرا آنکھہ دکھاتے ہو جسے
دوسری تم تو قضا ہوتے ہو انصاف کرو

یاد بھی ہے کبھی آصف سے ملے تھے کہ نہین
آج پابند حیا ہوتے ہو انصاف کرو

حرف یائے تحتانی

مچی ہے دہوم زمانہین جا بجا اسکی
بندہی ہے دہاک ترے حسن کی ہوا اسکی

وہ حور وش ہی تو مسجد مین تہا خدا جانے
نماز کس نے ادا کی ہوی قضا اسکی

نکر کسی سے محبت یہ ہم نہ کہتے تہے
دل فریفتہ سنتا ہے تو بہلا اسکی

قصور تہا مری آنکہون کا دل نے پائی سزا
ہوی ہے عشق مین یہ کسکے سر بلا اسکی

مزا جدا ہو تمہین جب تمہین سے کچہہ نہوا
مریض عشق کو راس آئیگی دوا اسکی

ہزار رنگ سے نیرنگ ہین زمانے مین
ہوئی ہے شعبدہ گر چشم فتنہ زا اسکی

فلک بہی گو ہے ستمگر مگر نہین تجہسا
یہ دیکہہ کم ہے جفا اسکی ہے سوا اسکی

لڑی نظر سے نظر میری آپ کی لیکن
ثبوت کیجئے ہے بیشتر خطا اسکی

تمہین بہی اسکی خبر ہے وہ کون ہی ایسا
بندہی ہوئی ہے زمانہین یہ ہوا اسکی

کہین نکرنے سے چہپتا ہے عیب دنیا مین
رقیب پر کہو اب جان ہے فدا اسکی

غضب تنے ہوئے ابرو کہنچی ہوئی تلوار
برے مین طور ترے آئی ہے قضا اسکی

عدو بہی میری طرح ملتجی رہا شب قدر
وہان قبول ہوئی دیکہئے دعا اسکی

یہ امتحان تو دیکہو وہ مجہسے پوچہتے ہین
پسند ہے تمہین اس شہر مین ادا اسکی

کبہی لحاظ ہے دلکو کبہی ہے یہ گستاخ
سمائی اسمین شرارت بہری حیا اسکی

ہوئے ہین دیدہ و دل دونون الہ و شیدا
یہ کیا خبر ہے کہ اچہی ہوا نہا اسکی

نہ جان کا ہے بہروسہ نہ عمر رفتہ کا
یہ ہو فنا ہوئی کسکی وہ آشنا اسکی

مئے طہور کے اوصاف سن لئے واعظ
لگی ہے رٹ تجہے اے بندۂ خدا اسکی

خبر بہی ہے تمہین یا بیخبر ہو تم اس سے
خبر ہو بجتی ہے ہمکو ذرا ذرا اسکی

ستم بهی آپ کرین اور آپ هی پوچهین | زبان زبان په شکایت هے هر بلا کسکی
جو کامیاب نهو کوئی یه نصیب اُسکا | نهین قبول کی آصف نے التجا کسکی

ولہ

اگر هو امتحان کهین نگاه یار کیسی هے | نهین معلوم وه کستی هوئی تلوار کیسی هے
مجهے کس وهم مین ڈالا هے یه گفتار کیسی هے | لبون پر مسکراهٹ سی هے گم گفتار کیسی هے
تمهاری نرگس بیمار بهی بیمار کیسی هے | که یه بیمار هو کر پهر غضب آزار کیسی هے
چرانے مین جو اپنی جان ای قاتل وه کیا جانین | تری کهنچی چمکتی کاٹتی تلوار کیسی هے
نهین جانے اگر تصویر هی کهنچوا کے منگوا لو | یه تم کیا جانو شکل عاشق بیمار کیسی هے
لئے مین رو هی بیٹهے مین نے اُسپر کیون بگڑتی هو | یه دیکهو سرخ هو کر زینت رخسار کیسی هے
بگڑتی هے زمین هر قدم کو بیچمین قاتل کے | یه کیون مشتاق ایسی هے مری رفتار کیسی هے
همارا خانهٔ دل دیکهکر وه سخت گهبرائے | که یه تعمیر بے سقف و در و دیوار کیسی هے
مجهی سے چاهتے هین داد اسکی وه یه فرماکر | کهو انصاف سے تم صحبت اغیار کیسی هے
ستم کرتے هین وه مجهپر دعا دیتا هون مین انکو | کوئی دل سے تو پوچهے یه جفا بار کیسی هے
کوئی جب خواب مین آتا هے کهلجاتی هی آنکهه کی | اجی صاحب تمهاری نیند بهی هشیار کیسی هے
نه کیونکر آبلے سے سرفرازی دلکو حاصل هو | ملی یه عشق کی سرکار سے دستار کیسی هے
هوا بهی هم اسیرون تک نهین آتی جو یه پوچهین | فضائے باغ کیسی نکهت گلزار کیسی هے
نزاکت کے بہانے سے تو مجهه تک آ نهین سکتے | مری آنکهون مین تم پهرتے هو یه رفتار کیسی هے
گری پڑتی هین ٹهوکرین کهاتی هین فریادین | یه راه عالم بالا بهی ناهموار کیسی هے
وه جانے دل لگی کا حال جسنے دل لگایا هو | یهی آسان کیسی هے یهی دشوار کیسی هے

خدا پر چھوڑ بیٹھے چارہ گر بھی دوست بھی سکو
ذرا چلکر تو دیکھو حالت بیمار کیسی ہے

ترے طعنوں سے اے ظالم کلیجہ ہو گیا چھلنی
ہوئی ہے تیر اک بات یہ گفتار کیسی ہے

نہیں ملتے نہ ملئے ہمسے بھی غمزے نہیں اٹھتے
یہ حجت روز کی کیسی ہے یہ تکرار کیسی ہے

کمر میں تو نے باندھی ہے کمر میں چاہئے رہنا
تری تلوار پھر میرے گلے کی ہار کیسی ہے

خدا نے عقل دی ہے اور کو بھی تو تو اے ناصح
نہیں سنتا کسی کی یہہ خدا کی مار کیسی ہے

مخاطب غیر سے ہیں بزم میں اس سے میں خوش ہوں
مری آنکھوں کو حاصل فرصت دیدار کیسی ہے

سر شوریدہ سے سد سکندر توڑ ڈالیں ہم
جہاں روزن بھی ہے دشوار وہ دیوار کیسی ہے

بہت لڑتی تھی پہلے عاشق ناشاد سے ہر دم
وہی اب آنکھ اسکی شکل سے بیزار کیسی ہے

وہ کہتے ہیں ہماری ہی صفت میں غزل جب ہو
کہوں کیا میں کہ یہہ اب ہماری اشعار کیسی ہے

اسے آصف کا غم ہے اور آصف کو یہ بیتابی
ہر اک سے پوچھتا ہے حالت غمخوار کیسی ہے

ولہ

کیا منہ ہے کوئی باتیں بنائے مرے آگے
دعوی ہو جو دشمن تو آئے مرے آگے

فتنے تری نظروں نے اٹھائے مرے آگے
جادو تری آنکھوں نے جگائے مرے آگے

کرنی جو پڑی انکو رقیبوں کی حمایت
کہتے ہیں بڑے بول سب آئے مرے آگے

بے پردہ کیا حور کی تعریف نے اُن کو
جھنجلا کے وہ باہر نکل آئے مرے آگے

وہ کہنے لگے دیکھ کے پروانے کا جلنا
جلتے کو کوئی اور جلائے مرے آگے

محفل میں جلانے کو مجھے ہائے وہ ضد سے
پہلو میں رقیبوں کو بٹھائے مرے آگے

جاتا ہوں عدم کو وہ عیادت کو نہ آئے
اتنی بھی نہ تکلیف اٹھائے مرے آگے

اس منزل دشوار میں تقدیر نے ڈالا
رہبر بھی جہاں ٹھوکریں کھائے مرے آگے

ہے نکہت گل مجکو قفس مین بہی غنیمت
یارب یہ بہار آکے نہ جائے مرے آگے

وہ بات نہ کرتے تہے جو کی بات تو یہہ کی
غیرون کے بہت عیب چہپائے مرے آگے

اندیشہ تہا انکو کہ نہ آنکھون مین سما جاؤن
منہ کہولے نہ محفل مین وہ آئے مرے آگے

جاتے تہے وہ کل چہپکے سر شام جو پوچہا
مین کیا کہون کیا فقرے بنائے مرے آگے

عاشق کو کیا قتل یہ احسان جتا کر
دنیا مین مصیبت اٹہائے مرے آگے

بلبل کی کہان ایسی گل افشانی تقریر
باتون کے چمن اس نے لگائے مرے آگے

بہر آئے جو دل عاشق مضطر کا کرے کیا
تم کہتے ہو آنسو نہ بہائے مرے آگے

روٹہے کا منانا مجہے آجائے جو کوئی
روٹہے ہوے اس دل کو منائے مرے آگے

اس بزم مین لیجا نہ مجہے اے دل مضطر
کیا ہو جو وہ کہدے یہ نہ آئے مرے آگے

دنیا کا جو ہے قافلہ رکہتا ہے کب ضعف
جائے کوئی پیچہے کوئی جائے مرے آگے

ولہ

کب مرے دلپہ کارگر نہ ہوئی
وہ تو برچہی ہوی نظر نہ ہوئی

غیر کو کاوش جگر نہ ہوئی
یہ ادہر کی بلا ادہر نہ ہوئی

نازنین کو کہان ہے تاب نگاہ
خواب مین کیا اسے نظر نہ ہوئی

مہربانی تری اس الفت پر
جتنی ہونی تہی اسقدر نہ ہوئی

تیری فرقت مین رونے والونکی
آستین کب لہو مین تر نہ ہوئی

مین نے جب کچہہ کہا زبانی حال
تیری تسکین پیامبر نہ ہوئی

کب ترا غیر پر نہ دل آیا
کب تری پیار کی نظر نہ ہوئی

غیر اس بزم نازمین پہنچے
خیر گذری مجہے خبر نہ ہوئی

تجکو دل دیکے اپنی رسوائی — وہ ہوئی اب جو عمر بہر نہ ہوئی

یہ شب وصل انکو حسرت ہے — شام ہوتے ہی کیون سحر نہ ہوئی

ہم بہی جیتی ہوئی کہیے ہی گئے — کب سزا بات بات پر نہ ہوئی

پہر کہان جائین گے الٰہی ہم — خلد مین بہی اگر بسر نہ ہوئی

ہم نے میدان عشق جیت لیا — فتح غیرون کے نام پر نہ ہوئی

درد سر کا انہین بہانہ ہوا — داستان اپنی مختصر نہ ہوئی

دیکہیے دیکہیے پہری آپ نکہہ — ہوتی ہوتی ادہر نظر نہ ہوئی

پاس ہوتی تو سب خلش مٹتی — نہ ہوئی عشق مین مگر نہ ہوئی

مر گئے مر گئے فراق مین ہم — نہ ہوئی انکو کچہہ خبر نہ ہوئی

شب کا وعدہ وہ کرکے کہتے ہین — رات دو چار دن اگر نہ ہوئی

سامنے ہی رہی تصور مین — آنکہہ ادہر تری نظر نہ ہوئی

شاخ گل کی بہی دیکہہ لی جنبش — وہ لچکتی ہوئی کمر نہ ہوئی

مین جو رویا تو کیا گناہ ہوا — دامن تر سے چشم تر نہ ہوئی

شکوۂ ہجر سنکے اُسنے کہا — تجکو اسدم نظر نہ ہوئی

کب نظر تری اثر نہ ہوا — کب تری آنکہہ فتنہ گر نہ ہوئی

وہ بہری تلوارین باندہ لین تم نے — یہ تو معشوق کی کمر نہ ہوئی

کب ہوا حشر کب تمام ہوا — مجہے محشر کی کچہہ خبر نہ ہوئی

بتکدہ مین جو دیکہی ہے صورت — وہ بہلے کو خدا کے گہر نہ ہوئی

صلح کی کچہہ امید ہے باہم — آج آصف سے بہر اگر نہ ہوئی

ولہ

لیتے ہیں ہنس کے میرا نام اُٹھتے بیٹھتے
پیار سے دیتے ہیں وہ دشنام اُٹھتے بیٹھتے

غیر کی تعریف میرا شکوہ اپنی خوبیان
وہ بیان کرتے ہیں صبح و شام اُٹھتے بیٹھتے

سامنے آ ایک اُسے ظالم کہ گذری دوپہر
مجھکو بیتابی سے زیر بام اُٹھتے بیٹھتے

چھیڑتے ہنس ہنس کے ہیں عشاق کو رونا ہوا
دیکھکر معشوق گل اندام اُٹھتے بیٹھتے

میرے کہنے پر عمل کرتے تھے وہ دن اور ہے
اب تو ہے ہر بات پر الزام اُٹھتے بیٹھتے

سنکے قاصد سے رقیبوں کے سنانیکے لئے
یاد کرتے ہیں مرا پیغام اُٹھتے بیٹھتے

ہو چکی تعظیم غیروں کی کرو محفل تمام
شب تو گذری پھر خاص و عام اُٹھتے بیٹھتے

ضعف میں کن مشکلوں سے طے ہوئی ہے راہ شوق
پہونچے ہیں منزل پہ ہر ہر گام اُٹھتے بیٹھتے

ہمکو کیا مطلب کہ سب اغیار محفل کو تری
دیتے ہیں آغاز سے انجام اُٹھتے بیٹھتے

میکدہ میں مدرسہ کی قید اے زاہد نہیں
بے تکلف سب ہیں مے آشام اُٹھتے بیٹھتے

دل کے چھالوں کی دکھاؤں سیر کیا مثل حباب
یہ نہیں ہیں اے بت گلفام اُٹھتے بیٹھتے

اٹھو آ صورت کہاں جا گرتے پڑتے ضعف سے
ہم بھی آ بیٹھے ہیں زیر بام اُٹھتے بیٹھتے

عاشقوں کا وصل انکو کھیل ہے مشکل نہیں
وہ تو کر لیتے ہیں ایسے کام اُٹھتے بیٹھتے

دل ہی جب بیچین ہو آصف تو کیا کوئی کرے
چلتے پھرتے ہے نہ ہے آرام اُٹھتے بیٹھتے

ولہ

انداز شوخ شوخ جو ملتے ہیں یار کے
اب ناز دیکھے کوئی دل بیقرار کے

نکلی ہے جان عشق میں اُس گلعذار کے
عشاق پھول لیتے ہیں میرے مزار کے

وعدہ کا انتظار کہاں تک کرے کوئی
ناچار ہم بھی بیٹھ رہے دل کو مار کے

دل مین ہمارے ایک صنم پردہ دار ہے
آئے خیالِ غیر تو پردہ پکار کے

رفتار اُسکی کیون نہ قیامت بپا کرے
فتنے قدم سے اُٹھتے ہین اُس شہسوار کے

بیٹھے ہین شبِ وصال ہو چُپ چُپ الگ الگ
جب دل کھلے تو لطف ہون بوس و کنار کے

بیتابیٔ دل کے ہاتھ سے ہے میری لاش بھی
اندر مزار کے کبھی باہر مزار کے

یہ تو شبِ وصال ہے ماتم کا دن نہین
کیون سادگی سے آئے ہو زیور اُتار کے

اُسکی نشیلی آنکھون سے ایمان کیا بچے
دشمن یہ دونون مست ہین پرہیزگار کے

چوری کی بات تھی جو پکارا رقیب کو
شرما رہے ہین سامنے میرے پکار کے

سرکارِ عشق کو ہے اب آزادگی پسند
قیدی نہ چھوٹ جائین کہین زلفِ یار کے

گنتی کے داغ پاس مرے دلمین رہ گئے
یہ مین نشان لٹی ہوی فصلِ بہار کے

یہ دل نہین ہے زلف بگڑ کر جو پھر بنے
اسکو کہین بگاڑ نہ دینا سنوار کے

بس امتحانِ غیر تو اب ہو چکا تمام
اُمیدوار ہم بھی تو ہین ایک وار کے

زاہد کو ناز زہد پہ رندون کا ہے یہ قول
بندے گناہگار ہین پروردگار کے

سچ ہے نہین کسیکا کوئی ہائے بیکسی
جاتے ہین یار قبر کے اندر اُتار کے

دونون طرف ہے بحرِ محبت مین ایک حال
بے صبر وار کے ہین تو بیہوش پار کے

بندون پہ اپنے شانِ کریمی سے رحم ہے
کیا فیض و فضل ہین مرے پروردگار کے

جب تک ہے منہ مین بات تو اخفائے راز ہے
وہ بات کیا چھپے جو پڑے منہ نزار کے

انصاف کر تو خاک پہ کسکی ہے اے صبا
پیچھے پڑی ہے کیون مرے مشتِ غبار کے

آصف سے ہم نے پوچھا جو مذہب تو یہ کہا
ہم ہین غلام پنجتن و چار یار کے

ولہ

یہ دل آشنا اور نا آشنا ہے — بھلوں سے بھلا ہے برون سے برا ہے

قیامت کی چتون غضب کی ادا ہے — بچائے خدا چشم بد سے دعا ہے

شکایت نہین تو اگر بیوفا ہے — یہ قسمت ہے میری اسیکا گلا ہے

نہین ہے اگر تو ہمارا تو کیا ہے — زمانے مین کوئی کسیکا ہوا ہے

پیو بھی پلاؤ بھی اسکا مزا ہے — یہ شیشہ بھرا ہے یہ ساغر بھرا ہے

رہے یا نہین کوئی کس کام کا ہے — سلامت ہو تم یہ میری دعا ہے

کرین تبکدہ سے عبث قصد کعبہ — یہان بھی خدا ہے وہان بھی خدا ہے

مزا ہے یہی بات مین بات نکلے — ادا سے ادا جب نہو پھر تو کیا ہے

نشانہ بنے دیکھیے کونسا دل — یہ تیر دعا ہے وہ تیر ادا ہے

گیا دل تو جائیگی جان حزین بھی — محبت کا آخر کو پھل کیا ملا ہے

یہ کافر حسین ایک جا جمع ہونگے — جہنم مین بھی اک طرح کا مزا ہے

نہ لکھنا اسے خط مین کیا جانتا تھا — مرا مدعی یہ مرا مدعا ہے

شب وصل مین ڈرکے ہر بار مجھسے — وہ پوچھا کیے صبح تک کیا بجا ہے

جفا کرکے تمنے وفا کی تو کیا کی — وہ دل ہی نہین مجھ مین اب کیا رہا ہے

نہ اتراو بس بس خدا سے ڈرو بھی — گر اچھے ہو تم تو برون کا خدا ہے

ترے توڑنے سے نہ ٹوٹیگا ہرگز — مرا دل بھی کیا تیرا عہد وفا ہے

کہان جائے انسان انسے نکل کر — زمین فتنہ گر ہے فلک فتنہ زا ہے

شب وصل کس طرح طے ہو یہ جھگڑا — نہ تم مانتے ہو نہ دل مانتا ہے

کبھو پھر تو گھبرا کے ذکر عدو پر | نہیں ہم تو واقف خدا جانتا ہے
نہ ہونا کبھی مائل زلف یہ دل | اُسی کے رہے سر پہ جسکی بلا ہے
بجز میرے اوروں سے علت نہ کہو | مرا مدعا ہے تو یہ مدعا ہے
تمہارا ہی میں ہوں خطاوار عاشق | زمانہ کبھو مجھ سے پھر کیوں خفا ہے
ستایش میں ہے ایک لطف تبسم | شکایت میں سو طرح کا مزا ہے
بہت دور ہے منزل اوست ایدل | جو یہ طے ہوئی پھر خدا ہی خدا ہے
یہ پوچھا کسی نے جو عاشق سے اُنکے | ترا حال اب کیا سے کیا ہو گیا ہے
کہا اُس نے میری مصیبت نہ پوچھو | سراپا کا میرے یہ نقشہ بنا ہے
یہ سر تھا کبھی زانوے دلربا پر | یہی زانوے فکر پر اب جھکا ہے
کبھی یہ جبیں رشک ماہ مبیں تھی | یہی خاک میں صورت نقش پا ہے
کشیدہ کمان کی طرح تھا جو ابرو | وہ اب جوڑ ٹوٹی ہوئی تیغ کا ہے
وہ آنکھیں جو تھیں محو دیدار ہر دم | انہیں اک قیامت کا اب سامنا ہے
وہ بینی جو تھی محو خوشبوے الفت | وہ مدت سے محروم بوے وفا ہے
وہ لب غنچہ لب جسکو دیتے تھے بوسے | لب خم کی طرح اب بدنما ہے
وہ گوش طربناک لبریز نغمہ | شکایت ملامت ہی اب سن رہا ہے
وہ گردن پڑے دست محبوب جسمیں | گریبان اُسے طوق اب ہو رہا ہے
وہ گلرنگ رخ جسکے بلبل تھے گلرو | خزان دیدہ پھولوں سے مرجھا گیا ہے
وہ سینہ جو عشرت کدہ تھا ہمیشہ | اُسے دیکھئے اب تو ماتم سرا ہے
پھرا جو حسینوں کے سینوں پہ پہروں | اُسی ہاتھ سے اب وہ سر پیٹتا ہے

کبھی پاؤن چلتے تھے راہ طلب مین
اُنھین پاس نے اب شکستہ کیا ہے

یہ دل رنج و غم سے تنہا آزاد کیسا
یہی اب گرفتار دام بلا ہے

کوئی بیوفاؤنکے دم مین نہ آئے
محبت جو کی تھی یہ اُسکی سزا ہے

مرے حال بد پر کرم کرنے والا
خدا ہے خدا ہے خدا ہے خدا ہے

ہمارے بھی ہے امتحان تیغ آصف
لگانا ہی دل کا سراسر خطا ہے

ولہ

کبھی پر اے دل گمراہ تو ہے
مرا دشمن مرا بدخواہ تو ہے

نظر آتا نہین شب کو سیدن
کرین کیا ہم حور رشک ماہ تو ہے

فلک کو دیکھکر کوئے بتان سے
اُٹھے یہ کہکے ہم اللہ تو ہے

کہا جب اُن سے عاشق اور بھی ہین
قسم کھاکر کہا واللہ تو ہے

تصور غیر کا مین نے کیا جب
کہان جاتا کہ سد راہ تو ہے

مرا راز محبت ہوئے افشا
خدایا اس سے بس آگاہ تو ہے

رقیبون کا جلائے دل تو جا مین
کہ ہان برق بلائے آہ تو ہے

دل اُنکو دیدیا اُس بت کو مین نے
مرا یاور مرے اللہ تو ہے

پڑا پھرتا ہے کوچہ مین اُسی کے
ارے او دل بڑا گمراہ تو ہے

نہ پایا دل کے گوشہ مین کوئی اور
فقط اک زیب خلوتگاہ تو ہے

اثر دیکھا ترا اے عشق ہم نے
ارے ظالم بڑا جانکاہ تو ہے

کہا جب بیوفا غیرون کو مین نے
چمککر بولے وہ واللہ تو ہے

ترے در کا گدا یا پیر مین ہون
شہنشاہون کا شاہنشاہ تو ہے

ادا سے ناز سے پاس آکے اُسنے — کہا آصف سے آصف ماہ تو ہے

ولہ

پہر رہی ہے سارے عالم مین دہائی آپکی — یہ خدا کی ہے خدائی یا خدائی آپ کی

مار ڈالیگی ہمین یہ کج ادائی آپ کی — بیوفائی بیرخی بے اعتنائی آپکی

راست بازو نپہر ہے روشن کج ادائی آپکی — ہے وفادار و نپہ ظاہر بیوفائی آپکی

دیدۂ پرخون کو میرے دیکھکر کہتے ہین وہ — ہے یہ بیماری کی سرخی آنکھہ آئی آپکی

خوب پہل پایا ہے ملکر لیا آگے کو عہد — کیا ملائیگی خدا سے آشنائی آپکی

جو پہنسائیگا کسیکو آپ ہی پہنس جائیگا — ہو چکی پہندے سے میرے اب رہائی آپکی

بال تہے الجہے ہوے شانہ کیا ہے دیرتک — مین دبادون دکہہ گئی ہوگی کلائی آپکی

چہیڑ کا اسمین مزا شکوے کا اسمین لطف ہے — صلح سے بہتر سمجہتا ہون لڑائی آپکی

جب تلون ہے طبیعت مین نہ یکسان ہو گئی — آشنائی آپکی نا آشنائی آپ کی

کیا سکہائے گی قیامت آپکو فتنونکی چال — ابتدا سے یہ تو ہے سب کچھ سکہائی آپکی

دلمین ہم جلتے ہین سنکر کچھہ نتا بس نہین — لوگ کرتے ہین برائی پر برائی آپکی

پہر ہوے برہم یہ غصہ مجہپہ کیون ہے اسقدر — ہو گئی تہی وصل مین مجھسے صفائی آپکی

داور محشر کے آگے آپکا شکوہ کیا — حسب عادت پہر قسم ہی ہمنے کہائی آپکی

اپنے عاشق کو ستانا اسقدر اچہا نہین — بیٹھہ جائیگی مرے دلمین برائی آپکی

آپکی صورت جو دیکہینگے تو پہر آئیگا دل — یاد آئیگی قیامت مین جدائی آپکی

جانتے تہے جاکے ہونگے بزم دشمن مین سبک — کیا کرین ہمکو محبت کہینچ لائی آپکی

ہے تجلی نور کی لاکہون حجابون سے عیان — پردے پردے مین ہے کیا کیا خودنمائی آپکی

اپنی آنکھونکی بلائین لون کہ شب کو خواب مین
خوب بے پردہ مجھے صورت دکھائی آپکی

رنج فرقت مین جو مر کر جیئے تو کیا جیئے
خاک مین ہمکو ملائیگی جدائی آپکی

روز محشر پرسش اعمال ہوگی جب مری
یا نبی رونگا دہائی پڑ رہا ہی آپکی

عاشق و معشوق کے لب پر ہوی ہی داستان
یہ وفاداری ہماری بیوفائی آپکی

سیر گلشن کیا کہون کیا باعث فرحت ہوی
پہول کو سونگھا تو خوشبو مجھکو آئی آپکی

غیر کو بہیجا تہا چہلا خط کے اندر ڈالکر
وہ نشانی لیجئے میرے ہاتہہ آئی آپکی

بدگمانی دیکہنا دیکہی جو میری آہ سرد
پوچھتے ہین وہ لگی کسنے سجہائی آپکی

کسطرح راضی ہوے کیا اُسنے جادو کر دیا
شب کو آصف سے ہوی کیونکر صفائی آپکی

ولہ

نہ دل مین صبر نہ دل مین قرار باقی ہے
کسیکی یاد فقط یادگار باقی ہے

تری بہار جو ابر بہار باقی ہے
ابہی سرور مئے خوشگوار باقی ہے

حجاب وصل مین بہی سے نگار باقی ہے
نگہ نگہ کو مرے انتظار باقی ہے

لگا کے تیر مرے دلپہ تو جگر کو نہ چہوڑ
شکار دہ تو ہوا یہ شکار باقی ہے

مٹا سکے گا مجہے خاک چرخ کج رفتار
نہین مزار تو مشت غبار باقی ہے

نکالیو دل شیدا وصال مین ارمان
ابہی تو حسن کی کچہہ کچہہ بہار باقی ہے

کراب بہی وعدہ خلافی سے عہد اے ظالم
کہ کچہہ یونہین سا ترا اعتبار باقی ہے

جوان ہوکے تجہے گرچہ آئی شرم و حیا
وکم سنی کی شرارت تو یار باقی ہے

وہ کس غرور سے کہتے ہین اب شباب کے بعد
یونہین رہیگی یہ جتنی بہار باقی ہے

خدا کے آگے بہی کہدونگا مین تو روز جزا
کہ دل مین آرزوے وصل یار باقی ہے

ہزار بار نکالو جو دل کی تم ارمان
یہ بار بار کہون لاکہہ بار باقی ہے

تمہا مصور مرا اسکو کر دیا ثابت
تمہارے دلمین ابہی تک غبار باقی ہے

شب وصال وہ گہبرا کے صبح تک مجہہ سے
یہ پوچہتے ہی رہے کوئی پہار باقی ہے

ہزار گن کے جو مین تہم گیا تہکی ہے زبان
بہت سا تیرے ستم کا شمار باقی ہے

تمہین رقیب کا جسطرح انتظار رہا
تمہارا ہمکو بہی یون انتظار باقی ہے

ترا جو سینہ ہے آئینہ مین بہی تو دیکہون
نہین ہے یا ترے دل مین غبار باقی ہے

نکل گئی مرے دل سے تری مژہ کی پہانس
عدو کے رشک کا کمبخت خار باقی ہے

مٹے بلا سے مٹے ہم مگر جفا تو کرو
ابہی مزار کا سنگ مزار باقی ہے

تمہارے ڈہنگ تو سارے مین بیوفائی کے
یو ہین سا وعدۂ ناپائدار باقی ہے

مٹے مٹے نظر آتی ہین داغ دل گلشن
لٹی لٹی مرے دل کی بہار باقی ہے

نکالین تو نے زمانے کی حسرتین کیا کیا
فقط یہی دل امیدوار باقی ہے

ہماری قبر پر اسکو چڑہا دے اے گلرو
ترے گلے مین جو پہولون کا ہار باقی ہے

نشان اہل نشان ہوگئے بہت معدوم
ظہور قدرت پروردگار باقی ہے

قد اسکا سرو ہے پستان انار سیب زنخ
بہار پر ہے وہ جوبن بہار باقی ہے

پلا دے ساغر مے ساقیا نہ دیر لگا
چمن مین جوش گل و برگ و بار باقی ہے

کوئی رہا نہین ارمان نزع مین مجہکو
جو ہے تو حسرت دیدار یار باقی ہے

بجا ہے قدر کرو جسقدر مرے دل کی
کہ عاشقون مین یہی یادگار باقی ہے

اٹہاتے رنج کہان تک آصف غمگین
کہ مجہہ مین کیا مرے پروردگار باقی ہے

ولہ

اب آشنا ہوئے ہین تمہارے نئے نئے
پھرتے ہین لوگ تکو اُبھارے نئے نئے

انسان ہے کہ حور و پری ہے یہ کون ہے
چلمن سے ہو رہے ہین اشارے نئے نئے

پہلے ہماری چاہ سے یہ بات تھی کہان
ہین رنگ ڈھنگ اب تری پیارے نئے نئے

بستر پر اُنکے دیکھے ستارے جڑے ہوئے
دن کو نظر یہ آئے ہین تارے نئے نئے

مہجور و دلفگار و پریشان و بدنصیب
رکھے گئے خطاب ہمارے نئے نئے

گر ایک ہے عدم تو قیامت ہے دوسرا
دریائے عشق کے ہین کنارے نئے نئے

وہ التفات ہے نہ وہ ہین مہربانیان
بدلے ہین طور آپکے سارے نئے نئے

تصویر داغ دل کی ہے زخم جگر کی بھی
تحفے [illegible] کئے نذر گذارے نئے نئے

اُن کو ملے رقیب تو معشوق ہمکو بھی
اُن سے نئے نئے ہین ہمارے نئے نئے

دیکھے بہت سے زہرہ جبین اور مہ جمال
چمکے زمین پر بھی ستارے نئے نئے

چاہت مین ہے غیرون کی پر انکا اب مزا
ہوتے نہین ہین یان کرارے نئے نئے

ہمسے چھٹے تو پھر نہین ملنے کا کوئی بھی
تم ڈھونڈتے پھروگے سہارے نئے نئے

جانے دو اگلی باتون کو جو کچھ ہوا ہوا
پھر عہد ہون ہمارے تمہارے نئے نئے

بھڑکی جو دل کی آگ پتنگے بنے ہین شتاب
آنکھون نے یہ دکھائے شرارے نئے نئے

ہمکو ملا نہ خانۂ دل کا سا ایک بھی
نقشے مکان مکان کے اُتارے نئے نئے

آصف نے غیر کا جو کیا شکوہ یہ کہا
معشوق کیا نہین ہین تمہارے نئے نئے

ولہ

ٹھہرے ہوئے ہین جب سے کسی گلعذار کے
بچپن سے جھڑ گئے ہین عروس بہار کے

حسن و جمال تیرے میں کیا کیا بہار کے — دیتے ہیں جان عاشق جانباز وار کے

صدمے بیان کیا ہوں شب انتظار کے — سو بار چپ ہوا ہوں اجل کو پکار کے

جلتا ہوا ہے پنجۂ مژگان اشکبار — لتے لئے ہیں دامن ابر بہار کے

یہ قول وصل کا ہے نہ ٹوٹے خدا کرے — جاتے ہو میرے ہاتھ پہ تم ہاتھ مار کے

چکر میں تجھکو ڈال دیا عشق غیر نے — یہ تھکھنڈے ہیں گردش لیل و نہار کے

یہ عرصہ گاہ حشر ہے محفل نہیں تری — اغیار رے تو جائیں تجھے اب بہار کے

کچھ تم نگاہ مہر و عنایت اگر کرو — کچھ حوصلے بڑھیں دل امیدوار کے

میرے دل و جگر سے کوئی پوچھ لے ذرا — کیا کیا مزے ہیں وصل میں اس گلعذار کے

کس عارف خدا کا گذر اسپہ ہو گیا — قربان شیخ و شاب ہیں میرے مزار کے

اس خوش گلو کی ہے وہ سریلی صدا کچھ اور — نغمے ہزار بار سنے ہیں ہزار کے

آنکھوں میں ہے سرور نہ مستانہ ہی ادا — پالے پڑے ہو کیا کسی پرہیزگار کے

مجبور کر دیا ہے محبت نے کیا کریں — دل اختیار کا ہے نہ تم اختیار کے

اس حسن پر دوچند ہوا حسن اور بھی — ابھرے ہوئے ہیں گال جو اس نوبہار کے

انگڑائیاں خمار کی لیتے ہو صبح سے — ہتّے چڑھے تھے رات کو کس بادہ خوار کے

ایسی ہے تیری اٹھتی جوانی کی دھوم دھام — جوش و خروش جیسے ہوں آتی بہار کے

قطرے شراب سرخ کے یاد آ گئے مجھے — توبہ کے بعد دیکھکے دانے انار کے

دگا چڑھے بڑھے ہوئے جوبن کی داد کون — پچھتاؤ گے بہت مجھے دل سے اتار کے

ٹھنڈی ہوا ہے مے ہے بسنت گل ہی یا — پھر اسپہ لطف بارش ابر بہار کے

کس سے کہوں میں حال کہ بس جو اس عشق سے — کیسے ہیں رنگ ڈھنگ دل بیقرار کے

پہونچائے ہمکو دیکھئے عمر رواں کہاں
تھا بو مین یہ سمند نہین ہے سوار کے

آصف کے حال پر بھی نظر احسان ہو کبھی
اخلاص کے وفا کے محبت کے پیار کے

ولہٗ

سامنے وہ بے نقاب دیکھئے کبتک رہے
دیکھنے والون کو تاب دیکھئے کبتک رہے

تشنہ ہے ساقیا ہم بھی ہین جلدی پلا
بزم شراب کباب دیکھئے کبتک رہے

حشر کا دن ہے بڑا حال غم اُس سے ہوا
مجھسے سوال و جواب دیکھئے کبتک رہے

ہجر کا دن یا خدا حشر کا دن ہو گیا
پیش نظر آفتاب دیکھئے کبتک رہے

رات تڑپنے کٹی چین نہین دن کو بھی
دل کو مرے اضطراب دیکھئے کبتک رہے

سوتے ہین وہ وصل مین ڈر ہے کچھ کچھ نہین
چشم ہے وا نیم خواب دیکھئے کبتک رہے

مرگئے کئین جو صورتین کیا کہین کس سے کہین
چرخ کا یہ انقلاب دیکھئے کبتک رہے

تلوون مین کی گدگدی پانون بھی دابے کبھی
وصل کی شب انکو خواب دیکھئے کبتک رہے

چین نہین تو نہین موت بھی اسکو نہین
یہ دل خانہ خراب دیکھئے کبتک رہے

تونے بھرایا ہے مرکینے کا تیرے اثر
ناصح مشفق جناب دیکھئے کبتک رہے

ہاتھ مین ہے جام مل پاس ہے اک تنک گل
نشہ جوش شراب دیکھئے کبتک رہے

وصل کی جو تھی گھڑی وہ تو گذر ہی گئی
ہجر کا تیرے عذاب دیکھئے کبتک رہے

رشک سے وہ مہ جبین خاک اڑائے کہین
آئینہ کی آب و تاب دیکھئے کبتک رہے

کہتی ہے شوخی تری اور یہ مستی تری
شرم سے منہ پر نقاب دیکھئے کبتک رہے

جور کہا تک نہین اشک کہا تک نہین
اور غم بیحساب دیکھئے کبتک رہے

حسن کا اُسکے ظہور دل کے ہوا نار نور
دور مہ آفتاب دیکھئے کبتک رہے

وصل کی شب ہمکنار آج ہے وہ گلعذار
لطف شراب کباب دیکھیے کبتک رہے

آصفنا شاد کا حال وہی ہے جو تہا
عشق مین مٹی خراب دیکھیے کبتک رہے

سلام

سلامی دیکھنا اُنکو کہے گو ہر ایسے ہوتے ہین
لئے ہین تشنہ نے دامن مین تقلید ایسے ہوتے ہین

مضامین غم سرور زرا دل تہام کر سنئے
رگ جان کہولدیتے ہین یہہ نشتر ایسے ہوتے ہین

سنا شبیر کا نام اور اک بجلی گری دل پر
جو دلمین درد رکہتے ہین وہ مضطر ایسے ہوتے ہین

فرشتون نے کہا جب سر کٹا نے آپکو دیکہا
ولی اللہ کے مددگار ایسے ہوتے ہین

لڑے اس ڈہنگ سے اکبر کہ دشمن بہی پکار اُٹہے
بہادر اسکو کہتے ہین دلاور ایسے ہوتے ہین

زمین سے عرش پر پہنچا دیا شبیر نے حر کو
خدا کے خاص بندے بندہ پرور ایسے ہوتے ہین

مرے آئینہ دلمین ہے جلوہ ماہ زہرہ کا
سکندر سے کہو دیکہے سکندر ایسے ہوتے ہین

تن سرور پہ جتنے زخم تہے وہ سب بتاتے تہے
چہری تلوار برچہے تیر خنجر ایسے ہوتے ہین

محبت زینب و شبیر کی دیکہو تو ظاہر ہو
کہ خواہر ایسی ہوتی ہے برادر ایسے ہوتے ہین

لب و دندان مین تشنہ سے اور ہی کچہہ تہا پیدا
نہ لعل اس ڈہنگ کے دیکہے نہ گوہر ایسے ہوتے ہین

لڑے بچے جو زینب کے تعجب اپنہ بیجا ہے
کہ جو شیرین پلتے ہین وہ اکثر ایسے ہوتے ہین

نہائی خون مین اصغر تو بانو سے کہا شہ نے
کہ دیکہو باغ جنت کی گل تر ایسے ہوتے ہین

مظالم کربلا کی سنکے حیرت اسپہ ہوتی ہے
کہ یہہ مٹی کے پتلے دل کے پتہر ایسے ہوتے ہین

عدو بہی ہو گئے حیران جو دیکہا صبر حضرت کا
یہہ کیا معلوم کہ سبط پیمبر ایسے ہوتے ہین

پہڑک کر تشنہ کی شہ گر گئے ہی تہی نہ قاتل سے
کہ پیاسون کے مشتاق خنجر ایسے ہوتے ہین

یہہ ہم نے آج جانا جام کوثر پیسے ہوتے ہین	مڑا کیا دے رہے ہین دیدۂ تر اپنیاہی آصف

سلام

رات دن دلمین خیال شہہ دلِ رہتا ہے	خوب رونے کا تڑپنے کا مزا ملتا ہے
ماتم شاہ شہیدان کبہی مٹنے کا نہین	یہ وہ ہے داغ ہمیشہ جو ہرا رہتا ہے
دل مرا سا ہے مگر دیکھیے وسعت اسکی	داغ رہتا ہے جدا درد جدا رہتا ہے
خلف ساقی کوثر ہے ہمارا ساقی	مئے کوثر سے یہان جام بھرا رہتا ہے
عاجزی چاہیئے اُن کو جو کرم والے ہین	خاک پر نخل ثمر دار جھکا رہتا ہے
ہے تصور مین جو عابد کی برہنہ پائی	ایک کانٹا سا کلیجہ مین چبھا رہتا ہے

فیض یہہ چشم گہربار کا ہے ای آصف
موتیون سے مرا دامن جو بھرا رہتا ہے

آذری اسفراینی

آذری تخلص۔ سید حمزہ نام۔ شیخ نورالدین لقب۔ آپ خواجہ علی ملک سربداریہ کے فرزند ہین۔ نسب کا سلسلہ احمد بن محی ہاشمی مروزی سے منتہی ہوتا ہے۔ خواجہ ملک سربداریہ کے عہد مین اسفراین مین صاحب اقتدار و اختیار تہا۔ آذری کا مسقط الراس اسفرائن ہے۔ اسی شہر مین نشو و نما پایا۔ اور وہان کے علما و فضلا کی خدمت مین تربیت و تعلیم پائی۔ جب فارغ التحصیل ہوا اسوقت عالم شباب تہا۔ شعر و شاعری مین مشغول ہوا شاعری کے میدان مین مشاہیر شعرا سے بڑہ گیا۔ تیزی فہم و ذکا مین مشہور ہوا۔ چنانچہ ایک وقت شیخ صدرالدین رواسی کے ہمراہ مشہد مقدس مین میرزا الغ بیگ کے ملنے کیلیے گیا مرزا نے اول شیخ صدرالدین سے پوچہا کہ آپ رواس سین پہلے بار روانت تہا ہتانہ مین

شیخ نے کہا روا صِ صاد سے ہون۔ میرزا نے فرمایا کہ آپ صاد سے بھی نہین ہین اسلئے کہ رواص
کلام عرب مین نہین آیا۔ پھر شیخ آذری سے پوچھا کہ آپکا تخلص آذری کس وجہ سے ہے
آپنے کہا چونکہ میری ولادت ماہ آذر مین ہوی تھی اسلئے مین نے آذر تخلص اختیار کیا۔ میرزا نے
کہا آپ شاعر پیشہ نہین تھے۔ وہ آذر بضم ذال ہے نہ بفتح۔ شیخ نے بداہتہ جوابدیا۔ ماہ
آذر کے ذال نے متعدد سال ذلت و خواری مین گذارے اور اسکی پیٹھ خمیدہ ہو گئی۔ قریب تھا
کہ اُسکی پیٹھ شکستہ ہو جائے۔ لیکن مقام شعور و ہوش مین آیا۔ اور قائم ہو گیا۔ اسکی پشت
درست و راست ہو گئی۔ میرزا کو شیخ کا جواب پسند آیا۔ شیخ کو مصاحبین کے زمرہ مین شریک
فرمایا۔ اور بیشمار انعام و احسان سے سرفراز کیا۔ اور شیخ سے فرمائش کی کہ سلمان ساوجی
کے قصائد کا جوابا لکھیے شیخ نے موزون کرکے پیش کیا۔ تمام شعرا نے پسند کیا۔ بعد ازان ایک
قصیدہ میرزا شاہرخ کی مدح مین بھی لکھا شاہزادہ کے توسل سے میرزا کے ملاحظہ
مین پیش کیا۔ میرزا بہت ہی خوش ہوا۔ ملک الشعرائی خطاب سے مخاطب فرمایا۔ اور صلہ
و انعام وافر سے مالامال کیا۔ اسی زمانہ مین شیخ نے دنیا سے برداشتہ خاطر ہو کے طریقہ زردیشتی
مین قدم رکھا۔ شیخ محی الدین طوسی کی خدمت مین پہنچا۔ کتب سلوک و احادیث کی سند
شیخ سے حاصل کی۔ اور اُن کے ہمراہ حج کو گیا۔ شیخ کے فوت ہونیکے بعد بیت نعمت الله
ولی کرمانی کی خدمت مین آیا اور بیعت کی۔ ریاضت شاقہ کے بعد سیر و سیاحت مین
مشغول ہوا۔ بہارستان سخن کے مولف نے لکھا سفر کرتے وقت میرزا بایسنغر بن میرزا
شاہرخ نے شیخ کی خدمت مین ایک بدرہ زر پیش کیا۔ شیخ نے قبول نہین فرمایا۔ اور یہ بیت پڑھی ۵

زر کہ ستانی و برافشانیش ❊ ہم بہ از انست کہ نستانیش

مولانا مجاہد ہندی طالب العلم نے اُس بدرہ سے ایک مشت زر اُٹھایا اور کہا اے شیخ

تونے اس مال کو اپنی ذات پر حرام کیا۔ خدا نے مجھپر حلال کیا۔ شاہزادہ طالب علم کے کلام سے مسکرایا۔ اور بدرہ اسکو دیدیا۔
شیخ سیاحت کے زمانہ مین ایک سال کامل بیت الحرام مین مقیم و مجاور رہا۔ قیام و مجاورت کے زمانہ مین ایک کتاب مسمی سعی الصفا مشتمل بر مناسک حج و تاریخ کعبہ لکھی۔
فرشتہ نے لکھا کہ شیخ آذری حرمین شریفین کی زیارت سے فارغ ہوکے دکن مین آیا۔ سلطان احمد شاہ بہمنی کے دربار مین باریاب ہوا سلطان کی مدح مین چند قصائد غرا پیش کئے انعام و خطاب ملک الشعرائی سے سرفراز ہوا۔ پھر حسب الارشاد سلطان بہمن نامہ کی نظم شروع کی۔ جب احمد شاہ کے داستان پر پہنچا تب کتاب بادشاہ کے ملاحظہ مین پیش کی۔ اور وطن مالوفہ جانیکے لئے رخصت طلب کی۔ بادشاہ نے کہا اے آذری فی زماننا مین مخدومی سید محمد الحسینی گیسو دراز کے فوت ہونے سے رنج و مصیبت مین ہون آپکے ملنے سے میرا رنج و غم کم ہوتا ہے۔ آپ اسوقت سجائے نہین تو آپکے فراق مین بھی مبتلا ہونگا۔ رنج و غم دوچند ہوگا۔ شیخ نے جب بادشاہ کی ایسی عنایت دیکھی تو دکن مین سکونت اختیار کی۔ اور اپنے عیال و اطفال کو خراسان سے طلب کیا۔ اتفاقاً بادشاہ نے انہین ایام یعنے ۸۳۲ ہجری مین دار الامارہ بیدر مین ایک قصر رفیع الشان بنا کیا جسن اتفاق سے تیار ہوگیا تھا۔ شیخ نے قصر کی شان مین دو بیتین لکھکے خوشنویس کے ہاتھ سے لکھوا کے دروازہ پر چسپان کردین۔ ایکروز بادشاہ کی نظر بیتون پر پڑی بہت خوش ہوا تحسین کرکے پوچھا کہ یہہ کس نے لکھین تھا۔ مقربین نے عرض کیا کہ یہہ شیخ آذری کا نتیجہ طبع ہے۔ اسوقت شہزادہ علاء الدین نے موقع دیکھکے عرض کیا کہ شیخ مشتاق وطن ہے۔ کہتا ہے اگر بادشاہ مجھکو رخصت مرحمت کریگا تو

مین حج کا نصف ثواب پیشکش کرتا ہون - بادشاہ راضی ہوا شیخ کو بلوایا چالیس ہزار تنکہ نقرہ کہ ہر ایک تنکہ وزنا ایک تولہ ہوتا ہے پیش کیا شیخ نے تمام زر کے بدرون کو دیکھکے کہا - لا یحمل عطایاکم الا مطایاکم - آپ کی عطیہ کو کوئی نہین اٹھا یگا مگر آپکے اونٹ - بادشاہ مسکرایا اور بیس ہزار خرچ راہ و کرایہ کے لئے عطا کیا - اسیوقت خلعت خاصہ اور پانچ خدمتگار ہندی بھی عنایت کئے - اور شیخ کو رخصت فرمایا شیخ نے رخصت کیوقت عضائری رازی کی یہہ دو بیتین پڑھین سے

نواب کرد کہ پیدا نکرد ہر دو جہان | یگانہ داور داداربی نظیر و ہمال
وگرنہ ہر دو بخشید ئی بوقت کرم | امید بندہ نماندی بایزد متعال

وعدہ کیا تہا کہ بہمن نامہ ہان سے لکہکے بہیجا کرونگا - ہمایون کے داستان تک لکہہ کے بہیجا - ہمایون کے داستان تک آذری کی تصنیف سے ہے - باقی ملا نظیری و سامعی وغیرہ نے تکمیل کی - اور اصل کے ساتہہ ملحق کردیا - شیخ آذری ہند سے اسفرائن مین پہنچا تا زندگی گوشہ نشین رہا - شبانہ روز ریاضت و عبادت مین گزارتا تہا - آخر بیاسی برس کی عمر مین سنہ ۸۶۶ ہجری مین واصل حق ہوا - زندگی مین اپنے قبر کے لئے زمین و باغ خرید کے وقف کردیا تہا - زمین و روضہ کی آمدنی طلبہ و فقرا و صلحا و روشنی و فرش کے لئے وقف کردی تہی حمد اللہ مستوفی نے اسکی وفات کی تاریخ لکہی سے

چراغ دل بمصباح حیاتش | بانوار حقائق داشت پرتو
چو او مانند خسرو بود در شعر | ازان تاریخ فوتش گشت خسرو

ہفت اقلیم کے مولف نے لکہا کہ ایک بزرگ سے منقول ہے - فرمایا کہ مین نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات خواب مین دیکہا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتہہ جاتے تہے

مین نے چاہا کہ ایک شخص سے پوچھون کہ حضرت کہان تشریف لیجاتے ہین۔ یکایک حضرت صلعم میری طرف متوجہ ہوئے فرمایا کہ آذری کی زیارت کیلئے اس بیت کے صلہ مین جاتا ہون کہ اُس نے میرے فرزند کے مرثیہ مین لکہی وہ بیت یہہ ہے ۔ ؎

سوراخ میشود دل ما چون گل حسین	ہر جا کہ ذکر واقعہ کربلا بود

باوجود این شیخ آذری کی شاعری وسخن گستری تمام طوائف انام کے نزدیک مسلم الثبوت ہے اور اسکی درویشی وبزرگی بہی مقبول ومحمود ہے۔ مجمع الفصحا کے مولف نے لکہا کہ صاحب التالیف والتصنیف تہا۔ من تصانیفہ جواہر الاسرار۔ وعجائب الدنیا۔ طغرائے ہمایون۔ سعی الصفا۔ جواہر الاسرار ایک مجموعۂ نوادر ہے بطرز کشکول متعدد علوم پر شامل ہے۔ اور اسمین اکثر اشعار مشکلہ کو حل کیا ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کی لیاقت واستعداد کس حد تک تہی۔ تم کلامہ۔

من اشعارہ

در مدح حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ

چنانکہ ہست فلک را دوازدہ تمثال	کہ آفتاب برآن دور می کند مہ وسال
برآسمان ولایت دوازدہ برج اند	چو آفتاب نبوت ہمہ باوج کمال
شہان بی سپہ وخسروان بے شمشیر	ملوک بے حشم واغنیائے بے اموال
ازین دوازدہ بروج دوازدہ خورشید	علی ست مہر سپہر کمال ومطلع آل
علیست آنکہ بکنہ حقیقتش نرسد	بغیر ذات خداوند ایزد متعال
حدیث معرفت او بمردم نا اہل	ہمان حکایت آبست وقصۂ غربال
چنان منورم از پرتو رضا کہ اگر	رگم زنند ہمہ نور ریزد از قیفال

وله

منت خدای را که مطیع پیمبرم — فرمان بر قضای خداوند اکبرم

توحید بحر و این تن من همچو کشتی است — جان ناخدای کشتی و عقلست لنگرم

تا از سواد وجه شدم سرخ روی فقر — روشن شده است معنی کوگرد احمرم

معنی حل مطلق حلول قناعت است — این نکته یاد گیر که من کیمیا گرم

دنیا چو جیفه طالب آن سگ شمرده اند — لیکن من این گروه بسگ نیز نشمرم

من ترک هند و جیفه جیبال کرده ام — باد بروت چو نه بیک جو نمی خرم

از آفتاب همت من هر ذره ایست — گر ذره ایش دانم از ذره کمترم

از خسروی روی زمین ننگ آیدم — تا من گدای حضرت ساقی کوثرم

وله

ز هول روز جزا آذری چه میترسی — تو کیستی که در آن روز در شمار آئی

وله

ز حکمت بیاموز مت نکته — که در هر دو عالم شوی سرفراز

وله

لباس طریقت چو در بر کنی — بذلت مرنج و بعزت مناز

وله

من گریه آتشین نمیدانستم — من سوز دل حزین نمیدانستم

نه نام بمن گذاشت عشقت نه نشان — من عشق ترا چنین نمیدانستم

وله

چون مستولی درد جدائی تن بمردن — دوای این مرض را هیچکس جز من نمیداند

وله

باز مست شد چشم سیه دان گریه آب زد — سیل ننگ آمد شبیخون بر سپاه خواب زد

وله

آن چشم شوخ را بستم میتوان شناخت — زانرو که مست را بکرم میتوان شناخت

وله

بار محنت دل بمنزل حسرت کشیده ایم — خط بر سواد خطه راحت کشیده ایم

فردا عذاب حشر نباید بچشم من — در جنب محنتی که ز فرقت کشیده ایم

وله

بمجلسی که در و گنج کبریا بخشند — هزار افسر شاهی بیک گدا بخشند

دلا ز میکده ها روز و شب گدائی کن | بود که دُرد کشان جرعهٔ بما بخشند

شدیم پیر ز عصیان و چشم آن داریم | که جرم ما بجوانان پارسا بخشند

غلام همت آن عاشقان با کرمم | که یک صواب به بینند و صد خطا بخشند

بکوی میکده از مفلسی چه غم دارم | که ساقیان همه جام جهان نما بخشند

به نیم ساعت هجر آذری نمی ارزد | هزار بار گرش در جهان بقا بخشند

وله

شنیده ام که درین طارم زر اندود ست | خطیکه عاقبت کار جمله محمود ست

ز تاب قهر میندیش نا امید مباش | که زیر سایهٔ خود هست هرچه موجود ست

وله

اگرچه دولت وصلت چو منی نرسید | درین امید بمیرم که خوش تمنای ست

وله

اگر صبا سر زلف ترا گذار دهد | هزار دل شده ایمان خود بباد دهد

وله

باز شب شد چشم من میدان گریه زد | سیل اشک آمد شبخون بر سپاه خواب زد

وله

خوش حیات ست کسی را که پس از جان دادن | دوستان بر سر خاکش بزیارت آیند

وله

غنیمت دولت وصل تو اگر جان بودی | کار بر عاشقان دل سوخته آسان بودی

گر رسیدی بخم طرهٔ او دست مراد | همچنین خاطر مجموع پریشان بودی

بہارستان کے مولف نے لکہا کہ شعرائے معاصرین امیر شاہی و آذری کے اشعار میں باہم ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے میں بحث و تکرار کرنے لگے۔ آخر اس تصفیہ کیلئے ایک بزرگ معتمد علیہ سے پوچہا۔ بزرگ معتمد علیہ نے تہوڑی دیر تامل کیا۔ ترجیح تو بیان نہیں کی لیکن شیخ آذری کی غزل سے ایک مصرع جس سے دونون کی تعریف مستفاد ہوتی تہی تضمین کرکے تصفیہ کر دیا۔ ھو ھذا

اے کہ گفتی صفت آذری و شاہی کن | حال این نکته برون ست ز آگاہی ما

آذری مجمع اسرار کلام از ست	در نیار دسر اندیشہ بہمراہی ما
لیک خود بر سر دیوان سخن می گوید	چرخ بر دوش کشد غاشیۂ شاہی ما

مصرع مذکور آذری کی دیوان کے ابتدائے غزل کے مطلع سے ہے۔ س

گر کند نذر بہ لطف تو ہمراہی ما	چرخ بر دوش کشد غاشیۂ شاہی ما

امیر شاہی سبزواری کی وفات ۸۵۷ھ ہجری مین بزمانۂ بابر شہر استرآباد مین واقع ہوی اسکی نعش کو وہان سے منتقل کر کے سبزوار مین بزرگان سلف کے خانقاہ مین دفن کئے۔
مولانا محتشم کاشی نے شیخ آذری کے مرثیہ کی تتبع مین کہا ہے۔ کسی نے اب تک اس زمین مین مرثیہ نہین لکھا تھا۔ آذری سے بڑھگیا۔ بعض نے کہا کیا بڑھا الخ
ہست از ملال گرچہ بری ذو الجلال اور در لست و ہیچ دے نیست ملال
بہارستان سخن کے مولف نے دولت شاہ کے تذکرہ سے نقل کیا۔ کہ شیخ آذری حج وزیارت سے فارغ ہو کے ہند مین آیا۔ سلطان محمد جونہ سے ملا۔ سلطان نے ملّا کو پہلی ہی ملاقات مین پچاس ہزار دینار دئے۔ بادشاہی مدار اہل دربار نے چاہا کہ شیخ ہندوستانی رسم کے موافق بادشاہ کی تعظیم و کورنش مین مبادرت کرے۔ شیخ نے تعظیم و تواضع سے انکار کیا۔ اور زر عطیہ سلطانی کو واپس کر دیا۔ اور قصیدہ مین اس کا اظہار کیا ہے۔ س

من ترک ہندو جیفہ جیپال کردہ ام	باد بروت جونہ ہیچگہ نمی خرم

انتہی کلام سمرقندی۔ لیکن سمرقندی کی نقل خلاف واقع ہے۔ اسلئے کہ سلطان محمد جونہ ۷۵۲ھ ہجری مین فوت ہوا۔ اور شیخ کا تولد ۷۸۴ھ ہجری مین واقع ہوا۔ بادشاہ کی وفات و شیخ کے تولد مین (۳۲) سال کا تفاوت ہے۔ اس تفاوت کے سبب سلطان محمد سے

محمد شاہ نبیرۂ خضر خان مراد لیئے ہین - کہ ۸۳۷ھ ہجری مین تخت نشین ہوا - لیکن اسکو
کسی نے جونہ سے موسوم نہین کیا - الخ

دولت شاہ نے اسیطرح کے مقدمات بالتحقیق لکھے ہین - انتہی کلام بہارستان -
میرے نزدیک دونون مولفین غلطی کے میدان مین جولانی کر رہے ہین - ایدہر اُدہر
گم ہو رہے ہین واقع مین یہ ہے کہ شیخ نے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی
شان مین متعدد قصائد لکھے - اور انمین اپنی استغنائی و آزادی کا اظہار کیا ہے
اور یہہ بھی بتلایا کہ مین دنیا و ما فیہا سے علیحدہ ہون جیسا کہ ؎ من ترک ہندو
جیفۂ جیپال کردہ ام * بار بروت جونہ بیک جو نمی خرم * الخ

یہہ شعر شاعر نے باعتبار معنی مجازی لکھدیا ہے نہ باعتبار معنی حقیقی - اگر آپ باعتبار
معنی حقیقی وعرف عام جونہ سے سلطان محمد لیتے ہین تو جیپال سے بھی وہی حقیقی
لینا چاہیے - جیپال آذری کے زمانہ مین بہت زیادہ فاصلہ ہے - آذر نوی صدی کے
شعرا مین ہے - اور جیپال پانچوین صدی اور تغلق آٹھوین صدی مین گذرے ہین
سمرقندی کو اسی شعر کے جونہ نے غلطی کے گڑھے مین گرایا - اور بہارستان کے مولف نے
سمرقندی پر جرح و قدح کی لیکن پورا تصفیہ نہین کیا - مذبذب چھوڑ دیا - آذری کا
دیوان نادر الوجود ہے -

مولینا الفتی یزدی

الفتی تخلص - مولینا الفتی نام - سادات یزد سے ہے - عالم فاضل ادیب کامل
تھا - سنہ ۱۰۴۲ ہجری مین وطن سے ہند مین وارد ہوا - خان زمان کے ظل عاطفت مین
خوشحال و فارغ البال رہا - ہمیشہ خان بہادر کی صحبت مین کیا حضر و کیا سفر زندگی

بسر کرتا رہا۔ اکثر خان موصوف کی مدائح مین قصائد و رباعیات لکھین۔ دلخواہ جائزے و صلے پاتا رہا۔ چنانچہ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے خزانۂ عامرہ مین لکھا الغنی نے خان زمان کی خدمت مین یہہ مطلع پیش کیا ؎

مشت خاشاکیم و داریم آتشے ہمراہ خویش | دور نبود گر بسوزیم از شرار آہ خویش

خان مذکور نے مطلع کا صلہ ہزار روپیہ عطا کیا۔ شاعر کے کلام کی داد دی۔
جسوقت خان بہادر عازم گجرات ہوا ایزدی بھی ہمرکاب تہا۔ پھر گجرات سے دکن مین آیا۔ اس اثنا مین خان زمان کا انتقال ہوگیا۔ مولانا الغنی ۱۰۴۵ھ ہجری مین سلطان عبداللہ قطب شاہ کی خدمت مین رجوع ہوا۔ سلطان موصوف نے مولانا کی بڑی تعظیم و قدر کی۔ مولانا نے قطب شاہ کے حالات مین ایک کتاب مسمی روائح گلشن قطب شاہی لکھی۔ کتاب مختصر ہے سات روائح پر شامل ہے۔ رائحہ اول مین بادشاہ کے اخلاق حمیدہ کا ذکر۔ رائحہ دوم مین محلات و عمارات شاہی کا بیان ہے۔ رائحہ سوم مین حیدرآباد کی آبادی کا ذکر ہے۔ رائحہ چہارم مین جشنہائے سالانہ کا ذکر۔ رائحہ پنجم مین لشکر فیروزی اثر کا ذکر ہے۔ رائحہ ہفتم مین سبب تالیف کتاب۔ کتاب قلیل اللفظ کثیر المعنی ہے عبارت رنگین۔ مصنف نے گویا دریا کو کوزہ مین بھر دیا ہے۔ عبارت رنگین معانی شیرین ہے۔ کیا نظم و کیا نثر ہر ایک کا رنگ نرالا ہے۔ شایستگی الفاظ و خوبی معانی کا حسن دوبالا ہے دیکھنے سے مزہ و لطف آتا ہے۔ ہر ایک فقرہ دلچسپ اور ہر ایک لفظ دلپسند ہے۔ ہم بطور نمونہ ہر ایک روائح سے دو ایک فقرے ذیل مین نقل کرتے ہین تا کہ شائقین لطف اٹھائین۔

من رائحہ اول

للہ الحمد کہ ذات قدسی صفات در شش جہت ربع مسکون بہ پنج صفت یگانہ و ممتاز است

نورفشانی آفتاب عدل۔ کوہ شکوہی سنگ قار۔ جلوہ طرازی حسن خلق۔ گوہرباری پنجہ سخاوت۔ قدرت نمائی بازوی شجاعت۔ از سواد عین عدلش بیاض دیدہ خورشید نورپژوہ ÷ و از نقطہ قاف وقارش کوہ باریوزہ شکوہ ÷ و دندان سین سخایش با جواہر عقد پروین بطنز در تبسم ÷ وطرہ لام خلقش با جعد حور العین بسر زلف در تکلم۔ مد شین شجاعتش در صف شگافی سرآمد شمشیر بہرام۔

من رائحہ دوم

سبحان اللہ از شکوہ دولتخانہ عرش آشیانہ کہ از بلند پائگی بسر گوی قصر سپہر قامت رفعت برافراختہ ÷ تعالی اللہ از شوکت عمارت عالی منزلت کہ از علو شان بسر زنش کاخ آسمان لب بام را سخن گو ساختہ۔

نظم

زہے شان دروازۂ شہر دل	کہ از رفعتش گشتہ گردون خجل
باین آستان تا شود سرفراز	سجود آورد مہر با صد نیاز
ز فیض زمین بوسی آنجناب	نگینی شدہ روشناس آفتاب
باین در بیایند شاہان چین	بدربانیش باد دولت رہین

من رائحہ سوم

توان از فیض وصف حیدرآباد	خرابی سخن را کرد آباد
قلم شرح سوادش را چو پرداخت	سواد اعظمی را طرح انداخت

من رائحہ چہارم

وہ چہ عرصۂ نشاط و بساط انبساط است کہ سامعہ باریافتگان طالع سعد را بنغمہ عیش نواختہ۔ و شامہ مقربان ارجمند را بہ نکہت نشاط معطر ساختہ ہر صبح فراشان

فراشان فرشتہ خصال بجاروب شہبال از گلہائے شبستان آسمان انجم فشان

من رائحہ پنجم

در توصیف لشکر نصرت علم و تعریف عسکر ظفر پرچم صف آرائی و فوج نمائی معانی نمودہ شبدیز کلک و سمند قلم را بمیدان صفحہ می تازد و از جوش مضامین رنگین سطح بیاض را ہمچو عرصہ رزم دلیران شرح رزمی سازد

من رائحہ ششم

دلا چند باشی چو غنچہ در خمار	سر از جیب ہستی چو عشرت برآر
حیات ابد جو مسیحا نہ رو	کہ بخشند شراب کہن جان نو
چو دست ایابت دہی با وضو	ہر آنکس کہ پیمان بہ پیمانہ بست
بجز توبہ ہیچش نیابد شکست	بگیر از نی و آب زمزم وضو

من رائحہ ہفتم

این گرامی نسخہ کہ ارمغان عالم غیب و تحفہ مبدا فیاضی ست ۔ بے سرمایہ نقد فرصت سرحد اقلیم آغاز بمنزل کشور انجام رسید ۔ سر رائحہ اش بمشام یعقوب جان نکتہ سنجان عاشق سخن نکہت پیرہن یوسف معنی رساند و ہر فقرہ اش بگوش مجنون دل دقیقہ سنان ادا فہم مژدہ وصل لیلی مضمون رساند ۔ از روائح سبعہ این گلشن جہات ستہ قلم و سخن نکہتستان گشتہ ۔ الخ

سلطان عبداللہ قطب شاہ نے کتاب مذکور کے صلہ میں سات ہزار ہون عطا کئے مولانا الفتی لطیف الطبع و ظریف المزاج تہا ۔ بادشاہ و اہل دربار تمام مولانا کی تقریر و بذلہ سنجی و لطیفہ گوئی سے نہایت خوش ہوتے تہے ۔ مولانا کی مروت و حسن خلقی

دکن مین مشہور۔ حسن خلق سے تمام ارا کین دکن و مشائخ مشاہیر کو مسخر کر لیا تھا۔ سب مولانا کے مداح تھے۔ اکثر اہل حوائج کی سفارش بادشاہ کی خدمت مین کرتا تھا مولانا کے ذریعہ سے اکثر فائز المرام ہوتے تھے عبد اللہ قطب شاہ کے فوت ہونیکے بعد ابوالحسن تاناشاہ کے زمانہ مین بھی چند روز زندہ رہا۔ عمر رسیدہ ہو کر حیدر آباد مین سنہ ہجری مین فوت ہوا۔ میر مومن کے دائرہ مین دفن کیا گیا۔

من اشعارہ

عبد اللہ قطب شاہ کی مدح مین

بہار فیض ازان قطب شاہ عبد اللہ
که یافت نشاء ز عدلش تمر تلنگانه

سواد دیدهٔ عالم سنر و اگر گردد
ز نور معدلتش کشور تلنگانه

ہمیشه تا که نباتست خاک را باشد
ز خاک مقدم او افسر تلنگانه

لبالب از می مہر علی و آل شده است
بدور دولت او ساغر تلنگانه

زمین تربیت آفتاب سلطنتش
بود برا وج شرف اختر تلنگانه

تعریف کمان شیر دل

زہے شان دروازهٔ شیر دل
که از رفعتش گشته گردون خجل

باین آستان تا شود سرفراز
سجود آورد مہر با صد نیاز

زفیض زمین بوسی آنجناب
بگیتی شده روشناس آفتاب

باین در بسایند شاہان جبین
بدر بانیش با در دولت زمین

تعریف لعل محل

چو نام لعل محل کلکم آورد بزبان
شوند معنی رنگین بصفحه لعل فشان

تعریف چیندن محل

کنم وصف چیندن محل چون رقم ‏ — ‏ بدستم شود شاخ چیندن قلم

گلن محل

بنگری بر گلن محل بودند ‏ — ‏ کاختران فلک سلحداران
اندرو هر شب از پئ چوکی ‏ — ‏ می نشینند بخت بیداران

سجن محل

بیا زبان بحدیث سجن محل بکشا ‏ — ‏ که در بنائے سخن رفعتی شود پیدا
زہے عمارت عالی که از ره وسعت ‏ — ‏ بزیر سایهٔ خود داده عالمی را جا
بصحن وسعت او فرش گشته کند وری ‏ — ‏ کشاده رو چو کریمان زند بخلق صلا

دروازه قدم

اس دروازه مین حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم کا نقش قدم تہا

کنم چون رقم وصف نیک قدم ‏ — ‏ سراز رتبه بر لوح ساید قلم
بسرے را رسد وصل این نقش پا ‏ — ‏ که هر دو جهان را دهد رو نما

خرقهٔ مبارک و موی مبارک

اسی دروازهٔ مذکوره مین آنحضرت صلعم کا خرقه مبارک تہا

ز موے پیمبر سخن سر کنم ‏ — ‏ مشام دل و جان معطر کنم
درا وصاف این موی عنبر سرشت ‏ — ‏ رقم گشته ریحان باغ بہشت

باین موی بستند دل اہل دین
ہمین ست تفسیر حبل المتین

دولت محل

اس محل مین اہل دربار کا سلام ہوتا تہا

ہمین رتبہ و قدر دولت محل	کہ دولت ازو یافت قدر و محل
درو فرش گردیدہ بخت بلند	ستادہ بپا طالع ارجمند
درو مجلسی با سعادت قرین	ہمیشہ بدولت شدہ ہمنشین
ز ارباب دولت درو فوج فوج	ہمہ کار خود را رسانده باوج

ندی محل

یہہ محل موسی ندی کے کنارہ پر تھا

ساکنش تر دماغ ہی مثی ناب	از ہوایش بسیہ عالم آب
خادمش دم زند ز فیض ہنا	ہمچو خضر و مسیح ز آب و ہوا

حسینی محل

یہہ محل باغ مین تہا

عیان گشتہ بر طرف این بوستان	حسینی محل ہمچو قصر جنان
بود شبنمی بر سر لالہ زار	کہ شد سنبل از سایہ اش آشکار

حیدر محل

اس محل مین خاص امرا بادشاہ سے ملتے تہے

درو ہموارہ دولت خواہ بادا	مکان مخلصان شاہ بادا

محمدی محل

اس محل مین بادشاہ کا تخت جلوسی تہا اور بادشاہ اس مین دربار عام فرماتا تہا

زہے تختی که از عکس جواہر / بسطح چرخ انجم ساخت ظاہر

ز رفعت تاج از گردون ستاند / بساق عرش نسبت را رساند

علو او بکرسی شد ہم آغوش / ملک را زیور و ہم زینت دوش

الہی محل

یہہ محل بادشاہ کی سیرگاہ تہا

زہی تاج رفعت الہی محل / که زد بر بلندیش گردون مثل

ببام فلک قدر زش فکنده فرش / بنایش بکرسی است مانند عرش

شده بوستان بطرفش عیان / بلی جای خلد است بر آسمان

سر سرو درختش بعرش آشنا / ہم آغوش با سدرة المنتہیٰ

ز ہر شاخ نارنج و لیمو چنان / چو ماه و ستاره ز سبز آسمان

چو خوش گشته بر طرف آن لالہ زار / دو حوض مدوّر ز زر آشکار

بہر حوض فیلے طلائی عیان / ز خرطوم پیوسته گوہر فشان

چنان این دو حوضند روشن ز تاب / که گشتند روشن مه و آفتاب

اماننت محل

[illegible] محل خاص بادشاہ کا خلوت خانہ تہا

این خانه [illegible] / خلوت است که منزلت کلیمش شده مین

چون نیست مرا چو صله جام لقا / با من دارد ہمیشه در پرده سخن

حیات محل

اس محل مین سلطان عبداللہ قطب شاہ کی والدہ حیات النسا بیگم رہتی تہی

درین عصمت سرای آسمان فر		نیاید کس بجز ناموس اکبر
کشد زہرہ را پردہ داری حیا	وله	زپردہ بروں او فتد گر نوا
تا بود بر سپہر شکل بنات	وله	یاورش باد در زمانہ حیات
تا کہ باشد نشان زنا در دہر	وله	یاورش از نور چشم شاہی بہر
کم مباد از سرش بحق اله	وله	سایۂ قطب شاہ عبداللہ

داد محل

باد شاہ اس محل مین مظلومون کی فریاد سنتا تہا اور دادرسی کرتا تہا۔

زہے از شان این قصر عدالت		کہ در رفعت بود ہمتای گردون
غلط گفتم کہ از بیم حوادث		بود در سایہ اش ماوای گردون
خدیو دادرس از روی نمودار	ایضاً	چو نور مہر از سیمای گردون
تعالی اللہ زحسن جلوۂ این دلربا منظر		کہ باقی از ہوای جانفزایش دہر فانی باد
زنہ شمسہ اش گردون سپیدار شمس میسوزد		کرامین این بنا از چشم زخم آسمانی باد
بصد خوبی بر آمد آرزویش عاقبت از دل		زمین را از وجود این عمارت شادمانی باد

مولینا احمد کمانچہ گر لاری اسیر

اسیر تخلص۔ مولانا احمد نام المعروف امیر قاضی برادر قاضی بیگ وزیر والی احمد نگر دکن۔ آپکا وطن اصلی لار تہا۔ شاہ عباس ماضی کے زمانہ مین وطن سے ہند مین وارد ہوا ملازمان اکبر مین ملازمت اختیار کی۔ چند روز کے بعد اکبر آباد سے بہائی کے نزدیک دکن مین آیا۔ بہائی کے سائیہ عاطفت مین مدت تک رہا۔ نہایت خوشحال فارغ البال تہا

بعد ازان بہائی کی بدمزاجی کی وجہ سے کشیدہ خاطر ہوکر وطن اصلی کو مراجعت کی وطن مین پہنچکر شاہ عباس ماضی کے دربار مین باریاب ہوکر ملازمت کے سلسلہ مین منسلک ہوا۔ فن موسیقی مین استاد تہا۔ کمانچہ نوازی مین کمال رکہتا تہا۔ اسی وجہ سے احمد کمانچہ مشہور ہوا۔ علوم وفنون مین لیاقت تامہ ومہارت کاملہ رکہتا تہا۔ اور شعر گوئی مین ہوشیار ویگانہ روزگار تہا۔ آخر ۹۷۲ھ ہجری مین دنیا ناپایدار سے عالم البقا کو رحلت کی۔ اور قاضی بیگ بہی کالت وزارت سے موقوف ہوکر وطن مالوفہ لار کو گیا وہان پہنچکر عالم عدم کا سفر اختیار کیا۔ من تذکرہ ہفت اقلیم۔ اور یہہ دونو بہائی قاضی مسعود قزوینی کے فرزند ہین۔ قاضی موصوف شاہ صفی کے زمانہ مین معزز ومکرم تہا۔ اور انشا پردازی مین لائق وفائق تہا۔ دستور قاضی نشا مین ایک کتاب آپکے تصنیف سے مشہور ہے۔ صاحب آتشکدہ وہفت اقلیم نے امیر قاضی کا تخلص اسیر لکہا ہے۔ لیکن صاحب صبح گلشن نے احمد لکہا۔ نہین معلوم کہان سے لکہا۔ ماخذ نہین بتلایا

من اشعارہ

آن مہ چو برقص دست بالا می کرد	ہردم گرہے از دل ما وا می کرد
می آمد و می گشت و بخود می نازید	می رفت و بکشتگان تماشا می کرد
وله	
خالیست ز اندیشۂ عشقت دلم امروز	رحم است بحال دل بیجا صنم امروز
وله	
قاتل خود را بحل کردم که از شرکت دست من برآ	داشتم تا نیم جانی دست و در کار بود
وله	
سراپا سوختم زین غم که شمع بزم او خود را	سراپا سوختم تا از بزم او نازند بیرونش
وله	
زخش تو دست میزند آن فتنہ را اگر	دلہاے مضطرب شدہ در کاسہ سم است
وله	
بر من شب ہجران تو رحم است که چون شمع	می سوزم و جان میدهم و چاره ندارم

کاید بمشام از نفس من نفس او	جا کرده چنان در دل تنگم هوس او

قاضی محمد جان آشنا اورنگ آبادی

آشنا تخلص۔ محمد جان نام۔ اورنگ آبادی المولد تھے۔ نشو و نما کے بعد فضلاے شہر سے کتب درسیہ پڑھی تھین۔ ذی استعداد و لائق تھے۔ اورنگ آباد ضلع مین کسی گانون کے قاضی تھے۔ اسیوجہ سے لفظ قاضی آپکے نام کا تاج ہے۔ آپکے زندگی کا حال اور ولادت و وفات کی کیفیت کسی تذکرہ نویس نے نہین لکھی مگر تحفۃ الشعراء افضل بیگ قاقشال اورنگ آبادی کی تحریر سے اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ ١١٧٥ ہجری مین بھی زندہ تھے۔ میر غلام علی آزاد و سراج الدین و عبد القادر سامی و افضل قاقشال وغیرہ شعرا کے معاصر تھے۔ آپ شعرگوئی کے شائق تھے۔ سخن فہم و کم گو تھے۔ کبھی کبھی موزون کرتے تھے۔ ہمکو جسقدر اشعار ملے مین اُن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خوش فکر تھے۔ جو کچھ کہا خوب کہا۔ مضمون تازہ کی تلاش مین بے نظیر تھے۔

من اشعارہ

غبار راه او را توتیاے چشم خود سازم	وله	من این [illegible]
چشمی که نظر کرد درین دشت جنون خیز	وله	گر شاخ غزالان [illegible] آید
هر دم همه گرم هواے علی مرتضی باشد	وله	نیستان [illegible] باشد
ساقیا مست نگاه تو شود جا دارد	وله	جرعه هر که بجام نه تمنا دارد
روز و شب چرخ زد و در سر کویت نرسید		فلک از اختر خود آبله در پا دارد
مرا که بستر غم یاد و شبهاے دراز		سر شوریده ما بین که چه سودا دارد

حاصل سودا پریشانیست کاکل شاہد است	تیرہ بختان را بگل از دود سنبل شاہد است
آتش عشق از ہجوم گریہ کی گردد خموش	شعلہ را از آب پیراہن بود دل شاہد است

ولہ

شیخ معین الدین محمد اوحدی الدقاقی البلبانی الحسینی

اوحدی تخلص۔ شیخ معین الدین محمد نام۔ سادات حسینی سے ہین۔ آپکا اصلی وطن بلبان ضلع گازرون ہے۔ آپ شیخ ابوعلی دقاق کی اولاد مین ہین تقی اوحدی آپکے فرزند ہین۔ آپ صاحب علم و ہنر و اہل وجد و حال تہے۔ حقائق و معارف کے رموز سے واقف۔ تصوف و عرفان کے مراتب سے عارف تہے۔ شعر گوئی مین بہی استاد کامل تہے۔ آپکا کلام مضامین تصوف و توحید مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے ہر ایک فقرہ و کلمہ سے جوش و خروش نمایان۔ آپ وطن سے سنہ ۹۷۱ ہجری مین شہر قزوین مین وارد ہوئے۔ شاہ طہماسپ ماضی کی خدمت مین باریاب ہوے۔ بادشاہ آپکی ملاقات سے بہت خوش ہوا۔ آپکی تعظیم و توقیر کی انعام لائق و خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا۔ آپ بادشاہ کی خدمت سے رخصت ہوکر شیراز مین آئے۔ وہان چندروز قیام پذیر رہے پہر وہان سے ہندوستان آئے چند روز احمدنگر مین بسر کئے۔ چنانچہ آپنے اپنے تذکرہ مین لکہا کہ مین نے محسن ہمدانی کو احمدنگر مین دیکہا۔ آخر وہان سے حیدرآباد دکن مین سلطان عبداللہ قطب شاہ کے پاس پہنچے۔ سلطان ذی مروت نے آپکی بڑی عزت و آبرو کی۔ اور منصب عمدہ پر ممتاز فرمایا۔ آخر آپ سنہ ۹۷۹ ہجری مین حیدرآباد مین فوت ہوئے میر کے دائرہ مین دفن کئے گئے۔ اوحدی تخلص کے کئی شاعر گذرے ہین۔ اوحدی اصفہانی المتوفی سنہ ۷۴۸۔ اور اوحدی تقی بلبانی

ازریاض الشعرا ۱۲

آپکا فرزند بھی دکن مین آیا ہے - احمد نگر مین فوت ہوا - سنہ وفات معلوم نہین ہوا -

من اشعارہ

گر نخیم بلند تو بتر ندا فتادہ است	ہمتم راست چو نخل تو بلند افتادہ است
آن نہ خال ست دل ماست کہ در کنج گزند	بر سر آتش حسرت چو سپند افتادہ است
دام صیاد معین باز نجو دمی بالد	تازہ صیدیش ہما تا بکمند افتادہ است

وله

در عشق بجز خون جگر ہیچ مخور	تا زندہ توان جو . شکر ہیچ مخور
از نعمت خوان عیش لذت خواہی	زنہار کہ غم بخور دگر ہیچ مخور

میر مومن ادائی یزدی

ادائی تخلص - میر مومن نام - سادات یزد سے تھا - عالم فاضل و ادیب کامل تھا علوم حکمیہ و مسائل فلسفیہ مین مہارت تامہ رکھتا تھا فلسفہ و معقول مین مشہور تھا علمائ ظاہری نے اُسکو الحاد و دہریت کی طرف منسوب و متہم کیا - وطن مین اسقدر تنگ ہوا کہ اُسکو وہان رہنا مشکل ہو گیا - آخر اوسنے عزم ہند کا مصمم کیا - ہند مین چند بندر سورت مین رہا پھر وہان سے گولکنڈہ حیدرآباد مین آیا - سلطان قلی قطب شاہ کی خدمت مین باریاب ہوا - بادشاہ نے بڑی عزت و توقیر کی - میر مومن استرآبادی کی تائید سے منصب عمدہ پر مقرر کر دیا - مدت العمر گولکنڈہ مین خوش و خرم رہا - آخر سنہ ۱۰۲ ہجری مین یہین فوت ہوا - بقول صاحب آتشکدہ سورت مین فوت ہوا - ادائی کا کلام اداہائے رنگین و اندازہائے شیرین سے مملو ہوتا ہے

من اشعارہ

وله
کبوتری برد سویش نامهٔ من چون کنم یارب — که تو وانی با وگفتن سخنهای زبانی را

وله
چاشنی گیر زہر کاسۂ این خوان گشتم — خوش نمک تر ز سر انگشت پشیمانی ہست

وله
می رود تو روزی کہ رہم در چمن افتد — دیوار بہ از سایہ کہ بر روی من افتد

وله
این عمر بباد نو بہاران ماند — این عیش بسیل کوہساران ماند
زنہار چنان مزی کہ بعد از مردن — انگشت گزیدنی بیاران ماند

وله
ز شوق نامہ نویسم اشتاپارہ کنم — دلی کہ نیست تسلّی در رو چہ چارہ کنم

وله
تا در جسد مدینہ جسمت شدہ جان — دین تو گرفت قاف تا قاف جہان
در لفظ مدینہ کز اعجاز تو چون — مہ شق شدہ و گرفت دین بمیان

میرزا اختر

اختری تخلص۔ یزد کے مشاہیر شعرا سے ہے۔ ریاض الشعرا کے مولف نے لکھا کہ اختری نشو و نما کے بعد عالم شباب میں علمائے یزد کی خدمت میں کتب علوم و فنون سے فارغ التحصیل ہوا۔ تحریر و تقریر میں یگانہ۔ عالی دماغ و پاکیزہ خیال تھا۔ علم نجوم و جفر میں بھی مہارت تامہ رکھتا تھا۔ شعر و شاعری کا شیفتہ تھا۔ نہایت ذکی و ذہین تھا۔ طبیعت فصاحت و بلاغت کے میدان میں جولانی کر رہی تھی۔ کلام فصیح و بلیغ ہوتا تھا۔ اسی شاعری کی بدولت شاہ عباس ماضی والی ایران کی خدمت میں پہنچا۔ مقربین کے زمرہ میں شریک ہوا۔ شاہی دربار میں معزز و مکرم تھا۔ اور شعرا میں ممتاز و سرفراز تھا۔ ائمہ اطہار و بادشاہ ذی اقتدار کے فضائل و مدائح میں قصیدے لکھے۔ چند مدت بادشاہ کی خدمت میں رہا۔ پھر سیر سند کا ارادہ کیا۔

ایران سے ہند مین آیا۔ میر جملہ شہرستانی کی جو قطب شاہیہ سلطنت کا مدار المہام تھا کی خدمت مین آیا۔ میر کے توسل سے بادشاہی دربار مین باریاب ہوکر بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا منصب و صلۂ مناسب پایا مدت تک دکن مین عشرت و عیش کے ساتھہ زندگی بسر کرتا رہا۔ میر جملہ کے فوت ہونیکے بعد ایران گیا۔ وہان چند روز قیام کرکے پھر ہند مین مراجعت کی۔ حیدرآباد دکن مین مع الخیر پہنچا۔ ابوالحسن تانا شاہ کی سلطنت کا عالم شباب تھا۔ ابوالحسن حشری کی بہت تعظیم و توقیر کرتا تھا آخر سنہ ۱۰۲۶ ہجری مین فوت ہوا۔ لنگر حوض کے قریب مدفون ہوا۔

من اشعارہ

روز محشر گر بود دستے شہیدان ترا
زان دم کہ چشیدم نمک خوان تمنا
ترسم کہ نامہ ام نرساند صبا بہار
ہلاکم می کند در عشق بازی زنگ پروانہ
حکم عشق ست کہ در کوی تو افغان نکنم
از درشس بردم ابیل سرشک آخر کار

ولہ
ولہ

کار خواہد بود مشکل طرف دامان ترا
ہر چیز کہ خوردم مزہ خون جگر داشت
بدگرد جان کہ ہمرہ باد صبا نرفت
کہ گاہے رخصت برگرد سر گردیدنی دارد
تا ترا از ستم کردہ پشیمان نکنم
حشری چون گلہ از دیدہ گریان نکنم

ایجاد مرزا علی نقی خان

ایجاد تخلص۔ مرزا علی نقی خان نام۔ نقد علیخان خطاب۔ آپ جدا نی الاصل قوم قاچار تھے آپ کے والد ماجد نقد علیخان کی جو شیخ علیخان وزیر شاہ سلیمان صفوی کے قرابتدار تھے کہ غفرانمآب صفجاہ بہادر اول کے عہد مین وارد دکن ہوئے۔ غفرانمآب سے

ملازمت حاصل کی۔ حضور نے آپکو بلحاظ علم و فضل حیدر آباد کی دیوانی پر مامور فرمایا
آپ دیوانی کا کام امانت و دیانت کے ساتھہ عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔ انصاف پسند
و خدا ترس تھے مقدمات کی تحقیقات مین خوب غور و فکر کرتے تھے۔ اور رعایا کے حقوق کا
زیادہ لحاظ فرماتے تھے۔ اور ہمیشہ کہتے تھے ایسا نہو کہ رعایا کے حقوق تلف ہو جاین
اور مین قیامت مین ماخوذ ہو جاؤن۔ ابتدا مین آپکے والد ماجد نے برہانپور
کو اپنا وطن قرار دیا تہا۔ عیال و اطفال متعلقین کو وہین رکہا تہا۔
مرزا ایجاد صاحب ترجمہ کی ولادت دار السرور برہانپور مین واقع ہوئی۔ چنانچہ
خود اُس نے ایام شباب مین اپنی ولادت کی تاریخ کہی ہے

چو ایجاد سعادت منداز دار السرور آمد در اول حیدر آبادی شد و آخر بلائی شد

نشو و نما کے بعد جب سن شعور و عقل کو پہنچا۔ کتب درسیہ علوم و فنون سے فارغ التحصیل
ہوا۔ تمام کتب متداولہ والد ماجد و دیگر علمائے زمانہ کی خدمت مین ختم کین۔ تکمیل
تحصیل کے بعد شعر و شاعری سخندانی و سخن سنجی کے میدان مین قدم رکہا۔ والد ماجد سے
کلام کی اصلاح لیتا رہا۔ چونکہ طبیعت مین شاعری کا جوش و خروش موجزن تہا۔ اور ایجاد
معانی تازہ کا شوق برق افگن تہا۔ شیرین سخن کا فرہاد و نقدی کلام کا نقاد۔ معانی تازہ
کا موجد۔ و نازک خیالی کا مجدد ہوا۔ آپکے صفائی محاورہ نے گوہر گرانمایہ کو کم مایہ کیا۔ اور شیرین
کلامی نے چشمۂ حیات کو گوشۂ ظلمات مین گم نام۔ شعر و شاعری کے میدان مین ایسی جولانی
کی کہ امثال و اقران پر مقدم ہو گیا۔ اور اقسام کلام کے ایجاد مین اقدم شمار کیا گیا۔
آپ کے اشعار آبدار تازہ تازہ مضامین و معانی رنگین مین سنجیدہ و پسندیدہ ہونے لگے
اور ہر ایک شعر سے نازک خیالی و جادو بیانی ٹپکنے لگی۔ دکن کے شعرا مین آپ کی شاعری

وسحر البیانی کا چرچا ہونے لگا۔ اور شعرا کے نزدیک آپکی لیاقت مسلم الثبوت ہونے لگی۔ آپکے معاصرین سے میر غلام علی آزاد بلگرامی۔ و عبد الحکیم حاکم لاہوری۔ و واقف بٹالوی و لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی۔ و عبد القادر مہربان فخری و عبد الوہاب و غیرہم تھے اور آپ نثر نویسی مین بھی منشی بے نظیر تھے۔ عبارت رنگین و مقفیٰ لکھنے مین قدرت کامل رکھتے تھے۔ آپکے عمدہ عمدہ فقرے فصاحت و بلاغت مین تولے ہوے ہوتے تھے گویا ہر ایک فقرہ خوبی و حسن کے سانچے مین ڈہلا ہوا ہوتا تھا۔ آپ اور میر غلام علی آزاد بلگرامی کے فیمابین محبت و اتحاد کا رشتہ قائم تھا۔ باہم مراسلت و مکاتبت کا سلسلہ جاری تھا۔ آپنے ایکوقت آزاد کی خدمت مین ایک رقعہ لکھا تھا۔ جسکے ہر ایک فقرہ کے اعداد مساوی عداد کے میر غلام علی آزاد کی برآمد ہوتے ہین کل عداد اسم و تخلص چودہ سے چوالیس ہوتے مین۔ مین رقعہ کے چند فقرے اس مقام مین گزارش کرتا ہون تاکہ شائقین اُسکے مطالعہ سے لطف اُٹھائین۔

فقرات ذیل ہین۔

شاہ عالی عنبہ کشور آزادی۔ اعلی مراتب اقلیم والا نژادی۔ سلطان مملکت حق جوئی و قناعت۔ فرمان روائے عالم دانادلی و راحت۔ اورنگ نشین شرایع و یقین مہر آرائے محفل حلم و تمکین۔ سید صحیح النسب میمنت علامات۔ دلکش کلام رفیع الدرجات شمع المنفات سلوک۔ چراغ انجمن ملوک۔ عزت خاندان کرام۔ فخر مجموع اعالی بلگرام۔ انتہی۔

آپ عالم شباب مین والد ماجد کے توسل سے عالی جناب غفران مآب آصفجاہ بہادر اول کی خدمت مین باریاب ہوئے غفران مآب آپکی لیاقت و استعداد و طبیعت خداداد کے

ملاحظہ سے بہت محظوظ ہوئے۔ اور آپکو چند روز مصاحبت مین رکھا۔ پھر حضور نے
آپکو بشکر فیروزی اثر کی کوتوالی پر مقرر فرمایا۔ اور کوتوالی سے فیلخانہ کی داروغگی
پر منتقل کیا۔ اور تھوڑی مدت شہر حیدرآباد کی کروڑگیری کی خدمت پر مامور رہے
جب آپکے والد ماجد نے ۱۲۷۴ھ ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاودانی کیطرف
رحلت کی تب آپ کو نواب نظام الدولہ ناصر جنگ بہادر نے والد مرحوم نقد علیخان کی جگہ
خدمت یعنی حیدرآباد و خطا موٹی نقد علیخان سے سرفراز فرمایا۔ آپ خوش خلق نرم دل تھے پاکیزہ مزاج
وضعدار پابند آئین حلیم الوضع تھے۔ مدة العمر کسی کیلئے برائی نہین چاہی۔ نہ کسیکو برا کہا جسکو دیکھا
بھلائی کی۔ اہل کمال آپ سے مانوس تھے آپکو مدبر و امین جانتے تھے۔ کوئی اہل غرض یا بیغرض آپکی
خدمت مین آتا۔ تو آپ نہایت حسن اخلاق و محبت سے ملتے تھے۔ عام و خاص کی
حاجت روائی مین زیادہ کوشش اس بات کی فرماتے تھے کہ حاجتمندون کے کام
نکلین۔ عوام الناس کی تالیف قلوب نہایت ہمدردی جسقدر ہوسکے کرتے تھے
آپکی شان آفرین کے لائق تھی افسوس فی زمانہ بانقلاب زمانہ سے عہدہ دارون
کی یہ حالت ہے کہ ارباب حوائج سے متنفر رہتے ہین۔ اور ملاقات سے بیزار ہر چند کہ
کوئی درماندہ آفت و گرفتار مصیبت عرض حالات کرے نہین سنتے۔ ذرہ برابر رحم
نہین کرتے۔ بزرگان سلف کے حالات سے سبق لینا چاہئے۔ اور اسلاف کے قدم
بقدم رہنا چاہئے۔ اسی پیروی مین ملک کی آبادی مالک کی نیکنامی ہے۔ اور آپنے
اپنی دیوانی کے زمانہ مین کسی پر ظلم و تعدی و ناجائز قہر و غضب نہین فرمایا۔ اور
آقا کے اطاعت گزار و تابعدار رہے۔ کبھی آقا کی اطاعت کے دائرے سے قدم باہر
نہین رکھا۔ جو آقا نے فرمایا سر آنکھون پر رکھا۔ اگر مالک کا کوئی حکم خلاف منشا رہا تو

اسکی تعمیل کا اقرار کر کے حکمت عملی سے مالک کو ایسا سمجہاتا کہ مالک خود کہدیتا کہ حکم سابق
کو منسوخ کرنا چاہئے ۔ دستور الوزرا کے مولف نے بادشاہ و وزیر کے اتفاق کی بابت
ایک جملہ تعریف و آفرین کے لائق لکہا ۔ وہ یہہ ہے وہ وزیر مبارک وزیر ہے جس سے
بادشاہ و رعایا خوش ہون ۔ اہل دکن کے نزدیک آپ اسی قسم کے وزیر تہے ۔ کہ آپکی
دیوانی کے عہد مین دکن کا ملک سبز و سیراب تہا ۔ آپکا سنہ رحلت کسی تذکرہ مین
نے نہین لکہا ۔ مگر قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۱۱۸۵ھ کے قریب فوت ہوئے ۔ اولاً
حیدرآباد مین امانتہً مدفون ہوئے ۔ ثانیاً آپکے قرابتدارون نے لاش کو کربلائے معلی
روانہ کیا ۔ وہان کی خاک پاک مین دفن کئے گئے ۔ آپکے یادگار تین فرزند ہوشمند
و خداوند عقل و شعور تہے ۔ علی نقی خان انصاف و مہدی علیخان تیر و باقر علیخان افسر
ہرایک کا ذکر مستقل اس تذکرہ مین آئیگا ۔ آپ صاحب دیوان تہے ۔ آپکا دیوان و
کلیات قلمی نواب سرسالارجنگ وزیر مرحوم کے کتبخانہ مین موجود ہے ۔ اب مین
آپکے دیوان سے اشعار ذیل شایقین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتا ہون
آپ فارسی و اردو دونو زبان مین کلام موزون فرماتے تہے ۔

من اشعارہ الفارسی

ما نگوئیم کہ از حلقۂ تقدیر برآ
لیکن از دائرۂ عقل و تدبیر برآ

با کمان صحبت اگر راست نیاید بگذر
از کمانخانۂ این طائفہ چون تیر برآ

در مزاج امرا گر تو در آمد خواہی
جرم برخویش بگیر از در تقصیر برآ

ولہ

ہر شب نگار تازہ آمد بدست من
ایجاد کردہ اند برنگ حنا مرا

ولہ

تو در دلم و می من آن طرف میرفتم از شوقت
عبث بیہودہ عمرے کردہ ام تحصیل حاصل را

چون بخاطر میرسد پامالی خون حنا	وله	دست و پا گم میکنم در فکر مضمون حنا
در هر جگرے ہست خراش سخن ما		الماس تراش است تراش سخن ما
ماه من در خانهٔ ایجاد هر شب میروی		رفتن آنجا یک شبے موقوف کن اینجا بیا

حرف بای موحده

کدام شمع بفانوس دل تجلی کرد	که هوش از دل پروانه ها پرید امشب
بروی شهید پروانه شمع را دیدم	که چادرے ز گل داغ می کشید امشب

تای منقوطه

دل که در گریه گرم بیتابی ست	وله	سر و کارش بمردم آبی ست
یار آمد دمی بنشست و شتاب رفت		عمر عزیز حیف با این اضطراب رفت
اے داغ دلم چشم تماشای قیامت	وله	لخت جگرم لالهٔ صحرای قیامت
سر زلف دگر سلسله جنبان شده است	وله	که حواس من دیوانه پریشان شده است
هر طرف می نگرم چشم خوشی می بینم		نرگس امسال درین شهر فراوان شده است
جوش موج گل این فصل بهم رسید ز من		عندلیبان چه بگویم که چه طوفان شده است
خط رخسار تو زیبائش خاصی دارد		متن این باغچهٔ گل حاشیه ریحان شده است
شمع رویان بسر تربت مجنون جمعند		امشب ایجاد درین دشت چراغان شده است
طالعم برگشت و بخت انتظارم برگشت	وله	نامه بر برگشت و خط برگشت و یارم برنگشت
از پر همائے ابرے داریم چتر شاهی	وله	این سایه بر سر ما از دولت بهار ست
پیر گشتی و هوسهائے جوانانه بجاست		صبح روشن شد و تاریکی این خانه بجاست
همچو طفلی نزد ایجاد با دو سنگے چند		از چنین شهر برون رفتن دیوانه بجاست

سبک آید بنظر هر که تهی مایه شود   همچو آن کیسهٔ منعم که ز درهم خالی است

وله

ایجاد مفلسی نعم و جز نام اهل بیت   چیزی دگر بخانهٔ من هم نمانده است

وله

از هیچ در بسکه ندیدیم گشودی   ایجاد دل ما ز همه باب گرفته ست

ابر است و هوای خوش باران بهار است   بر بادهکشان ریزش احسان بهار است

تا غنچه دلش وا شود و گل کند آرام   باد سحری مروحه جنبان بهار است

بی کشتی و می جانب صحرا نتوان رفت   امسال که جوش گل و طوفان بهار است

وله

عمری رسید زاهد و موقوف شد شراب   گفتم برو نماز بکن آفتاب رفت

وله

چون غنچه و گل ایجاد مقسوم ما ازین باغ   از دولت بهاران دستار نیست و قبا نیست

قدر مجنون را کسی داند که همچون گردباد   خاک بر سر کرد با عمری در بیابان گشته است

وله

در شناخت که گران سنگ کسی نیست چو من   کوه اگر هست کمر بستهٔ تمکین من است

وله

احوال اشک خود چه مفصل کنم بیان   دریای شور مجملی از ماجرای اوست

ایجاد هیچ نکرده بمشهد روانه شو   من رضا منم رضای خدا در رضای اوست

وله

هیچ خوفی هم نکرد از باطن پیر مغان   آبروی دختر رز زاهد بی پیر بریخت

وله

نیست ز کسی عجز و غرور من و تو   قصهٔ شاه و گدا در همه جا مشهور ست

وله

پان وسی که بر لب و رنگ تازه ریخت   نقاشی تبسم و پرداز بوسه است

عیش با تفاق در عالم   صحبت بی نقاب محبوب است

وله

پیری و گریهٔ سحرگاهی   شب ماهتاب و عالم آب ست

وله

بر خطش روگذاشتم همه شب   بوی ریحان علاج بیخوابی ست

چندان عرق شرم بریزم که بشوید   از گرد گناه همه سیمای قیامت

پادشاهی گدائی درویشی ست | سر دولت بپای درویشی ست

وله

خواب شیرین و شکر آرام | در نی بوریای درویشی ست

بیشتر خلق ز هم شکوه چه گفتاند | ورنه کس را ز کسی کم گله خاموشی ست

وله

چندی چو مرغ قبله‌نما چرخ میزنم | آخر برب کعبه قرارم بسوی تست

وله

میرسد پیغام دل هردم که هامون من است | اشک می‌گوید بروی من که جیحون از من است

وله

اگر تقصیر کردی معذرت خواه | که ترک معذرت تقصیر ثانی است

وله

دل به تسلیم و رضا کار خود آراسته است | از خدا خواسته‌ایم آنچه خدا خواسته است

وله

گفته بودی که فراموش بیادت نکنم | کرده گر تو فراموش مرا خود یاد است

وله

زن طبیعت از دم گیرای ما آگاه نیست | جوهر شمشیر ما را مرد میداند که چیست

وله

باز آن شوخ بیگانه من آمده است | دولت رفته من خانه من باز آمده است

رفتم و گرد سر یار شبی گردیدم | گفت با شمع که پروانه من آمده است

وله

شدم بمیکده دیدم شراب نوشیهاست | میان باده و خم طرفه گرم جوشیهاست

قبای پرده دری باب بدقماشان است | لباس مرد هنرمند عیب پوشیهاست

وله

دیدم ز عین مردمی اول بروی من | چشم تو قدم بنگاه نخست تست

این دست و پا شکسته سر چنگ روزگار | محتاج مومیای لطف درست تست

وله

میخرامی بسر خاک شهیدان امروز | بزمین خوردن دامان بی چیزی نیست

تنگ پوشیده امروز برنگی که چو گل | جامهٔ نازک خوشبوی تو خبر بدن است

ضعفم چنان گرفته که در صف نظار | گویم اگر قصیده مجال گریز نیست

بشکل محفل آئینه می آئی | نگاه هر یکی بهر خود نمائی است

امیدوار بہ پیری خویش ہر جوان — شب خواب ہیچ کس نکند بے خیال صبح
وقت آخر چون رسد رونق ز دولت میرود — گشت بر من روشن انحراف ز فروغ ماہ صبح

ردیف دال مهمله

نباشد گر کسی را دست رس خود بکار آید — برای آشنا باید بپای آشنا افتد

ولہ

نوکرے ز نمکدان لب یار نباشد — در مجلس ایجاد چہ شور است ببینید

ولہ

در بتخانہ حسن بر ہمن زادہ دیدم — ملاقات من و آن سنگدل آنجا فدائی شد

ولہ

بسان کفش زر دوز نیست ممسک جفت با دنیا — بحلقش گر گزاری پاکے از زر دست بر دارد

ولہ

غریبی گر کند یاد وطن مسرور میگردد — دلم دار السرور از نام ربا نیور میگردد

ولہ

نفس در کش گر از بحر حقیقت گوہری خواہی — بدریا چون رود غوّاص دم در خویشتن دزدد

ولہ

آن نباتی جامہ گر با بندہ ہم بالین شود — بند بندم یکقلم چون نیشکر شیرین شود
سختی دوران گران بر خاطر ہموار نیست — صفحہ کاغذ ز نقش کوہ کے سنگین شود

ولہ

چہ لاکی نگاہ تو نازم کہ سوئے من — دیدی چنانکہ چشم ترا ہم خبر نشد

ولہ

خاطر خود جمع دار اے غنچہ لب نامہ ام — خود بخود مکتوب من مانند گل وا می شود

ولہ

ہر شئے بہار ہے در مجلس ما دوش بود — چشم از دیدار روشن بود خاموش بود

ولہ

ایجاد در حضور شریعت پناہ عشق — بی مہر داغ محضر دل معتبر نشد

ولہ

ترکیب لب لعل تو بے سبزہ خط نیست — حرفی ست کہ یاقوت با سنگ ندارد

ولہ

ہر کسے در صفت حسن تو بیتے میخواند — شعر برجستہ من مطلع ابروی تو بود

ولہ

ز کس چیزے گرفتن ہمچو لب ننگ میدانم — کف دستم ز استغنا کجا رنگ حنا گیرد
شیشہ در دست جوان ساقی گلفام زند — ہوش رفت از سر مستان کہ پریزاد آمد

وله

این دل صافی که من دارم به آیینه از بس راست … بلکه در اقبال پهلو با سکندر می زند

روز حشر ایجاد من در سایهٔ مهر علی … خیمهٔ خود بر کنار حوض کوثر می زند

وله

مو سفیدی نمک زندگی پیران است … ماهتاب طرف صبح بهاری دارد

وله

چشم دل مردمک دیدهٔ جانم کردند … هر چه منظور نظر بود بیابانم کردند

لاله زاری بمن از داغ عطا فرمودند … رونق محشر خونین کفانم کردند

وله

اگر با قامتش دعوی کند سرو … الهی حرف و بالا نگردد

کس اول گرد باید گر بگردد … بگرد کعبه گردد یا نگردد

وله

سرکشی آن قد رعنا دارد … ناز بر عالم بالا دارد

گل بیدار شگفته است مثال … باغ نظارهٔ تماشا دارد

بی تأمل سفر از خویش کنید … راه اندیشه عمرها دارد

وله

هرگز سخنی نکردی ارشاد … از دست خموشیش تو فریاد

وله

از خانهٔ خود نگردیم دور … عمر تو دراز خانه آباد

وله

ما را چه کمان بسر کشیدی … اینخانهٔ الفت تو آباد

وله

در چمن یار گلعذار آمد … رنگ بر چهرهٔ بهار آمد

وله

راست می گوید اگر سرو که همدوش توام … بر سر دعوی خود مصحف گل بردارد

وله

قید هستی غم سنگین جانی دارد … دوش آزادی ما بار گران دارد

تو محیطی همه لب تشنهٔ دیدار تواند
چون حباب آینه دل جمله هوادار تواند

حرف رای مهمله

پوشش خود سفیدان گلبدن از ناز کرد — رنگ از روی بهار یاسمن پرواز گیر

حرف زای معجمه

اگر مطلب ز خط او نمی بود — نمی شد در جهان هرگز سخن سبز
شهید حسن سبزش گشتم ایجاد — به محشر می کنم رنگ کفن سبز

حرف شین معجمه

ای مصور از لباس یار دامانش بکش — بر رقیبم دست اگر یابی گریبانش بکش

حرف صاد مهمله

گرش حقیقت تماشای شب روز نیست — همچو آن مردم که بینند صبح و شام رقص

حرف لام

چشم زخم مردم عالم اگر منظور نیست — مهر شبنم چرا بستند در بازوی گل
در هوای گلرخان هر کس که زیر خاک شد — بر مزار او بیفشانند بر روی گل

حرف میم

پریشان می شود خاطر مبادا زلف بکشائی — من از شبهای تاریک و دراز تار می ترسم
ولہ
از دست همدمان در شکوه لبریزم ولی — یکدم کسی همچو تصویر نشنیده ست آوازم

حرف نون

با وصف نام همچو نگین در تمام عمر — یکجا نه دست داد برای نشست من

حرف یا

نیستی در بحر هستی جز حباب زندگی — دم غنیمت دان بکن جمع در اخراب زندگی

زود تر آئی جمع اند بکاشانۂ ما | با میدِ نمک لطف تو مہمانی
نہ بسر و الفتی داری نہ سوے لالہ می بینی | صراحی در بغل ساغر بکف مستانہ می آئی

من اشعارہ الہندی

اب کے ترے گہر جو آئینگے ہم | پہر یہان سے کہین نجائینگے ہم
مانند نسیم تجہکو ہر صبح | اے غنچہ وہان ہنسائینگے ہم
جو تیری زبان سے آئے کہیو | ٹک مُنہ سے تو منہ لگائینگے ہم
پی کر ترے منہ کی گالیان بہی | ان ہاتون کی مار کہائینگے ہم
لوہو ترا پانی کر کے تجہکو | بادہ کی جگہ پلائینگے ہم
پہر ہم کہے یہ تیری خاطر | یہ جو کہین سب اُٹہائینگے ہم
اب تو تری بندگی مین آئے | جسطرح اُٹہے اُٹہائینگے ہم
سن یار کہا کہ تجہکو ایجاد | ان جاتون سنتی دکہائینگے ہم

نوحہ سید الشہدائے امام حسین علیہ السلام

جان و دل قربان شاہ کربلا | من بلا گردان شاہ کربلا
من نشینم رفتہ چو نقش قدم | بر در ایوان شاہ کربلا
لعنت حق اے وفاداران کنید | بر جفا کاران شاہ کربلا
شاخ مرجان ریش در خون طپید | گوہر غلطان شاہ کربلا
مصحف حق را سجاوندی نبود | سرخی قرآن شاہ کربلا
آخر از فرمودۂ شاہ نجف | می شوم مہمان شاہ کربلا
جا مرا در صفحۂ خود مید ہند | بوذر و سلمان شاہ کربلا

ساقیٔ کوثر مرا مدہوش کن / از مئی عرفان شاہ کربلا
این سعر نفس چرخ مخروطی بود / گوئے از چوگان شاہ کربلا
می کند خورشید ہم کسب ضیا / از مہ تابان شاہ کربلا
از رحمت گوہر نیسان بود / ریزش احسان شاہ کربلا
سبحہ گردید دست باخود سجدہ گاہ / طینت پاکان شاہ کربلا
خانہ اش باب السلام جنت است / ہر کہ شد دربان شاہ کربلا
یا علی ایجاد را محشور کن / با عزاداران شاہ کربلا

افصح - میر محمد علی

افصح تخلص - میر محمد علی نام مشہدی الاصل سادات رضوی سے ہین - تذکرۂ بے نظیر کے مولف نے لکھا کہ آپکے جد امجد سید اختیار امیر تیمور گورگان کے عہد مین توران سے شہر سبزوار مین آئے - مدت تک وہان سکونت پذیر رہے - جب امیر تیمور خراسان کو فتح کرکے شہر سبزوار مین آیا - سید موصوف کو بلحاظ شرافت حسب ونسب اپنے ہمراہ سمرقند مین لایا - بقول بعض خراسان سے شہر سبزوار مین لایا - اور اپنی دختر سے شادی کردی - اور شہر سمرقند یا شہر سبزوار کی قضا پر مامور فرمایا - سید مذکور تا مرگ اسی خدمت پر بحال رہا - پھر سید کی رحلت کے بعد آنکی اولاد بھی وہان معزز خدمات وعہدون پر کامیاب ہوتے رہے - اور منصب قضا کی خدمت کا سلسلہ بھی انکے خاندان مین نسلاً بعد نسل مسلسل رہا - امیر تیمور کی قرابت کی وجہ سے آپکے اولاد کے نامون کا تاج لفظ سلطان ہوا - آپکے والد سلطان شاہ مرزا عالمگیری زمانہ مین

وارد ہند ہوئے۔ سربلند خان میر بخشی کی لڑکی سے شادی کی۔ شادی کے بعد مخاطب
بہ شاہنواز خان ہوا۔ میر افصح سربلند خان کی لڑکی کے بطن سے ہند مین پیدا ہوا۔
ہند ہی کی زمین مین نشو نما پایا۔ اور تربیت و تعلیم بھی یہین پائی سنہ شعور کے بعد کتب
درسیہ اساتذہ زمانہ سے پڑہین۔ عالم جوانی مین تحصیل علوم و تکمیل فنون سے فارغ ہوا۔
ذہین و ہوشیار فہیم و ہونہار تہا موزون الطبع و سنجیدہ وضع تہا۔ شاعری کے میدان
مین ایسا قدم بڑہایا کہ معاصرین سے چند قدم آگے بڑہ گیا۔ گل رعنا مین لکہا ہے
کہ حسن اتفاق سے ہے کہ سنہ ۱۱۵۲ ہجری مین شہر لاہور مین رونق افروز رہا۔ تذکرہ مردم دیدہ
کے مولف حاکم نے لکہا کہ مین میر افصح سے لاہور مین ملا شاعر خوش مزاج و لائق ہے
حسن اخلاق و تواضع مین فائق۔ لیکن جسقدر لیاقت رکہتا ہے اس سے زیادہ کا مدعی ہے
شعرائے لاہور نے میری تحریک طرح پر مشکل زمین مین اکثر غزلین کہین۔ وہان چند مدت
مشاعرہ کا لطف رہا۔ یاران ہم مشرب کا جلسہ غنیمت تہا۔ پھر آپکے والد شاہ مرزا و میر افصح
غفران مآب نواب آصفجاہ مرحوم اول کے ہمراہ دکن مین آئے۔ ڈاک چوکی کی داروغگی پر
مقرر ہوئے۔ اور میر افصح بھی اہل مناصب مین مامور ہوئے۔ بعد وہ پسر دونون غفران مآب
کی ملازمت و رفاقت مین رہے۔ جب ہمت یار خان ناظم صوبہ بیجاپور ہوئے۔ آپ بھی
مع والد باجد ناظم صاحب کے ہمراہ معین ہوئے۔ مدت تک ناظم صاحب کے ہمراہ ہمت
و جوانمردی سے بسر کرتے رہے۔ آخر جب ناظم صاحب ہمت خان افغان مہدوی حاکم
کرنول کی تنبیہ کے لئے مقرر ہوئے۔ میر افصح مع والد ہمرکاب تہے۔ حاکم کرنول سے سخت
جنگ ہوا۔ طرفین سے اکثر مقتول و مجروح ہوئے۔ اسی معرکہ مین میر افصح اور ان کے
والد شاہ میرزا مقتول ہوئے۔ صاحب مردم دیدہ نے لکہا کہ یہہ واقعہ سنہ ۱۱۵۴ گیارہ سے چون مین

واقع ہوا۔ اور دیگر مولفین نے لکہا کہ سنہ گیارہ سو پچاس مین الخ اوّل کا قول صحیح ہے اسلئے کہ مردم دیدہ کا مولف میر افصح کا معاصر ہے۔ جو لکہا ہے اسکا شاہد ہے۔

من اشعارہ

نمک بوسہ بر آن زند قدح نوش حرام ولہ کہ فراموش کند حق نمکدان ترا

نیست پیرایۂ ہر تیرہ درون جامۂ فقر ولہ رسم آئینہ دلانست نمد پوشیہا

شود معلوم ظرف نیک و بد وقت سخن گفتن ولہ نمی باشد صدائے کاسۂ چینی سفالی را

آہم بباد آن قد برجستہ رفتہ است ولہ چون نیشکر ز خاک کمر بستہ رستہ است

ببزم اہل تمیز درآ تماشا کن ولہ برین مرقع تصویر یک قلم صاد است

منور است ازان نور چشم دیر و حرم ولہ کہ این چراغ میان دو محفل افتاد است

شکر خدا کہ دیدۂ شاہد پرست من ولہ ہر چند بت پرست بود خود پرست نیست

مرا کہ ابلق ایام زیر پانست ولہ چہ غم کہ توسن گردون ستارہ پیشانیست

ہر دلبرے کہ دل نبرد مایۂ غم است ولہ سروے کہ جلوہ نکند نخل ماتم است

از می تہی مباد کہ در چشم اہل ذوق ولہ پیمانۂ بے شراب ہلال محرم است

تا خرامان بچمن آن دلجو شدہ است ولہ سرو انگشت تحیر بلب جو شدہ است

ز خون بیگنہ تا ہنوز گلگون است ولہ بہ تیغ یار چہ حاجت غلاف مخمل سرخ

دل خرابی می کند از زلف بیشترش کنید ولہ دست و پائے می زند دیوانہ زنجیرش کنید

آسمان خم بر سر کوے تو از تعظیم شد عمر این محو ارادت صرف یک تسلیم شد

نہ از رخت عرق از گرمی شراب چکید ولہ ستارہ آب شد از شرم آفتاب چکید

چون رخت از می عرق افشان شود ولہ خانۂ آئینہ چراغان شود

دل عبث می خواہد از دور فلک عیش مدام | وله | آرزوے می کشی از شیشہ و از دون نگرد
باده حق نبود شرط مومن و کافر | وله | کہ ابر کعبہ گہے در فرنگ می بارد
دل بے درد چہ اندیشہ نقصان دارد | ؍؍ | موی چینی نشود و از غم ایام سفید
خط مشکین بگرد حسن گلفام این چنین باید | وله | تکلف برطرف صبح چنین شام چنین باید
مرا در حلقہ زلف تو ہرکس بہ تحسین کرد | ؍؍ | کہ صیاد این چنین صید این چنین دام این چنین باید
شہید زہر نگاہ کرشمہ افصح | وله | کہ ہمچو رنگ حنا شد ترا رگ جان سبز
بجز تصور چشم تو نیست در دل من | وله | شگفتہ است درین باغ یک قلم نرگس
کسے کشتہ نگردد بہ تیغ دلبر خویش | وله | سزد کہ تیر خورد ہمچو ماہی از پر خویش
گردن دعوی مکش در بزم ادب | وله | میرسد آخر بہ پستی سرفرازیہاے شمع
در محفل کہ حسن تو روشن کند چراغ | وله | پروانہا بہ شمع نوید بہر داغ
بر من کاسہ سودا شدہ زان سبزہ خط | وله | کہ خیالات فزون می شود از نشہ بنگ
تا دیدہ شب سنبل گیسوے تو در خواب | وله | ہمچو چمن شدہ بہ پریشان نظرے گل
در طریق راستہا کردہ ام از سر قدم | وله | گرچہ ہمچو خامہ در ظاہر محرف میروم

امین - امین الدین علی

امین تخلص - امین الدین علی نام - مہاری علیخان خطاب ہے - آپ مبارک خان بخاری قلعدار دولت آباد کے فرزندان میں سے ہیں - عالم فاضل فارغ التحصیل تھے - فضائل وکمالات صوری معنوی سے موصوف تھے - شعرگوئی وسخن سنجی میں لائق شمار کیے جاتے تھے - ذی استعداد وصاحب السواد - خوش رفتار و خوش گفتار -

فقرا دوست و غربا پرور آشنا پرست و مہمان نواز تھے - آپکا کلام دلچسپ و دلپسند ہوتا تھا آپ کی غزل و مثنوی کو شعرا کا غذر نہ سمجھتے تھے - آپ غفران ماب نواب آصفجاہ اول کے منصبداروں میں ممتاز تھے - منصب مناسب و خطاب و مراتب سے سرفراز ۱۱۷۲ ہجری تک زندہ رہے آخر ۱۱۷۸ ہجری میں فوت ہوئے - دولت آباد میں دفن کئے گئے

من اشعاره

چہ قدر صید دل تواند کرد / در برش تا لباس باد ایست

وله

نہ چمن نہ غنچہ نہ گلزار میخواہم دلم / چہرۂ سبزہ ہیچ یار میخواہد دلم
بادۂ صاف کنار آب مہتاب خوش ستی / ساقی امشب نشۂ سرشار میخواہد دلم
بسکہ دلچسپ است شیرین کا فرنگیش / بوسہ زان لعل شکر بار می خواہد دلم
دلربائے شوخ و شنگ ہر چند دارای بدر / دلبر زلدادہ را بسیار می خواہد دلم

وله

گریہ بے تو خورم شراب جانان / جان سوز دو دل کباب جانان
در یاد تو و مبدم بہر سو / چون نشئہ کہ بر شراب جانان
شاید کہ رسید روز مہلت / دارد دلم اضطراب جانان

انسان شیخ غلام مصطفی مرادآبادی

انسان تخلص - شیخ غلام مصطفی نام - قوم کنبوہ آپکا مولد و منشا مرادآباد ہے انسان کامل عالم فاضل جامع معقول و منقول تھا - شعر و شاعری میں مقبول تھا کتب معقولات ملا قطب الدین سہالوی و شیخ غلام نقشبند لکھنوی سے تحصیل کی تھیں - ملا کے ارشد تلامذہ سے تھا - اور حدیث کی سند کا سلسلہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے

پہنچتا ہے۔ اور شیخ جان محمد صاحب قادری دہلوی کے مرید و خلیفہ۔ شیخ کملائے زمانہ و اولیائے عصر سے تھے۔ علوم درسی کے سوا علم طب نجوم و فنون خوش نویسی و شانہ بینی وغیرہ میں مستعد کامل تھے۔ اکثر براہمہ ہند مسائل نجوم میں آپ سے امداد و اعانت لیتے تھے مسائل غریبہ و عجیبہ کو نہایت آسانی و سہولت سے حل کر دیتے تھے۔ ہندی میں شعر و دوہہ خوب کہتے تھے۔ فارسی میں آپکا کلام توحید و تعریف و سلوک تصوف کے مضامین سے مملو ہوتا تھا۔ کلام کی بندش ترکیب نہایت درست ہوتی ہے میر غلام علی آزاد بلگرامی نے لکھا کہ جمیع علوم و فنون کی کتابیں انسان کے سینہ میں محفوظ تھیں۔ آپکا علم سینوی تھا نہ سفینوی۔ آپکے پاس کوئی کتاب نہیں تھی۔ جو کچھہ علوم و فنون سے تھا آپکی زبان پر از بر تھا۔ درس تدریس کیوقت فوائد و زوائد مع حل و شرح سامع کی حیثیت کے موافق بیان فرماتے تھے۔ اکثر طلبۂ علوم و فنون دیار و امصار سے آپکی خدمت میں آتے تھے اور آپ سے علوم و فنون کی کتابیں پڑھتے تھے۔ مسائل مختلفہ و مقامات مشکلہ کو آسانی کے ساتھہ حل کر لیتے تھے۔ آپ مدۃ العمر نوکر پیشہ رہے عالمگیری زمانہ میں ہند سے دکن میں آئے منصبداری صیغہ میں مامور ہوئے۔ مدت تک اسی ملک میں گزارے۔ آخر نوکری ترک کر کے بلدہ ایلچپور میں آئے۔ اور سکونت پذیر ہوئے۔ یہاں ایسے جمے کہ مر کے اُٹھے۔ یہاں ایک جوان خوشرو دیہاتی پر فریفتہ ہوئے۔ اور اس سے تعلق خاطر ہو گیا۔ اُسی محبوب کے دروازہ پر اقامت گزین ہوئے۔ اتفاقاً یکایک وہ جوان مر گیا۔ آپ کو رنج و غم کا سخت صدمہ ہوا۔ اُسکے رنج میں زندہ در گور ہوئے۔ کثرت غم سے دیوانہ بنگئے۔ آبادی سے نکل کر صحرا نوردی اختیار کی۔ انہیں ایام میں آپکے استاد مولینا قطب الدین سہالوی

جو زیارت حرمین شریفین سے مراجعت کرکے آرہے تھے بلدۂ ایلچپور مین وارد ہوئے لوگون سے سنا گرز شیدا انسان کا حال پوچھا۔ معلوم ہوا کہ وہ دیوانہ ہو گیا ہے اور آبادی سے دور ویرانون مین رہتا ہے۔ مولنا نے فرمایا کہ اُسکو میرے پاس لاؤ۔ لوگون نے عرض کیا کہ وہ آبادی مین ہرگز نہین آئیگا۔ ہم کو دیکھتے ہی فرار ہو جائیگا۔ مولانا نے ایک رقعہ لکھا ایک شخص کو دیکے کہا کہ یہ رقعہ انسان کو دکہلاؤ۔ آپنے رقعہ مین یہہ فقرہ جو عرب کے نزدیک ضرب المثل ہے کہ اطرق کری ان النعامۃ فی القری کہ یہ مثل اُس شخص کے لئے بولی جاتی ہے جو اپنے نفس پر نازان ہو۔ یا اس شخص کے نسبت جو کلام لطیف و نرم سے دام فریب مین آجائے۔ اس مثل کی اصل حقیقت یہ ہے کہ کری ایک پرندہ مثل کبک دری کے ہوتا ہے عرب جب اسکے شکار کا ارادہ کرتے مین تب آہستہ آہستہ یہ فقرہ بولتے ہین اطرق کری الخ وہ آواز سنکے زمین سے دبکے پیوست ہو جاتا ہے۔ پس اُسپر چادر ڈالدیتے ہین اور اُسکو آسانی سے شکار کر لیتے ہین۔ پھر عرب کے نزدیک یہ مثل شخص فریب خوردہ کے نسبت مستعمل و مروج ہو گئی۔ هذه ماخوذة من ضرب الامثال للميدانی۔ حسب ہدایت ملا صاحب شخص مذکور رقعہ لیگیا۔ اور انسان کو دکہلایا۔ انسان رقعہ کو دیکھتے ہی مولانا کی خدمت مین حاضر ہوا۔ مولانا سے نیازمندانہ ملا۔ پھر ملا صاحب ہندوستان روانہ ہوئے۔ انسان بدستور سابق وحشت و صحرا مین پراگندہ و پریشان گھومنے لگا۔ گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ انسان نے انتقال سے تین سال قبل ترک لباس کیا تھا۔ صرف ایک قمیص پر اکتفا کیا ہوا تھا۔ ایک رات اول وقت مین خواب مین دیکھا کہ کوئی ہاتف غیبی کہتا ہے۔ احمل خبر من یحمل خبرا۔ یعنے

نیک مرد وہ شخص ہے جو امر خیر کرے - آخر ۱۲۴۲ھ ہجری مین فوت ہوا - بلدہ الیچپور مین
شاہ عبدالرحمن عرف رحمن شاہ دولہ غزنوی کے مزار کے قریب مدفون ہوا - اور
گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ آغا محمد امین الیچپوری متخلص بوفا آپکے ارشد تلامذہ
مین تہے - نقل کرتے ہین کہ ایک وقت ناصر علی ہندی و انسان باہم ملے - مکالمہ مین
ناصر علی نے استادون کے اشعار مین عیب جوئی و نکتہ چینی شروع کی - انسان نے
فرمایا کہ آپ اساتذہ کے کلام مین عیوب نکالتے ہین - اور اپنے کلام سے خبر نہین کہتے
چنانچہ آپکے اس شعر مین ؎

نادم ام بینائے می بر طاق حسرت می کشم / توبہ گستاخی است شرم از روی رحمت می کشم

شرم کشیدن خلاف محاورہ ہے - اس مقام مین خجالت کشیدن چاہئے - کہتے ہین کہ
ناصر علی سخت نادم ہوا - جلسہ برخاست ہوا - انسان سلام علیک کہکر چلتے ہوئے -

من اشعارہ

نہ برای تو تنہا دارد از نرگس حسین چشمی / بود با دام چشمی لالہ چشمی یاسمن چشمی

ولہ

بازی عشق است می باید بسامان باختن / ہر سحر چون صبح جان تازہ خندان باختن

ولہ

چہ عجب در روش رہبر گر افتاد خلل / پیر شد چرخ از آن گشت دماغش مختل

ولہ

روشن دل و وابستہ مذہب چہ کمالست / ہر چہ مقابل شود آئینہ ہمانست

ولہ

در شان علی بحث کند شیعہ و سنی / حقا کہ علی برتر ازین ہر دو بیان است

انسان چو مسمی شود از اسم الٰہی / ناچار ز افزون شدن عبد بر آن است

در اسم علی چون کہ بنی عبد نیفزود / بنگر کہ درین پردہ عجب سر نہان ہست

ولہ

ہستی تشخص و عدم چو آئینہ بہ پیش / عالم بمثال عکس بخویش بخویش

انسان بمثل چو چشم عکس است درو　　　آن شخص عیان نمودہ پاک از کم و بیش

انسان نے اس رباعی مین وحدت الوجود کا مسئلہ نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے بیان کیا ہے۔ گویا دریا کو کوزہ مین بھر دیا ہے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے اس رباعی کی شرح تذکرہ سرو آزاد مین لکھی ہے۔ مین یہان اسکا ترجمہ ناظرین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتا ہون۔ تاکہ ملاحظہ سے مستفید ہون۔

قولہ ہستی۔ اصطلاح صوفیۂ کرام مین ہستی سے حقیقت حق مراد ہے۔ اسکو اُس شخص سے تشبیہ دیتا ہے جو اپنی ذات کو آئینہ مین مشاہدہ کرے۔ دونون مین وجہ تشبیہ جامعیت کثرت ہے۔ مشاہدہ کرنیوالے مین کثرت بوجہ اعضا۔ اور ذات حق مین باعتبار صفات ذاتیہ جیسا کہ وہ فرماتا ہے (کنت کنزاً مخفیاً) دونون ظہور کے خواہان وجویان مین۔ ایک تناسب اعضا کی وجہ سے نمایان۔ دوسرا اسمائے صفاتی کے لحاظ سے عیان ہوتا ہے۔ جیسا کہ اسکے قول سے (فاحببت ان اعرف) یس مین دوست رکھتا ہون کہ پہچانا جاؤن۔ قولہ و عالم۔ عالم سے علم حق مراد ہے۔ اُسکو آئینہ سے تشبیہ دیتا ہے اس لئے کہ دونون مبدء انکشاف مین۔ اور عالم کو آئینہ کے عکس سے تشبیہ دیتا ہے اسلئے کہ عالم کے حقائق صوفیۂ کرام کے نزدیک صور علمیہ مین۔ مرتبہ علم مین ظاہر ہوتی مین۔ جیسا کہ آئینہ مین عکس کہلاتی ہین۔ ظاہر ہے جسطرح تمام اعضا کا عکس آئینہ مین واقع ہوتا ہے اسیطرح آنکھ کا عکس بھی اسمین واقع ہوتا ہے اور آنکھ کے عکس مین اُس شخص کا تمام عکس نمایان ہوتا ہے۔ پس نشاۂ انسان کی حقیقت کو جو تمام حقائق عالم سے جامعیت کے ساتھ مخصوص ہے۔ آنکھ کے عکس سے تشبیہ دیتا ہے کیونکہ وہ بھی بہ نسبت عکس تمام اعضا اُس شخص کی آئینہ داری کرتا ہے اور اُسکو

دکھلاتا ہے۔ بخلاف دیگر عکوس۔ اور شیخ محی الدین اکبر قدس سرہ کے کلام سے بھی یہی مراد ہے۔ {وکان آدم ھی المرآۃ المجلوۃ} مشبہ و مشبہ بہ کا مشترک الاسم ہونا نہایت لطف رکھتا ہے۔ اور شاعر کا تخلص کہ انسان ہے اس معنی نے لطف کو قند مکرر کردیا۔ پس رباعی کے معنی یہ ہین کہ ہستی نے یعنی ذات حق جو جامع تمام اسمائے صفاتی ہے اور مرتبۂ علم مین آئینہ سے ظہور کیا۔ اور عالم اُس شخص کے عکسون کی طرح صورت نما ہوا بجنبش و بجنبش کے معنی یہہ ہین کہ عالم کو عکس کی طرح دو جہت پیدا ہوئین۔ ایک کے وجود علیحدہ دکھائی دیتا ہے اور غیر معلوم ہوتا ہے بجنبش ہے۔ یعنی ہیچ ہے۔ کیونکہ واقع مین وہ شخص آپ ظاہر ہوتا ہے اور عکس کا وجود وہمی ہے کیونکہ یہ بھی واقع مین خود وہی ہے جو اپنی ذات پر ظاہر ہوا ہے یعنے موجود فی حد ذاتہ ہے انسان کی حقیقت تمام عالم کے حقائق کے مقابلہ مین آنکھ کے عکس کی طرح ہے یعنے آنکھ کے عکس مین ذات حق نے تمام مراتب کے ساتھ جلوہ فرمایا۔ و معنی پاک از کم و بیش الخ کے یہہ ہین کہ اللہ کا ظہور انسان کی حقیقت مین اور اسکا ظہور تمام عالم مین کم و بیش نہین ہے بلکہ انسان مین بطور اجمال۔ اور عالم مین بطور تفصیل ہے۔ مثلاً انسان کی صورت آئینہ مین اور انسان کی صورت آنکھ کے عکس مین برابر ہے مگر فرق اتنا ہے کہ آئینہ مین بڑی اور آنکھ کے عکس مین چھوٹی۔ اسلئے انسان کو عالم صغیر اور عالم کو انسان کبیر کہتے ہین۔ انتہی ترجمۃ الرباعی۔

انصاف۔ علی نقی خان

انصاف تخلص۔ علی نقی خان نام ہمدانی الاصل قوم قاچار سے تھے۔ آپ

نعمت علیخان ایجاد کے فرزند ہیں۔ آپکی ولادت شہر حیدرآباد دکن میں ۱۱۷۳ سنہ ہجری میں
واقع ہوی چنانچہ آپکے جد امجد نے جو تاریخ گوئی میں بینظیر تھے۔ آپکی ولادت کی تاریخ
اس فقرہ میں پائی } صاحب اقبال مبارک قدم ست } پرورش اور تربیت کے بعد
اسی شہر میں کتب درسیہ سے ۱۱۹۳ھ میں فارغ ہوئے۔ علوم حکمیہ و فنون ادبیہ میں مرتبہ کمال کو پہنچے
مرزا افضل قاقشال تحفۃ الشعرا میں لکھتے ہیں کہ انصاف الہیات و طبعیات میں بینظیر
تھے۔ میں نے ایجاد کی زبانی سنا وہ فرماتے تھے کہ میرا فرزند فخر خاندان ہے انہی کلام
انصاف کا عالم شباب تھا درجہ کمال آپکا ہمرکاب تھا مزاج بحر مواج تھا۔ بزرگی کا
سر پر تاج تھا۔ طبیعت برق تھی ذکاوت ذہن کے بادلوں میں کڑک رہی تھی دماغ میں
علم و فہم کی روشنی چمک رہی تھی۔ فلسفی خیالوں و حکمی مناؤں کا ذخیرہ قوت حافظہ
میں محفوظ تھا اور زمانہ کے واقعات کا فوٹو خیال کے مرقع میں ملحوظ تھا۔ آپکے لمعن
شعرگوئی کا خیال پیدا ہوا۔ جوش طبیعت سے موزون کرنے لگے۔ ابتدا میں والد ماجد سے
اصلاح لینے لگے تھوڑے ہی دنوں میں زمرہ شعرا میں مشہور ہو گئے۔ آپکا کلام شستہ
و صاف ہے ہر ایک شعر سے مضامین پسندیدہ و معانی دلچسپ نمایاں ہیں اور ہر ایک فقرہ
سے رنگین بیانی و شیریں زبانی عیاں ہے۔ آپ صاحب دیوان ہیں آپکا دیوان عجائب
و غرائب کا سفینہ ہے لطائف و نوادر کا خزینہ ہے۔ ذہین و فہیم ادیب حکیم تھے۔ شاعر
خوش فکر و خوش طبع خوش مزاج و شگفتہ جبین۔ ظریف و رنگین تھے۔ خلیق و لئیق تھے
دوست پرست و یار نواز۔ آپ سرکار عالی نظام کے منصبداروں میں سرفراز۔ عالم
فاضل و ادیب کامل تھے درس تدریس کا شوق تھا۔ چونکہ معقولات و الہیات میں
مشہور تھے۔ اکثر طلبہ منتہی آپ سے اس فن کے کتب پڑھتے تھے۔ ہم عصروں میں لائق

مانے جاتے تھے۔ اور آپکو موروثی شاعری کی بھی قدرت تھی۔ ہفتہ عشرہ میں اپنے مکان پر مشاعرہ کا جلسہ بھی منعقد فرماتے تھے۔ شہر کے اکثر شعرا کا مجمع ہوتا تھا۔ خوب مزہ و لطف رہتا تھا۔ گل عنامین لچھمی نراین شفیق لکھتے ہین کہ مین سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین وارد حیدرآباد ہوا انصاف سے چند روز خوب ملاقات رہی اکثر اوقات مشاعرہ کا اتفاق ہوا تھا کلام پھر دوسرے مقام مین لکھتے ہین کہ جناب انصاف سنہ ۱۱۸۲ ہجری مین اورنگ آباد رونق افروز ہوے فقیر سے ملاقات ہوی چند روز مقیم رہے خوب لطف رہا تھا۔ غرض جہان آپ رہے اپنے خیال وضع کے پابند رہے مدۃ العمر عمدہ طرح سے گزارے۔ قدرت اسد خان قدرت نتائج الافکار مین لکھتے ہین کہ آپکی وفات سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین شہر حیدرآباد دکن مین واقع ہوی۔ اب ہم آپکے دیوان سے اشعار ذیل شائقین کے ملاحظہ کیلئے گزارش کرتے ہین

من اشعارہ الفارسی

روشن از نور ثنای اوست ہر حرف ما		عقد گوہر ہست حمدش در گلوے حرف ما
چہرۂ گفتار ما را رونق از نعت نبی		وصف آن در یتیم ہست آبروے حرف ما
گلشن تقریر ما را وصف آن شہ سبز رست		نازبر فردوس دارد رنگ و بوے حرف ما
قیس را آدم نمیدانیم بادیوانہا	ولہ	بود یک غول بیابانی ز صحرائے شما
جان نہا بیدادہ چین را بجبین نزد او		زحل ہیجا می کند در بیت ابروئے شما
صبا ہر صبح بعد از گرد سر گردیدن شیرین	ولہ	رسانی بندگی از من خداوندان بطحا را
دست قاتل بدہم روز جزا دامان را	ولہ	من نہ آنم کہ فراموش کنم احسان را
نشوم دشمن ہجران اگرم قتل کند		بسکہ بوصل بتان دوست ندارم جان را
مرید سرکشی خواہند شیخان ریاضت کش	ولہ	تلاش توسن بدخو بود چابک سواران را

تماشا کردن جنگ خروسان معصیت باشد — نباید آرزو کردن نزاع تاجداران را

وله

روئے او دیدم نمودم محو داغ خویش را — صبح روشن شد زدم دامن چراغ خویش را

وله

بارہا چون شیشہ ساعت درین کلفت سرا — آسمان برگشت و مشکل روزگارم برنگشت

وله

درگلستان آمد و رنگ دیگر از رخ گلہا پرید — از برائے عندلیبان این گل دیگر شگفت

دل چون من ضعیفی را چه نقصان گر بدست آید — سلیمان ہم برائے نام مورے میکند پیدا

اوج نمک حرامان ہرگز نمی توان دید — خورشید چشم پوشید وقت ظہور مہتاب

من الشعراء الہندی

می ہو چکی تمام گلابی مین کیا رہا — ساقی سمجھ کے دیکھ خرابی مین کیا رہا

ذبح کر کے داب کیون کہتا ہے تو پانون تلے — چھوڑدے بسمل ہو ناکھو لگے وہ تلملے

ایما۔ میر بخشی عاشق علیخان

ایما تخلص۔ میر بخشی نام عاشق علیخان خطاب۔ آپ خوشحال خان قاقشال کے نواسے آپکے نانا عالمگیری زمانہ مین بادشاہی معزز منصبدارون مین تھے شوخ طبع و آزادانہ مزاج تھے۔ بی پروائی آپکی ذاتی صفت تھی۔ آپکو نہ خوشی سے خوشی تھی نہ غم سے غمی ایکوقت خوشحال خان نے جواہر و زر سے بنگلہ آراستہ کیا۔ عالمگیری عتاب مین معتوب ہوا۔ کچھہ پروا نکی بلکہ شوخی سے کہتا تھا۔ ہماری خوشحالی کہین نہین گئی ہم ہر حال مین خوشحال ہین۔ آخر خانزادی کی وجہ سے قصور معاف ہوا۔ بدستور اصل منصب سے سرفرازی پائی۔ عالمگیری زمانہ مین فوت ہوا۔ میر بخشی صاحب نے جمنا کے بعد وزارت خان بن دیانت خان کے ذریعہ سے پانصدی منصب و خطاب خانی سے سرفراز ہوا

نظام الملک آصفجاہ کے منصبداروں میں منسلک ہوا۔ چند مدت کے بعد پریشان حال ہوا اور کسیقدر جو اس و دماغ میں خلل واقع ہوا۔ اسوجہ سے دلاور خان بن دلاور خان نصرت کی رفاقت میں ہا۔ دلاور خان رنتہور داہونی کی قلعداری و فوجداری پر ممتاز تہا۔ علم ہندسی کا استاد۔ چند رسائل آپکی تصنیف سے ہیں۔ علم عربی و فارسی میں بہی استعداد و قابل تہا۔ شعرگوئی و تاریخ گوئی میں یگانہ شمار کیا جاتا تہا۔ ۱۱۴۷ ہجری میں فوت ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

جاہ زنخدان آبروے سائلان ہو بخت		تا کہ ترا عور کن این ما جرا سے آشنا

جب مبارز خان نظام الملک آصفجاہ کے لشکر کے قریب پہنچکر دریاے پورنا سے عبور کر کے آگے نکل گیا اور آصفجاہ کا مقابل نہیں ہوا۔ لشکر میں شہرت ہوی کہ مبارز خان خوف سے بہاگا۔ میان یاہی لشکر میں تھے۔ تاریخ کہی ہے

سال تاریخ پوچھتے ہیں یاران		گفتمش ڈر گیا مبارز خان ۱۱۳۶ ہجری

من اشعارہ الہندی

طبیب عشق سیں پوچہا زلیخا نے علاج اپنا		کہا تجہہ پر پہلا ہے سورہ یوسف کا دم کرنا
عاشق نہیں ہے تجکو کچہہ خوف معصیت کا	ولہ	موسی رضا ہینگے امام ضامن اپنا
کیون نہ کہہ اوسے وہ کمان ابرو	ولہ	واسطے جسکے کہینچتے ہیں سب چلے

افتخار۔ سید عبد الوہاب دولت آبادی

افتخار تخلص۔ سید عبد الوہاب نام۔ سادات بخاری الاصل سے ہیں۔ نسب کا سلسلہ سید مخدوم جہانیان بخاری سے ملتا ہے۔ آپکا مولد و منشا احمد نگر دکن ہے۔ تعلیم و تربیت کے بعد

مرتضی خان بخاری قلعدار دولت آباد کی دختر سے شادی کی۔ اس تقریب سے آپ دولت آباد
مین آئے۔ اور یہین متوطن ہوئے۔ سن شعور کے بعد فارسی کتب درسیہ مین استعداد
وافی حاصل کی۔ پہر صرف کی تصریف ماضی و حال و استقبال مین مصروف رہے۔ بعد ازان
نحو کی طرف متوجہ ہوئے۔ ایک زمانہ تک کلمہ و کلام کی تعریف۔ وضع و نصب و جر کے تحقیق مین
گذارے۔ علی ہذا القیاس معقول کے حاصل کرنے مین بہی عرق ریزی و دلسوزی کی
فراغت تحصیل کے بعد فن ادب و شعر کا شوق دل مین پیدا ہوا۔ جناب میر غلام علی آزاد بلگرامی
کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور آپکی شاگردی مین فائز المرام ہوئے۔ اور کتب تحصیل شدہ
کی تکمیل بہی حضرت آزاد کی توجہ سے کی۔ آپنے تذکرہ بینظیر مین حضرت آزاد کی استادی
اور اپنی شاگردی کا اقرار و اظہار کیا ہے ؎

ہفت اقلیم سخن امروز از استاد ما   دارد این معمورہ را زیر قلم آزاد ما

فارغ التحصیل ہونیکے بعد آپنے علم طب کو بہی حاصل کیا۔ مدت تک اطبا کی خدمت
مین مشق کرتا رہا۔ اکثر مطبون مین بیٹہکر تشخیص و تفتیش کرتے رہے۔ حکیم حاذق و طبیب
فائق تہے۔ آپ سنہ ۱۱۸۳ھ ہجری مین نواب شجاع الدولہ بہادر غیور جنگ متخلص بہ غیور کی خدمت
مین مقربین کے زمرہ مین اول نمبر تہے۔ نواب صاحب آپکی بڑی عزت و آبرو فرماتے تہے
خوش حال و فارغ البال تہے۔ آپ نواب صاحب کی مجلس کی رونق تہے۔ ہر وقت لطائف
و ظرائف سے نواب کی دلجوئی و خوش طبعی فرماتے تہے۔ آپ سلیم الطبع حلیم الوضع
پسندیدہ سیرت و سنجیدہ طبیعت تہے خوش کردار و خوش رفتار راست گفتار صاحب وقار
تہے۔ ظرافت و لطافت مین مشہور فصاحت و بلاغت مین نور علی نور تہے۔ انشا پردازی
مین بلند پرواز۔ اور نظم کی شیرازہ بندی مین گویا بلبل نغمہ ساز تہے۔ کلام شستہ و رنگین کے

نقشبند و مضامین برجستہ و دلنشین کے نخابند تھے۔ آپکی انشا نثر کے دیکھنے سے ذائقہ کو
لذت اور سامعہ کو فرحت حاصل ہوتی ہے۔ اور لطافت نظم و نزاکت معانی کے مطالعہ سے
قوت ناطقہ کو لطف فزوں ہاتھہ آتا ہے۔ تازہ تازہ لطائف شگوفہ ظرائف کے ملاحظہ سے
دل و دماغ سیراب تازہ ہوتا ہے۔ آپکا فارسی دیوان روزمرۂ اہل زبان ہے۔ محاورہ مین
سفینہ کمال نزاکت و خوبی مین سحر حلال ہے۔ آپکا کلام ریختہ زبان مین بھی فصاحت
و ملاحت سے لبریز ہے۔ حسن بلاغت و نزاکت سے شور انگیز ہے۔ ادا ہائے دل آویز
و کرشمہای جادو آمیز سے معلوم ہوتا ہے کہ سحر سامری ہے۔ کثرت آرائش و نگارش سے
ثابت ہوتا ہے کہ پری دو پیکری ہے۔ آپ ریختہ زبان مین بھی صاحب دیوان مین۔ آپنے
ریختہ مین دوہے اور کبت در جھولنہ و کہریا و پہیلیان بھی کہی ہین۔ آپ کا تخلص
افتخار ہے ہم اگر آپکو فخر دکن کہین تو بجا ہے۔ آپنے سنہ ۱۲۰۲ ہجری مین تذکرہ شعرا
مسمی بہ نظم العبد کیا ہے۔ اسمین متقدمین و معاصرین کا حال تاریخی طرز پر لکھا ہے
تذکرہ کا نام بینظیر تاریخی ہے۔ آخر آپ سنہ ۱۲۱۹ ہجری کے قریب فوت ہوئے۔ دولت آباد
مین حضرت برہان الدین غریب کے روضہ کے قریب مدفون ہوئے۔ کسی تذکرہ نویس نے
آپکی وفات کا سنہ نہین لکہا شاید معلوم نہوا ہوگا۔

من اشعارہ الفارسی

بود فیضان دیگر چشمہ داد الہی را ... زماہی قسمت افزونتر بود دندان ماہی را

ولہ

حمایت میکند ناموس دل دیوانۂ ما را ... گل داغم چراغی زیر دامان ست صحرا را

ولہ

بود بیعزتی با قحبۂ بازار جوشیدن ... اگر راہ حمیت میروی بگذار دنیا را

ولہ

اسجد از نقش پایش جبہۂ ما بر فروزد ... از زمین این سجدہ داری تخشن در انعام ما

مشت خاک خویش را فرش ره او ساختم — وله — تا باین تقریب یابم دولت پابوس را

شب خیال او تصرف کرد در دل بسکه چو است — وله — حکم صاحب خانه دارد آنکه شد مهمان ما

بیقراران را بهال دیگران پرواز نیست — وله — احتیاج دلو نبود چشمهٔ سیماب را

رسوا کند محک زر ناقص عیار را — وله — باشد همین معامله سنگ مزار را

یک جهان جلوه کند نور خدا در دل صاف — وله — آتشین نخل شود عکس چراغی در آب

بگذرید از خود نکویان از نکوی نگذرید — وله — بو نمیدارد دریغ از ما چو گل گردد گلاب

سوختن چون شمع بر بالین جانان بهتر است — وله — درد گر این منزلت باشد ز درمان بهتر است

آن خوب را بجامهٔ رنگین نیاز نیست — وله — چون بر لباس در بر او ساده خوشنماست

در تف عشق تو آرام از ان بیتاب است — وله — قائم النار که دیدیم همین سیماب است

ز تیغ یار چه احسان که نیست بر سر ما — وله — بود بهر دو جهان چهرهٔ شهیدان سرخ

یا علی غیر ترا در دل من نیست گذر — وله — هست مشهور که این بادیه شیری دارد

برهمنی که دلم را بسوخت می گوید — وله — برو برو ز تو بوی کباب می آید

چشم گریان مرا عالم تماشا کردنی ست — وله — آن پری را آرزوی سیر من دریا شد

غنچه یکبار گشاید لب خوش طبعی دهد — وله — خوب آید سخنی کز لب کم گو آید

مزاج عاشق و طفل است یکسان امتحان کردم — وله — باندک حیلهٔ خوبان به پیراهن نمی گنجد

چه از بیگانه نالد کس وفا از خود ندید آخر — وله — ز شبنم شکوه بیجا که رنگش هم پرید آخر

از وفا گشتم خجل چون یار شد شمع مزار — وله — می شدم پروانه گر جان دگر میداشتم

سر زلف تو چگویم بچه عنوان کردم — وله — بردم آنجا دل جمعی پریشان کردم

مگر رخانهٔ آئینه روشن کردهٔ ظالم — وله — شبی در خانهٔ ما هم چراغان میتوان کردن

لوح خاکم سنگ مقناطیس بو دی کاشکے	میر و دآن آئینین دل از سرمہ من فشان

انور - نورالدین خان کرناٹکی

انور تخلص - نورالدین محمد خان بہادر نام - آپ ابوالمعانی بہادر گویاموی کے فرزند ہین اور نواب محمد محفوظ خان بہادر شہامت جنگ کے نواسہ سنہ ۱۱۶۰ ہجری مین شہر تھٹر نگر مین پیدا ہوئے - سن شعور کے بعد کتب درسیہ عربیہ فارسیہ علما فضلا کی خدمت مین ختم کین اور فن شعرگوئی مین مولانا محمد باقر آگاہ سے تعلیم پائی اوّلاً انور تخلص کرتے تھے ثانیاً دل تخلص اختیار کیا -

ابتدا مین نواب والاجاہ کی سرکار مین بعہدۂ خانسامانی تنجاور پر مقرر ہوئے - بعد ازان نیلور کی فوجداری پر سرفراز ہو کر وہان بجرم قتل معزول ہوئے - اور قلعہ چندرگیری مین مقید کئے گئے - حالت حبس مین حافظ محمد مکی سے قرآن حفظ فرمایا - حفظ قرآن کے بعد ایک عرضی معافی جرائم کے لئے نواب والاجاہ کی خدمت مین بھیجی - نوابصاحب نے قیدخانہ سے بلایا - اور قرآن شریف سنا - رمضان المبارک کا مہینہ تھا - تراویح پڑھنے کا ارشاد ہوا انور نے نوابصاحب کے حضور مین شبینہ پڑھا - نوابصاحب بہت خوش ہوئے پھر نیلور کی فوجداری پر بحال فرمایا - اور پلنار اور ونکول کی فوجداری بھی آپ ہی کے تفویض ہوئی - نوابصاحب کے انتقال کے بعد سنہ ۱۲۱۰ ہجری مین عمدۃ الامرا بہادر کے طرف سے صوبہ داری ارکاٹ کی نیابت پر مامور ہوئے - ایک سال کے بعد معزول ہو کر مدراس مین آ پہنچے وہان عارضہ سل و دق مین مبتلا ہوئے - آخر سنہ ۱۲۱۲ ہجری مین آخرت کا سفر اختیار کیا شیخ محمد مخدوم ساوی کے گنبد کے قریب مدفون ہوئے -

مشہور ہے کہ انور نے ایکروز ایک رباعی مستزاد نواب والا جاہ کی خدمت مین پیش کی نواب نے انور کا منہ جواہر گران بہا سے بہر دیا وہ رباعی مستزاد یہہ ہے

رباعی

از نقد بقائیکہ عطا کرد ترا + رب الارباب
کردی بفنا و صرف در راہ خدا + صدق و ثواب
از وعدۂ ایزدی کہ یک را بعوض + دہ می بخشد
مقصد خود تست بعد از لطف و عطا + وہو الوہاب

صاحب دیوان ہے۔ اشعار مین دونون تخلص موجود ہین کہین انور کہین دل جو وہ بعض نے لکہا ہے کہ انور کے دو دیوان ایک مین انور تخلص کرتا ہے اور دوسرے مین دل یہہ سہو ہے صاحب گلدستۂ کرناٹک نے محقق طور سے لکہا ہے ۔

من اشعارہ الفارسی

ولہ
طپید نہاے دل آرد ز عشرت نوید اینجا
مگر قربان شدن باشد مبارک باد اینجا

ولہ
ز فیض دادن سر یافتیم از سر جوانیہا
بجا شد اتفاق شمع و من در سر فشانیہا
دل ز گیسوے تو شد محو پریشانیہا
گرد در کار جنون سلسلہ جنبانیہا

ولہ
خوشتر از گلبانگ می آید فغانم یار را
گوش گل باز ست از بہر نواے عندلیب

ولہ
تیر تو آمد بدل منزل خود جان گذاشت
طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت
در شکن زلف یار کرد دل آخر قرار
عشق تو دیوانہ را بردو بزندان گذاشت

ولہ
سینہ از بسکہ وحشت آباد ست
طفل اشکم رمیدہ می آید
بہر تعظیم یار ما ز عدم
سرو قامت کشیدہ می آید

ولہ
گر بیاد زلف مشکین تو گردم اشکبار
چون سلیمانی شود ہر اشک من زنار وار
وصل ہم مانع بیتابی انور نشود
لذت این طپش آغوش تو میداند و بس
آئینہ مبند و دل ساعت فرنگ
باشد حیات دل طپش بیشمار دل

وحشت نگر کہ چون قدم از کشور عدم
برداشتم بدامن صحرا گذاشتم

ولہ

ز شمع حسن تو گر چشم دل شود روشن
برنگ مہر زند خندہ ہر سحر شامم

ولہ

خدنگ ناز مکش غمزہ را تمام مکن
بخون خلق مزن دست و قتل عام مکن

سحر ز من گل و بلبل کنند گلشن مشق
یکی دریدن جیب و دگر کشیدن آہ

من امشب ہرچہ گویم بی تکلف میشود موزون
خیالم مخوان بالای موزونست پنداری

ارسلان مولانا قاسم مشہدی

ارسلان تخلص۔ مولانا قاسم نام۔ مشہدی الاصل ہے۔ سید صحیح النسب تھا۔ علامۂ دہر وفہامۂ عصر تھا۔ فن شاعری مین فرد فرید۔ اکبر بادشاہ کے زمانہ مین ہند مین وارد ہوا تاریخ گوئی و خوشنویسی مین بھی جید تھا۔ چندمدت تک اکبر کی ملازمت مین رہا۔ پھر احمد آباد گجرات مین گیا۔ اور وہان سکونت پذیر ہوا۔ چند روز کے بعد دکن کی سیر کو نکلا اولاً احمدنگر مین پہنچا۔ نظام شاہ بحری نے بڑی خاطرداری و مہمان نوازی کی۔ پھر وہان سے بیجاپور آیا وہان کے بھی والی نے بڑی عزت و آبرو کی۔ چند روز قیام کرکے وہان سے گولکنڈہ مین رونق افزا ہوا۔ یہان بھی بدستور شاہان دیگر تعظیم و توقیر سے ممتاز ہوا۔ اور عبداللہ قطب شاہ نے بہت کچھہ سلوک کیا۔ عطیات و صلات سے سرفراز فرمایا۔ چند روز مہمان رہا بعدازان احمد آباد گجرات مین معاودت کی۔ اس فکر مین تھا کہ وطن مالوفہ روانہ ہو جائے کہ یکایک وقت موعود پہنچا۔ وہین فوت ہوا۔ یہہ حادثہ سنہ ۱۵ ہجری مین واقع ہوا۔ صاحب صبح گلشن نے لکھا کہ یہہ واقعہ لاہور مین سنہ ۹۵ ہجری مین۔ اور ہم نے ریاض الشعرا مین دیکھا۔ کہ اسکا مدفن احمد آباد۔ اور

نہین معلوم کہ سنہ مذکور و مدفن لاہور صاحب صبح گلشن نے کس کتاب سے نقل کیا ہے - واللہ اعلم بالصواب

من اشعارہ الفارسی

آہ دلم گر اثری داشتی — شام امیدم سحری داشتی
گرد سرت گشتی و گردی طواف — کعبہ اگر بال و پری داشتی

وله

لفظ و معنی بحال من گر بہند — بی گذری در کتاب کنم

امداد - شیخ غلام حسین برہانپوری

امداد تخلص - شیخ غلام حسین نام - ہاشمی النسب قادری الطریقہ ہے - حافظ کہانسی صاحب کا ہمشیر زادہ تہا - آپکا مولد و منشا برہانپور خاندیس تہا - سن تمیز کے بعد کتب درسیہ عربیہ فضلاے شہر سے پڑہین - لیاقت استعداد حاصل کی - شعرگوئی مین عمدہ سلیقہ پیدا کیا - برہانپور سے شہر اورنگ آباد مین آیا - جناب میر غلام علی آزاد بلگرامی کے حلقہ شاگردی مین داخل ہوا - آپکی خدمت مین مشق کرتا رہا - جناب آزاد کی توجہ و اصلاح سے شعر خوب کہنے لگا خیالات رنگین و مضامین دلنشین ایجاد کرنے - ایک مدت تک اورنگ آباد مین رہا - نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کی ملازمون مین ممتاز تہا - ملازمت کے علاوہ امرا کے بچون کو بہی تربیت و تعلیم دیتا تہا - شہر کے اکثر معزز امرازادے آپکی خدمت بابرکت مین بغرض استفادہ حاضر ہوتے تہے - امرا آپکی کفیل تہے عمدہ طرح سے خدمت و سلوک کرتے تہے - نہایت فراغت سے زندگی بسر کرتے رہے - آخر اورنگ آباد سے وطن مالوفہ برہانپور روانہ ہوا - وہان چند روز زندہ رہا - پہر بہشت برین کو رحلت کی - آپکی وفات قریب سنہ ۱۱۹۲ ہجری مین ہوئی - آپ خوش فکر خوش سلیقہ - ظریف الطبع شگفتہ جبین تہے

مزاج مین درویشی و خاکساری تھی درویش دوست و فانی مشرب تھے۔ اکثر اوقات اہل اللہ واہل دکن کی خدمت مین گزارتے تھے۔

من اشعاره الفارسی

از تو پنہان میکند آئینہ روی خویش را | هر کسی منظور دارد آبروی خویش را
گل ز باطن صاحبدلان بی قصد فیض | در گرہ بستن نداند غنچہ بوی خویش را

وله

سرگرم الفت من و اغیار بودہ + | اے جان عاشقی تو چہ عیار بودہ

وله

بر دامن دلم نہ غبار تعصب است | چون ساغر بلور مرا صاف مشرب است

وله

گر بصحرا نگہ او چمن آرا گردد | شاخ آہو قلم نرگس شہلا گردد
صندلی رنگ بتے گر سر درمان دارد | درد ہم گرد سر ما بتمنا گردد

وله

دل ز دستم رفت و من ہم قسم ای قاتل بیا | گر برای کشتنم آئی برائے دل بیا

وله

سیر کتاب عبرت ازین باغ می کنم | از داغ دل چو لالہ ورق داغ می کنم

وله

ظاہر شود با و ہمہ رنگ شکست ما | در صورتی کہ آئینہ گیرد بدست ما
ما والی قلم و مضمون تازہ ایم | در گلزمین صفحہ بود بندوبست ما

وله

ہزار شخص درین شیشہ خانہ امکان | بوحدت تو نمودند صورت مجلس

وله

در خدمت تو پیر مغان کہنہ بندگیست | عمری بظل عاطفت تاک ماندہ ایم

وله

موج واری دل طپش از آب میخواہیم ما | پارۂ بیتابی سیماب میخواہیم ما
دارم عشق نوجوان امداد با پیرانہ | سیر بادہ گلرنگ در مہتاب میخواہیم ما
در تحیر اشک ما خونین دلان بیوجہ نیست | نرگس تصویر را سیراب میخواہیم ما

وله

اہل گلشن یک قلم پروردۂ حسن تو اند | سرو از سرکار والای تو یک تو سرفراز

رونق ده تخت شرع شاه نجف ست
شاهی خواهی وگر تو راهی جویی

چون سر زند از کس سخن بیهده گر شنو
بداغ هجر تو ای وای سوختند مرا

چسان کنم مژه را وا بسوی روی بتان
همچو آن طایر که بیخود پر زند در باغ بند

از دلش محو کن یارب یاد نسیان مرا
با لباس سرمه در چشم خوبان میروم

اگر گویم که چین ابروست آن ابر کمان من
آنها که زلف یار بکرّه نوشته اند

امداد مرد مبکه بدر رواند آشنا

ولہ
روشن کن آفتاب ماه نجف ست
شاه نجف است و شاهراه نجف ست

ولہ
از حرف سبک نیست الم گوش گران را

ولہ
بدر همی که نباید فروختند مرا
نگه چو جوهر آئینه دوختند مرا

ولہ
باکمال اختیار خویش مجبوریم ما

ولہ
شکن از خاطر شکستهای پیمان مرا
یا بود بر من نگه برگشته مژگان مرا

ولہ
رسد گر تیر چشمش می شود خاطر نشان من
هر سطر این مسوده ابتر نوشته اند
مضمون اشک از همه بهتر نوشته اند

مستزاد امداد

سازی تو حیا بهانه در خون بطپیم + است باغ نگاه
بر سر زنی کلی و ما داغ شویم + خورشید و ماه
این مسئله از کدام ملت ای یار + از بر کرده
تسبیح رقیب و ما زیاد رویم + سبحان الله

چو مو شدم ناتوان دیوانه زلف گره گیرش
ولہ
توان از شانه سنبل کشیدن پا بزنجیرش

نمیدانم چسان از پرده حسنش چهره بکشاید
میان جوهر کلک مانی یک قلم شد صرف تصویرش

اقدس میر رضی شوستری

اقدس تخلص - میر رضی نام - سادات شوستر سے ہین - آپکے والد یا جد اُس ملک مین شیخ الاسلامی کے خطاب سے مخاطب تھے - آپکی ولادت سنہ ۱۱۲۸ ہجری مین شہر شوستر مین واقع ہوئی - نشو و نما کے بعد علوم و فنون کی تحصیل مین مشغول ہوئے - اُنیس ۱۹ برس کی عمر مین فاضل کامل ہوئے - تحصیل کے بعد آپکو سیر و سیاحت کا شوق ہوا - اولاً عراق عجم و عرب کا سفر اختیار کیا - ہر ایک شہر و دیار کے علما و فضلا سے ملا اور اُن کے درس و تدریس کے حلقون مین شریک ہوتا رہا - ہر ایک انجمن سے فائدہ ہر ایک نشیمن سے استفادہ پایا اور ہر ایک خرمن سے خوشہ اور ہر ایک خوان سے توشہ لیا - ثانیاً ہندوستان کی سیر کا ارادہ کیا سنہ ۱۱۴۹ ہجری مین بندر بصرہ سے سوداگرون کے ہمراہ بندر سورت مین آیا - چند روز سورت مین قیام کر کے براہ دریا بنگالہ روانہ ہوا - بنگالہ مین پہنچکر نواب شجاع الدولہ ناظم بنگالہ سے ملاقات کی - ناظم نے آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی نہایت عزت و آبرو سے رکھا مہمان نوازی و غریب پروری کا حق پورا ادا کیا سعدی علیہ الرحمہ کے شعر پر کاربند ہوا

بزرگان مسافر بجان پرورند ‌ ‌ کہ نام نکوئی بعالم برند

میر رضی نہایت دلجمعی و اطمینان سے مدت تک نواب صاحب کی مصاحبت مین رہا نواب صاحب کے انتقال کے بعد نواب شد قلیخان بہادر رستم جنگ مخمور کے ہمراہ دکن مین آیا - حضور بندگانعالی نواب آصفجاہ مرحوم کی خدمت مین ملازم ہوا - اہل مناصب کے زمرہ مین شریک کیا گیا - ماہوار صرف مایحتاج کے لئے ساٹھہ روپئے مقرر ہوئی تھی - چونکہ خاطر خواہ ترقی نہین پائی تھی اسوجہ سے کشیدہ خاطر و رنجیدہ دل ہو کر کمال ہمت

واستقلال سے استغنا و بی پروائی کا دامن ہاتھ مین تھا مگر گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی
امرا کی خدمت مین آنا جانا بالکل ترک کر دیا تھا۔ آخر عہد مین نواب آصفجاہ مرحوم دارالانشا
کی خدمت تجویز کی مگر اقدس نے منظور نہین کی۔ حضور سے ارشاد ہوا کہ با دولت کی
ملاقات کے لئے ہفتہ مین ایکبار آیا کرو اقدس نے قبول کیا۔ اور عرض کیا اس شرط پر
کہ ایک شخص کی سفارش کرتا رہونگا۔ بندگانعالی نے منظور فرمایا۔ ملازمت و باریابی کا دن
سہ شنبہ تھا۔ روز مذکور مین میر رضی کے مکان پر ازدحام خلائق ہوتا تھا۔ میر رضی نے مقرر
کیا تھا جو سب سے اول پہنچے اُسروز اُسکی سفارش کرتا تھا۔ مدۃ العمر یہہ سلسلہ برابر جاری رہا
اکثر حاجتمند رضی کے ذریعہ سے اس سرکار دولتمدار مین فائزالمرام ہوئے۔ آصفجاہ ثانی کے
زمانہ مین دس ہزار روپیہ محاصل کے جاگیر سے سرفراز ہوا تھا۔ شہر حیدرآباد مین رضی کا
دولتخانہ ایرانی گلی مین اور امام باڑہ پورانی حویلی کے قریب تھا۔ فی زمانا اصل مکان تو
باقی نہین رہا۔ مگر اُسی مقام مین میر عالم کی بڑی بڑی عمارتین قائم ہین۔ اور امام باڑہ
والا وہ بدستور قدیم اتبک جو ہے۔ شہر مین ہر ایک شخص رضی کے الاوہ سے واقف ہے
ملا رضی علوم و فنون مین مشہور و معروف۔ اور فضائل و کرائم سے موصوف۔ خوش
تقریر و خوش تحریر فصاحت و بلاغت مین بےمثل۔ طلاقت لسانی و عذوبت بیانی مین
بے بدل تھا۔ علما و فضلا کی مجالس مین مسائل حکمیہ نکات علمیہ کو اُس خوبی و آسانی سے
بیان کرتا تھا کہ حاضرین مجالس محظوظ و مستفیض ہوتے تھے۔
ادیب کامل و شاعر فاضل ناظم و ناثر تھا۔ فارسی و عربی مین نثر با محاورہ لکھتا اور
نظم بھی دونون زبانون مین نہایت ہی مرغوب موزون۔ کیا نظم و کیا نثر بغیر سوچے
سمجھے لکھتا تھا۔ جو فقرہ یا مصرع آپکے قلم سے نکلتا تھا وہ دلچسپ و پسند ہوتا تھا۔ آپکے

آپ کے اشعار لآلی آبدار و درر شاہوار ہین۔ اب ہم گزارش کے رشتہ مین پروتے ہین تاکہ شائقین اونکو قوت ناطقہ کے گلے کا ہار بنائین۔

من اشعاره الفارسی

آسمان تا طرح دل بیتاب ریخت — از سر کلک قضا یک قطرهٔ خون ناب ریخت

نشئهٔ جز بیقراری نیست در بزم عشق — در قدح ساقی بجای می مگر سیماب ریخت

سالکان راه حیرت را بآسایش چه کار — خامه کی در دیدهٔ تصویر رنگ خواب ریخت

شوخ چشمی بسکه دارد ساقی دوران شعار — شب نگرد جام می از پرتو مهتاب ریخت

سطرهای صفحهٔ مضمون چلیپا شد مگر — خامه طرح وصف کج رفتاری احباب ریخت

سیل از هر جا که خیزد مقصدش دریا بود — عشق طرح منزل دریای دل بیتاب ریخت

وله

نرم شو کز سخت رویان کار صورت گیر نیست — خامهٔ فولاد هرگز لائق تصویر نیست

وله

نباشد خودنمائی مردم افتاده از پا را — اگر رنگینی نباشد سایهٔ گلهای رعنا را

وله

ظالم از دیده بار ستم خویش کشد — عقرب از کجروی بر سر خود نیش کشد

وله

رفته رفته ظلم گردون بیشتر از عدل شد — این کمان از بسکه کج ماند آخر خانه کرد

وله

ریاضت در جهاد نفس باشد حربهٔ مردان — خوش آن پهلو که زیر کش نه نقش بوریا گردد

وله

سخت رویان فارغ انداز کاوش اهل جهان — در زمین سخت سم کندن بنیاد نیست

وله

دولت بی رنجگان سرمهٔ سنگین دلی است — خاک چون یاقوت گردد سنگ خارا می شود

وله

تا چند بار خاطر دلها توان شدن — یک چند سیر کشور نسیانم آرزوست

میر رضی موصوف کے دو فرزند تھے ایک میر ابوالقاسم المخاطب میر عالم بہادر دوم میر زین العابدین میر عالم بہادر اولاً بعہدہ وکالت فیمابین سرکار آصفیہ انگلشیہ مقرر تھا

ارسطو جاہ مدار المہام سرکار عالی نظام کے فوت ہونیکے بعد عہدۂ مدار المہامی پر مامور ہوا۔ آخر سنہ ۱۲۱۶ ہجری مین فوت ہوا۔ اولاد ایک فرزند میر دوران عالم شباب مین والد یا جد کے حیات مین فوت ہو چکا تہا۔ اور دو لڑکیان تہین دونون منیر الملک بہادر کے عقد مین آئین۔ ایک کے مرنیکے بعد دوسری۔ فرزند دوم میر رضی مرحوم میر زین العابدین ٹیپو سلطان کی سرکار مین ملازم تہا المتوفی سنہ ۱۲۱۳ ہجری بمرض سرسام۔

دونون کا حال محبوب الزمن تذکرۂ امرا و وزرائے دکن مین مفصل لکھا گیا ہے۔

امیر۔ سید امیر حیدر بلگرامی نزیل اورنگ آباد

امیر تخلص۔ امیر حیدر نام۔ آپ میر نور الحسین بن میر غلام علی آزاد بلگرامی کے خلف الصدق ہین۔ آپکی ولادت شہر بلگرام مین دس تاریخ ماہ جمادی الاول سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین واقع ہوئی۔ جد بزرگوار آزاد نے تاریخ ولادت کہی ہے

بفرزند من میر نور الحسین ۔۔۔ پسر داد خلاق عالیجناب

خرد سال تاریخ میلاد او ۔۔۔ رقم کرد صاحب شرف آفتاب

سنہ شعور کے بعد سنہ ۱۱۶۹ ہجری مین حسب الطلب جد بزرگوار ہمراہ میر اولاد محمد خان ذکا اورنگ آباد مین آئے۔ جد بزرگوار کے سایۂ عاطفت مین تربیت و تعلیم پائی۔ چند مدت کے بعد فارغ التحصیل ہوے۔ جمیع علوم و فنون مین عمدہ مہارت حاصل کی مسائل فقہیہ کے استخراج مین قوت اجتہادیہ پیدا کی۔ جزئیات فقہ پر زیادہ واقفیت تہی ہزارہا مسائل مستحضر تہے۔ دار الامارہ کلکتہ مین خدمت افتا پر مقرر تہے سولہ برس تک افتا کا کام نہایت خوبی کے ساتھہ انجام دیتے رہے۔ حکام وقت و رعایا آپ سے

نہایت خوش تھے۔ آپ مقبول خالق و عزیز خلائق تھے۔ شعر گوئی و انشا پردازی فارسی میں بھی بے نظیر تھے۔ خوش تحریر و خوش تقریر تھے۔ آخر ترپن سال کی عمر میں ۱۲۱۷ ہجری میں کلکتہ سے عظیم آباد روانہ ہوئے۔ مرشد آباد میں پہنچکر آخرت کا سفر اختیار کیا قالوا انا لله وانا الیہ راجعون۔ میر پرشاد باد فروش نے آپکی رحلت کی تاریخ کہی ؎ وا ویلا امیر حیدر رفت + آپکی تصانیف سے منتخب الصرف و منتخب النحو۔ و تاریخ اکبری یادگار ہیں۔

من اشعارہ الفارسی

تاج نام حق بود بر تارکِ دیوانِ ما
سر نوشت از تد بسم اللہ بر عنوانِ ما

ولہ

با تنک ظرفان عالم نیست ما را اختلاط
شیشہ نتواند شدن دامِ پریزادانِ ما

ولہ

یار آئینہ خود ساخت سراپاے مرا
قابل صورت خود دید ہیولائی مرا

ولہ

حکمتے در دست باشد نرگس دلدار را
از نگاہے مید ہد صحبت من بیمار را

ولہ

نمی باشد شکیبا ہمنشین جویای صحبت را
ندارد گر کسے از سایہ یاری میکند پیدا

ولہ

از چمن امروز رخصت می شوم
عازم گل دام صیاد یم ما

ولہ

عنایت کن ز چشم خو شتن ساقی شراب امشب
روم تا در چمن چون غنچہ نرگس بخواب امشب

امیر آن نے سوار ماہ سیما در خرام آمد
مزد گر فوج اختر ہا نتابد در رکاب امشب

ولہ

در سر زلفِ بتان بر من چہ آفتہا گذشت
حیف سیر ملک ہند و ستان بخبتہا گذشت

صبح پیری آمد و فصل جوانیہا نماند
چشم را وا کن کہ وقت خواب غفلتہا گذشت

سرو بالا نازنینی در نظر آمد امیر
از خرام قامتش بر من قیامتہا گذشت

ولہ

شب کہ در میخانہ ہر لب تشنہ ساغر نوش بود
عالم آب از طلوع ماہِ من در جوش بود

این نگویم کہ مرا از قفس آزاد کنید ولہ در چمن موسم گل نام مرا یاد کنید

بسکہ شب اعضای من لبریز از غم گشتہ بود ولہ پیکرم از پائے تا سر نخل ماتم گشتہ بود

پریشان می شود ہر کس کہ در کوئے تو می آید ولہ بزلف شوخ می نازم کہ بر روئے تو می آید

در عدم ہم درد و داغ عشق باشد بیشمار ولہ طفل چون پیدا شود اول بگرید زار زار

بر عاشق خود ظلم و بر اغیار ترحم ولہ تا منصفی طبع شما را چکند کس

صفحۂ رخسار او با خالہا ہمراہ خط ولہ زینت دیگر دہد ہمچون کتاب با نقط

پیش آن شمع رخ از رقص کنان برخیزم ولہ کہ ز پروانہ از سر جان برخیزم

چشم سلمان متعجب نگر سوئے امیر صبح محشر کہ من از خواب گران برخیزم

چہ شد شمشیر خونریزت سلامت زنہی خواہم ولہ تا اسیر شکن طرۂ جانان شدہ ام

ہر کہ بے مغز است نتوان داشت زو چشم امید ولہ آرزوی بادہ زنہار از تہی مینا مکن

رود دولت ز ارباب غنا آہستہ آہستہ ولہ کہ زائل می شود از مس طلا آہستہ آہستہ

بزرگان را بود دائم بکف سر رشتہ تمکین گذارد فیل در رفتار پا آہستہ آہستہ

عندلیب قفسم یاد بہاران مددے بال و پر ریختہ ام سوی گلستان مددے

ہمچو ماہی کہ فتد دور ز سرچشمۂ آب تشنگی ہلک شدم چاہ زنخدان مددے

ارشد میر غلام علی اورنگ آبادی

ارشد تخلص ۔ میر غلام علی نام ۔ سادات رضوی سے تہا ۔ صحیح النسب ۔ نسب کا سلسلہ سترویں پشت مین سید شجاع المدنی الکرمانی سے پہنچتا ہے ۔ اور سید شجاع گیارہ واسطے سے حضرت امام علی بن موسی الرضا سے ملتا ہے ۔ آپکا مولد و منشا شہر جین

صوبہ مالوہ ہے آپکی ولادت کا مادہ تاریخ {نیک بخت ازلی} ہے آپنے سنہ شعور کے
بعد شیخ نظام الدین دیپالپوری اعظم شاہی کی خدمت مین علم وفضل حاصل کیا۔ آپکی
آجداد کرام کا اصلی وطن بنام ضلع سہرند تہا۔ آپکے والد یا جد میر محمد سعید و جد امجد میر محمد شاکر
عالمگیری منصبدار تہے ضلع اجین مین فوجداری خدمتون پر مامور تہے۔ آپنے اپنا سجع مع نام
والد و جد موزون کیا ہے نہایت ہی عمدہ و خوشنما ہے ؎ شاکر زادۂ سعید کرم غلام علی ام-
میر محمد جعفر آپکے نانا تہے وہ بہی عالمگیری زمانہ مین برار کے صدر تہے۔ پہر مالوہ مین اسی
خدمت پر گئے آخر شہر اجین کے قاضی ہوئے۔ امانت و دیانت دار تہے۔ بادشاہ کے نزدیک
ذی اعتبار و ذی وقار تہے۔ پہر یہ بہی بادشاہ کی طرف سے موروثی عہدۂ قضا پر سرفراز ہوا
مدت تک اسی خدمت پر مامور رہا۔ پہر سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین وطن سے شہر اورنگ آباد مین آیا۔ اور
یہان سکونت پذیر ہوا۔ سلسلۂ قادریہ مین شاہ محی الدین بن قاضی سید احمد بنامی کا مرید تہا
یہان شاہ عبد اللہ بن شاہ محمد صادق اللطیفی الملتانی القادری کا بہی طالب ہو گیے
چندروز مستفید ہوتا رہا۔ پہر آخر مین حضرت شاہ فخر الدین الترمذی الحسینی سے فیضیاب
ہوا۔ اسی سنہ مذکورہ مین امیر الممالک کے لشکر سے نواب مومن الدولہ درگاہ قلیخان بہادر
اورنگ آباد مین رونق افزا ہوئے۔ ارشد نے آپکی خیر مقدم مین یہ قطعہ پیش کیا ؎

ناظم عصر چو آمد بخجستہ بنیاد — شکر درگاہ الہی ز حد افزون باشد
روضۂ گلشن دولت کہ نہال ازیش — خلق از آفت دوران ہمہ مامون باشد
شاد در بزم لقائش دل احباب مدام — دشمن او بمصیبت کدہ محزون باشد
باد در حصن نگہبانی ایزد محفوظ — مثل آن نقطہ کہ در دائرہ نون باشد
خواست ارشد ز خرد سال قدومش فرمود — قدم مومن الدولہ ہمایون باشد

ارشد مدت تک نوابصاحب کی رفاقت مین رہا۔ نوابصاحب ارشد کی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے آخر نوابصاحب غرہ رجب ۱۱۷۹ھ ہجری مین اورنگ آباد کی صوبہ داری سے معزول ہوئے۔ ذیحجہ پانچوین تاریخ سنہ مذکور اورنگ آباد سے نظام آباد مین رونق افزا ہوئے نظام آباد آپکی جاگیر تھی۔ دوبارہ بحالی کا بندوبست ہوا کہ یکایک ۱۰ جمادی الاول ۱۱۸۰ھ ہجری کو بعارضہ سرسام فوت ہوئے۔ نظام آباد سے نعش مبارک اورنگ آباد مین لائے۔ اُن کی والد کے مقبرہ مین مدفون کئے۔ ارشد نے نواب مرحوم کی تاریخ مین ایک مصرع لکھا ہے اہل عالم سینہ چاک از ماتم سالار جنگ + ارشد نواب مرحوم کے بعد نواب شجیع الدولہ بہادر غیور جنگ متخلص غیور کی خدمت مین باریاب ہوا خوشی خرمی سے زندگی بسر کرتا رہا۔ میر ارشد ظریف الطبع لطیف المزاج شگفتہ جبین تھا پسندیدہ صورت سنجیدہ طبیعت تھا۔ تاریخ گوئی مین بےنظیر خوش تقریر و خوش تحریر تھا۔ ائمہ رضی اللہ عنہم کی شان مین بہت قصائد لکھے ہین۔ غزل مین کم فکر ہے۔ محمد اعظم اور اُسکے بیٹے بیدار بخت خان عالم جب شہید ہوئے تاریخ شہادت ایہ کریمہ استخراج کیا ہے ولند خلنھم فی الصالحین۔ اور امیر الامرا حسین علیخان کی تاریخ (رضوان اللہ عنہ) اور اپنے ماموں سید شاکر علیخان کی تاریخ توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین) اور فردوس آرامگاہ محمد شاہ کی تاریخ (انی ذاھب الی ربی سیھدین) ہے۔ عزیز الدین عالمگیر ثانی کی تاریخ جلوسی (ان فضلہ کان علیک) میر شمس الدین نامی کی تاریخ تولد (خورشید دمید) ارشد فارسی و ہندی دونون زبان مین شعر کہتا تھا۔

من اشعارہ الفارسی

عاشقان دیدۂ خود را چمنی ساختہ اند	تا بنظارۂ گلگون بدنے ساختہ اند

حاصل از طول امل نیست بابن الہوسی | مگر از بہر تغئید رسنے ساختہ اند
ولہ
عشق غالب گشت و دلرا جانب آن ماہ برد | این گدا را قسمت آخر بدر آن شاہ برد
ولہ
نیست آسان در فراقش زندگی بردن بسر | در خیال قامت جانان قیامتہا گذشت
ولہ
کاسہ کاسہ خون دل در باغ گیتی می خورم | حیرتے دارم نہ انم لالہ زار کیستم
قدردان من نباشد ہرکسی از اہل جہان | صیرفی داند کہ من نقد عیار کیستم

من اشعارہ الہندی

مجکو خبر نہین کہ میرے جی کدہر گیا | گر راہ لی ہے گہر کی تو تحقیق گہر گیا
جس نے دیکہا ہے تری خوبی حسن رخسار | بے توقف کہا سبحان جمالک اے یار
یار میرا ہے ایسا حسن کے آرائش مین | مین بہی چشم نظر انداز کو رکہتا ہون سنوار
بات شیرین ہے اسکی مصری | اسکے دو لب مین شاہد عادل
اس کیفیت کی کیف یکہ سکو نہین | ساقی کے جام سے پیتا ہون مین مدام
سجن یہ رو ہے تیرا رشک سمن اور مہ گل | سیاہ شب تیری موا ورشک اور سنبل
مین تیرے مین جیون آہو کے چشم نرگس حور | مین لعل لب تیرے شکر اور آب زمزم دل

آپ کی تصنیف سے ایک تنبیہ الشائین فی جلائل محی الدین جیلانی رحمتہ اللہ علیہ تہی اسمین آپنے محبوب سبحانی رضہ کے فضائل در معترضین زائل کے اعتراضات کے جوابات مدلل و مکمل لکہے مین۔ اور اسی سالہ مین اپنے بزرگان سلف خلف کے حالات بہی ضمناً بیان کئے ہین۔ آپکا رسالہ نادر الوجود میرے کتبخانہ مین موجود تہا۔ لیکن افسوس کہ موسی ندی کی طغیانی واقعہ ۱۳۲۶ھ ہجری مین غرق آب نذر سیلاب ہوگیا۔ مین نے جسقدر اس سالہ سے اپنی بیاض مین نقل کرلیا تہا۔ وہی میرے پاس باقی ہے۔ موقع ومحل پر ہر ایک واقع کو

بیان کرتا ہون - میر غلام علیؒ رشد حضرت شاہ فخرالدین ترمذی کا نواسہ و مرید و خلیفہ تہا -

امید - قزلباش خان

امید تخلص - میر محمد رضا اصلی نام - قزلباش خان خطاب - ہمدانی الاصل قوم قرائلو سے تہا - عالم شباب مین ہمدان سے اصفہان مین آیا - مرزا طاہر وحید سے تلمذ حاصل کیا - عالمگیر کے زمانہ مین ہند مین پہنچا منصبدار ہوا - شاہ عالم کے زمانہ مین قزلباش خان کا خطاب جاگیر سے معزز ہوا - ہوشیار و تجربہ کار تہا امرا سے ربط و ضبط رکہتا تہا - زندگی عیش و عشرت و حظ و لذت مین بسر کرتا تہا - امرا اُسکی بڑی عزت و آبرو کرتے تہے - محمد معز الدین جہاندار شاہ کے عہد مین برہانپور کی دیوانی پر مقرر ہوا چندروز دیوانی کا کام انجام دیتا رہا - پہر میر لام حسین ملنخان کے ہمراہ اورنگ آباد مین آیا تہوڑے دن رہکر مبارز خان ناظم حیدرآباد کے ہمراہ شہر مین وارد ہوا - چست و چالاک دلیر و بیباک تہا - جب مبارز خان نواب آصفجاہ کے مقابلے کے لئے مستعد ہوا تو اُسوقت امید بہی ہمراہ ہوا - معرکۂ جنگ مین خوب لڑا دلیری و بہادری سے خوب کام لیا آخر مبارز خان مقتول ہوا - فوج مین اضطرابی پہیل گئی - بہت سے مقتول ہوئے اور بعض نے فرار کا راستہ لیا - اور بعض آصفجاہی فوج مین اسیر قید ہوئے - انہین امید بہی تہا - ایک غزل آصفجاہ کی خدمت مین بہیجی آپنے شاہانہ عنایت سے رہا فرمایا - اور بحالی خدمت و جاگیر کا حکم دیا - مدت تک خوشحال و فارغ البال رہا - سفر حرمین شریفین کی رخصت لی - نواب آصفجاہ مرحوم نے نہایت خوشی سے مرحمت کی - ایک مدت کے بعد زیارت حرمین سے مراجعت کی - نواب آصفجاہ کی خدمت مین حاضر ہوا - نذر و تبرکات گذارے

از تنبیہ الشاکین ۱۲

آپ نے قبول فرمایا۔ بدستور سابق خدمت جاگیر پر بحال کیا۔ پھر ۱۱۵۵ھ ہجری میں نواب
آصف جاہ مرحوم دلی بلائے گئے۔ نواب موصوف فی الفور روانہ ہوئے۔ امید بھی ہمرکاب
تھا۔ اور سفر بھوپال میں بھی ہمراہ رہا۔ دلی میں پہنچنے کے بعد چند روز نواب صاحب مرحوم کی
خدمت بندگی میں بسر کیا۔ جب حضور آصفجاہ نے دکن کی طرف مراجعت کی امید نے
دکن سے نا امید ہوکے دار الخلافہ میں سکونت اختیار کی۔ تحفۃ الشعرا میں قاقشال نے
لکھا ہے کہ حضور آصفجاہ دلی میں امید سے کشیدہ ہوگئے تھے۔ اسیوجہ سے امید نے
آپکی رفاقت ترک کرکے دلی میں سکونت اختیار کی تھی۔

امید خوش اخلاق پسندیدہ سیرت شگفتہ مزاج سنجیدہ طینت تھا۔ ظریف الطبع لطیف الوضع
تھا۔ ذکاوت وچالاکی میں شعلہ جوالہ ذہانت وتیزی میں آتش کا پرکالہ تھا۔ صحبت رنگین کا
فریفتہ۔ یاران نازنین کا شیفتہ تھا۔ فن شاعری انشا میں وحید عصر۔ نازک خیالی میں
فرید دہر تھا۔ ولایت زا تھا مگر ہندیوں کی بدولت دوہے وکبت خوب سمجھتا تھا۔ اور
ریختہ زبان میں بھی شعر موزون کرتا تھا۔ جب تک دکن میں رہا بلند آوازہ رہا۔ اسیطرح
دلی میں بھی تا بزندگی خوش وخرم رہا۔ امرا زادے اور نوابزادے آپکی بڑی قدر کرتے
تھے۔ ہزار ہا روپئے نذر دیتے تھے۔ آرام وعیش کے ساتھہ زندگی بسر کرتا تھا۔ موسیقی
ہندی میں خوب ماہر تھا۔ خوش الحان وخوش آواز تھا۔ راگ ورنگ کا شائق۔ رباب
وچنگ کا عاشق تھا آپکے مکان پر یاران ہم مشرب کا مجمع رہتا تھا۔ کبھی مشاعرہ کبھی سماع کا
جلسہ ہوتا تھا۔ ہر روز نوروز ہر رات شب برات تھی۔ آخر امید ۱۱۵۹ھ ہجری میں اس عالم
سے نا امید ہوکے بہشت برین روانہ ہوا۔ میر غلام علی آزاد سے اتحاد ومحبت رکھتا تھا
میر نے مرحوم کی تاریخ وفات کہی ہے۔

خان سخن گستر و سحر آفرین
رخت سفر بست از این خاکدان

سال وفاتش دل نالان من
یافته جان داده قزلباش خان

۱۱۵۹ھ

لطیفہ۔ خود امید سے منقول ہے کہ مین ایک روز نواب ذوالفقار خان بن اسد خان وزیر کی خدمت مین گیا اور زمانہ کی شکایت کی۔ نواب نے فرمایا کہ دنیا کو امید کے ساتھہ کہاتے ہین۔ مین نے عرض کیا یس آپ کیون میرے بغیر کہاتے ہین۔ اُسوقت سے نواب نے روزانہ کہانا بہیجنا مقرر کیا۔ خاص نواب کے دسترخوان سے کئی خوان اقسام اقسام کے کہانون سے بہرے ہوئے آتے تہے فراغت سے احباب کے ساتہہ کہاتا تہا۔ اور کہلاتا تہا آشنا پرست و مہمان دوست تہا۔

من اشعارہ الفارسی

منم آن آہوے وحشت زدۂ دشت جنون
کہ نیاورد بدام الفت صیاد مرا

برنگ سرمہ کہ در چشم کور بیقدر ست
کسے بہیچ نگیرد درین دیار مرا

ز آب دیدہ پس پاے در گلاست مرا
سفر بکوے تو بسیار مشکل ست مرا

بسا کشاد کہ در بستگی شود ظاہر
کلید روزی استاد قفل گر قفل است

پاس لہاے جگر خون شدہ چون خواند یافت
چشم مخمور تو خود از ہمہ بیمار تر است

خدا نا کردہ اندوہت چرا از دوستان باشد
شنیدم کلفتی داری نصیب دشمنان باشد

سرگشتگی بعالمم ہست
برگرد سرت چرا نگردم

خوشا وقتے کہ می بالید از عنایات دو دستم
برنگ ماہ نو ہر شام می گشت آغوشم

گشت رو گردان ز بس آباد می از ویرانہ ام
چون کمان حلقہ بیرون شد در خانہ ام

روشن شود بہ پیش تو چون شمع سوز من
یک شب اگر تو ہم نشینی بروز من

بر در گہ دوست گناہے بخشند عفو گنہم بنا توانی کردند	رباعی	صد سالہ گنہ بتد آہے بخشند زینجاست کہ کوہ را بکاہی بخشند

امیر۔ امیر احمد مینائی

امیر تخلص۔ شیخ امیر احمد نام۔ مینائی نسبت ہے جد اعلی حضرت شیخ مینا لکھنوی کے طرف آپکی نسب کا سلسلہ شیخ موصوف سے بچند واسطہ منتہی ہوتا ہے۔ حضرت شیخ اولیائے کاملین سے تھے۔ صاحب کشف و کرامات۔ جامع الحسنات والبرکات تھے۔ آپکے ارشاد و ہدایت سے اکثر عام و خاص فیض نعمت و معرفت سے مستفید ہوئے ہین۔ ابتک آپکے خاندان مین یکے بعد دیگرے ارشاد و ہدایت کی مسند پر جلوس فرما ہوتے ہین۔ بزرگان سلف سے خلف تک وہی سلسلۂ فیض جاری ہے۔ حضرت شیخ کی رحلت سنہ ہجری مین واقع ہوئی شہر لکھنو مین آصف الدولہ کے امام باڑہ کے قریب میدان پر فضا مین مدفون ہوئے۔ فی زمانا آپکا مزار زیارتگاہ خاص و عام ہے۔ سالانہ عرس ہوتا ہے۔ فقیر مولف آپکی زیارت و فاتحہ عرس سے مشرف ہوا ہے۔ عجب مقام نورانی فرودگاہ ملائکہ سبحانی ہے۔ صاحب ترجمہ کے والد ماجد مولوی کرم احمد تھے۔ آپکی ولادت باسعادت ۱۲۴۴ھ ہجری مین ہوئی۔ آپکا مسقط الراس شہر لکھنو ہے۔ آپکی نشو نما وہان کی آب و ہوا کے آغوش مین ہوئی۔ جب سن شعور و تمیز کو پہنچے تحصیل علوم و فنون کے طرف ہمہ تن مصروف ہوئے۔ اولًا والد ماجد کی خدمت مین مختصرات کتب متداولات سے فراغت حاصل کی۔ اور کتب مطولات علوم عقلی و نقلی اساتذہ کملا و علمائے فضلا کی خدمت مین ختم کین۔ فارغ التحصیل کیوقت شباب کا عالم تھا۔ درس و تدریس کا شوق دلمین جوش مار رہا تھا۔ طلبہ کو نہایت محبت و خلق سے پڑھاتے تھے

عربی وفارسی دونون زبانون مین ادیب کامل تھے۔ چونکہ آپکی طبیعت فطرۃً موزون الطبع واقع ہوی تھی۔ آپکا میلان طبع شعروشاعری کیطرف مائل ہوا۔ طبیعت خداداد وعطیئہ رب العباد سے مضامین دلکش موزون کرنے لگے۔ اوراپنے نتائج طبع کو سید مظفر علیخان تدبیرالدولہ اسیر لکہنوی کے ملاحظہ مین پیش کرنے لگے۔ اسیر آپکے مضامین پاکیزہ کو دیکھہ کے حیران ہوتے تھے۔ اوراصلاح کے زیور سے آراستہ فرماتے تھے۔ اسیر کو آپکی شاگردی پہ فخر وناز تھا۔ واقعی اسیر کا فخر بجا تھا۔ آپکی ذات پر شعروشاعری خودناز ان ہے۔ آپ لکہنو کے مشاعرون مین شریک ہونے لگے۔ آپکا کلام نہایت ہی شگفتہ وبرجستہ ہوتا تھا جب آپ اپنا کلام حاضرین مشاعرہ کو سناتے تھے تب تمام حاضرین واہ واہ کرتے تھے اور کہتے تھے واہ میان اسیر آپنے تو ایک شہباز بلند پرواز تیار کیا۔ یہ ہونہار میدان شاعری مین خوب پرواز کریگا۔ عجب نہین کہ مجمع شعرا مین ممتاز ہوگا۔ تہوڑی ہی زمانہ کے بعد شعرا کا خیال وگمان مرتبہ اذعان ویقین کو پہنچ گیا۔ یعنی آپ ایسے لائق وفائق ہوئے کہ استاذی کے مرتبہ کو پہنچ گئے۔ آپکا کلام شستہ وصاف پاکیزہ وشفاف ہوتا ہے۔ آپکی بندش الفاظ ونشست معانی ایسی عجیب ودلکش ہوتی ہے کہ سامعین کے قلوب پر جادو کا اثر کرتی ہے قلوب کی وہ حالت ہوتی ہے کہ مضمون پڑہتا نہیں سے وجد کرنے لگتے ہین۔ جس مضمون مین ارادہ کرتے ہین وہی مضمون آسانی سے ایسی خوش اسلوبی وخوبی کے ساتہہ موزون فرماتے ہین گویا مضمون کا مصداق دکہاتے ہین۔ مثلاً اگر تصوف وحدت الوجود یا نعت رسول محمود ومعشوق حقیقی کے خط وخال کی تعریف۔ یا بہار وخزان کی توصیف یا بخت واقبال کی خوبی یا بدبختی وادبار کی برائی بیان کرین تو واقع کے مطابق معانی ذہنیہ وصور علمیہ کا سمان نمایان کردیتے ہین۔ آپکے کلام الہام التیام کی جسقدر تعریف کی جائے کم ہے۔ ممکن نہین کہ کوئی

ادا کر سکے - پس مین یہہ کہتا ہون کہ آپکے کلام کی تعریف محدود کرنا ممنوعات سے ہے
جب آپکی لیاقت و جادو بیانی کی شہرت بلند آوازہ ہوئی - اور آپکی شاعری کا شہرہ
اکناف و اطراف مین شایع ہوا - تب طالبین کلام آپکے حلقۂ تلمذ مین دور دور سے
آنے لگے - اور آپکی اصلاح سے کلام کو مزین کرنے لگے - اسیطرح رؤسائے ہند آپ کو
خواہش سے طلب کرنے لگے - ہر ایک رئیس چاہتا تھا کہ آپ میری ریاست مین آئین
اور اپنے فیض سے طالبین کو مستفید فرمائین - آپ درویش صفت قناعت پرست تھے
دنیا و مافیہا کی طرف رغبت کم رکھتے تھے - جاہ و حشمت کے خواہان نہین تھے -
آپکا دل قناعت کی دولت سے مالا مال تھا - آپ چند مدت واجد علیشاہ بادشاہ کے
دربار مین باریاب رہے - ہنگامۂ غدر کے بعد نواب محمد یوسف علیخان بہادر والی رامپور
نے آپ کو طلب فرمایا - آپ حسب الطلب لکھنؤ سے رامپور آئے - نوابصاحب نے
آپ کی تعظیم و توقیر و خاطر داری مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین فرمایا - اور آپکیلئے
معتدبہ تنخواہ مقرر کردی - آپ مدت تک نوابصاحب کی خدمت مین رہے - فراغت
سے زندگی بسر کئے - اور اپنی عمر کا بڑا حصہ بسر کیا نہایت آرام و فراغت سے رہے - تالیف
و تصنیف مین مشغول رہتے تھے - اور اوقات معینہ پر نوابصاحب کی خدمت مین بھی
آمدورفت کرتے تھے - آپ نوابصاحب کی مجلس کے روشن چراغ تھے - آپ کی ذات سے
مجلس کی رونق بڑھ جاتی تھی -

اعلیحضرت آصفجاہ ششم خلد اللہ ملکہ سنہ ۱۳۱۸ ہجری مین بتقریب ملاقات گورنر جنرل
کلکتہ تشریف لیگئے - ملاقات سے فارغ ہوکے بطور سیر و تفریح بنارس مین رونق افزا ہوئے
حسن اتفاق سے حضرت امیر مینائی صاحب ترجمہ بھی وہان تھے - بعض احباب کی تحریک سے

اعلیحضرت سے ملاقات کی۔ اور ایک مدحیہ مسدس تازہ تالیف پیش کیا۔ اعلیحضرت جو قلمرو سخن
کے حکمران ہین آپکے کلام شیرین سے بہت خوش ہوئے۔ اور آپ کی کلام کی داد دی
اور آپکو حیدرآباد تشریف آوری کی دعوت دی۔ آپ طاعتہً و سمعاً حیدرآباد دکن
مین آئے۔ اور آتے ہی پیچش سے بیمار ہوئے۔ بیماری کا سلسلہ ایک مہینے تک جاری رہا۔ ہر چند کہ
معالجہ کیا گیا۔ کوئی علاج مفید نہین ہوا۔ آخر بمصداق کل نفس ذائقۃ الموت
آپ بتاریخ ۹ اجمادی الثانی سنہ مذکورہ مین اس جہان ناپائدار سے خلد برین روانہ
ہوئے۔ قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون اور یوسف صاحب شریف صاحب
قدس سرہما کی درگاہ مین مدفون ہین۔ آپ نیک نیت و پسندیدہ طینت تھے۔ بعید
و قریب و مقیم و غریب کی دلداری و ہمدردی مین کوشش بلیغ فرماتے تھے۔ ہر ایک کی
حاجت روائی مین دریغ نہین کرتے تھے۔ مریدون و تلامذہ کے ساتھہ حسن اخلاق سے
ملتے تھے۔ اور ہر ایک کو اپنی جادو بیانی سے مسخر کر لیتے تھے۔ آپ کی رحلت کے بعد
آپکے فرزند حقیقی مولوی لطیف احمد صاحب و الد ماجد کے ہمراہ یہان آئے تھے۔
اور نیز مرحوم کے ایک شاگرد رشید مولوی جلیل حسن صاحب جلیل ہمرکاب تھے۔
جو بے سر و سامانی کے عالم مین نہایت استقلال کے ساتھہ متوکلاً علی اللہ شہر مین
جمے رہے۔ اور امیدوار تھے کہ حضور خلد اللہ ملکہ کیا تجویز فرماتے ہین۔ لیکن
اعلیحضرت کو آپکی پرورش کا کامل خیال تہا۔ بمصداق کل امر مرھون باوقاتھا
پس اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ نے ۱۳۲۹ھ ہجری مین مولوی لطیف احمد صاحب اختر
و مولوی جلیل حسن صاحب جلیل کو پانسو پانسو روپئے ماہوار سے سرفراز فرمایا۔ مولوی
اختر صاحب کو ہوم سکرٹری کا مددگار کیا۔ اور مولانا جلیل کو استاد داغ کی جگہ عطا کی۔

دونون بزرگ سراپا خوش اخلاق خوش اشفاق ہین لطیف الطبع و خندان جبین ہین۔ اسی تذکرہ مین آپ دونون بزرگون کا ذکر خیر آئیگا۔ مرحوم مینائی کو لطیف احمد کے سوا اور بھی چار فرزند دلبند ہین۔ محمد احمد۔ مولوی خورشید احمد۔ مولوی مختار احمد۔ مولوی مسعود احمد۔ آپ کے کل باقیات الصالحات لائق فائق و ذی استعداد ہین۔ اللہم سلمہم بالخیر والعافیہ۔ آپ کی سخندانی و سخن سنجی کا آفتاب ایسا چمکا کہ ہند کے بلاد و امصار کو تمام روشن کر دیا اور آپ کے گلدستون و شگوفہائے اشعار رشک گلزار سے شاعرون کے مشاعرے اور سخنورون کے جلسے گلشن بنگئے۔ آپ ہی کے مضامین رنگین و معانی شیرین سے نازک خیالان سخن سنج و نقش بندان بلند آہنگ مستفید ہوتے ہین۔ آپ کے تالیفات سے مسدس و دیوان نعت وغیرہ مطبوع ہو چکے ہین۔ ہند و دکن مین متداول ہین کون ایسا ہے جو آپ کے کلام سے واقف نہوگا۔ بنا برعلیہ بطور نمونہ مختصراً آپ کے نتائج طبع کو گزارش کرتا ہون۔

ھو ھذہ

الف آدم مین ہے صمد و احمد مین ہے میم مد کا — سبب یہ ہے کہ وان سایہ تھا یان یہ تھا قد کا

گمان ہوتا ہے جنت سے وہی تیرا عبا ہو کر — اظہار کہا تھا جو اللہ نے سایہ محمد کا

زیارت کو چلون یارب پڑے یہ غل مدینہ مین — غلام آیا محمد کا غلام آیا محمد کا

وله

نظر آیا وہ چہرہ ہوتے ہوتے رک گئی وحشت — اٹھائی اس نے چلون ہوگیا پردہ گریبان کا

وہ زخمی مین تڑپ کیسی چھڑکتا گر نمک قاتل — وہان زخم سے ہم چوم لیتے منہ نمکدان کا

وله

بہار آئی ہے اے دست جنون یا عید آئی ہے — گریبان سے گلے ملنے چلا ہے چاک دامن کا

وله

بعد مردن شرم عصیان سے ہون ایسا آب آب — خاک سے میرے تیمم بھی وضو ہو جائیگا

وله

بتون کے ظلمت سے بھی اپنا مدعا نکلا
کہ منہ سے شکر زبان سے خدا خدا نکلا

وله

سو جہاہے بیخودی مین یہہ مضمون دور کا
پردے مین دخت رز کی ہے جلوہ حضور کا

وله

گل خود تھے بے ثبات گلستان دہر مین
گلچین غریب مفت مین بدنام ہو گیا

وله

وہ کون تھا جو خرابات مین خراب تھا
ہم آج ہوئے کیا کبھی شباب نہ تھا

لحاظ ہم سے نہ قاتل کا ہو سکا دم قتل
سنبھل سنبھل کے تڑپتے وہ اضطراب نہ تھا

شکایت انسے کوئی گالیون کی کیا کرتا
کسیکا نام کسیکی طرف خطاب نہ تھا

وله

زلف آئی ہے لٹک کر روئے جانان کیطرف
پاؤن پہیلائے ہین کافر نے قران کیطرف

وله

آسمان بہر عدو ڈہونڈ رہا ہے لیکن
ایک ذرہ نہین ملتی ہے کہین گرد ملال

مہمانی کی بہت رسم عجب کیا ہے اگر
سامری کا ورکرے دعوئ مسیحی مین جلال

وله

مرے آنسو نے مجھکو بخشوایا
برسے کام آئے بہہ کے منجمل گیا

تیزی کا تصور دل مجرم مین جو اندر سے
ٹھہرانے سے تھا فہمی کہ ٹھہرے کبھی تقصیر

وله

ظاہر مین ہم فریفتہ حسن بتان کے ہین
پر کیا کہین نگاہ مین جلوے کہان کے ہین

وله

گم گشتہ دل کی تا کجا جستجو کرین
ہان اور دل ملے تو تری آرزو کرین

وله

دل ویران میرا آباد ہے
ایسے ویرانے کہان ہوتے ہین

آئی ہے شب ہجر رولانیکے لئے
مین ایک نہین سب کے مٹانے کیلئے

اشکون مین مرے ڈوب رہا ہے عالم
آنکھین مری روتی ہین زمانے کے لئے

مسدس

آج کیسا اس آیا انقلاب آسمان
کر گیا تسکین خاطر اضطراب آسمان

اٹھہ گیا آنکھون کے آگے سے حجاب آسمان
گر گئے نظرون سے ماہ و آفتاب آسمان

اپنی گردش دیکھکر خود آسمان چکرا گیا
گردش چشم حسینان کا ہمین لطف آگیا

لی مقدر نے یہ کروٹ یا کسی دلدار نے
رخ سے برقع کو ہٹایا شاہد اسرار نے

لیلیا بوسہ جبین کا دولت بیدار نے
منہ چھپایا دامن اقبال مین اوج یار نے

باغ امکان مین بہار کامرانی آگئی
پیر گردون پر نئے سر سے جوانی آگئی

رنگ عالم دیکھیے اب ہے زینت اور ہے
کیا یہ نیرنگی کوئی سمجھے حقیقت اور ہے

کل تو تھی کچھ اور صورت آج صورت اور ہے
دل کو حیرت اور ہے آنکھون کو حیرت اور ہے

رات سے دن ہو گیا اسد کیونکر ہو گیا
زلف ہٹتی چاند سا چہرہ منور ہو گیا

کون گھر سے اسطرح نکلا ہے نکلے جیسے ہم
سر پہ گرد راہ چھائی صورت ابر کرم

دل سے نکلی آرزو نہ نکلا جگر سے خار ہم
دست ہمت جنکے کانٹون نے لئے اپنے قدم

صبح غربت ہے کہ خود آغوش پھیلائے ہوے
شام غربت ہے کہ لیلیٰ زلف بکھرائے ہوے

امتیاز میر محسن مدراسی کرناٹکی

امتیاز تخلص۔ میر محسن نام مدراسی الاصل ہے۔ جامع فضل و کمال منشی بے مثال تھا۔ انشا پردازی عبارت نویسی مین مرزا عبدالقادر بیدل کی پیروی کرتا تھا۔ اور بیدل کی طرز خاص کا معتقد تھا۔ عزلت نشین دنیا و مافیہا سے متنفر تھا۔ گوشۂ عزلت سے بے ضرورت

کبھی قدم باہر نہین رکھتا تھا۔ اکثر اہل مدارس کو درس تدریس سے مستفید کرتا تھا۔ مولانا رائق مصنف صبح وطن آپکے تلامذہ مین سے ہے۔ شاعر خوش گو و شیرین خو تھا۔ اُس کے کلام سے شیرینی و رنگینی عیان ہے۔ آخر سنہ ۱۱۹ ہجری مین جہان فانی سے ملک جاودانی کو روانہ ہوا

من اشعاره

از عدم رنگین کفن گردیده می آید برون	غنچہ میدارد مگر در سینہ پیکان ترا
حسن شوخ آئینہ ہا بر طاق مژگان چیده است	این چمن طبعان نگہ را دستہ بند گل کنید
گر دراهِ ما غزالان را سواد دیده شد	تا خرابِ نازِ چشم سرمہ سا گردیده ام

آثم۔ سید ابراہیم حیدرآبادی

آثم تخلص۔ سید ابراہیم نام۔ آپکا اصلی وطن حیدرآباد دکن ہے۔ آپکی تربیت و پرورش اسی شہر مین ہوئی۔ آپنے عالم شباب کے شروع مین کتب درسیہ فارسیہ مین بقدر ضرورت استعداد حاصل کرلی۔ موزون الطبع و خوش فکر تھے۔ شعر گوئی بھی شروع کی موزون کرنے لگے۔ کلام درست و سنجیده ہوتا ہے۔ فی الحال بلی عمر قریب پچاس برس کے ہوگی

من اشعاره الہندی

مضمون بنا ہے یہ مین مرے زلف یار کا	رکھا ہے مین نے نافہ مین نافہ تتار کا
فرقت مین بعد مرگ بھی آنکھین کھلی رہین	کیا پوچھتے ہو حال شب انتظار کا
کیا خوب فاتحہ کا بہانا ملا انہین	تعویذ تک مٹا گئے آ کر مزار کا
سنکر غم فراق تجاہل سے کہتے ہین	اب کہئے کیا ہے حال دل بیقرار کا

جو حکم ہے بجا ہے مرے کردگار کا		آثم وہ رکھے نور میں یا پھینکے نار میں

اشک سید جمال الدین لکھنوی

اشک تخلص - اشک تخلص سید جمال الدین حیدر نام ہے - لکھنوی الاصل میں آپکے بزرگ نواب مبارز الملک سربلند خان صوبہ دار کاٹ کے قرابتدار تھے - آپ ذی استعداد والاہوں میں شعروشاعری میں بے نظیر ہیں - آپکا کلام شستہ و سنجیدہ ہے مطالعہ سے لطف فزا ہوتا ہے - آپکو مولوی شیخ محمد بخش شہید لکھنوی سے تلمذ حاصل ہے - آپ صاحب دیوان ہیں آپکا دیوان مسمی باسم تاریخی دستورالشعرا مطبوع ہوگیا ہے آپکی عمر تخمیناً ستر برس کی ہوگی - آپ کو لکھنو چھوڑے ہوئے تخمیناً چالیس برس کا زمانہ گذرا ہے - چالیس برس سے حیدرآباد میں سکونت پذیر ہیں - سرکار عالی نظام میں منصب مناسب پر ممتاز ہیں - خوشحال فارغ البال ہیں - خوش خوراک و خوش پوشاک ہیں -

من اشعارہ الہندی

اجتماع قالب جان ہوتے ہوتے رہ گیا		ہوگئی بخشش کی صورت جب ندامت بڑھ گئی
آج بھی وا قفل زندان ہوتے ہوتے رہ گیا		دیکھیے آزاد ہوں اُن کے اسیر
جسقدر عصیان بڑھے اتنی ہی رحمت بڑھ گئی	ولہ	ہوگئی بخشش کی صورت جب ندامت بڑھ گئی
قتل کے سامان ہوے جسدن عنایت بڑھ گئی		چل گئی ولیپر چھری دیکھا جو اُسنے ناز سے
یا بکھل کر رہ گئی یا شمع تربت بڑھ گئی		بعد مردن بھی دکھایا تیرہ بختی نے اثر

افسر - سید احمد حیدرآبادی

افسر تخلص - سید احمد نام حیدرآبادی المولد والمنشا ہے - آپ فارسی میں عمدہ مہارت

واستعداد رکھتے ہین - جولانی طبیعت سے شعرگوئی کے میدان مین تیز قدم ہین - مزاج
مین چستی کلام مین شوخی ہے - جو کچھہ کہتے ہین خوب مرغوب ہوتا ہے - نواب
میرعباس حسین خان تشنہ حیدرآبادی سے اصلاح لیتے ہین - صاحب دیوان
ومثنوی ہین - آپکا کلام صاف وشستہ وبامحاورہ ہے - رفتہ رفتہ درجہ استادی کو
پہنچ جائینگے - فی الحال آپکی عمر تقریبا بتیس چھتیس ہوگی - خدائے تعالی خوش
وخرم رکھے -

من اشعاره الہندی

اپنی سلامتی کا دوگانہ ادا کرے		خط دیکے نامہ بر نہو سائل جواب کا
ظالم نے کی قبول قدم دیکھنے کی عرض		ہنوایا میری آنکھہ سے حلقہ رکاب کا
احسان پر رہا فرط خوشی بخت رسا کا	وله	وان جاکے مجھے ہوش نہین ہی سرو پا کا
اندیشہ شب وصل عدو کہنے کا بیجا		یان ضعف سے اٹھتا ہی نہین ہاتھہ دعا کا
ہے شوق کی افزائش الفت مین فنا ہونا		جان سیکھتی ہے دل سے قربان ادا ہونا

الفت - محمد جمال الدین مدراسی

الفت تخلص - محمد جمال الدین نام - آپ مولوی تاج الدین بہجت مدراسی کے
خلف الصدق ہین - آپ مدراسی المولد ہین - آپنے والد ماجد سے کتب درسیہ
تحصیل کین - ذی استعداد ولائق ہوئے - شعرگوئی وسخن سنجی کا شوق ہوا - شعر موزون
کی مشق والد ماجد سے کرتے رہے - چندروز کی اصلاح سے کلام درست ہوگیا - کلام سے
پختگی وشستگی ظاہر ہونے لگی - آپکا کلام نعت وحمد مین ہے - آپنے اکثر قصائد حمد
ونعت مین لکھے ہین - اور بزرگان عظام واولیا اکرام کی مدائح مین بھی موزون کئے ہین

جناب الفت نے خوب کیا نوشتہ عقبیٰ ہے۔ آپکی عمر قریب ساٹھ برس کے ہے پیشتر ریاست حیدرآباد مین سرکاری خدمت پر مامور تہے۔ اب بسبب کبرسنی وظیفہ خوار مین ورسنہ میں بسر فرماتے ہین ۔

من اشعارہ الہندی

ہے رونقِ بستان جہان کوئے محمدؐ	رونق دہ گلہائے جہان روئے محمدؐ
والشمس ہے تفسیر دو رخسارہ انور	واللیل ہے تعبیر دو گیسوئے محمدؐ

من اشعارہ الفارسی

حکام جہان تابع فرمان محمدؐ	شاہان جہان اند گدایان محمدؐ
چون عرش دہم منزلت و رفعت والا	نہ چرخ برین پایہ دیوان محمدؐ
پاسنگ بود ثقل گناہان تو الفت	بس ہست گران پلہ احسان محمدؐ

احسان ۔ میر عباس علیخان حیدرآبادی

احسان تخلص ۔ میر عباس علیخان نام ۔ آپ نواب سہام جنگ کے فرزند ہین آپ حیدرآبادی المولد ہین ۔ آپنے فارسی کتب پڑہ کے بقدر ضرورت لیاقت پیدا کی مگر عالم طفولیت سے شعرگوئی کا شوق تہا اکثر استادون کے دواوین فراہم کرکے اُن مین سے ہزارہا اشعار یاد کرلئے ۔ اور آپ ہی طبیعت کی صفائی اور فکر کی رسائی سے شعر موزون کرتے تہے ۔ کلام سلیس واچہا اورد ہوتا تہا ۔ خوش خلق وخوش مزاج تہا ۔ خوش خوراک وخوش پوشاک تہا ۔ رات دن لہو ولعب مین مشغول رہتا تہا ۔ مرغ لڑانا ۔ کبوتر اُڑانا ۔ مرغبازی وکبوتربازی مین ہزارہا روپیہ صرف کرتا تہا ۔ پتنگ بازی کا فریفتہ تہا ۔ ایک کبوتر اور مرغ سو روپیہ کو لیتا تہا ۔ منیر الملک بہادر دراورا مین الملک کے ہاتہہ

فروخت بھی کرتا تھا۔ آپ کو ہجوگوئی کی استعداد تھی جب چاہتے تھے کسیکی بھی ہجو کہدیتے تھے۔ لچھمی نراین صاحب تخلص اورنگ آبادی نے اعظم الامرا بہادر کے نسبت چند اشعار نامناسب لکھے تھے۔ آپنے اوسکا رد کیا اعظم الامرا کی سرکار مین جاگیر و انعام سے سرفراز ہوا۔ آخر سنہ ۱۲۳۰ ہجری مین عالم ہستی سے عدم کا مسافر ہوا

من اشعارہ

آستین سے تری باہر جو کلائی ہوتی
شمع فانوس سے باہر نکل آئی ہوتی

ولہ

نہ کام اس چرخ دون پرور سے نکلے
مگر شاہنشہ قنبر سے نکلے

فلاطون سا مدبر تھا سو بھولا
نہ جسکا اب کوئی ہمسر سے نکلے

پر ارسطو بھی ارسطو جاہ دانا
بڑی فطرت مین اسکندر سے نکلے

کرے کیا فوج نے اسکو دی تن
مگر جو خال ادہر سے نکلے

سورن کو جیت کر اب سرخرو ہو
نشہ ہے لالہ احمر سے نکلے

اوڑا دون یہان سے یون مضمون صاحب
خزف جسطرح کسی گوہر سے نکلے

نہ سمجھانا قیامت فہم اتنا
کہ جب وہ شیر نر اودر سے نکلے

تو پھر کیا حال ہووے دشمنون کا
کہ آہ شعلہ زن ہر سر سے نکلے

نکل آیا وہ یون خورشید تابان
کہ مہ بدلی کی جیسے گہر سے نکلے

یون نکلا کفر سے وہ اسم اعظم
شرر جون چیر کر پتھر سے نکلے

ریاست پھر نئے سر سے جو چمکی
چراغ خضر ہر اک گھر سے نکلے

تری تضمین پر تحسین احسان
محبت حیدر و صفدر سے نکلے

آزاد - ابو الحمید لکہنوی سلمہ اللہ

آزاد تخلص - ابو الحمید نام - آپکا اصلی وطن لکہنو ہے - آپنے سن شعور کے بعد فارسی عربی مین بقدر ضرورت استعداد حاصل کرکے شعرگوئی کی طبع موزون و خوش فکر تہے - خوب کہنے لگے - نواب مرزا خان داغ دہلوی سے اصلاح لینے لگے - جناب داغ کی عنایت و توجہ سے لائق شاعر ہوگئے - کلام سلیس و بامحاورہ ہے - ایہام و مبالغہ سے پاک و صاف ہے - آپ چند سال سے سرکار عالی نظام مین ملازم ہین - خوش خلق و نیک سیرت ہین - عمر تقریبا چالیس یا پچاس برس کے ہے -

من اشعارہ الہندی

وان سب اقرار وفا بیت بیت ہوگئی
واہ اے نیرنگئی قدرت ترا ممنون ہون
جہوٹے وعدون نے کسیکی کردیا خانہ خراب
جب تلاش شاہد مقصود مین کہا قدم
آج عشق و عاشقی کا ہوگیا جہگڑا تمام

یا غضب آیا ستم ٹوٹا قیامت ہوگئی
وہ تماشائی ہوا جب مجہکو حیرت ہوگئی
منزل دل رہگذار یاس و حسرت ہوگئی
رہنمائی کے لئے آگے مصیبت ہوگئی
اٹھہ گیا آزاد دنیا سے فراغت ہوگئی

ایما - میر حسن علیخان اورنگ آبادی

ایما تخلص - میر حسن علیخان نام - آپ شرفاء اورنگ آباد دکن سے تہے صاحب فضائل و کمالات تہے - شعرگوئی مین لائق اقران و امثال مین فائق تہے - آپکا کلام فصاحت و ملاحت مین ڈوبا ہوا ہوتا تہا - ہر ایک شعر نزاکت و لطافت مین تولا ہوا ہوتا تہا - ہر ایک مصرع برجستہ و شستہ ہوتا تہا - آپ خوش گفتار و خوش کردار تہے - طرز لباس و وضع رفتار اہل ہنر کی طرح رکہتے تہے - آپ اورنگ آباد سے ۱۲ برس کی عمر مین

حیدرآباد آئے۔ مہاراجہ چندولال بہادر کے دربار مین باریاب ہوئے۔ مہاراج نے آپکی بڑی عزت و آبرو کی پانسو روپیے ماہوار مقرر کردئے۔ آپ اکثر اوقات مہاراج کی مصاحبت مین رہتے تھے۔ آپکو ایک وقت حضور سکندر جاہ بہادر نے یہہ فرد دی کہ اسکو اردو اشعار مین تضمین کرکے پیش کرو۔ **فرد** اکنون کرا دماغ کہ پرسد زباغبان۔ بلبل چہ گفت و گل چہ شنید و صبا چہ کرد + آپنے اسکو تضمین کرکے پیش کیا۔ پانچ سو روپیہ صلہ پایا۔ تضمین یہہ ہے

ایا مین ساکنان چمن سے کیا سوال	ہم بہی تو تہے خزان تمہارے شریک درد
کیفیتین بہار کی ہم سے بہی کچھہ کہو	ار دی بہشت و دی کی ہوئی کس طرح نبرد
غنچہ جو مسکرا کے دیا چٹ مین جواب	تو نے سنی نہین کسی استاد کی یہ فرد

اکنون کرا دماغ کہ پرسد زباغبان
بلبل چہ گفت و گل چہ شنید و صبا چہ کرد

آپنے آخر سنہ ۱۲۳ ہجری مین اس عالم فانی سے بہشت برین کو رحلت کی۔ آپ صاحب دیوان تہے اردو و فارسی دونو زبانون مین خوب شعر کہتے تہے۔

ادیب مولوی محمد سیف الحق دہلوی

ادیب تخلص۔ محمد سیف الحق نام۔ آپکا اصلی وطن دلی ہے۔ آپکی نسب کا سلسلہ مولوی شیخ عبد الحق محدث دہلوی سے پہنچتا ہے۔ آپنے سن شعور کے بعد علماء دلی کی خدمت مین کتب درسیہ علوم متداولہ سے فراغت حاصل کی۔ ذکی الطبع و فہیم تہے طبیعت مین چستی و چالاکی خداداد تہی۔ اور آپکے دلمین اس بات کا جوش و خروش تہا کہ

حالت موجودہ سے کسی خاص فن جدید مین ترقی کرنا چاہیئے۔ چندروز تک آپ
اس تردد و تفکر مین رہے۔ مگر قوت فیصلہ سے کوئی خاص امر طے نہین پایا تہا کہ یکا یک
طبیعت کی اقتضائے فن شاعری کیطرف متوجہ کیا۔ جولانی طبیعت و رسائی فکر سے مضامین
سنجیدہ و معانی پسندیدہ کو بیان کے قالب مین ایسی طرز سے ڈہالے کہ نہایت ہی خوشنما
و مرغوب نظر آنے لگے۔ اُسوقت مرزا اسداللہ خان غالب زندہ تہے۔ اور اُنکی اُستادی
کل ہند مین مسلم الثبوت تہی۔ آپنے غالب مرحوم کو اپنا کلام دکہلایا۔ مرحوم البتہ آپکا کلام
دیکہتے ہی بہت خوش ہوئے اور فرمایا ہونہار بروا چکنے چکنے پات۔ اُستاد مرحوم کا یہ فقرہ
آپکے دل پر مؤثر ہوا۔ اور آپکا شوق بہ نسبت سابق دوچند ہو گیا۔ اس فن مین خوب
کوشش و جانفشانی کی۔ اور استاد مرحوم کی بہی توجہ کامل رہی۔ چندروز مین اُستادی کے
رتبہ کو پہنچ گئے۔ آپکی شاعری معاصرین کے نزدیک بہی مسلم الثبوت ہوگئی۔

آپ خوش نویسی خوش خطی مین بی نظیر تہے۔ اور تاریخ گوئی مین بہی عدیم المثال۔ ظریف الطبع
و لطیف الوضع تہے یاران ہم مشرب سے خوش طبعی و خوش مزاجی سے ملتے تہے۔ اشفاق
و اخلاق مین شہرۂ آفاق تہے۔ آپ فارسی و ہندی دونو زبان مین کہتے تہے۔ ہم آپکے
اشعار آبدار ذیل مین گزارش کرتے ہین۔ تاکہ ناظرین لطف و مزہ اُٹہائین۔

جناب دہلی سے ریاست حیدرآباد مین آئے سرکار عالی نظام مین ملازم ہوئے۔ چند سال تک
سرکاری خدمت مفوضہ کا انتظام عمدہ طرح کرتے رہے آخر ۳ صفر ۱۳۰۹ہجری مین شہر حیدرآباد
دکن مین مسافر عدم ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

من اشعارہ الہندی

آؤ کبہی تو فاتحہ پڑہنے کیواسطے	حسرت نشان ہے مرے کنج مزار کا

ہو جان پر جو ایک مصیبت تو روئیے — دل ہی یہان ملا تو ترے اختیار کا
موت آگئی مجھے سر شام فراق سے — دشمن نے آج کام کیا دوستدار کا
کر چشم و دل کی خیر سے طلب دید ب — لپکا برا پڑا ہے تجھے انتظار کا

وله

کیسا کٹا ہے غیر جو دو چار ہو گیا — میرا دم اسکو خنجر خونخوار ہو گیا

وله

خوف افشا سے ستمہائے نہانی کیجئے — ناتوان دیکھتے ہین دیدۂ مردم مجھکو
غیر تک ملتفت حال یون ہے میرا — جانتا واقف اسرار نہان تم مجھکو
موج دریا کی حقیقت بھی کھلی اے ادب — جوش گریہ نے دکھایا جو تلاطم مجھکو

اعزاز - مرزا دین محمد بیگ کابلی

اعزاز تخلص - مرزا دین محمد بیگ نام - آپکا اصلی وطن کابل ہے - نشو و نما وہین کی آب و ہوا اور وہین کی خوشنما غذا مین ہوا ہے - اور سن شعور کے بعد آپنے وطن کے علما سے کتب درسیہ علوم متداولہ و فنون متعارفہ تحصیل کی تہین - علم و لیاقت و فضل و قابلیت مین مستعد و لائق تہے - آپ وطن سے دلی مین آئے اور وہان متوطن ہوے - چند مدت تک امرا کی ملازمت و سفارت و وکالت مین رہے - مال و زر خوب حاصل کرتے تہے - جہان رہے وہان خوش رہے - آپکا مزاج آزادانہ اور مشرب فلسفانہ تہا - صلح کل کے طریقہ کے پیرو تہے - آپ خوش خلاقی کی وجہ سے ہر ایک بشر کو کیا ہندو کیا مسلمان مساوی سمجھتے تہے - ہر ایک کے ساتھہ لطف و مدارا فرماتے تہے - دلی سے آپ نواب وزیر الدولہ کے زمانہ مین ریاست ٹونک مین آئے نواب سے ملے نواب صاحب نے آپکو سفارت کے عہدہ پر مقرر فرمایا - مدت تک اسی خدمت پر مامور رہے - خوش و خرم تہے کسی قسم کی تکلیف

نہین تہی۔ آپ ٹونک سے نواب ناصر الدولہ بہادر کے زمانہ مین حیدرآباد دکن آئے۔ مولوی محمد حسین صاحب جو مقرب حضور تہے اُنکے مکان پر فروکش تہے۔ مولوی صاحب آپکی بڑی خاطرداری کرتے تہے۔ آپنے ایک کتاب مسمی اخلاق محمدی نواب کے نام پر لکہی اور مولویصاحب کے ذریعہ سے حضور مین پیش کی معلوم نہین حضور نے منظور فرمایا یا نہین کتاب سم بامسمی مضامین اخلاق پر شامل تہی ہر ایک فقرہ و کلمہ سے خلق محمدی عیان اور ہر ایک حکایت و نقل سے خود خلق مجسم نمایان تہا۔ اُسکی متعدد باب ہین۔ ہر ایک باب مین مضامین اخلاق کو مع شواہد و نظائر لکہا ہے۔ دیکہنے سے لطف آتا ہے۔ آپکو سیر و سیاحت کا شوق تہا۔ عراق عجم و عراق عرب کی خوب سیر کی ہے۔ ملک بخارا و خوارزم و بلخ و بدخشان تک گئے ہین۔ سندو ہند مین بہی خوب گہومے ہین۔ ہر ایک مقام کے رسم و رواج اور ہر ملک کی طرز معاشرت سے واقف تہے۔ چنانچہ آپنے ایک کتاب قبا وہی نسائی تالیف کی۔ اسمین ہر ملک کی عورتون کے رسم اور اُنکی مزعومات عمدہ طرح سے بیان کئے ہین۔ گویا یہہ کتاب مذہب عجم کے مسائل و عقائد کا آئینہ ہے۔

آپ فارسی مین نظم و نثر عمدہ لکہتے تہے۔ آپکی تحریر و تقریر مین مضمون کی آمد تہی۔ بغیر سوچے سمجہے لکہتے تہے۔ آپکی عبارت رنگین و شیرین ہوتی تہی۔ نظم مین آپ اعزاز تخلص کرتے تہے اور نثر مین ریاست گفتار۔ آپکا کلام اِس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ بیشک آپ اِن دو اسمون کے مسمی و مصداق تہے۔ آپ حیدرآباد سے برار آئے۔ اور وہان حکام کی قدردانی سے ملکاپور ضلع بلڈانہ مین منصفی کی خدمت پر مقرر ہوئے۔ دو ڈہائی سال تک اس خدمت پر مامور رہے عدالت کا کام نہایت امانت و دیانت کے ساتہہ انجام دیتے رہے۔ مقدمات کی تحقیق مین کسی کی رعایت نہین کرتے تہے اور نہ کسی کی سفارش سنتے تہے۔

حق کو باطل سے علیحدہ کر دیتے تھے۔ اہل مقدمات اور اُن کے متعلقین سے گھر نہین ملتے تھے۔ رشوت کے نام سے کشیدہ و رنجیدہ ہوتے تھے۔ کسی کا ہدیہ و تحفہ بھی نہین لیتے تھے جب برار سے فارسی دفتر موقوف ہوا۔ اور اُسکی جگہ مرہٹی دفتر قائم ہوا۔ اور منصف بھی موقوف ہوئے اور آپ بھی موقوف ہو گئے۔ تب ملکاپور مین جامع مسجد کے بیرونی حجرون مین سکونت اختیار کی۔ ملکاپور کے قاضی خواجہ محمد صاحب جو برار مین نامی و معروف و مشہور ہین آپکی خدمت و مہمان نوازی نہایت سیر چشمی سے کرتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قاضی صاحب اور مرزا صاحب وقالب ایک جان ہین۔ پھر آپ حکام کی قدردانی سے عہدۂ تحصیلداری پر مقرر ہوئے۔ جلگاؤن ضلع آکولہ کے تحصیلدار ہوئے دو تین سال تک کام عمدہ طرح سے کرتے رہے۔ افسران بالا آپکے کام سے نہایت ہی خوش تھے۔ آپ خوش مزاج و خوش طبع تھے۔ ظریف و بذلہ سنج و لطیفہ گو تھے اہل مجلس کو اپنے کلام رنگین سے رنگین فرماتے تھے۔ لطائف و ظرائف سے اسقدر ہنسلاتے تھے کہ پیٹون مین بل پڑ جاتے تھے۔ خندہ پیشانی و شگفتہ دل تھے۔ آپکے مزاج مین غرور و تکبر کا نام و نشان نہین تھا۔ فقیر مولف کو بھی آپ سے نیاز تھا۔ نہایت توجہ و عنایت سے تکلم فرماتے تھے۔ لکھنے پڑھنے کی تاکید کرتے تھے۔ مین اُسوقت طالب علمی کرتا تھا۔ میری عمر اُسوقت تقریباً بارہ برس کی ہوگی۔ مین اکثر آپکی خدمت مین حاضر ہوتا تھا۔ اور آپکے فیض درس سے مستفید ہوتا تھا۔ آپ صاحب التالیف والتصنیف تھے۔ چند کتب آپ کی تالیف سے ہین از انجملہ اخلاق محمدی۔ شاہنشہنامہ فتاوی نسائی۔ دیوان غیر مرتب مین عجائب الکلمات۔ مرات الخصائل۔ آپکی یہہ کتابین میرے کتبخانہ مین موجود تھین افسوس کہ موسی ندی کی طغیانی مین تمام

غرق آب و نذر سیلاب ہو گئین۔ آخر آپ ۱۲۷۷ہجری مین مقام قصبہ جلگانون ضلع آکولہ برار مین عالم بقا کی طرف مسافر ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور اُسی قصبہ مین مدفون کئے گئے۔ آپکی تاریخ منشی رام سیوک صاحب متخلص گہربار نے کہی

چو مرزا دین محمد بیگ اعزاز ازین دار فنا شد جادہ پیما
چہ اعزازیکہ سلطان سخن سنج بلیغ و ناثر و ہم فخر شعرا
ہمای فکر او را آشیان عرش نہنگ طبع او را قعر دریا
ید بیضا مضامین منیرش خیالاتش چہ اعجاز مسیحا
گذشت آن منشی یکتای دوران کسے دیگر نگیرد نام انشا
ازین ماتم دو تا پشت فلک شد دماغم این چنان بگرفت سودا
بگو تاج بلاغت چون بیفتاد بتاریخش دریغا وائے ویلا
۱۲۷۷ھ

اُسوقت برار مین مرزا صاحب مرحوم کے دوست عنایت فرما دستور رتنجی و بہمن جی باشندگان پونہ معزز خدمات پر مقرر تھے۔ مرزا صاحب کے انتقال سے بہت رنجیدہ ہوئے اور مرزا صاحب کے تمام مال و اسباب کو حفاظت سے امانت رکھا۔ اور مرحوم کے فرزند مرزا مہر علی بیگ کو دلی سے بلایا۔ حسب الطلب فوراً آئے۔ دونون معززین نے اپنے پیارے دوست کے لخت جگر کو اپنے دولتخانہ پر مہمان رکھا۔ اور مہمانی و مدارات مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین فرمایا۔ اور انسے کہا اگر آپ یہان نوکری کرنا چاہین تو ہم کوشش کرکے کرا سکتے ہین مرحوم کے فرزند نے انکار کیا۔ آخر دونون بہائیون نے مرحوم کا تمام مال و اسباب فرزند مرحوم کے حوالہ کیا اور اپنے جیب خاص سے بہی معتدبہ رقم دیکے دلی روانہ کیا مرحوم کے فرزند نے دونون بزرگان فرشتہ طینت کا شکریہ ادا کیا۔ اور وطن مالوفہ روانہ ہوا

دونون بزرگان برامکہ خصائل کی ہمدردی خالصاً لوجہ اللہ آفرین وتعریف کے لائق ہے
ہم کو ایسے بزرگون کی پیروی کرنی چاہئے۔ افسوس فی زماننا مروت و ہمدردی عنقا
صفت مجہول الاسم و معروف لااسم ہے۔

من اشعارہ الفارسی

رفتم کہ ببوسم قدم پیر مغان را
عذرم اثر پذیر نشد طبع یار را
چون بقامت راست سازد شمار من قبا
گر گذارد پا بچشم دل خیال ناز او
در سفر بردی رقیبا از چہ جانان مرا
بنیو در خانہ ایم خانہ خراب
گفت قاصد کہ یار می آید
از گردش زمانہ کسے را فراغ نیست
وضع دل خونبار نمی دانم چیست
حلقۂ زلف او گلوگیر است
خواست آلودہ کند پنجہ بخون من نزار
در تہیدستی مناسب نیست قرب دوستان
رخ جست پرتوی در گلشن افتاد
گل بردہ مگر رشک رداءان قبایش
می شوم آب چو چاہ ذقنش می بینم

ولہ

نذر در میخانہ کنم نقد روان را
خاموش آب چشم نسازد شرار را
از زبان گل مبارک باد می آرد صبا
مردمک گوید زراہ دیدہ او را مرحبا
دور کردی جانم از تن بردۂ جان مرا
ہمچنان قطرۂ درمیان حباب
این خیالیست دیدہ ام در خواب
آن کیست در جہان کہ دلش پر ز داغ نیست
این گریۂ بسیار نمی دانم چیست
می کشد دل چہ دام تزویر است
خنجرش را زتن لاغر من عار آمد
می فتد شاخ درخت خشک از چشم بہار
نمود از چہرۂ گلرنگ پرواز
امروز پشیمان شدہ افتاد بپایش
غنچہ را محو بہ بینش دہنش می بینم

ولہ

بر سر تربت اعزا ز بنا ز آمد و گفت
کشتۂ کیست کہ خون از کفنش می بینم

ولہ

می شود آخر ہمان کارے کہ میدارد نشدن
مفت بہر کار خود در پیچ و تاب افتادہ ایم

ولہ

شدہ ام پیر تمنائے جوانی دارم
شاید از دہر بکف خط امانی دارم

ولہ

شد تہی دستی ازان مایۂ وسامان من
تا نہ بیند کس غبار از گوشۂ دامان من

ولہ

از سر خاکم چرا برچیدہ دامان میروی
روی گردان از سر خاک غریبان میروی

رباعی

ہر غم کہ درین زمانہ صورت دارد
در پیش من آمدن ضرورت دارد
من میکنمش ضیافت از خون جگر
با این ہمہ خاطرش کدورت دارد

آفاق۔ محمد عیسیٰ خان دہلوی

آفاق تخلص۔ محمد عیسیٰ خان نام۔ آپکا اصلی وطن دہلی ہے۔ آپ دلّی کے شریف زادون مین سے تہے۔ علم و فضل کے زیور سے آراستہ تہے مستعد طالب علم تہے۔ شعرگوئی پر شیفتہ تہے۔ طبیعت مین قدرتی تیزی و چالاکی تہی۔ شعر کہنے لگے قائم دہلی سے اصلاح لیتے تہے۔ رفتہ رفتہ کلام مین پختگی و شستگی آگئی۔ درجہ کمال کو پہنچے۔ شہرۂ آفاق ہوئے۔ دلّی سے حیدرآباد دکن مین آئے۔ اور نواب شمس الامرا بہادر کی سرکار مین دوسو روپے ماہوار سے ملازم ہوئے۔ مدت تک زندہ رہے۔ آخر سنہ ۱۲۵۳ ہجری مین اس دارنا پایدار سے دارالقرار کو روانہ ہوئے۔ جناب مولینا میر شمس الدین فیض نے تاریخ رحلت کہی ہے۔ ۵ زانقضای آفاق آفاق رفت ؎
۱۲۵۳ھ

تضمین بر غزل قائم

کہتے جو ہو مثل گل چاک جگر جائے
اور برنگ صبا جلد گذر جاسے

سب سے ہے بہتر یہی اب کے اگر جائے — گلشن الفت سے دل لے یہ ثمر جائے

داغ بدل جائے دست بسر جائے

کیا کہوں تجھسے دلا طرفہ ہے اک ماجرا — نکہت گل کا گیا آ گئے نکل قافلا

پہلے تو وہ رنگ تہا اب یہ نیا گل کہلا — کرکے ہمین ہیشوا کہتی ہے باد صبا

مین کوئی کوئی دم مین چلی آپ ٹہر جائے

کیا کہوں کیا بات ہے ایک طلسمات ہے — مرگ کی شب بات ہے ظلم سے ظلمات ہے

ہجر کی یہ رات ہے غم سے ملاقات ہے — دل ہی نہین ساتہ ہے عالم برسات ہے

بات سے تیرے کدہر دیدۂ تر جائے

ایمان شیر محمد خان حیدر آبادی

ایمان تخلص۔ شیر محمد خان نام محمد عاقل خان نایک کا فرزند ہے۔ حیدر آبادی المولد ہے۔ آپکے والد سرکار نظام مین وقایع نگاری کی خدمت پر مامور تہے۔ اور خبارگوئی کا بہی کام اُنکے سپرد تہا۔ ایمان نے نشو و نما کے بعد شہر کے علما و فضلا کی خدمت مین کتب عربیہ و فارسیہ تحصیل کین یگانہ روزگار ہوا۔ اور موروثی فن مین ہی بینظیر۔ سرکاری تمام اخباریون کا افسر تہا۔ دکن کے تمام واقعات اُسکے حافظہ کے خزانہ مین محفوظ تہے۔

سرکار مین ممتاز و معزز تہا۔ اکثر اوقات سفر و حضر مین اعظم الامرا کا مصاحب رہا ہے شعرگوئی و شعرفہمی مین بیمثل تاریخ دانی و وقایع نگاری مین بے بدل تہا۔ شعرا و حاضرین آپکی اُستادی کے قائل تہے۔ سنہ ۱۲۱۶ ہجری مین حضور آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین محلۂ کمان ایلچی بیگ مین مشاعرہ قرار پایا تہا۔ تمام شعرا جمع ہوئے۔ مگر آپ نہین آئے تہے سبب آپکا

انتظار کر رہے تھے - بعض کی رائے ہوئی کہ غزل خوانی شروع کیجائے - اکثر نے کہا جب تک استاد نہون کچھہ مزہ و لطف نہوگا - آخر آپ آئے وجہ تاخیر بیان کئے سبکا شکریہ ادا کرکے عذرخواہی کی - مشاعرہ بڑی عظمت وشان سے ہوا اسمین شعرا ہندو دکن مجتمع تھے - آپکا کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا ہے - صنائع و بدایع کے زیور سے آراستہ اور آرائش جگت و ضلع سے پیراستہ ہوتا ہے - آپ اپنے کلام مین ایہام بہی استعمال کرتے ہین - آپ صاحب دیوان ہین آپکا دیوان بعض کتبخانون مین موجود ہے - آپ تاریخ گوئی مین کامل مہارت و قدرت رکھتے تھے - فی البدیہہ تاریخ کہلتے تھے - آپنے حضور آصفجاہ ثانی کی تاریخ مین ایک قطعہ لکھا - اُس کے چوتھے مصرع سے دو مادہ تاریخ برآمد ہوتے ہین - مقبرہ کے دروازہ پر کہ مسجد مین ہی قطعہ کندہ ہے

بر روح پاک میر نظام علی مدام	زین مصرع عجیب دو تاریخ را بخوان
خوانند باو ضوعہ ہمہ اشخاص فاتحہ	مستوجب جنت و با خلاص فاتحہ
	۱۲۱۸

اور دوسرے شعرانے بہی تاریخین کہین مگر آپکی تاریخ مطبوع عام ہوی - اسیوجہ سے مقبرہ کے دروازہ پر کندہ کرائی گئی - آپ خوش خلق خوش سیرت تھے - پاکیزہ شمائل پسندیدہ خصائل تھے - عزیز خلائق مقبول خالق تھے - آخر سنہ ۱۲۲۰ ہجری مین فوت ہوئے - آپکی تالیف سے رسالہ شطرنج و رسالہ عروض و قافیہ و دیوان مشہور ہے -

من اشعارہ - ضلع میوہ مین

آسیب ... عشق کر ہمین عیان	آتا نہین زخم پہ انگور ہے سان
سو سیر ہوا ... سے ... سین معلوم	سر دیکھو ہی تو ناشپاتی ...

ضلع پلنگ مین

آرام نہ کیونکر اب یہ بیٹھے بہولین | کسطرح خوشی سے نہ پلنگ پہ جہولین
پایا تہا کبہو نہ سات پیڑہی مین یہ دو کہ | پٹی پڑی ایسی کہ اُکھڑ گئی چولین

ضلع لٹو مین

لٹو ہے تیرے یہ ہر کوئی اب یار | اور حال پریشان سے نہیں کہتا ہے گا
آخر کوچے مین اُسکی جا کر جالی | پہرتا تہا اسی آس پہ وہ سو سو بار

ولہ

مرہ گر چشم سے اپنی وہ خوش ابرو پونچھے | گرد خجلت کو سدا دیدۂ آہو پونچھے
آستین کا مین کسو کی نہ ہوا دست نگر | میری ہاتون نے آخر میرے آنسو پونچھے
رنگ گلشن کا شفق روئے فلک سے اُڑجائے | اپنے ماتہے سے وہ کافر کبہی گو کو پونچھے

ولہ

رنگ لب جانان کو سرخ زیادہ ہے | اور وزن مین برگ گل دو سرخ زیادہ ہے

ولہ

روا ہے کون سے مشرب مین اے ایمان نا منصف | دل پرویز خوش ہو خاطر فرہاد محزون ہو

ولہ

ٹپک پڑتا ہے خون دل مرا یان آنکہون سے | مئی گلگون کا جسدم بزم مین ساغر جہلکتا ہے

افسر - میر باقر علیخان

افسر تخلص - میر باقر علیخان نام - آپ نقد علیخان ایجاد کے فرزند دوم ہین آپ علم و فضل کے زیور سے آراستہ اور پیرایۂ حسن خلق و کمال سے پیراستہ تہے خوش سلیقہ خوش سیرت تہے - شعر و شاعری کے شیفتہ - استعداد خداداد تہی - اصلاح کلام والد ماجد سے لیتے تہے - آپکا کلام دلچسپ و دلپسند ہے -

من نتائج طبع

امروز میرود بگلستان نگار ما | از دست میرود دل بے اختیار ما

دوستان موسم گل آمدہ دل شاد کنید	ولہ	دست در گردن ہم زمزمہ بنیاد کنید

اختر - مولوی لطیف احمد صاحب

اختر تخلص - لطیف احمد نام ہے - آپ حضرت امیر احمد مینائی لکھنوی کے فرزند سوم ہین - آپ کی ولادت باسعادت شہر لکھنو مین ہوی - (بلند اختر) سے آپکی تاریخ ولادت بحساب جمل برآمد ہوتی ہے - یعنی ۱۲۸۷ھ ہجری - آپ کی نشو و نما لکھنو کی آب وہوا مردم خیز مین ہوئی - جب آپ کی عمر ہفت سالہ ہوئی - تب والد ماجد نے آپکی تعلیم شروع کی - آپ نہایت ہی ذکی الطبع و ذہین تھے - آپکے چہرہ مہرہ سے چستی و چالاکی عیان تھی - عزیز قریب یہی کہتے تھے یہہ صاحبزادہ ہونہار معلوم ہوتا ہے - چشم بددور خدا عمر خضر نصیب کرے - والد ماجد تعلیم کی طرف بہت توجہ فرماتے تھے - والد ماجد کی توجہ کی برکت سے آپ پندرہ یا سولہ برس کی عمر مین فارسی عربی کتب درسیہ و علوم متداولہ سے فارغ التحصیل ہوئے - شعر و شاعری کے طرف بچپن ہی سے طبیعت مائل تھی - مائل کیون نہو یہ شعرگوئی و سخندانی آپ کی موروثی ملک تھی والد ماجد ایام طالب علمی مین اگرچہ شاعری و شعرگوئی سے مانع ہوتے تھے - لیکن مقتضائے طبیعت مبادرت کرہی جاتا تہا - آپکے نتایج طبع والد ماجد و دیگر اعزہ دیکھہ کے متعجب ہوتے تھے تحصیل سے فارغ ہونیکے بعد آپ شعر و شاعری کے میدان مین جولانی کرنے لگے - اقران و امثال مین فائق ہونے لگے - آپکو تلمذ والد ماجد ہی سے تہا - اپنے نتائج طبع والد ماجد ہی کے ملاحظہ مین پیش کرتے رہے والد ماجد ہی کی اصلاح سے استادی کے رتبہ کو پہنچے - بمصداق الولد سر لابیہ والد کے

ہین۔ آپکے اخلاق وعادات سے بزرگان سلف کی شان نمایان ہوتی ہے۔ مروت
وہمدردی آپکا پیرایہ فتوت وجوانمردی آپکا سرمایہ ہے۔ آپکی کسر نفسی و خاکساری کی
یہہ حالت ہے ہرکس و ناکس کے سامنے جھکے جاتے ہین۔ یہہ شاخ پرثمر ہیں بزرگون کے مصداق ہین
ہر غریب نا بلد و نو وارد بلد سے ایسے ملتے ہین جیسا کہ کوئی اپنے عزیز قریب سے ملتا ہے
آپ کو علوم و فنون سے ایسی دلچسپی ہے کہ ہر وقت آپکی مجلس ہین علوم و فنون کا
تذکرہ اور شعر و شاعری کا چرچا ہوتا ہے۔ اور خاص آپ کی عادات سے ہے کہ بزرگان
سلف و خلف کو بھلائی سے یاد کرتے ہین۔ اور آپنے ایسا طریقہ و ضابطہ رکھا ہے
کہ حاضرین مجلس سے کوئی کسیکی شکایت نہین کرسکتا۔ اگر کوئی سہواً کسیکی نسبت
کہے تو آپ اسکے قول کو ایسے ڈھنگ سے بدل دیتے ہین کہ وہ خیر محض ہو جاتا ہے
یا اشارۃً و کنایۃً اسطرح تکلم کرتے ہین کہ غافل شاکی شاکر جاتا ہے۔ فقیر مولف کو
تھوڑا ہی زمانہ گذرا ہے کہ آپ سے نیاز حاصل ہوا ہے۔ مجھے اس تھوڑی ہی مدت مین آپکی
ملاقات سے جو لطف و مزہ حاصل ہوا ہے۔ اسطرح مدت کے احباب سے کبھی نہین ہوا۔
مین حضرت صاحب و مولانا جلیل کو سچے دل سے ایسا سمجھتا ہون کہ گویا یہہ میرے قدیم
عنایت فرما ہین۔ مدعیان عیب بین میرے اس قول پر قہقہہ مارینگے۔ کہ یہہ مولوی
تملقاً دونون بزرگون کی محبت کا دم مارتا ہے۔ یہہ نہین سمجھینگے کہ دونون
بزرگون کی خوش اخلاقی کی کرامت ہے کہ مین انکو اپنا عنایت فرما سمجھتا ہون۔
فی زماننا جناب حضرت صاحب و مولانا جلیل امام الشعرا و استاذ البلغا ہین۔ آپ کی توجہ
و اصلاح کی برکت سے دکن مین شعرا کا گروہ بہت بڑھ جائیگا۔ اور شعر و شاعری کا
بازار گرم ہو جائیگا۔ اکثر شاعر شاعر ہو جائین گے۔ سخن سنجی و سخندانی سے ماہر ہوا تک

شاعر کو آپکی شاگردی پر ناز ہوگا۔ متورخین سلف کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ نظم کلام ریختہ کا وجود اولاً زمین دکن مین پیدا ہوا۔ ابھی اسکی پوری نشو ونما نہین ہوئی تھی کہ وطن سے غربت اختیار کیا۔ دکن سے ہندمین پہنچا۔ کبھی لکھنو کبھی دلی مین آمد و رفت کرتا رہا۔ اور اپنے اصلی وطن کو فراموش کردیا تھا۔ اب مدت کے بعد اپنے اصلی وطن کو مراجعت کرتا ہے۔ عجب نہین کہ یہان بہی دونون بزرگون کی توجہ سے سکونت اختیار کرے۔ اور شعراکے نزدیک لکہنو و دکن و دہلی کی زبانین مستند سمجھی جائین۔ آپکا کلام آسمان فصاحت و بلاغت کا نیر اعظم ہے۔ بندش برجستہ و ترکیب شایستہ کا اختر معظم ہے۔ آپکا کلام صفائی و شستگی مین ڈوبا ہوا ہے۔ نزاکت و لطافت سے بہرا ہوا ہے۔ حشو و زوائد سے پاک صاف۔ تعقید لفظی و معنوی سے شفاف ہے سامعین کے دلون پر سحر سامری کا اثر کرتا ہے۔ اور کلام کے سننے سے دل کو سرور حاصل ہوتا ہے اور صاحبان کمال وجد کرتے ہین۔ جناب اختر اسوقت ہوم سکرٹری کے مددگاری کی خدمت پر مامور ہین۔ خدمت مفوضہ کا کام نہایت عمدگی سے ادا کرتے ہین۔ ارباب حاجات سے خلوص و حسن سلوک سے ملتے ہین۔ غرور و تکبر سے منزلون دور رہتے ہین۔ آپکی انکساری دیکہہ کے کل دفتر کے ملازمین و صاحبان اغراض فرمان بردار و حلقہ بگوش بنتے ہین۔ تہوڑی ہی مدت کی ملازمت مین وہ قبولیت عامہ حاصل ہوئی کہ دیگر برسون کے ملازمین کو ہمدست نہین ہوئی۔ ادنی سے اعلی تک تمام آپکے تشکر گزار ہین۔ کوئی آپکی نسبت شکایت نہین کرتا ہے ہر ایک آپکو بہلائی سے یاد کرتا ہے۔ اختر کے لئے قبولیت عامہ کا ہونا عطیۂ عظمی۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء، و طوائف نام کا آپکو معتمد قرار دینا نعمت کبری ہے۔ آپکے حالات لطائف

آیات بیشمار ہین۔ مین نے طوالت کی وجہ سے قلم انداز کرکے اسیقدر پر اکتفا کیا۔ اب آپکے نتائج طبع گذارش کرتا ہون **ھو ھذہ**

دکھادے آج ای اختر کہ جودت ایسی ہوتی ہے
سخنور اسکو کہتے ہین طبیعت ایسی ہوتی ہے

تنا ہو شاہ آصف کی اور ایسی ہو کہ سب کہدین
بلاغت نام اسکا ہی فصاحت ایسی ہوتی ہے

جمال شاہ دیکھا تھا کہ دل اپنا پکار اٹھا
خدائے پاک کی بندون پہ رحمت ایسی ہوتی ہے

خدا رکھے یہی ظل خدا ہین اب خدائی مین
جوان مین ہے کسی مین کب جلالت ایسی ہوتی ہے

علی کا ہو جو محبوب اُسکی رعنائی کا کیا کہنا
ہزارون صورتون مین ایک صورت ایسی ہوتی ہی

غلط کیا ہی کہ آپ آصف کے پر ہین سلیمان ہین
کسیکی قاف سے تا قاف شہرت ایسی ہوتی ہے

فلک فر میر محبوب علیخان کا زمانہ ہے
جو گھر گھر ایسی عشرت ہے مسرت ایسی ہوتی ہے

وہ طرز حکمرانی ہے وہ رنگ خسروانی ہے
حکومت خود یہ کہتی ہی حکومت ایسی ہوتی ہی

مظالم کو مٹا دینا غریبونکی خبر لینا
سیاست کے یہ معنی ہین ریاست ایسی ہوتی ہے

جہانبانی سلیمانی مسیحائی و دارائی
کوئی پوچھے تو ہم کہدین کہ حضرت ایسی ہوتی ہے

بشر کیسے فلک بہی تو قدم لینے کو جہکتا ہے
اسی کہتے ہین رفعت شان و شوکت ایسی ہوتی ہے

ہزارون دل ہین سب مین ہے جگہ اک ذات آصف کی
حقیقت تو یہ ہی کثرت مین وحدت ایسی ہوتی ہے

آزاد۔ میر غلام علی الحسینی البلگرامی

آزاد تخلص۔ میر غلام علی نام۔ آپکا مسقط الراس محلہ میدان پورہ واقع قصبہ بلگرام صوبہ اودہ ہے۔ آپکی ولادت باسعادت پچیس تاریخ ماہ صفر روز یکشنبہ سنہ ١١١٦ ہجری مین واقع ہوی۔ آپکی نسب کا سلسلہ عیسی موتم الاشبال بن زید شہید بن امام زین العابدین

رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے۔ چنانچہ خود آزاد نے خزانۂ عامرہ مین لکھا ہے ؎

گرچہ باشد موتم الاشبال عیسیٰ جاد من　　عیسیِ جان بخش شیرانم باد انفس

آپ نسبًا حسینی و اصلًا واسطی و وطنًا بلگرامی مذہبًا حنفی و طریقۂ چشتی تھے جب آپنے

نشو و نما کے میدان مین قدم رکھا۔ سرو روان کی طرح بڑہنے لگے۔ اعزہ و اقارب

آپکے رنگ ڈہنگ کو دیکھکر کہتے تھے۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ آپکے چہرے

مہرے اور اعضا و مفاصل کے قیافہ سے مترشح ہوتا تھا کہ یہہ آفتاب خاندان جہان کو

روشن کریگا۔ فضائے عالم کو اپنے فیضان نعمت سے گلشن بنائیگا۔ اور محافل علم و فضل

کو زینت دیگا۔ معقولات و منقولات کے نکات ظاہر کریگا۔ بناءً علیہ والد یا جد و دیگر اعزہ

خاص جد مادری علامہ میر سید عبد الجلیل بلگرامی آپکی تعلیم و تربیت کی طرف متوجہ ہوئے

اور عمدہ اہتمام کیا۔ اساتذہ کرام و علمائے نحاریر سے آپکی تعلیم شروع ہوئی۔ آپ درجہ

بدرجہ ترقی کے اوج پر عروج کرتے رہے۔ چنانچہ خود صاحب ترجمہ نے اپنے مولفہ تذکرہ

خزانۂ عامرہ مین لکھا کہ میری تحصیل پانچ اساتذہ کرام سے درجۂ تکمیل کو پہنچی۔ اول

مولانا میر طفیل احمد بلگرامی قدس سرہ سے کتب درسیہ پڑہین۔ آپکے قصیدہ افتخاریہ کے

شعر سے ثابت ہوتا ہے ؎

شاگرد خاص میر طفیل محمدم　　او در علوم عقلی و نقلی ست رہبرم

دوم علامۂ زمان میر عبد الجلیل سقی اللہ السلسبیل سے لغت و حدیث و سیر نبوی

و فنون ادب حاصل کیا۔ چنانچہ ایک غزل کے مقطع مین فرماتے ہین ؎

آزاد ماکہ فضل و کمال بہم رساند　　خدمت نمود حضرت عبد الجلیل را

سوم بحر مواج علوم میر سید محمد خلف علامہ مرحوم سے عروض و قوافی و فنون ادب کی

تکمیل کی۔ چہارم صاحب آیات بینات مولانا شیخ محمد حیات سندی روح اللہ روحہ سے
مدینہ منورہ مین صحیح بخاری کی سند و صحاح ستہ و سائر مفردات کی اجازت حاصل کی
پنجم جامع کمالات شیخ عبدالوہاب طنطاوی سے مکہ معظمہ مین بعض فوائد علم حدیث
اخذ کیا۔ تحصیل علوم و فنون سے فارغ ہونیکے بعد سنہ ۱۱۳ ہجری مین حضرت قدوۃ العارفین
سید لطف اللہ بلگرامی قدس سرہ العزیز سے بیعت حاصل کی انتہی کلامہ۔
آپ پندرہ برس کی عمر مین فارغ التحصیل ہوئے۔ عالم شباب تہا۔ طبیعت بحر علوم و فنون مین
متواج شعر و شاعری کے میدان مین شعلہ جوالہ تہی۔ اور دلمین سیر و سیاحت و تلاش
ملازمت و تحصیل نعمت و شہرت کا شوق جوش زن تہا۔ چنانچہ آپنے خزانہ عامرہ
مین لکہا کہ مجکو مدت العمر مین تین سفر واقع ہوئے۔ سفر اول شاہجہان آباد۔ آپ
سنہ ۱۱۳۰ ہجری مین علامہ مرحوم کے ملنے کیلئے بلگرام سے میر عظمت اللہ بیخبر بلگرامی کے ہمراہ
شاہجہان آباد روانہ ہوئے۔ وہان پہنچ کے علامہ کی خدمت مین دو سال تک رہے
اس مدت مین فوائد علم و فضل سے مستفید ہوکے وطن مالوفہ تشریف لائے۔ سفر دوم
سیوستان واقع سندہ۔ سیوستان مین آپکے ماموں میر سید محمد میر بخشی گری و وقایع نگاری
پر مامور تہے۔ حسب الطلب میر سنہ ۱۱۴۲ ہجری ماہ ذیحجہ مین وطن سے سیوستان روانہ ہوئے
شاہجہان آباد و ملتان واچ وغیرہ بلاد سے عبور و مرور کرتے ہوئے بتاریخ دہم ماہ ربیع الاول
سنہ ۱۱۴۳ ہجری مین شہر مذکور مین مع الخیر پہنچے ماموں صاحب کی ملازمت سے مشرف
ہوئے۔ میر صاحب ہمشیرزادہ کے دیدار سے بہت خوش ہوئے۔ اور ہمشیرزادہ کو
نیابتاً دونون خدمتون پر مامور کرکے خود بلگرام روانہ ہوئے۔ آپ چار برس تک دونون
خدمتون کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔ آپکے انتظام سے حکام بالادست خوش ہوتے تہے

آپکی لیاقت وخوبئ انتظام کی تعریف کرتے تھے۔ چار سال گزرنے کے بعد میر صاحب
وطن سے واپس آئے۔ اور اپنے ہمشیرہ زادے آزاد کو بلگرام روانہ فرمایا۔ پس صاحب ترجمہ
آزاد ۱۱۴۷ھ ہجری مین سیوستان سے روانہ ہوئے۔ جب شاہجہان آباد مین پہنچے وہان
معلوم ہوا کہ آپکے والد میر محمد نوح مع تمام اہل بیت الہ آباد مین آئے ہین۔ آپ شاہجہان آباد سے
برآمد ہوئے۔ سیدھے اکبر آباد سے الہ آباد پہنچے۔ تین سال تک وہان والد ماجد کی خدمت
مین رہے۔ اس مدت مین دو مرتبہ بلگرام مین بھی گئے تھے۔ لچھمی نراین شفیق شاگرد آزاد صاحب
ترجمہ تذکرہ گل رعنا مین آپکی زبانی نقل کرتا ہے کہ جناب آزاد نے مجھسے ذکر کیا۔ کہ نواب
مبارز الملک سربلند خان تونی صوبہ الہ آباد اپنے فرزند میر محمود المخاطب بہ شاہنواز خان
کو نیابتہ صوبہ مین مقرر کرکے خود شاہجہان آباد مین محمد شاہ بادشاہ کے پاس گیا
اور میرے والد میر محمد نوح نواب شاہنواز خان کی سرکار مین میر سامانی کی خدمت پر مامور
تھے۔ ایک روز والد مجکو اور میرے بھائی میر غلام حسین کو نواب شاہنواز خان کی ملازمت
کے لئے لیگئے۔ نواب بنگلہ مرتضی مین رونق افزا تھے۔ اور میرے والد نواب کے قریب
کھڑے ہوئے افراد کاغذات پر دستخط کرا رہے تھے۔ اور ہم دونون بھائی دور کھڑے ہوئے
اس انتظار مین تھے کہ نواب ہمارے طرف دیکھے کہ ہم تسلیم بجا لائین۔ نواب دستخط
کرنے مین ایسے مشغول تھے کہ دیر تک ہمارے طرف نہین دیکھا باوجود حسب دستور چوبدارون نے
باادب وباقاعدہ کہکے چلایا لیکن نواب نے چوبدارون کے چلانے سے بھی ہماری طرف
نہین دیکھا۔ اسوقت میرے دل مین غیرت وحمیت نے جوش کیا کہ مخلوق کے
دروازہ پر اسقدر عجز وانکسار کرنا فضول ہے۔ خالق حقیقی کے طرف رجوع ہونا افضل ہے
مین سلام گاہ سے لوٹا۔ چوبدار نے پوچھا حضرت کہان جاتے ہین۔ مین نے کہا گھر

چوبدارون کے آداب سے ہے کہ آیندہ کو روکتے ہین - اور روندہ کو نہین روکتے چوبدار نے مجھکو نہین روکا - مین سیدھا گھر پر آیا - اور میرا بھائی وہان ٹھیرا رہا - بعد مین نواب کی ملازمت وتسلیم سے مشرف ہوا جب اِدہا جد دربار سے گھر مین آئے - مجھسے پوچھا کہ آپنے نواب کی ملازمت ترک کئے آخر کیا کروگے مین نے عرض کیا جو کچھہ تقدیر مین ہے ہوگا

سفر - زیارت بیت اللہ شریف

آپنے اُسیوقت دلمین عزم جزم کیا کہ آپکو خالق کے دروازہ پر چلنا چاہئے - پس بلگرام سے تیسری تاریخ ماہ رجب ۱۱۵۰ھ ہجری مطابق مادۂ تاریخ (سفر خیر) زیارت بیت اللہ کا احرام باندہا - اور شہر سے نکلتے وقت کسیکو آگاہ نہین کیا - نہین تو سدراہ ہوتے - اہل بیت کو تین روز کے بعد معلوم ہوا - افسوس کرنے لگے - آپکے حقیقی بھائی غلام حسن تین منزل تک تعاقب مین گئے - آخر آپکو نہین پایا - لاچار ہوکے واپس آئے - آپ غیر معروف رستے پیادہ پا - سرونج ضلع مالوا تک گئے - آپنے غیر متعارف طریق سلئے اختیار کیا تہا تاکہ کوئی خبردار ہوکے مانع نہووے - اُسوقت عالیجناب نواب آصفجاہ اول کا لشکر فیروزی اثر اِس ملک مین جلوہ افروز تہا لشکر مین ایک عزیز نیک محضر نے بے سابقہ معرفت آپکی خاطر ومدارات کی - اور مہمان نوازی کے لوازم پورے ادا کئے - اور آپکو ایک تہہ مکلف سازوسامان سے آراستہ سواری کے لئے عطا کی - سبحان اللہ اُس زمانہ مین اہل زمان کیا فراخ حوصلہ و مہمان نواز و غریب پرور ہوتے تہے - غربائے نابلد و درماندگان بیوسیلہ کے ساتہہ جان و مال سے ہمدردی و مساعدت فرماتے تہے - فی زماننا باوجود معرفت سابقہ اغماض کرتے ہین بیچارہ غریب بلکہ قریب کی بھی کوئی ہمدردی نہین کرتا - ہم بزرگان سلف کے واقعات سے

سبق لینا چاہیے اور قدم بقدم چلنا چاہئے۔ اسلاف کی پیروی مین دارین کی بہبودی و نیکنامی ہے۔ اسی ضلع مین حسن اتفاقات سے تاریخ دوم شعبان سنہ مذکورہ مین نواب آصفجاہ سے ملاقات حاصل ہوئی۔ اور آپنے ایک رباعی پیش کی۔ رباعی

اے حامی دین محیط جود و احسان حق داد ترا خطاب آصف شایان
او تخت بدرگاہ سلیمان آورد تو آل نبی ز بدر کعبہ رسان

نواب عالیجناب رباعی دیکھکے بہت محظوظ ہوئے۔ اور زاد و راحلہ کا کامل بندوبست کردیا۔ آزاد اسم بامسمیٰ تہا بجز اس رباعی کے کسیکی مدح سرائی نہین کی۔ اور نہ کبھی صلہ طلب کیا۔ اگر غور سے دیکہا جائے تو یہہ رباعی بھی بیت اللہ شریف کے سفر کیلئے ہے نہ اپنی ذاتی منفعت کے لئے۔ بقول صاحب گل رعنا آپ نہایت آسائش و آرام کے ساتہ آہستہ آہستہ منزل مقصود کو پہنچے۔ یعنے بندرگاہ سورت مین داخل ہوا۔ اور سبحۃ المرجان مین خود آزاد نے لکہا کہ مین بیابانہای دشوار گزار و کوہ ہای ناہنجار کو پیادہ پا طے کرتا ہوا جاتا تہا راہ مین سوائے شوق دل بیقرار کوئی رہنما و رفیق نہین تہا۔ آخر خدائے تعالی نے مجکو اس مقام پر پہنچایا جسکی مجکو امید نہین تہی یعنی مین بندرگاہ سورت محروسہ مین پہنچ گیا۔ اور وہان سے جہاز پر سوار ہوا۔ چند روز کے بعد جدہ ملک یمنہ کے کنارہ پر وارد ہوا۔ اور وہان فروکش ہو کے خدا کا شکریہ ادا کیا چار روز تک اسی مقام پر فضا مین قیام پذیر رہا۔ اور چار روز کے قیام مین تندرست و شگفتہ رو ہوگیا۔ پہر وہان سے کعبہ معظمہ مین مع الخیر والعافیہ بتاریخ ۲۹ محرم ۱۱۵۱ ہجری داخل ہوا انتہی کلامہ۔ چونکہ حج کا موسم باقی نہین رہا تہا۔

تین روز مکہ معظمہ مین قیام فرمایا طواف بیت اللہ ومقامات متبرکہ کی زیارت سے
مشرف ہوکے مدینہ منورہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے
شوق مین روانہ ہوا۔ ۲۵ تاریخ ماہ صفر مدینہ منورہ مین حضرت کی زیارت سے دل کو تازہ
وسیراب فرمایا۔ خود فرماتے ہین کہ زیارت سے مشرف ہوتے ہی غربت کے مصائب دور ہوگئے
اور مین قبہ عالی وروضہ صافی کے سامنے نہایت ادب سے کہڑا ہوگیا۔ اور آستانہ مقدس
کی خاک کو آنکہون کا سرمہ بنایا۔ اور وہان کے قیام کو نعمت عظمی سمجہا۔ پس اقامت کے
زمانہ مین حضرت شیخ محمد حیات سندہی سے صحیح بخاری پڑہی اور اسکی سند اور صحاح ستہ
اور مفردات کی اجازت بہی شیخ سے حاصل کی۔ جیساکہ صدر مین مذکور ہوچکا ہے
آپ مدینہ منورہ مین تقریبًا دس مہینے تک رہے اور عید الفطر وہان کرکے ۱۴ تاریخ ماہ
شوال سنہ مذکور مین مدینہ منورہ سے دیدۂ گریان وسینۂ سوزان برآمد ہوئے
آخر عشرہ مین بیت اللہ شریف مین پہنچے۔ وہان شیخ عبد الوہاب طنطاوی سے
احادیث نبویہ مین فوائد کثیرہ حاصل کئے۔ پہر حج کے لئے احرام باندہا۔ اور حج
کے مناسک فرائض وسنن کل ادا کئے اور ادائے حج کی تاریخ عمل اعظم ہے۔ خود
صاحب ترجمہ نے تذکرہ خزانہ عامرہ مین لکہا کہ سالم کشمیری نے میرے اور اپنے حال
کی نسبت کہا ہے ؎

عید فطرست بروز پیغمبر ‌‌ ‌ شیئًا للہ گفتم بس یاور
این عید و مدینہ بخت من طالع ‌ ‌ انشاءاللہ مکہ و عید دگر

آخر ماہ ربیع الثانی ۱۱۵۲ ہجری مین طائف گئے۔ وہان کے باغات ومیوہائے
طائف کی سیر کی اور سیدنا عبد اللہ بن عباس کی زیارت سے مشرف ہوکے مکہ مین

مراجعت کی ماہ مذکور کے آخر عشرہ مین مکہ معظمہ سے اہل و عیال کے تعلق و والدین
کی محبت کی وجہ ہند روانہ ہوئے ۔ تیسری تاریخ جمادی الاولی جدہ سے جہاز پر سوار ہو کے
آٹھہ روز مین مخا مین پہنچے ۔ حضرت سیدنا علی بن عمر شاذلی کی زیارت کی وہان
چار دن قیام کرکے ۲۹ ماہ مذکور کو سترہ مسرورہ کے کنارہ پر اترے ۔ اور دوسری تاریخ
ماہ جمادی الثانی بلدہ ماموره بصره مین داخل ہوے ۔ آپکی مراجعت کی تاریخ (سفر بحر)
ہے ۔ پانچ مہینے تک بصرہ مین رہے ۔ پھر آپ ۱۱ تاریخ ماہ ذیقعدہ وہان سے برآمد ہو کے
۲۷ ماہ مذکور مین شہر اورنگ آباد کو قدوم میمنت لزوم سے رشک گلشن فرمایا ۔ اور
عارف ربانی شاہ مسافر غجدوانی قدس سرہ المتوفی سنہ ۱۱۲۶ ہجری کے تکیہ مین
گوشہ نشین ہوئے ۔ دنیا و مافیہا سے کنارہ کش ۔ سات برس تک تکیہ مذکورہ مین سکونت گزین
رہے سنہ ۱۱۵۴ ہجری مین بطور سیر حیدرآباد و بیدر گئے تھے ۔ چند روز بسر کرکے سال مذکورہ
مین خجستہ بنیاد مین آئے بدستور تکیہ مین تھے ۔ جب سنہ ۱۱۵۸ ہجری مین نواب نظام الدولہ
ناصر جنگ شہید والد ماجد نواب آصف جاہ کی طرف سے صوبہ داری اورنگ آباد پر نیابتاً مامور
ہو کے آئے ۔ اسوقت نواب نے آپکو اپنے دربار مین بلایا ۔ آپ حسب الطلب نواب کے
پاس گئے ۔ نواب نے آپکی بہت تعظیم و توقیر کی ۔ اور آپکو اپنے حسن خلق کے دام مین مقید
کر لیا ۔ ہر چند کہ آپ کنارہ کش ہوتے تھے لیکن نواب شہید آپکو نہین چھوڑتا تھا ۔ ابتدائے
ملاقات سے مدت حیات تک آزاد کو محبت و اتحاد کے دام سے کبھی آزاد نہین کیا نواب
شعر و شاعری کا فریفتہ تھا ۔ آپ سے اصلاح لیتا تھا ۔ آزاد خزانہ عامرہ مین لکھتے مین ۔
کہ نواب نے جو اشعار فقیر کی ملاقات کے بعد لکھے ہین بے سقم و عیب ہین ۔ جب میرے سامنے
موزون فرماتے تھے تب اسیوقت اصلاح لیتے تھے ۔ اور اگر غائبانہ کہتے تو لفافہ مین بند کر کے

میرے پاس بھیجتے تھے۔ فقیر اشعار اصلاح کردہ کو سربمہر کر کے بھیجتا تھا۔ خود نواب
اصلاح کردہ اشعار شائقین کو سناتے تھے۔ اور دیوان میں داخل کرتے تھے۔ نواب نے
جو اشعار فقیر کی ملاقات سے قبل موزون کئے اصلاح طلب ہیں۔ مجکو اپنا دیوان اصلاح
کے لئے دیا تھا۔ میں دیوان کا تھوڑا حصہ درست کیا باقی کے لئے دماغ و زمانہ نے موقع
نہیں دیا۔ نواب نے ایک رات غزل موزون کر کے فقیر کے پاس بھیجی۔ اصلاح باقی کے لئے
دماغ و زمانہ نے موقع نہیں دیا۔ نواب نے ایک رات غزل موزون کر کے فقیر کے پاس بھیجی
اصلاح کر کے بھیجدیا۔ صبح نواب دیوانخانہ میں رونق افزا ہوئے۔ اور امرا و شعرائے رکاب
مثلاً صمصام الدولہ شاہنواز خان و موسوی خان جرات و رنگ آبادی و رضی خان داماد
موسوی خان مذکور و نقد علیخان ایجاد وغیرہ حاضر تھے۔ نواب غزل اصلاح شدہ پڑھنے لگے
ایک شعر میں سرو خرامان بمعنی درخت سرو باندھا تھا۔ جرات نے اعتراض کیا کہ سرو خرامان
معشوق کے قامت پر صادق آتا ہے۔ درخت سرو پر کیونکر صادق ہو سکتا ہے۔ نواب نے
فقیر کے طرف دیکھا۔ میں نے کہا میرزا صائب نے سرو خرامان سے درخت سرو ارادہ کیا
ہے چنانچہ کہتا ہے ؎

یک ہر آرا ز آستین دست نگارین در چمن — تا دستہا پنہان کند سرو خرامان در بغل

نواب بہت خوش ہوئے اور بیت کو فوراً یاد کر لی۔ جرات نے کہا میرزا سے تعجب ہوتا ہے
کہ سرو زمین گیر کو سرو خرامان کہا۔ میں نے کہا جناب شعر کی بنا تخیل پر ہے۔ درخت کہ
ہوا کی تحریک سے جنبش کرتا ہے گویا خرام کرتا ہے۔ چنانچہ سلمان ساوجی اس امر کی تصریح کرتا ہے ؎

سرو از صبا گرد چمان تا چون قدت باشد روان — ہر چند بخرامد بآن سرو خرامان کی رسد

ایسا ہی عربی میں غصن میّاس و شجر میّاد کہتے ہیں میّاس و میّاد دونوں بمعنی خرامان

ہین۔ (انتہی کلام آزاد بلگرامی صاحب ترجمہ)

حضرت نواب کی خدمت مین تا بہ زندگی سایہ کی طرح ہمرکاب ہے۔ نواب شہید کی مصاحبت سے بہت حظوظ ہوتا تہا۔ اور آپ کی عزت و آبرو مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین کرتا تہا۔ آپ کے توسل سے اکثر اہل حاجات بامراد ہوتے تہے۔ آپ ہر شخص کی سفارش مین کوتاہی نہین فرماتے تہے۔ نواب شہید آپ کی سفارش سنتا تہا۔ آپ اس کار خیر مین معروف تہے۔ ہر ایک غریب و بیاپ کے سایہ عاطفت مین آ کے خواستگار دستگیری ہوتا تہا۔ سنہ مذکورہ مین نواب کرناٹک مین بطور دورہ روانہ ہوا۔ اسوقت آزاد صاحب ترجمہ کو ہمراہ لیا۔ آپ سرینگ پٹن تک جو راجہ میسور کا دارالسلطنت تہا ہمرکاب رہے بائین گہاٹ و بالا گہاٹ کے پر فضا میدانون و پہاڑون کی خوب سیر کی۔ و عجائب و غرائب تماشے دیکہے۔ آخر سنہ ۱۱۶۱ ہجری غرہ ماہ صفر کو ہمراہ نواب اورنگ آباد رونق افزا ہوئے۔ اور اسی سال مذکورہ مین نواب صوف کے ہمراہ بلدہ برہانپور گئے۔ چندہی روز مین واپس آئے۔ پہر سنہ ۶۲ ہجری مین دوبارہ برہانپور جانیکا اتفاق ہوا۔ کنارہ نربدا تک ملاحظہ کرکے مع نواب اورنگ آباد آئے۔ ابہی سفر سے آرام نہین پائے تہے کہ پہر ۱۴ تاریخ ماہ شوال سنہ مذکورہ مین نواب شہید کے ہمراہ ارکاٹ روانہ ہوئے۔ ایک سال چند ماہ تک سفر مین بسر کیے۔ اسی سفر مین نواب کی شہادت واقع ہوئی۔ نواب کی شہادت کے بعد بتاریخ ۱۵ جمادی الاول سنہ ۶۴ ہجری شہر اورنگ آباد مین رونق افزا ہوئے۔ بعد بتاریخ نہم رجب سنہ مذکور حسب الطلب نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان مرحوم حیدرآباد روانہ ہوئے۔ چند مہینے بسر کرکے ۱۶ تاریخ ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور حیدرآباد سے برآمد ہوکے اورنگ آباد مین آئے قدوم میمنت لزوم سے اورنگ آباد کو رشک فردوس برین کیا۔

چند روز تک شاہ مسافر کے تکیہ مین آزادانہ رہے - جب نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان
سنہ ۱۱۶۷ ہجری مین نواب امیر الممالک خلف آصفجاہ طاب ثراہ کی خدمت منصب
وکالت سے سرفراز ہو کے حیدر آباد گئے - وہان سے آزاد صاحب ترجمہ کو نہایت شوق
واشتیاق سے طلب فرمایا حسب الطلب سنہ مذکورہ مین حیدر آباد تشریف لیگئے - پہر
سنہ ۱۱۶۸ ہجری مین بلدہ اورنگ آباد مین مراجعت کی پہر اورنگ آباد مین ایسے جمے کہ
مرکے اٹھے - گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ حضرت آزاد فرماتے تہے کہ جب بیت اللہ
کی زیارت سے واپس آیا تب مین نے دل مین مشورہ و مطارحہ کیا کہ فقیری متعدد الاقسام
ہے ازانجملہ کونسی قسم اختیار کرنی چاہئے - آخر یہہ مقرر پایا کہ بند مشیخت و پیری مریدی
سے آزاد رہنا چاہئے - راہ راست پر ثابت قدم - اس لئے کہ دنیوی معاملات مین دروغ
کو فروغ نہین ہوتا ہے اور دنیوی معاملات مین بطریق اولی - چنانچہ حضرت کرامات
گوئی و سلسلہ پیری و مریدی سے متنفر و دور رہتے ہین - راستی و درستی و خوش معاملگی
مین زندگی بسر کرتے ہین مشایخانہ و پیرانہ نمائش نہین کرتے ہین - چنانچہ آپ
فرماتے تہے - کہ عرس و بزم آرائی ریاکارون کی شہرت و شکار کا وسیلہ ہے - خلائق کو
گرفتار کرنیکا دام ہے - آپنے اپنے لئے خاص کوئی تکیہ و خانقاہ نہین بنایا - فرماتے تہے
کہ تکیہ داری مین خانہ داری سے زیادہ مضرت ہے - اسلئے کہ اگر خانہ داری مین صاحب خانہ
سے قصور و خطا واقع ہو جائے تو اہل بیت زن و فرزند بسبب تعلق جزئیت
معاف کرتے ہین - اور تکیہ داری مین اگر قصور و فتور واقع ہو جائے تو واردین
و صادرین مختلف الطبایع چشم پوشی نہین کرتے - بلکہ لعن و طعن کا بازار گرم کرتے ہین
چنانچہ آپکے ایک شعر سے یہی مضمون مترشح ہوتا ہے - ع

تکیہ داران نیستند از خانہ داران ہیچ کم + شکر حق آزادہ ما از رسم شان و از فراغ + انتہی کلامہ

آزاد صاحب ترجمہ کے تذکرون سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے لکھا کہ جب مین نے سفر حجاز سے مراجعت کی اول بندر سورت مین آیا۔ اور وہان سے اورنگ آباد مین پہنچا۔ گوشہ نشینی و توکل پر قدم جمایا۔ تقریبا دس برس تک برفاقت قناعت زندگی بسر کی۔ کسی کی پروا نہین کرتا تہا آخر عمر چالیس برس سے زائد ہوگئی۔ امور ضروری کیلئے استعانت کی نوبت آئی۔ گرمی و سردی کے سہنے کی تاب و توان باقی نہین رہی۔ ایسی حالت مین توکل سے کام نہین چلتا تہا۔ پس انہین ایام مین نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید نے آپسے رفاقت کی خواہش کی آپنے بامر مجبوری قبول کی۔ اور آپ نواب کی رفاقت مین شہادت تک رہے۔

آپ فرماتے ہین کہ نواب کی رفاقت کے بعد یقیناً معلوم ہوا کہ ایک امیر کی نوکری توکل سے بہتر ہے۔ اس لئے کہ ایک امیر کے طرف محتاج ہونا ہزار امیر کے طرف سے بہتر ہے۔ جب انسان کی نظر تمام جانب سے بند ہو جاتی ہے تب وہ دلجمعی سے زندگی بسر کرتا ہے۔ جو کام پیش آتا ہے اطمینان سے انجام دیتا ہے۔ آپنے توکل کے معنی اسطرح بیان فرمایا کہ متوکل پر اگر پے درپے فاقے واقع ہون مگر اُسکے دلمین یہہ خطرہ نہووے کہ کوئی کہانا لائے اگر توکل مین یہہ مرتبہ حاصل ہو تو توکل مبارک ہے۔ اگر توکل مین یہہ مرتبہ نہو تو وہ توکل توکل نہین ہے بلکہ پراگندگی ہے۔ جو متوکل منتظر فتوح ہوگا۔ اپنا دل پراگندہ کریگا۔ اور وقت عزیز کو برباد کریگا۔ ؏

توکل را نظر بر روزبر تو خدمتی باشد	ہمان بہتر کہ این کس یار صاحب دولتی باشد
اگر بستے میان از در شاد کار محتاجان	تقرب با خداوندان دولت طاعتی باشد
سواد فقر را از پرتو دولت چراغان کن	نزاین جامعیت با سلیمان نسبتی باشد

ہمدردی ودستگیری غربا وفقرا کا ذکر

آزاد صاحب جنت جمہ کے مزاج مین ہمدردی ودستگیری غربا وفقرا جوش زن تہی - اہل جہان
کی حاجت روائی وفیض رسانی ودلسوزی خلق مین زبان وقلم ودرم سے دریغ نہین فرماتے
تہے - یہہ صفت ہمدردی خاص آپکی ذات بابرکات مین ایسی تہی کہ سلف سے خلف تک
کسی مین دیکہے گئے نہ سنی گئے - چنانچہ جب نواب نظام الدولہ نے مظفرجنگ پر فیروزمندی پائی
اُسوقت ملک ارکاٹ مین رونق افزا ہوئے - اُسطرف کے تمام عمال وحکام حضور طلب ہوئے
ہر ایک سے محاسبہ لینے لگے - آپ اس زمانہ مین نواب صمصام الدولہ کے خیمہ کے قریب فروکش
تہے - آپ ایک روز نواب کے خیمہ سے برآمد ہوئے - ایک شخص آپکے پاس دوڑتا ہوا آیا -
اور آپ سے کہا کہ حاجی عبد الشکور نام عامل معزول کہتا ہے کہ مین حوالات مین ہون -
جگہ سے جنبش نہین کرسکتا ہون - شکنجہ بلا مین مبتلا ہون - آپ یہانتک تشریف لائے
اور میرے حال پر نظر رحم فرمائے - باوجود اسمعنی کہ آپسے اور عامل سے تعارف وآشنائی
سابقہ نہین تہی - آپ از روی مروت اسکے پاس گئے - دیکہا اس نے محاسبہ وقید کی
شکایت کی - آپ اُسیوقت نواب صمصام الدولہ کے پاس مراجعت کرکے آئے - نواب سے
کہا حاجی عبد الشکور نام ایک عامل عاملون کے زمرہ مین آپکے آستانہ پر حاضر ہے - آپ
بیچارہ غریب کو روبرو بلائے - نواب نے فرمایا عامل محاسبہ کو روبرو طلب کرنیکا ضابطہ نہین ہے
آپ نے فرمایا کہ مین آپکو یہہ نہین کہتا ہون کہ اسکو محاسبہ سے معاف فرمائے - صرف
یہہ چاہتا ہون کہ ایک مرتبہ روبرو بلائے - نواب انکار فرماتے تہے اور آپ اصرار کرتے تہے
آخر نواب نے اسکو روبرو بلایا اور اسکی حالت دیکہی - بہت مہربانی کی - فرمایا کہ کل
ڈیوڑہی پر حاضر رہین اور چوبدار کو تاکید کی جب حاضر ہوجائے تو ہمکو مطلع کرنا

حسب الحکم دوسرے روز حاجی ڈیوڑہی پر حاضر ہوا۔ چوبدار نے خبر دی۔ نواب صمصام الدولہ
نے نواب نظام الدولہ سے عرض کیا کہ حاجی عبدالشکور محاسبہ دار حاضر ہے۔ میر غلام علی
آزاد نے مجھہ سے کہا کہ ایک مرتبہ اسکو روبرو بلائے۔ ہر چند کہ مین نے انکار کیا لیکن میری
مجکو معذور نہین کہا۔ بامرلاچاری روبرو بلایا۔ اسوقت مین بھی حضور مین عرض کرتا ہون
کہ حاجی کو ایکمرتبہ روبرو بلائے۔ حکم صادر ہوا کہ حاضر کرین۔ فوراً حاضر ہوا۔ نواب
نظام الدولہ نے دیکھا کہ پیر نود سالہ کوزہ پشت پیراہن زیب بدن و دستار سبز بر سر
عصا و تسبیح ہاتہہ مین تہامے ہوے ہے۔ نواب نے دیکھتے ہی پیر فانی کو پاس بلایا۔ اور
حال استفسار فرمایا۔ فرد محاسبہ قریب بیس ہزار کے تہی معاف فرمایا۔ اور پیر فانی کے لئے
روزینہ معین کردیا۔ سرکار سے سواری عنایت کرکے رخصت فرمایا۔ اور آپ فرماتے تہے
کہ باہم زمانہ مین اتفاق پیدا کرنا بہتر ہے۔ اور انقطاع بے ہنری۔ آدمی کو چاہیے
کہ عالم آشنائی و محبت مین نقدی الئیام و محبت کو ضائع نکرے۔

عظمت و رفعت

امرائے جلیل القدر و رؤسائے عالی جوہر آپکو بزرگی و عظمت کی نظر سے دیکھتے تہے
اور آپکی تعظیم و تکریم بجا لاتے تہے۔ آپ آزادانہ زندگی بسر کرتے تہے۔ کسی امیر و وزیر سے
خواستگار نہین ہوتے تہے۔ امرا آپ کی ملازمت و خدمت کو فخر جانتے تہے۔ اور آپ سے
امور ریاست مین استعانت لیتے تہے۔ آپکی رائے صائب سے مستفید ہوتے تہے۔ آپ
تا بزندگی مستغنیانہ رہے آپ خزانہ عامرہ کے خطبہ مین لکھتے ہین کہ۔ مین نے مدۃ العمر
کسی امیر کی مدح نہین کی نہ اپنے نامہ کو کسی دولتمند کی ستائش سے سیاہ کیا ؎

مہر بر لب کرد آزاد از ثنائے اغنیا نیست ارباب دول را بار در دیوان ما

آپ فرماتے ہین ہرچند کہ مین امرا سے ارتباط و رؤسا سے اختلاط رکہتا ہون۔ لیکن استغنائی و بی پروائی کو ترک نہین کرتا ہون۔ اور فقر کے فخر کو تونگری کے دروازہ پہ ذلیل نہین کرتا ہون۔ چنانچہ بلبل گل کی مصاحبت سے خواہان زر نہین ہے۔ نہ مچھلی سیپ کی مجالست سے گوہر کی خواستگار ہے۔ اسی مضمون مین کہا ہے ؎

حباب مشت من از گوہر منت نہی آمد   نباشد عیب گر خود را بدریا آشنا کردم

اور آپنے فرمایا کہ خادم الخلائق کی نیت کا مدار اسبات پر ہے کہ اگر تہی دستی کی وجہ سے دستگیری نہو سکے تو حاجتمندون کی حاجت روائی مین اعانت کے طریق پر چلنا چاہئے اور حاجتمند کو امیر و وزیر کے پاس لیجانا۔ اور منزل مقصود کو پہنچانا چاہئے۔ اگر انگشت مین گرہ کشائی کی قوت نہو تو بذریعۂ زبان قلم حاجتمندون کی سفارش کرنی چاہئے۔ کلام آپ کی سفارش کا رقعہ اکسیر ہے غربا و فقرا آپ کے رقعہ کو آیۂ رحمت جانتے ہین۔ جس شخص کو آپکا رقعہ ملا گویا اُس نے رقعۂ زر پایا۔ امرا آپکے رقعہ کو مانتے تہے۔ آپکی سفارش سنتے تہے۔

بردباری کا ذکر

آپ حلیم الطبع و سلیم المزاج و متواضع تہے اگر آپ کسی نا اہل جاہل سے سخت کلامی و درشتی سنتے تو چشم پوشی فرماتے تہے۔ اور فرمودۂ الٰہی (واذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاما) پر عمل کرتے تہے۔ آپ فرماتے تہے کہ کلام تلخ ایسی دوائے تلخ ہے کہ اُسکا پینا مفید ہے شور و شر کو دفع کرتا ہے۔ اور کلام تلخ کا جواب فتنہ و شر کا سبب ہوتا ہے۔ ایکوقت کسی بزرگ نیک محضر نے مرتبان کلان مربا سے بہری ہوئی آپکی خدمت مین ہدیۃً بہیجی آپ نے جانی نام خادم کے حوالہ کیا۔ جانی اُٹہا کے لے گیا۔ پہر آپنے مرتبان کو ایک ساعت کے بعد

دیکھا ربع حصہ خالی ہو گیا۔ آپ کو گمان ہوا کہ جانی نے تصرف کیا۔ اُس سے اسطرح
پوچھا۔ اے جانی اگر تو نے مرتبان مین ہاتھہ دہو کے ڈالا ہے تو بہتر ہے نہین تو باقی
تمام مربا بیکار ہو گا۔ جانی نے کہا کہ مین نے ہاتھہ دہو کے مرتبان مین ڈالا تہا۔ آپ نے
فرمایا بہت خوب کیا۔ آپ کی چشم پوشی و معافی سبحان اللہ کیا خوب تہی۔ الغرض
بزرگان سلف کیسے ملائک صفت ہوتے تہے۔ عفو کرم حلم و تواضع انکا خمیر ہوتا تہا
واقع مین یہی شرفا انسان کامل ہوتے تہے۔ فی زماننا ہم خلاف کو ان کے خلاف
پاتے ہین۔ اپنے خادمون زیر دستون کو ذراسی تقصیر خطاپر سخت سخت سزائین
دیتے ہین بلکہ کوتوالی مین بہیجتے ہین۔ انکی قدیمانہ خدمتون کو بہول جاتے ہین۔ رعونت
و غرور مین ایسے مست ہین کہ عفو و کرم و حلم و تواضع کے مفہوم کو نہین جانتے
اللہ تعالی ہم تمام کو نیک ہدایت کرے کہ ہم بزرگان سلف کے طریقہ پر چلین۔ اور
اُن کے واقعات کو عبرت کی نظر سے دیکھین۔

گل رعنا کے مولف لچھمی نراین نے لکھا کہ اورنگ آباد مین ایک رات آپکی شال چورا ہی گئی
چند روز کے بعد ایک دست فروش نے فروخت کے لئے بازار مین لایا۔ آپ کے کسی دوست
یا شاگرد نے شال کو پہچانا کہ یہہ حضرت کی شال ہے۔ خرید کے بہانہ سے حضرت کے
پاس لایا۔ اور عرض کیا کہ دست فروش کو گرفتار کرنا چاہئے۔ اور اس سے استفسار کرنا کہ
یہ شال کہان سے لایا۔ آپ نے مخبر کی بات نہین سُنی اور فرمایا۔ کہ یہہ معاملہ حاکم وقت
کی پیشی مین جائیگا۔ مین مدعی ہونگا۔ مین اس بات کو پسند نہین کرتا ہون کہ دعوی
مین حاکم کے اجلاس مین بازاری آدمی کا مقابل ہون۔ شال واپس کردی اور
سارق کو چہوڑ دیا۔

عقل و فراست و فہم و کیاست

آپکی عقل و فراست و فہم و کیاست اس درجہ پر تھی کہ ارسطو آپ سے سبق لیوے اور افلاطون اصلاح۔ چنانچہ ایکروز جناب مولانا فخر الدین اورنگ آبادی کے پاس ایک شخص ہدیہ لایا۔ اور مولوی صاحب نے ہدیہ کو رشوت سمجھکے رد کیا۔ اُسوقت حضرت آزاد حاضر تھے۔ آپنے شخص مذکور سے کہا کہ اگر یہہ ہدیہ مجھکو دیتا ہے تو مین لیتا ہون۔ اُس شخص نے برضا و رغبت دیا۔ آپنے ہدیہ لیکے۔ مولوی صاحب کے سامنے رکھا۔ اور فرمایا مولانا یہہ میری ملک ہے مین آپکو دیتا ہون لیجیے اسمین رشوت کی آمیزش نہین ہے۔ مولوی صاحب نے مسکراکے قبول کیا۔ حاضرین مجلس اس معاملہ کے دیکھنے سے تعجب کرنے لگے۔

نقل ہے کہ ایکروز سید غلام حسن و مولوی فخر الدین کے درمیان نغمہ کی حلّت و حرمت کی بابت باہم مباحثہ ہونے لگا۔ سید صاحب نغمہ کی تحریم کے دلائل بیان کرتے تھے۔ اور مولوی صاحب دلائل حلّت۔ حاجی حسام الدین علّامۂ سیاح سید کا طرفدار ہوا یہہ مباحثہ بہت بڑہگیا حضرت آزاد بہی اسی مجلس مین شریک تھے۔ ہرچند کہ آپنے رفع مناقشہ مین حتی‌المقدور کوشش کرنی تہی ادا کی لیکن کوشش مفید نہین ہوی بالآخر لاچاری ایک تدبیر سوجھی۔ حاجی حسام الدین سے پوچہا کہ آپنے کہان کہان کی سیر و سیاحت کی۔ فرمائے۔ ہود علیہ السلام کی قبر کہان ہے۔ آپنے فرمایا یمن مین۔ آپنے فرمایا نہین شام مین ہے۔ حاجی نے کہا مین نے اُن کی قبر کی زیارت یمن مین کی آپنے کہا کہ مین نے ایک معتبر کتاب مین دیکھا کہ شام مین ہے۔ حاجی اپنی راستی پر مبالغہ کرنے لگا۔ حضرت آزاد بہی معارضہ کی زنجیر ہلاتے تھے۔ مولوی و سید

اپنا مناقشہ چھوڑکے آزاد و حاجی کے مناقشہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور نغمہ کا مذاکرہ
بھول گئے۔ جب آزاد نے دیکھا کہ مناقشہ نغمہ منقطع ہو گیا۔ تب آپنے حاجی سے فرمایا
آپ جو کچھہ کہتے ہین وہی صحیح ہے ہود کی قبر یمن مین ہے۔ آپنے مناقشہ کو حکمت عملی
سے دور کیا۔

قوت حافظہ۔ و لطیفہ گوئی۔ و حسن ظرافت

آپکی قوت حافظہ نہایت ہی قوی تہی۔ جو بات ایک دفعہ سنتے وہ حافظہ کے صفحہ پر
نقش کالحجر ہو جاتی تہی۔ پہر کبہی نہین بہولتے تہے۔ چنانچہ آپنے سرو آزاد مین سید
عظیم الدین بلگرامی کے ترجمہ مین لکھا کہ ایک وقت قاسم کاہی کی یہہ بیت ان کے
سامنے پڑہی گئی۔ ؎

چون ز عکس عارضش آئینہ برگ گل شود ۔۔۔ گرد ان آئینہ طوطی ہنگرد بلبل شود

بہت محظوظ ہوئے۔ انہین ایام مین احمد آباد گجرات اپنے والد میر نجابت کے پاس گئے
پہر پانچ برس کے بعد بلگرام مین آئے۔ آزاد سے پوچہا کہ وہ بیت خوب آپنے سنائی تہی
فوراً آزاد نے سنا دیا۔ سید متعجب ہوا۔

آپ لطیف الطبع و ظریف الوضع تہے۔ قاضی بیضاوی نے آیہ کریمہ (الذی جعل
لکم من الشجر الاخضر نارا) یعنے خدا نے تعالی نے تمہارے لئے سبز درخت سے آگ پیدا کی
کی تفسیر مین کہتا ہے مثلاً جب مرخ کی شاخ کو عفار کی شاخ پر رگڑتے ہین یہانتک کے
دونون سے پانی ٹپکتا ہے آخر آگ انہون سے نکلتی ہے۔ جوہری صحاح مین کہتا ہے کہ
مرخ و عفار دو درخت ہین انسے آگ لیتے ہین عفار نر ہے مرخ مادہ ہے۔ آپنے
سبحۃ المرجان مین لکھا کہ بیضاوی اگر ایسا کہتا کہ عفار کو مرخ پر رگڑتے ہین۔ تو اس صورت مین

زیادہ پر ہوتا۔ لیکن قاضی نے قول آلہی پر عمل کیا۔ فاتوحرثکم انّا شئتم پہر آپنے
قاضی کے جانب سے خوش طبعی کے ساتہہ جواب دیا کہ آیہ کا معنی یہہ ہے کہ تم مباشرت
کرو بی بیون سے جسطرح چاہو۔

لطیفہ دیگر۔ سیف الدولہ میر بخشی آصفجاہ ثانی کی زوجہ کو دردِ زہ عارض ہوا۔ ولادت مین
دیر ہوئی۔ حاجی علی اکبر نامی تعویذ نویس جو بخشی کے دولتخانہ پر حاضر تہا۔ آسانی ولادت
کے لئے اُس سے تعویذ طلب کیا گیا۔ حاجی مذکور نے تعویذ لکہہ کے دیا۔ حق التعویذ
گیارہ پیسے مقرر ہوئے۔ اتفاقاً بچہ مردہ شکم سے برآمد ہوا اُسی دن حاجی کی مادیان بہی
فوت ہوئی۔ حق التعویذ گیارہ پیسے حاجی کو دئے۔ اُسوقت کسی ظریف الطبع نے
کہا بچہ مردہ برآمد ہوا۔ حاجی صاحب اجرت کیون لیتے ہین۔ حضرت آزاد صاحب نے ترجمہ فرمایا۔ مادیان
کا کرایہ لیتے ہین۔ اسلئے کہ میر بخشی کا لڑکا پیادہ نہین چل سکتا ہے۔ حاجی کی گہوڑی پر سوار ہوکے جاتا ہے

لطیفہ دیگر۔ حضرت آزاد شاہ محمود خلیفہ شاہ مسافر غجدوانی کے تکیہ مین سکونت پذیر تہے
حسن اتفاق سے ایک مغل تازہ بخارا سے آیا۔ عصر کیوقت تکیہ مین وارد ہوا۔ حضرت شاہ محمود نے
اُسکو آزاد کے حجرے کے پہلو مین اُتارا۔ مغل نے رات اپنے حجرے مین گذاری۔ باوجود عدم تعارف
صبح آزاد کے حجرے مین آیا۔ اور کہا مین آپکا مہمان ہون۔ آپنے میری ضیافت نہین کی
آپنے فرمایا باوجود آشنائی قدیم ہمارے لئے کیا تحفہ لایا۔ ضیافت طلب کرتے ہین بعد ازان
ماحضر سے اُسکی عزت کی۔ مغل بخاری مرہون منت ہوا۔

لطیفہ دیگر۔ ایک روز ایک فقیر جو مدعی فضیلت تہا۔ اور خود کو شعرائے عرب سے شمار کرتا تہا
آپکے پاس آیا۔ اور عربی قصیدہ اپنا طبع زاد پڑہا۔ قصیدہ تمام پڑہنے کے بعد تحسین تعریف کا
امیدوار ہوا۔ چونکہ قصیدہ شعرا کے عادات کے خلاف تہا و قواعد عربیت و موزونیت سے

خارج تہا۔ آپنے اسکی تعریف اسطرح کی کہ آپکا قصیدہ خرق عادت ہے۔ آپکی مجلس مین کبہی کسیکی برائی نہین ذکر کی جاتی تہی نہ آپ کی زبان قلم سے یا قلم زبان سے لغو وبیہودہ لفظ وحرف نہین نکلتا تہا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہین ؎

زحرف تلخ مبراست خانۂ آزاد		کہ زہر ریختن از نیشکر نمی آید

لطیفہ دیگر۔ آپنے سرو آزاد مین لکہا کہ فقیر کو عالیجناب غفران پناہ آصفجاہ سے محبت واتحاد کامل تہا۔ اکثر اوقات مصاحبت ہی ہے۔ اتفاقاً ایک روز عین مجالست کے وقت ایک ہندو بارادہ اسلام آیا۔ شرف اسلام سے مشرف ہوا عرض بیگی نے عرض کیا کہ نام کا امیدوار ہے فرمایا کوئی نام ایسا رکہنا چاہئے کہ دین اسلام پر دلالت کرے۔ آزاد نے عرض کیا کہ دین محمد نام رکہو آصفجاہ نے فرمایا کہ کلہہ ایک شخص مسلمان ہوا اُسکا نام دین محمد رکہا گیا۔ آزاد نے عرض کیا دین محمد جسقدر زیادہ ہوجائے بہتر ہے اللھم انصر من نصر دین محمد نواب بہت خوش ہوے یہی نام رکہا گیا۔

لطیفہ دیگر آپنے فرمایا کہ میسور کے سفر مین نواب نظام الدولہ اور مین ہاتی پر سوار جاتے تہے۔ میدان ناہموار وصحرائے ناہنجار مین گذر ہوا۔ تمام میدان سوار وپیادے سے معمور ہوگیا۔ جدہر نظر پڑتی تہی اُدہر سوار وپیادہ دکہلائی دیتے تہے۔ نواب نے مجہہ سے کہا کہ لشکر کی رفتار کو ملاحظہ کرنا چاہئے۔ مین نے کہا جبر واختیار کا مسئلہ مشکل زیادہ مسائل لاینحل سے ہے یہان حل ہوتا ہے کہ تمام خلائق کی حرکات ایک ہی شخص کے تابع ہے اور اسے ایک کے حکم سے حرکت کرتے ہین۔

مقبولیت بارگاہ ایزدی

گل رعنا کے مولف نے لکہا آپ جب مکہ معظمہ مین سکونت پذیر تہے اُسوقت ایک

عجیب و غریب واقعہ غیبی و کرشمۂ وہبی نمود ہوا۔ جس سے آپکی مقبولیت بارگاہ ایزدی مین مترشح ہوتی ہے۔ معتقدین پیر پرست و مستان الست کہینگے کہ کرشمہ و کرامت گویا خرق عادت ہے و حکمائے فلسفی مشرب اس کیفیت کو بخت و اتفاق پر محمول کرینگے ھو ھذا

آپ مکہ مین سکونت کے زمانہ مین ایک روز جبل ثور جو مکہ معظمہ سے دو تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور اسی پہاڑ کی چوٹی پر ایک غار برج ثور کی مانند واقع ہے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم شب ہجرت اسی غار مین رونق افزا تھے۔ خود آزاد صاحب ترجمہ مآثر الکرام مین لکھتے ہین کہ مین نے انتیس تاریخ ماہ محرم ۱۱۵۲ھ ہجری مین جبل ثور کی زیارت کا ارادہ کیا۔ اُسوقت گرما کا موسم ایسا سخت تھا کہ باد سموم تند و تیز برق تاز و حرارت خارا گداز تھی۔ فرودگاہ سے چند قدم برآمد ہوا کہ تشنگی کی حرارت نے غلبہ کیا۔ زبان خشک ہونے لگی۔ اور ہمراہ پانی اس خیال سے نہین لیا تھا کہ راستہ مین ملجائیگا راستہ مین کہین پانی بجز عرق نہین نظر آتا تھا۔ راستہ مین چند آدمی ملے جنکے پاس تھوڑا سا پانی تھا۔ بلحاظ شرم اُن سے سوال نہین کیا۔ خود اُن کے پاس اسقدر ہے کہ انکو کافی نہین ہے سائل کو کیا دینگے خاموش ہو گیا اور چلنے سے باز نہین رہا بمشقت تمام راستہ کے نشیب و فراز کو طے کیا۔ میرا جگر حرارت کی سوزش سے کباب ہوا۔ بمشکل تمام پائین پہاڑ پہنچا اب دوسری مصیبت پیش آئی کہ باوجود تشنگی و تکان پہاڑ چڑہنا چاہیئے۔ افتان و خیزان کمر کوہ تک چڑہ گیا لیکن طاقت سے طاق ہو گیا۔ آگے بڑہنے کی قوت باقی نہین رہی۔ ایسی حالت مین کہ مین پانی کے شوق و خیال مین تھا۔ میرے آئینۂ دل مین عجیب و غریب کیفیت نقش پذیر ہوئی۔ دیکھا کہ ایک بزرگ مجھسے دو تین قدم آگے چڑہ رہا ہے اور اُس کے ہاتھ مین صراحی ہے۔ یکایک اسکی صراحی پتھر سے ٹکرائی۔ اُسکا نصف حصہ علی عزیز کے ہاتھ مین آیا

اور نصف اسفل کا سیکیطرح بلندی سے نیچے آرہا تھا۔ اور اسمین پانی محفوظ تھا۔ فوراً اسکو دونون ہاتھہ سے اخذ کرلیا۔ اور اسمی ہی زیر ناک سے اجازت لیکے پیا۔ بخدا وہ پانی ایسا شیرین وبامزہ تھا کہ ابتک اسکا مزہ حلق وزبان مین موجود ہے۔ جب خیال کرتا ہون لطف ومزہ خاص پاتا ہون۔ اسوقت خدائے جل شانہ نے بندۂ غریب وسوختہ دل کو آب رحمت سے سیراب فرمایا۔ فسبحان الذی ھو یطعمنی ویسقین انتہی کلامہ

	ایضاً	

جب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید ومظفر جنگ کے درمیان پہلچری مین مقابلہ ومعرکہ واقع ہوا نصارائے فرانسیس مظفر جنگ کے معین ومددگار تھے۔ مقابلہ تمام روز رہا۔ طرفین میزان عدل مین برابر تھے۔ شام تک جنگ کا فیصلہ نہین ہوا تھا۔ نواب ودیگر امرانے نماز مغرب ادا کی آزاد صاحب ترجمہ امام تھے۔ نواب وامرا مقتدی تھے۔ آپنے نماز مین تفاءلاً سورۂ اذا جاء نصر اللہ والفتح الخ پڑھے۔ نماز سے فارغ ہونیکے بعد تمام مقتدیون نے تحسین وتعریف کی کہ سورہ موقع پر پڑہا گیا۔ انشاء اللہ تعالی ضرور ہم فیروز وکامیاب ہون گے۔ مخالفین بمصداق ویدخلون فی دین اللہ اطاعت واسلام کے دائرہ مین داخل ہون گے۔ آپنے فرمایا کہ مین نے عمداً تفاءلاً اسی سورہ کو پڑہا۔ دوسرے دن نواب نظام الدولہ کو فیروزی وکامیابی حاصل ہوئی۔ اور آپ کی فال واقع کے مطابق ہوئی تمام آپکی کرامت کے قائل ہوئے۔

	ایضاً	

جب ۱۱۷۴ہجری مین احمد شاہ درانی نے بھاؤ رئیس مرہٹہ پر بمقام پانی پت مین فیروزی پائی آپنے فتح سے چھہ مہینے پیشتر تفاءلاً ایک غزل موزون کی تھی۔ چنانچہ آپ کی فال کا

آخر نتیجہ ظاہر ہوا۔ غزل یہہ ہے۔

شاہے رسید و ہند سیہ فام را گرفت ❊ ماہے طلوع کرد و سر شام را گرفت

شکر خدا کہ کذ لک تصحیح حک نمود ❊ نقش غلط کہ صفحۂ ایام را گرفت

چون ریش خویش شد علف تیغ بے دریغ ❊ آن برہمن کہ سلطنت عام را گرفت

آخر ز تیغ خسرو غازی بریدہ شد ❊ زلف ایاز کز دل خود کام را گرفت

انجام کار غیر ندامت چہ صرفہ برد ❊ فیلے کہ راہ خانۂ احرام را گرفت

نازم باقتدار سلیمان کامگار ❊ از دست دیو لشکر اسلام را گرفت

آمد خبر ز دہلی محروس در دکن ❊ آزاد ما بسیکدہ کل جام را گرفت

رحمدلی

آپ رقیق القلب و رحیم الفواد تھے۔ کسی انسان و حیوان کو ایذا نہین دیتے تھے حتی المقدور جان کی حفاظت مین کوشش فرماتے تھے۔ آپنے سرو آزاد مین لکھا کہ جب نواب نظام الدولہ بطور دورہ ارکاٹ مین رونق افزا ہوئے۔ اُسوقت صحرائے پر فضا و مرغزار روح افزا مین شکار کے لئے گئے حسب ضابطہ قراولون نے ہرن کو نواب کے خیمہ کے قریب لاکے ٹھہلائے۔ نواب نے حاضرین محفل سے کہا کہ اس ہرن کو شکار کرنا یا آزاد کرنا چاہئے حاضرین نے دیکھا کہ نواب شکار کی طرف مائل ہے۔ نواب کی مرضی کے موافق کہا کہ شکار کرنا چاہئے۔ آخر نواب نے آزاد سے دریافت فرمایا۔ آزاد نے عرض کیا۔ اسوقت ایک نقل یاد آئی ہے اگر حکم ہو تو عرض کرون۔ فرمایا وہ کیا ہے۔ آزاد نے عرض کیا کہ سلاطین سلف سے کسی ایک بادشاہ نے کسی قیدی کے قتل کا حکم جاری کیا۔ رسم عام ہے کہ جب کسی کو قتل کرنا چاہتے ہین اُس سے دریافت کرتے ہین اُسوقت جو چیز مطلوب ہو ظاہر کرے۔ اگر وہ

جو حکم کرے اُسکی تعمیل کرتے ہین۔ جب سیر سے استفسار کئے۔ اُس نے کہا میری یہہ آرزو ہے کہ مین ایکمرتبہ بادشاہی دربار مین باریاب ہو جاؤن۔ اسکی خواہش کے موافق دربار مین حاضر کئے۔ اور اُس سے استفسار کیا کہ کچھہ عرض کرنا ہے جواب دیا نہ خیر۔ جب بادشاہ دربار سے برخاست کرنے لگا۔ قیدی نے عرض کیا کہ مین اگرچہ واجب القتل ہون۔ لیکن بادشاہ پر حق مصاحبت ثابت کردیا۔ بادشاہ اسکی حسن تقریر سے بہت خوش ہوا اور اُسکو آزاد کردیا بالفعل اس مہرن نے حضور پر حق مصاحبت ثابت کردیا۔ آپ مختار مین جو چاہین کیجئے۔ نواب نے مسکرا کے آزاد کردیا۔ میرزا جلال اسیر کا شعر حسب حال ہے۔ ؎

کباب آہو نمک خلاصی او — اگر از مئی مروت قدحے چشید باشی

۲ ایضاً

صاحب ترجمہ یعنی آزاد مین لکھتے ہین کہ نواب نظام الدولہ نے اورنگ آباد مین سادات عرب کی دعوت کی۔ قہوہ کا دور چلنے لگا۔ نواب اپنے بزرگان سلف کی طرح قہوہ دوست تھا سادات مین سے ایک نے جو عقل و خرد سے خالی تھا کہا ع القهوة محرمة عند بعض العلماء نواب نے آزاد سے پوچھا۔ آپ کیا فرماتے ہین مولانا نے عرب کے قول کی ایسی توجیہ کی کہ نواب خاموش ہو گیا۔ توجیہ یہہ ہے۔ سید عرب فرماتے ہین کہ بعض علما کے نزدیک قہوہ معظم ہے لفظ محرم مادہ احترام سے ہے۔ آزاد کی توجیہ سے نواب نے سکوت اختیار کیا عرب صاحب سے بحث و تکرار نہین کی۔ مجلس برخاست ہونیکے بعد سید عرب نے آزاد کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا مرحبا مولانا آپنے میرے کلام کی خوب توجیہ کی۔ نہین تو نواب مجھہ سے سخت رنجیدہ ہوتا۔ انتہی کلامہ۔

بدیہی گوئی

آپ کو نظم فی البدیہہ کہنے مین قدرت کاملہ تھی - جب ارادہ کرتے فوراً موزون کر دیتے تھے طبیعت مین مضامین کی آمد تھی غور و فکر کی ضرورت نہین ہوتی تھی - گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ حضرت آزاد صاحب جمعہ ایک مجلس درس تدریس مین فرما رہے تھے کہ مجمع النفائس مین سراج الدین علیخان آرزو بابا فغانی کے ترجمہ مین لکھتا ہے کہ بابا فغانی کی یہہ ایک بیت مجکو نہایت خوش مزہ معلوم ہوتی ہے ؎

نخل قدرت کہ از چمن جان بر آمدہ شاخ گلے بصورت انسان بر آمدہ

پھر آپنے فرمایا شاخ کا برآمد ہونا انسان کی صورت مین محض ادعا ہے - انسان مین برآمد ہونا امر وقوعی ہے - اسوقت آپنے بابا فغانی کے جواب مین ایک مطلع موزون کیا ؎ طفلی بطرز نو ز دبستان برآمدہ * یعنی پیری بصورت انسان برآمدہ

ایضاً

ایکروز نواب معین خان بہادر ناظم اورنگ آباد نے آپسے کہا کہ میرے والد فرخ نزاد خان تحسین تخلص نے ایک ایسا مصرع موزون کیا ہے کہ اسکا ثانی مصرع موزون نہین ہو سکتا ہے وہ مصرع یہہ ہے ؎ کاغذ سوختہ ام خندہ من نزع من است - آپنے اسیوقت فی البدیہہ یہہ ایک مصرع موزون کر دیا - وهو هذا صبح افروختہ ام خندہ من نزع من است صبح دل سوختہ ام خندہ من نزع من است * پھر اسی غزل کو تمام کیا - وهو هذا

صبح دل سوختہ ام خندہ من نزع من است	برق افروختہ ام خندہ من نزع من است
شرر پا بر کابم کہ نظر بر رخ غم	دو طرب وختہ ام خندہ من نزع من است
در شبستان جہان ہم طرب انگیز	خوب آموختہ ام خندہ من نزع من است

گفت آزاد برین مصرع تحسین غزلے		کاغذ سوختہ ام خندہ من نوع سن آست

صلح پسند

گل رعنا کے مولف نے لکھا ایک رات بتقریب عرس حضرت محبوب سبحانی الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ حضرت غلام حسن صاحب قدس سرہ کے مکان پر تمام شہر کے مشائخ وامرا مجتمع تھے۔ شاہ محمود خلیفہ شاہ مسافر بھی تشریف لائے۔ سید موصوف رعونت سبب تعظیم کے لئے نہین اُٹھے۔ شاہ محمود رنجیدہ وکبیدہ خاطر ہوئے۔ سید بھی بدستور شاہ صاحب کے طرف متوجہ نہین ہوا۔ دیر تک سید وشاہ صاحب عالم سکوت مین رہے۔ حضرت آزاد اس فکر مین تھے دونون بزرگون مین باہم صلح ہو جائے۔ اور شیخین کے دلون سے کدورت دور ہو جائے۔ آپ دونون کے قریب آئے۔ اور بیٹھہ گئے۔ اُس روز سید صاحب چھیٹ ہزارہ کا جبہ زیب بدن کئے ہوئے تھے۔ {ہزارہ اُس چھیٹ کو کہتے تھے جس کے گل وبوٹے مختلف ہوتے تھے} آپ نے دونون بزرگون سے خطاب کرکے فرمایا ای حضرات اس چھیٹ مین صوفیہ کرام کا مسئلہ مشاہدہ ہوتا ہے کہ حق تعالی کی تجلی مین تکرار نہین ہوتی ہے۔ آپ کے اس قول سے دونون بزرگ مسکرائے۔ اون کی بستگی کشادگی سے مبدل ہوگئی۔ دونون بزرگ باہم مکالمہ کرنے لگے۔ اور اُٹھے اور فرمایا خدا تعالی عالم ہستی سے متباج ہے۔ اور عالم کے ہر ایک جز مین موجود ہے واحد کی طرح۔ علمائے حساب واحد کو اعداد سے نہین شمار کرتے ہین اور وہ تمام اعداد مین موجود ہے۔ یہہ مضمون رباعی مین موزون کیا گیا ہے۔ رباعی

اللہ برون ز عالم ایجاد است	اما ہیدا بجملہ افراد است
شک نیست کہ واحد نبود از اعداد	لیکن موجود در ہمہ اعداد است

پھر فرمایا کہ اس عالم میں جو تمام سے کمتر ہے۔ عالم اخری میں تمام سے برتر و بہتر ہے
جیسا کہ کتاب کے صفحہ میں انتہائے صفحہ کا کلمہ اس صفحہ کے تمام کلمات سے موخر ہے
لیکن دوسرے صفحہ کے تمام کلمات و فقرات سے مقدم ہے آپنے اس مضمون کو
موزون کیا۔ **ھو ھذہ**

حرف ختم صفحۂ تاج صفحہ آیندہ است   سر فراز آنجہان باشد ذلیل اینجہان

آپ کے علم و فضل کا ذکر

آپ جامع کمالات انسانی و مظہر انوار تجلیات ربانی تھے۔ برہان قاطع معقولات
و میزان عدل منقولات شیرازہ بند دفتر صلح کل۔ آب و رنگ بہار تفضل۔ پیشوائے
ارباب بلاغت و قدوۂ صاحبان فصاحت مفتاح کنوز الہی۔ و مصباح رموز نامتناہی
آپکا تبحر علم و فضل علمائے معاصرین کے نزدیک مسلم الثبوت تھا۔ آپکی
طبیعت فطرۃً موزون تھی۔ شعر گوئی و شعر فہمی کی استعداد خداداد تھی۔ آپ علوم
و فنون کی تکمیل سے پہلے ہی شعر موزون کرنے لگے۔ آپکے اشعار سنجیدہ و پسندیدہ
ہوتے تھے۔ مضامین تشبیہ و استعارہ کے زیور سے آراستہ ہوتے تھے۔ جب آپ تحصیل
علوم و فنون سے فارغ ہوئے۔ تب آپ درس و تدریس میں ہمہ تن مصروف ہوئے اور
شعر گوئی کے میدان میں ایسی سبقت کی کہ امثال و اقران میں مقدم ہو گئے۔ اور اساتذہ
کے زمرہ میں شمار کئے گئے عربی و فارسی دونوں زبان میں موزون فرماتے تھے۔ اور اپنے
جد اعلی مولانا عبد الجلیل بلگرامی اور اپنے ماموں سید محمد بلگرامی سے اصلاح لیتے تھے
آپکا کلام کیا ہے گویا الہام ہے باوجود بسیار گوئی کلام کو خوبی و خوش اسلوبی کے قالب
میں بطرز عجیب و غریب ڈھالتے ہیں۔ خیالات نفائس کا فوٹو نہایت خوشنما پیرایہ میں

کھینچتے ہین ۔ مضامین کو تشبیہ و استعارہ کے نوادر زیور سے سجاتے ہین ۔ آپکا کلام
معجز نظام اعجاز عیسوی کا دم بھرتا ہے ۔ اور اپنے ید بیضا سے سحر سامری کا بازار سرد کرتا ہے
آپ صاحب تالیف و تصنیف ہین ۔ عربی و فارسی مین آپکے متعدد دیوان مدون ہین
چونکہ آپکے اکثر قصائد حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مین ہین ۔ آپکو
حسان الہند کے لقب سے ملقب کرتے ہین ۔ آپنے عربی اشعار کو ایسی ایسی تشبیہات سے
آراستہ فرمایا کہ اہل عرب آپکی تقلید کرنے لگے ۔ ہند مین ابتدائے فتح اسلام سے کوئی شخص
ایسا پیدا نہین ہوا ۔ اکبری عہد کے بعد آپ ہی ایک ایسے بزرگ ہین کہ تذکرہ نویسون مین
مقدم و مستند مانے جاتے ہین ۔ تاریخ و تذکرہ نویسی مین قوت کاملہ و ملکہ تامہ رکھتے تھے
آپکی تصنیفات سے متعدد کتابین متداول و متعارف ہین ۔ ازانجملہ تذکرہ خزانہ عامرہ[1]
و ید بیضا[2] ۔ و سرو آزاد[3] ۔ و غزلان الہند[4] ۔ شرح بخاری تا کتاب الزکوۃ[5] ۔ و شمامۃ العنبر[6]
فی ذکر الہند ۔ تسلیۃ الفواد[7] ۔ سند السعادات فی حسن خاتمۃ السادات[8] ۔ روضۃ الاولیائے[9]
خلد آباد ۔ ماثر الکرام[10] ۔ سبحۃ المرجان[11] فی آثار ہندوستان ۔ دو دیوان عربی سہ ہزار اشعار
دیوان فارسی پنجہزار بیت ۔ خود آزاد صاحب ترجمہ خزانہ عامرہ مین لکھتے ہین کہ مین نے
کلام عربی کو طرز خاص سے ادا کیا ہے ۔ اور بابل کے افسانہ گویون کا بازار سرد کیا ہے
مین طوطی ہند ہون قمریان عرب کے ساتھ ہمدم و ہمنوا ہون و نغمہ سنج پورب ہون
با خوش نوایان حجاز ہم آواز ۔

من قولہ

سخن عربی را بطرز خاص ادا میکنم و بازار افسون خوانان بابل می شکنم ۔ طوطی ہندم با قمریان
عرب دمسازم و نغمہ سنج پوربم با خوش نوایان حجاز ہم آوازم ۔ دیوان فقیر در حرمین شریفین

وبلاد یمن و مصر شہرت و محافل عرب عربا این غربت تازہ وارد معمور گویا شوکت
بخاری از زبان من گوید ؎

شنیدہ اند بتان یمن کلام مرا + نوشتہ اند بآب عقیق نام مرا + انتہی کلامہ

گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ سید حسین بغدادی جو عالم فاضل و شاعر علامہ تہا بغداد سے
عازم ہند ہوکے شہر اورنگ آباد مین وارد ہوا۔ حضرت آزاد سے ملا چند روز باہم خوب ملاقات
رہی۔ آپ کے قصائد نعتیہ سنکے وجد کرتا تہا۔ آپکی فصاحت و بلاغت کی داد دیتا تہا۔
جب سید بغدادی عربی اورنگ آباد سے عازم بغداد ہوا۔ آپکے دیوان کے دو نسخے ہمراہ لیگیا
بندر مسقط مین پہنچ کے ایک خط عربی عبارت مین مورخہ ۲۹ ماہ رجب ۱۱۸۰ھ ہجری آپکی
خدمت مین بہیجا۔ خط مذکور بتاریخ دہم رمضان سنہ مذکور شہر اورنگ آباد مین پہنچا۔ اسمین
لکہتا ہے کہ حسن اتفاق سے یہان بصرہ و بحرین کے علما و شعرائے اکابر جمع ہوئے مین نے
آپکا عربی دیوان علما کے مجمع مین پیش کیا۔ تمام نے دیکہا اور پڑہا بہت پسند کیا ایک ایک
مرحبا مرحبا واہ واہ کہتا تہا۔ اشعار کے مضامین پر وجد کرتے تہے۔ اور تعجب کرتے مین
کہ ہندی الاصل جسکی نشو و نما ہند کی سرزمین ہوئی ہو کسطرح زبان عربی اہل زبان کی طرح
کہتا ہے اور اشعار مین مضامین فصاحت و بلاغت میر باندہتا ہے۔ منجملہ علمائے بحرین
حضرت شیخ عبدالعلی بحرینی نے جو اجل علما سے ہے کہا۔ واللہ لو ادعی النبوۃ
فی الہند صاحب ہذا الدیوان لصحت دعواہ یعنے قسم خدا اگر دعوی نبوت
کند در ہند صاحب این دیوان ہر آئینہ صحیح شود انتہی مضمون المکتوب۔

میرزا محمد امین مثل قطعہ خواجہ حافظ شیرازی جسکا اول یہہ ہے ؎

بعہد سلطنت شاہ ابو اسحق + بہ پنج شخص ملک فارس بود آباد + الخ کہتا ہے ؎

درین زمانہ کہ ارباب فضل کمیاب اند	زبلگرام دو شخص اند در سخن استاد
یکے امام زمان سیدی غلام نبی	رسا ند فطرت و شعر ہند را بمراد
کلام فائق آن شہرۂ دیار عرب	زخوبی سخن این ہند شور فتاد
نگاہ دار ہمیشہ الٰہی ایشان را	بمرسل عربی و آلہ الامجاد

حضرت آزاد صاحب ترجمہ نے دیوان فارسی سے چند اجزا خان آرزو کے پاس اورنگ آباد سے دہلی بھیجے۔ خان آرزو نے جواب مین لکھا کہ مین نے آپکے اشعار اول سے آخر تک دیکھے ہین کوئی شعر لطف و مزے سے خالی نہین انتہی کلامہ۔

بخدا خان آرزو کی زبان سے حرف راست و درست مطابق واقع برآمد ہوا۔ دیوان کے مطالعہ سے آپکے کلام فصاحت لتیام کی خوبی و نازکخیالی معلوم ہوتی ہے۔

جب آپ سبحۃ المرجان کی تصنیف سے فارغ ہوئے۔ چاہا کہ ایک نسخہ دیار عرب مین روانہ کرین بمقتضائے وقت انہین ایام مین فیمابین نصاری و اعراف مناقشہ واقع ہوا بسبب فتنہ و شر علما و اکابر تجار بصرہ و بحرین سے حفظ جان و مال کے لئے سرزمین مسقط مین پناہ گیر تھے۔ آپنے ایک نسخہ مع خط عربی بنام سلطان مسقط امام احمد بن سعید نواب قائم الدولہ حاکم بندر سورت کے پاس بھیجا۔ اور لکھا کہ آپ اپنے ذریعہ سے امام مسقط کے خدمت مین روانہ کرین۔ نواب موصوف نے کتاب مکتوب کو روانہ کیا۔ امام نے نامہ کا جواب بتعظیم تمام و تعریف کتاب مع ہدیہ بھیجا۔ **ھو ھذہ**۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من عبد اللہ المتوکل علیہ المعتصم با مام المسلمین احمد بن سعید بن احمد بن محمد البوسعیدی الی حضرۃ افصح الامۃ لسانا و ابرعھم بیانا و احدھم

عقلاؤ و اثبتهم نقلاً الشیخ الاستاد علامة الدهر و فریدة العصر آزاد الحسینی
الواسطی البلگرامی سلمه الله تعالی - احیی رسوم الفصاحة بعد ان
عفت و اطلع شموسها بعد ان انکسفت و اجری میاهها بعد ان غاضت
وشیّد ارکانها بعد ان انهاصت الخ چونکہ خط دراز ہے تخمینا پچاس فقرے
نثر مین اور چند اشعار نظم مین تھے - طوالت کی وجہ سے باقی فقرات کو قلم انداز کیا -

ضمیمۂ وقعت

آپ دکن مین تمام عمر اعزاز واکرام کے ساتھ رہے - اہل دکن امرا و فقرا کل آپ سے مانوس
و موافق تھے - سرکار نظام خلد اللہ ملکہ کی نظر مین آپ معزز و مکرم رہے - نواب نظام الدولہ
ناصر جنگ شہید آپکی بہت ہی خاطر و مدارات فرماتے - آپکو تا بہ شہادت اپنی مصاحبت
مین رکھا - آپکے دائرہ تلمذ مین داخل ہوا - آپکی صلاح سے اپنا کلام درست کرتا رہا
آپ ناصر جنگ کی مجلس کے رونق تھے اگر رات ہو تو روشن چراغ - اگر دن ہو تو آفتاب
روشن تھے - سفر و حضر مین سایہ کی طرح ہمرکاب رہتے تھے - شہید مرحوم آپ سے جدا رہنا
پسند نہین کرتا تھا - آپکی صحبت کو غنیمت سمجھتا تھا - اسیطرح نواب نظام علیخان اسد جنگ
بہادر آصفجاہ دوم بھی آپکی بہت قدر کرتے تھے - چنانچہ مآثر آصفی کے مولف نے لکھا کہ
جب حضرت آزاد بتقریب سیر یا بطلب بعض احباب حیدرآباد تشریف لائے
اور شاہ علی بنڈہ پر قریب دروازہ علی آباد لب سڑک پر فروکش ہوئے - قائم الدولہ نے
آپکی تشریف آوری سے خبر دی آپنے فرمایا - کہان فروکش ہوئے وہ ہمارے مہمان ہین
انکو مکان عزیز پر اتارنا چاہئے - قائم الدولہ نے فرمایا کہ علی آباد کے دروازہ کے قریب
فروکش ہین فرمایا آج ہم اس راہ سے تفرجا جائین گے - محل فرودگاہ کے قریب

سواری پہنچے تو ہمکو مطلع کرنا۔ آپ حسب قرارداد سہ پہر کو ہاتھی پر سوار دروازہ کے
قریب پہنچے نقیب نے عرض کیا حضور یہہ آزاد کا فرودگاہ ہے۔ آپ ہاتی سے اُتر رہی
تھے کہ حضرت آزاد حاضر ہوئے نذر دکھلائی۔ حضور خیر و عافیت دریافت کرکے روانہ
ہوگئے۔ سیر سے مراجعت کرکے آئے۔ قائم الدولہ کو حکم کیا کہ حضرت آزاد کے لئے اکہتر
روپیہ مع فرد قدم و شصت سے بہیجدیجئے۔ فوراً حکم کی تعمیل ہوئی۔ حضرت آزاد نے عطیہ حضور
کو منظور فرمایا۔ اور شکریہ ادا کیا۔ دوسرے روز آپ حضور سے ملے۔ حضور آپکی ملاقات
سے بہت مسرور ہوئے۔ پوچھا آپ کبتک یہاں رہیں گے۔ آپنے فرمایا۔ چند روز۔
حکم صادر ہوا۔ کہ آپ ہمارے مہمان ہیں ہر روز صبح و شام آپکے لئے خاص ہمارے
خاصہ سے ماحضر طعام بہیجتے رہیں۔ جب تک آپ رہے خاصہ کے طعام سے سرفراز رہے
دیکہو سرکار آصف جاہ اول کے زمانہ سے اس عہد تک وہی شان مہمان نوازی۔ و علما و فضلا
کی قدر دانی۔ اور ہر ایک اہل ہنر کی جوہر شناسی نسلاً بعد نسل میراثاً ابا عن جد مسلسل نظر آتی
ہے۔ ہمارے اعلیحضرت قدر قدرت تو مہمان غریب کی ایسی مہمانی و خاطر داری فرماتے ہیں
کہ وہ وطن کو غربت اور دکن وطن قرار دیتا ہے۔ اور آپکے سایۂ عاطفت میں ایسا جمتا ہے
کہ مرکے اُٹھتا ہے۔ اللہ جل شانہ ہمارے اعلیحضرت قدر قدرت فلک شوکت میر محبوبعلیخان
نظام الملک فتح جنگ مظفر الممالک آصفجاہ ششم مع صاحبزادگان بلند اقبال دائم
و قائم رکھے آمین ثم آمین۔

تعمیر عاقبت خانہ کا ذکر

آپنے سنہ ۱۱۹۵ ہجری میں عزم جزم کیا کہ اس مسافرخانہ ناپائیدار سے دار السرور پائیدار کی طرف
رحلت ضرور ہے۔ پس زاد و راحلہ کی فکر کرنا چاہئے۔ راہ میں اعمال خیر و افعال پسندیدہ

گئے جاتے تہے۔ اور مکان اصلی و وطن ابدی کیطرف جانیکے لئے مستعد رہتے تہے۔ آپنے
جسم خاکی کے دفن کیلئے ایک قطعۂ زمین روضۂ خلد آباد قریب مزار حضرت شاہ برہان الدین
غریب خرید کیا۔ اور وہان قبر بنوائی۔ تاکہ اس قالب سے روح کے برآمد ہونیکے بعد آسانی سے
جسم فانی کو اسمین دفن کرین۔ اور آپنے اُسکا نام عاقبت خانہ رکہا۔ عاقبت خانہ کی
آبادی و تعمیر کا جشن بزرگ عرس عظیم الشان منعقد فرمایا جشن مین شعرا و امرا و مشائخ کو
دعوت دی۔ عمدہ عمدہ کہانے پکوائے اور طرح طرح کے حلوے بنوائے۔ حاضرین دعوت کی
خاطر و مدارات و تواضع مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین فرماتے تہے۔ اور کہتے تہے یہہ جشن
وداعی ہے۔ غنیمت ہے خلان باصفا و دوستان باوفا کا مجمع آپ ہر ایک سے فرماتے تہے۔
هذا فراق بيني وبينك آپکے اس فقرہ سے ہر ایک کے دل پر حسرت و رقت موثر ہوتی تہی۔
آپ ہشاش و بشاش تہے فرماتے تہے یہہ جدائی چند روزہ ہے آخر ہم سب عقبیٰ مین باہم ملینگے۔
یکے بعد دیگرے اُسی مقام اصلی مین پہنچ جائین گے۔ فرق اتنا ہے کہ کوئی آگے کوئی پیچہے
پہنچیگا۔ طعام سے فارغ ہونیکے بعد آپنے تمام حاضرین جشن کا شکریہ ادا کیا۔ اور ہر ایک سے
معافی چاہی۔ شعرانے آپکے عاقبت خانکے تعمیر کی تاریخین کہین۔ اور آپکی مدح سرائی
مین قطعات مدحیہ و دعائیہ لکہے۔ مین نے یہہ قطعات کتاب مسمی تہنیت آئین صفے
جلائل حضرت محبوب سبحانی مولفہ میر غلام علی راشد تخلص مین دیکہے ہے۔ اور یہی اسمین اکا بر اسلام
تذکرے تہے۔ افسوس وہ نسخہ نادر الوجود رود موسی کی طغیانی مین برباد و تلف ہو گیا۔ اُسکی
گم ہونے پر مجکو سخت رنج والم عائد حال ہے۔ بامر لاچاری صبر و شکر اختیار کرتا ہون۔ اس
جشن کے بعد آپ پانچ سال تک زندہ رہے۔ آخر سنہ ۱۲ ہجری مین اس دار فانی سے عالم
جاودانی کیطرف رخصت ہوئے۔ انا لله وانا اليه راجعون۔ آپکی رحلت سے

مشاہیر شہر و مشائخ کرام و امرائے عظام کو بہت رنج و غم لاحق ہوا۔ تمام مشائخ و بزرگان شہر
نے آپ کی تجہیز و تکفین کرکے آپکا جنازہ اعزاز و اکرام کے ساتھہ لیجاکے خانۂ معہود مین
دفن کیا۔ کسی شاعر نے آپ کی رحلت کا مادۂ تاریخ نکالا۔ ؎ آہ غلام علی آزاد
۱۲۰۰ھ

سخن دانی و سخن فہمی کا ذکر

آپ ایسے ذکی الطبع و سریع الفہم تھے اشعار ما لاینحل کو آسانی سے حل کر دیتے تھے۔ اسا
تذہ و قدما کے کلام کی توجیہ واقع کے مطابق فرماتے تھے۔ محاورات و اصطلاحات سے ماہر تھے
استعارات و تشبیہات کے رموز سے واقف تھے۔ کلام کی بلاغت و فصاحت کو خوب
پہنچتے تھے مضامین کی خوبیاں و معانی کی نازک خیالان۔ و صنایع بدایع کی موشگافیان
صراحت و وضاحت کے ساتھہ حسن تقریر سے کرسی ظہور پر جلوہ افروز فرماتے تھے۔ سامعین
و طالبین آپکی تقریر دلپذیر سے محظوظ ہوتے تھے۔ اور کلام کے حسن و قبح سے واقف
ہوتے تھے۔ آپکی طبیعت جامع العلوم و الفنون تھی۔ اور خاص آپ کی طبع سلیم ہر ایک علم و فن
سے مناسب تھی۔ جس فن و علم کا طالب آپکی خدمت مین آتا تھا مستفید ہوتا تھا۔ آپکے
چشمۂ فیض سے سیراب و کامیاب ہوتا تھا۔ آپ اورنگ آباد دکن مین شاہ مسافر کے تکیہ مین
سکونت پذیر و گوشہ نشین تھے۔ قطب کی طرح جمے ہوئے تا زندگی مقام تکیہ سے نہین نکلے
آپ کی شہرت ہند و سند و عرب و عجم کے اطراف مین دھوم رہی تھی۔ آپ شب و روز درس و تدریس
و اصلاح شعر و شاعری مین مصروف رہتے تھے۔ آپکی مجلس مین مذاکرہ علوم و فنون کا جوش
و شعر و شاعری کا خروش رہتا تھا۔ آپکے حلقہ درس مین طلبا عرب و عجم رہتے تھے۔ آپکی
بدولت دکن مین اکثر پیرایہ علم سے آراستہ ہو گئے۔ مثلاً مولانا عبدالوہاب افتخار مولف
تذکرۂ بی نظیر و عبدالقادر مہربان فخری۔ و افضل بیگ خان قاقشال مولف تحفۃ الشعرا

ولچھمی نرائن شفیق مولف گل رعنا وغیرہا و غلام علی ارشد مولف تنبیہات کین۔ و مولانا
رفیع الدین قندہاری۔ و نواب ناصر جنگ شہید وغیرہم۔ یہہ تمام آپکے خوان نعمت سے
مستفید ہوئے ہین۔ اب مین بطور نمونہ آپکی تحقیقات مسائل مختلفہ و حل مشکلات
مالاینحل سے دو ایک مثالین ناظرین کے ملاحظہ کے لیے پیش کرتا ہون تاکہ میرے کلام کی
تصدیق۔ اور حضرت آزاد صاحب ترجمہ کی ذکاوت ذہن و سرعت فہم کا اندازہ ہوجائے
ایکروز وقت صبح نواب شہید کے دیوانخانہ مین شعرا و امرا مجتمع تھے۔ نواب نے غزل پڑہنی
شروع کی ایک شعر مین سرو خرامان بمعنی درخت سرو باندہا تہا۔ موسوی خان جرأت
نے کہا کہ سرو خرامان معشوق کے قد پر صادق آتا ہے۔ درخت سرو پر اسکا اطلاق کیونکر
ہوسکتا ہے۔ نواب نے آپکے طرف اشارہ کیا آپنے فرمایا کہ میرزا صائب نے سرو خرامان سے
درخت سرو مراد لی ہے چنانچہ وہ کہتا ہے ؎

یک رہ برآر از آستین دست نگارین در چمن
تا دستہا پنہان کند سرو خرامان در بغل

نواب شہید بہت محظوظ ہوئے اور بیت کو حفظ کرلی۔ جرأت نے کہا میرزا سے تعجب ہوتا ہے
کہ درخت زمین گیر کو خرامان کہا۔ آپنے جواب مین فرمایا۔ شعر کی بنا تخییل پر ہے۔ درخت
ہوا کی تحریک سے ہلتا ہے گویا خرامان کرتا ہے۔ ایسا ہی آپنے سلمان ساوجی کا شعر بہی
تائید آمیان کیا ؎

سرو از صبا گردد چنان تا چون قدت شد باروان
ہرچند بخرامد بدان سرو خرامان کی رسد

آپ کے نظائر و شواہد سے تمام حاضرین مجلس خاص مولانا جرأت خاموش ہوگئے۔ اور آپکی
معلومات و شعر فہمی کی تعریف کرنے لگے۔ آپکی سخن دانی و سخن فہمی کا کامل اندازہ آپکی تالیفات
و تصنیفات دیکھنے سے ہوتا ہے۔ طوالت کی وجہ سے صرف ایک ہی مثال پر اکتفا کیا۔ اگر

کوئی طالب تحقیق وشائق ہو تو آپ کی تالیفات کو دیکھے۔

تاریخ گوئی کی مہارت کا ذکر

آپ تاریخ گوئی مین فرد کامل تھے اکثر واقعات خوشی وغمی کی تاریخین موزون فرماتے تھے۔ اشعار موزون مین ایک مصرع یا نصف یا زائد مادۂ تاریخ وسن واقعہ ہوتا ہے بحساب جمل حروف ابجدی پورا سنہ برآمد ہوتا ہے۔ آپکے قطعات تاریخی بیشمار ہین اگر جمع کئے جائین تو ایک کامل کتاب مفید ہوجائے۔ مین چند تاریخی قطعات ہدیۂ ناظرین کرتا ہون۔ تاکہ ملاحظہ سے لطف اٹھائین۔

سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین محمد شاہ بادشاہ ہند، و وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمر الدینخان بہادر و نواب میر قمر الدینخان نظام الملک فتح جنگ آصفجاہ بہادر یہ ارکین ثلاثہ یکے بعد دیگرے عالم بقا کی طرف روانہ ہوئے۔ آپنے باسقاط شش عدد تعمیۂ تاریخ کہی۔ ب

گذشت تاریخ چون شنیدم آہ	موت شاہ و وزیر آصفجاہ

ایضاً

سہ رکن مملکت ہند از جہان رفتند	شاد حیف سہ ریگانہ از کف دہر
برائے رحلت این ہرسہ یافتم تاریخ	نماند شاہ زمان باوزیر آصف دہر

تاریخ شہادت نواب ناصر جنگ بہادر مرحوم

نواب عدل گستر عالیجناب رفت	فرصت نداد تیغ حوادث شتاب رفت
در ہفدہم زماہ محرم شہید شد	تاریخ گفت نوحہ گرے آفتاب رفت

تاریخ وفات شجاع الدولہ

کرد از عالم فانی رحلت	سرور غالب صاحب صولت

گفت تاریخ این ظفر آزاد	نصرت بادشاه عالیجاه ۱۱۷۳ھ

ایضاً

شاه باکو راپس از آن تا به گشت	گرد در انجام و در آغاز فتح
سورنائے خامۂ تاریخش نواخت	شاه درّانی نموده باز فتح ۱۱۷۴ھ

ایضاً

باکو با فوج خود تلف شد	از دست مجاهدان قتّال
تاریخ شکست فوج کفّار	فرمود خرد غنیم پامال

تاریخ فتح کشمیر

کشمیر گرفت بار دیگر	سلطان احمد بزور شمشیر
فرمود زبان تیغ تاریخ	او فتح نمود باز کشمیر ۱۱۷۶ھ

منه تاریخ رحلت میرزا خان رسا

شیرازهٔ نظم میرزا خان	هم نثر بفکر او مباهی
تاریخ وفات او خرد گفت	پیوست برحمت الهی ۱۱۷۴ھ

منه تاریخ رحلت موسوی خان جرات

موسوی خان کلک گهربار	آبرو داد شعر و انشا را
گفت تاریخ رحلتش آزاد	کرد جرات وداع دنیا را ۱۱۷۵ھ

منه تاریخ رحلت سراج الدین علیخان آزاد

خان والاشان سراج الدین علی	شمع رونق بخش بزم گفتگو
زود فهم آزاد سال رحلتش	رحمت کامل بروح آرزو ۱۱۶۹ھ

منہ تاریخ میر محمد افضل الہ آبادی ثابت

استاد زمان کہ کرد تعلیم — اعجاز سخن بکلک صامت
تاریخ برائے رحلت او — فرمود خرد ورحیل ثابت

اب مین آپکے اشعار آبدار فارسی بترتیب ردیف گزارش کرتا ہون - ہوھذا

الہی نالۂ گرمی دل دیوانۂ ما را — کرامت کن نہال آتشینی دانۂ ما را
بدہ در دست زنگار ہوس آئینہ دل را — ز حسن خویش کن آباد حیرت خانۂ ما را
کریمان را نظر بر زشتی مہمان نمی باشد — مبرا ز باغ بیرون سبزۂ بیگانۂ ما را
درین محفل مکن از دست مردم آبرو ریزی — تو گردش دہ برنگ آسمان پیمانۂ ما را

ولہ

برار از مد بسم اللہ تیغ خوش مقالی را — مسخر کن سواد اعظم نازک خیالی را
چو آن زلفے کہ بعد از شانہ کردن یار بربندد — بجمعیت رساند صبر من آشفتہ حالی را
نگاہے ہست چشم یار را با چشم گریانم — کہ مستان دوست میدارند ابر برشکالی را

ولہ

اگرچہ فرمود ز بند قفس آزاد مرا — گشت بیرون قفس منت صیاد مرا
بلبلے دور ز گلزار بزاری میگفت — خاطر عاطر گل کاش کند یاد مرا

ولہ

کرد تا آہنگ رفتن محمل جانان ما — چون جرس سینہ می غلطد دل نالان ما

ولہ

مزاج کم کسے را الفت اول بجا ماند — برو در بیکسی سنجیدہ ام بسیار یاران را

ولہ

بے فنائے خود میسر نیست دیدار شما — میفروشد خویش را اول خریدار شما
منکہ باشم تا شوم در بزم والا باریاب — میکنم سر را فدا بر پائے دیوار شما

ولہ

سفیدی آمدہ بیوقت زلف پر خم را — مبین بچشم حقارت بلائے رقم را
اسیر دام دو معشوق می شود رسوا — بر آورد ز چمن آفتاب شبنم را

کردم علاج درد دل خود ز درد دل ‌‌ ‌ از می توان شکست خمار شراب را

درد وصل بیقراری عاشق نمی رود ‌ ‌ دارم گواه خویش گل آفتاب را

وله

ز خود گذشتیم و در عالم دگر رفتیم ‌ ‌ مریض عشقم و تبدیل می کنم جا را

دو چشم او دل آن را ز راز یا نکند ‌ ‌ دو ناتوان زده بر خاک یک نوا را

وله

با سرمه سرو کار ندارد بصر ما ‌ ‌ خاک قدم یار بود در نظر ما

والله که ما طاقت پرواز نداریم ‌ ‌ صیاد چرا می شکند بال و پر ما

وله

ای مصور از تو آید این قدر تدبیر ما ‌ ‌ با شبیه آن پری پیکر بکش تصویر ما

التماس آشنایان را بیگانگی برزمین ‌ ‌ قابل گوش تو باشد گوهر تقریر ما

وله

ساقی ما جا و بجا میدهد پیمانه را ‌ ‌ یا الهی هوش ده این قاسم دیوانه را

وله

می داد چشم یار دل زخم دیده را ‌ ‌ داند که نافع است جراحت رسیده را

خطش دمید و وحشی دل را اسیر کرد ‌ ‌ تو جا کری گرفت غزال رمیده را

پیری رسید بر در طاعت مقیم شو ‌ ‌ ضایع مساز حلقهٔ قد خمیده را

نازم به صاحبی که مرا پا مروت است ‌ ‌ آزاد کرد پیر غلام خریده را

وله

با گل پیام گفت ز برگ گیاه ما ‌ ‌ ثنا باش بر نسیم سفارت پناه ما

تسخیر دل نمود بطوری که واه واه ‌ ‌ هر چند خورد سال بود پادشاه ما

وله

همچو گل رنگین لباس صلح کل پوشیده ایم ‌ ‌ تار و پود شعله و آب است در دامان ما

وله

با توانا نیست روز ناتوان روشن شود ‌ ‌ گر کتان را فلکی در آفتاب و ماهتاب

وله

با وثناها خاطر آزاد را آباد کن ‌ ‌ ننگ سلطان است از اقلیم و شهر خراب

وله

دست طلب ز غنچه و گو بهر شنیدنی است ‌ ‌ یکبار طره و سخن او شنیدنی ست

بی فیض قابل دم تیغ اجل بود ‌ ‌ شاخی که برگ و بار ندارد بریدنیست

وله

نامه را در پیش پای قاصد افکندی بجاست ‌ ‌ خاکساری اثرها دارد وصول مدعاست

گفتم آن یار که باشد شمع این محفل کجاست ‌ ‌ آمد آواز که در دل جوی گفتم دل کجاست

بیا که چون گهر من تو چشم تر باقیست ‌ ‌ تمام خشک شدم لیکن اینقدر باقیست

توان رساند ببالین حضرت صیاد ‌ ‌ ز مرغ بسمل و مشت بال و پری باقیست

وله

دل با علو همت خود از جهان گذشت ‌ ‌ بر پشت این براق ز نه آسمان گذشت

با من نسیم صبح حدیث صحیح گفت ‌ ‌ بیمار شد کسیکه برین گلستان گذشت

وله

در هجر از خدای احوال ما مپرس ‌ ‌ یعنی که در قلمرو ما پادشاه نیست

وله

دست هوس مزن که یار نازکست ‌ ‌ شوخی مکن چو آبله کاین کار نازکست

دل از غبار رهانت بخویش شکند ‌ ‌ این شیشه لطیف چه مقدار نازکست

ای باد صبح مرضی او دیده عرض کن ‌ ‌ پیغام من که نازک و بسیار نازکست

وله

بوده آهوی صیاد شناس ‌ ‌ دام در راه تو چیدیم عبث

وله

شراب خورده ز میخانه شد روان کج کج ‌ ‌ کلاه گوشه بسر حرف در زبان کج کج

وله

معاشران سبب پیچ و تاب می پرسند ‌ ‌ ندیده اند مگر زلف جا بجا کج کج

وله

خوش قدان ساغر بکف چو شاخ گل استاده اند ‌ ‌ شاید ار دست کسی زین بوستان گیرد قدح

کسی چه رنگ اقامت درین زمین ریزد ‌ ‌ نشد ز آبله خار این بیابان سرخ

سپهر مایه دولت بتلخ رو بخشد ‌ ‌ رخ محیط نماید ز شاخ مرجان سرخ

عمری بسوی عملکده ما گذر نکرد ‌ ‌ روزیکه کرد زود گذشت و خبر نکرد

با آنکه صبح و شام ازین راه میرود ‌ ‌ یکبار سوی گور غریبان نظر نکرد

در بزم دوشش جانب ما ملتفت نشد ... اینهم غنیمت است که ما را بدر نکرد

وله

خط مشکین خال رخسار ترا بر سر رسید ... فوج هندوستان تسخیر ملک عنبر رسید

پیش گل بی رتبه می گردد بهار یاسمن ... قادر مفلس نیست در بزمی که صاحب زر رسید

وله

سرکشی سرمایهٔ نقصان دولت می شود ... نیشکر را بند بالا کم حلاوت می شود

وله

ساقیا امروز بر رفع جست و باران میرسد ... فکر ساغر کن که وقت عیش یاران میرسد

میتوان تا دامن صحرا باستقبال رفت ... در چنین روزی که ابر از کوهساران میرسد

کیست تا بارے نگهدارد عنان هوش را ... با هزاران ساغر گل نو بهاران میرسد

وله

در کوی یار از دل من ناله میرود ... دل نیز عنقریب بدنباله میرود

دارد شراب طرفه دهان و دو چشم یار ... هوشم از این ثلاثه غساله میرود

اشکم ز بلگرام بر آید بسوی شوق ... تا تند رود گنگ به بنگاله میرود

وله

دلارام مرا گیسوی مشکین بر قدم افتد ... چو هندوی سیه فامی که در پای صنم افتد

وله

ابروی یار و چشم تر ما نظر کنید ... ماه ربیع و آب روان را نظر کنید

سحبان با این عبارت رنگین سخن نکرد ... تقریر آن رو نرگس شهلا نظر کنید

وله

نیلوفر از شگفتن شبها ادا کند ... چون یار رفت دیده خود بر که وا کند

یکبار هم بطرف مزارش نمیروند ... این اجر بیکسی که بخوبان وفا کند

صیاد لاابالی من صید تشنه را ... در وادیی که آب ندارد رها کند

وله

عطر حسن خلق و زر وقتی که یکجا میشود ... قدر صاحب دولتان چون گل و بالا می شود

میکند طوطی سخن اما پس از آموختن ... بلبل خوش نغمه من بی استا گویا می شود

وله

چشم دارم که مرا گوشهٔ صحرا بخشند ... راضیم گر دگرانرا همه دنیا بخشند

دل آرام طلب عیش دوبالا خواهد — کاش در سایهٔ آن سرو مرا جا بخشند

وله

چه خوش شد دل بخته مغز از دید این باغ میگردد — گل صد برگ را دل در جوانی داغ میگردد

این پسر سلمه الله جوان خواهد شد — هست گر ماه نوی بدر جهان خواهد شد

خورد سالے که خورد شیر پستان کرم — پدر مشفق ابنائے زمان خواهد شد

گل همان به که زر خویش به بلبل بخشد — بعد چندے همه تاراج خزان خواهد شد

وله

صبح دیدم بدر میکده میخوارے چند — ساغرے چند خریدند بدستارے چند

چیست حاصل ز تماشائے بیابانی چند — گر بپا یم نخلد خار مغیلانے چند

وله

نگار ما دل شب در نظر نمی آید — که جز بشام و سحر زهره بر نمی آید

وداع کرد جهان را مگر نسیم علیل — که مدتیست ز جانان خبر نمی آید

بود ضرور شعور مزاج ابنها — تقرب امرا از هنر نمی آید

وله

دل از شنیدن پیغام آشنا شگفد — که غنچه از مدد حضرت صبا شگفد

ز گرمجوشی آن آفتاب دل واشد — چو آن گلے که بهنگام استوا شگفد

منم شهید حنا بند قاتل آزاد — همیشه بر سر خاکم گل حنا شگفد

وله

شیشهٔ نازک ز سنگ خاره پیدا می شود — گاه می باشد که دهقان زاده میرزا می شود

همچو صیادے که فی راو صل سازد در شکار — کار ظالم از تهی مغزان دوبالا می شود

وله

عمر همیشه نقد نصیب ستاره شد — نخواه ما به نسیهٔ عمر دوباره شد

وله

نگاه نرگس خوابیده ات ز جان نافذ — خدنگ ناز تو نا جسته ز نشان نافذ

بلا بود مرض مسرّی که چشم تر ست — که شد بچشم زدن درد دل جهان نافذ

وله

زن بود در زبان هندی نار — وقنا ربنا عذاب النار

می شکند بگلستان طرف کلاه از غرور ‌‌ چشم نمائی تو هست نرگس شوخ را فرو

ولہ

دل عنان گرداند از یار کهن سوی دگر ‌‌ قبله را تحویل کرد از طاق ابروی دگر

علاج خسته دلان کرده خنده لب یار ‌‌ زریک انار برآید مرا دو صد بیمار

ولہ

رو بدرگاه الهی چه نمائی فردا ‌‌ به که خود فوت شوی پیشتر از فوت نماز

همچو زلفی که رسد تا کمر صاحب ناز ‌‌ می کشد تا بعدم سلسلهٔ عمر دراز

مژگان بدور مردم چشم سیاه او ‌‌ استاده گرد کعبه مدور صف نماز

ولہ

آتش زدیم پیکر خود را ز داغ خویش ‌‌ تا سوختیم پیکر خود از چراغ خویش

فردوس را وداع چو طاوس کرده ام ‌‌ گل گل شگفته ام ز تماشای باغ خویش

ولہ

دلی که زلف نگاری بود شبستانش ‌‌ ز شاه و هند فزون است شوکت شانش

کجا نصیب که چینم گلی ز بستانش ‌‌ غنیمت است مرا نکهت گلستانش

من از خزانهٔ او گوهری نمیخواهم ‌‌ نمی بس است مرا از سحاب نیسانش

مرا ز خامهٔ آن طفل آرزو این است ‌‌ که خاکروب شوم بندهٔ دبستانش

ولہ

اگر بخانه روم با تو بوسم مرحبا ای دل ‌‌ که می آئی ز سیر لیلة المعراج پیش پیش

چه واقع شد که اکنون نقش پای او نمی بینم ‌‌ خوشا وقتیکه با این سر زمین بود از نویش

بسکه شوخیهاست پنهان در سینه حالانه ‌‌ می تواند کرد بر رخسار آتش فام رقص

صهبا خوش است وقت بهاران علی الخصوص ‌‌ در حالت ترشح باران علی الخصوص

هنگامهای میکده بسیار دلرباست ‌‌ انداز رقص باده کشان علی الخصوص

یاران نیازمندی من در جناب او ‌‌ کردند عرض آینه داران علی الخصوص

رسم ادب بحلقهٔ مخلص نگاه دار ‌‌ در بارگاه کوه وقاران علی الخصوص

نیست خودداری میسر شعلهٔ جواله را — وله — از طپیدنهای دل صوتی کند ناکام رقص

وله

ترا ز آمدن جائی ما چه بود غرض — بجز نواختن آشنا چه بود غرض

دل شکسته قابل فشار نبود — ز تاب دادن کاکل ترا چه بود غرض

زمین آئینه را مخلصانه بوسیدی — بحیرتم که ازین التجا چه بود غرض

سوای این که کند پاس حکم پیر مغان — ز پیر میکده آزاد را چه بود غرض

وله

خون مرا حلال مکن میکنی غلط — زنهار این خیال مکن میکنی غلط

حال بتان همیشه بخاطر نگاه دار — انکار خال خال مکن میکنی غلط

وله

شراب خورده کجا میرود خدا حافظ — کشاده بند قبا میرود خدا حافظ

هزار حیف که پروانه قدر خود نشناخت — به پیش شمع چرا میرود خدا حافظ

چه واقع است که آن طفل در شب تاریک — دویده پا بحیا میرود خدا حافظ

وله

جدا از شهر شور خنده کبک است می دارد — چه عشرتها که در کوه و بیابان است در واقع

وله

موسم طفلی عجب جنت بود طاؤس را — در جوانی ز آتش اندیشه گردد داغ داغ

وله

عداوت غربا میکنی زهی انصاف — تلاش کشتن ما میکنی زهی انصاف

ز ساغر تو درد محض میخواهم هم — جواب صاف ادا میکنی زهی انصاف

وله

مرا اگرچه نسبت نامست با سهیل یمن — نمیرود طپش سینه جز بآب عقیق

اگر ز دام بلاها نجات میطلبی — مشو اسیر تامل مرو بچاه عمیق

وله

بلند رتبه کند از قبول منت ننگ — بپای خس چه به زبرگ حنا نگیرد رنگ

دو چشم شوخ تو با من کرشمها دارد — بحیرتم ز هنرهای کافران فرنگ

حسن همرنگ مرا شد بلا عالم رنگ — گرد دلم شکسته تماشای تصاویر رنگ

وله
می‌زند از فیض جاری هم هوای برشکال | محو سازد از زمین و آسمان گرد ملال
خط تراشیدی و عارض را ز زلف آراستی | عامل معزول را از مرحمت کردی بحال
چون بلا نازل شود سازند سازان هم | تارهای مختلف را کوک سازد گوشمال
نیست در صنف هنایی قسمت آزادگان | جاده پیدا می‌کند از خود زمین پایمال
بی مشقت نیست ممکن وصل آن سرو سهی | خار بستی از رقیبان هست گرد این نهال

وله
نواز دگر باهنگ ترا نفس بلبل | به هر غنچه نما موش را شور جرس بلبل
دماغ عاشق شوریده هم دارد بلندیها | نشستن بر بساط برگ گل دارد هوس بلبل

وله
که کند در شکن زلف تو غمخواری دل | نشنود گوش تو یا رب فغان زاری دل

وله
من از سررشتهٔ طول امل دلدار پا کردم | ز دردین جهد را بیرون ز کام اژدها کردم
مرا چون غنچه کی شد فرصت نظارهٔ هستی | نفس گردید تاراج صبا تا چشم وا کردم
گرانی کرد با زندگی ز دامن دوش | چو شاخ میوه دار از پختگی سر را جدا کردم

وله
نمی‌رود مکتوب من وا غم رنجت نارسا | کاش من هم بال مرغ نامه بر می‌داشتم
هر کسی برداشت یک چیزی ز اسباب جهان | من ازین دنیای فانی دست بر برداشتم

وله
بیخودم از نشاء و حالت به رنگ چشم یار | خود قدح گردان خود مخمور خود میخانه‌ام
چو سایه [illegible] از توام | مرید سلسلهٔ گیسوی دراز توام

وله
دلم را کرد غارت زلف بانی که من دارم | بدست کافری افتاد قرآنی که من دارم
درین ماتم سر را کرد ندبا دولاب هم رنگم | حمایل شد بگردن چشم گریانی که من دارم

وله
کشیده اند ز رنگ نیاز تصویرم | خط شکسته از خوشنویس تقدیرم

وله
کبوتر را چو طوطی کاش باشد جوش بیانی هم | که یار از نار رساند نامه پیغام زبانی هم

امید قوتم در وقت پیری نیست از صهبا … که محتاج عصا چون تاک بودم در جوانی هم
شبی آزاد با پروانه شد آن شمع اقدس را … بجا آورد آداب غلامی جانفشانی هم
چشم بر لطف تو دارد درخت بی سامانیم … ز آتشین تیغی اتو جامهٔ عریانیم
شیشه تا اهل دارد وحشتی از آفتاب … ماه می باید که گیرد نور را از پیشانیم
گوهرم را آسمان هرچند دارد در گره … آخر از قید صدف بیرون برد غلطانیم

وله

بگیر تنگ مرا تو اسیر دام تو ام … بلطف تربیتم کن که نو غلام تو ام
تو بعد سوختنم قصد کشتنم داری … بکش مرا که چراغی برای شام تو ام

وله

ازو عنایت کم بیشمار میدانم … چو عندلیب یکی را هزار میدانم
جواب وقت تکلم بجا هلال ندهم … که قدر این گهر آبدار میدانم
ثبات نیست سفید و سیاه عالم را … نظر ز گردش لیل و نهار میدانم
نگاه مرحمتش نیست جز باهل جنون … دماغ عالی فصل بهار میدانم

وله

تماشی مذهب هر شخص در نظر دارم … مرقع عجب از صلح کل ببر دارم

وله

خواهم که کارخانهٔ ایجاد بشکنم … گر دست من رسد دو جهان را بهم زنم

وله

یاران بهم نشستن فردا که دیده است … باید شمرد صحبت امروز مغتنم
اینقدر چشم ز تصویر بتان میدارم … که فرو رفته بپای بتان تصویرم
کرد از بسکه سر زلف بتان زنجیرم … نیست مقدور مشهور که کشد تصویرم
وصل آن ماه کند چارهٔ بیماری من … قرص کوکب نتواند که کند تدبیرم
منع کردی که کسی حرف شفاعت نزند … شرح کن بنده نوازا چه بود تقصیرم

وله

تو خداوندی من بندهٔ سرکار تو ام … خواه کش خواه رها کن که گرفتار تو ام

جان من زیر قدم باشد و جانش بر سر — چه قدر خون ز گل گوشهٔ دستار توام

وله

باغبان بلبل نو وارد بستان توام — قبلهٔ من زر گل ده که ثناخوان توام

قبلهٔ عالمیان کعبهٔ حاجت طلبان — خبر از حالت من گیر که قربان توام

وله

داد بر باد جفای تو اگر بنیادم — می توانی که کنی از سر نو آبادم

در قفس یاد چمن کردم و خود را کشتم — کاش در سایهٔ گل دفن کند صیادم

وله

منتظر دارد مرا یار کرم فرمای من — دیر می آید چو عیسی صاحب احیای من

سائلم اما لب از اظهار مطلب بسته ام — حالتم چون ماه نو پیدا است از سیمای من

بسکه جا چون چرخ بر طاق بلندی داده اند — دست خارا را تصرف نیست بر مینای من

وله

بخود نازم ز راز سرمهٔ آن چشم فهمیدن — که دُرد ته نشین جام بالا نند گردیدن

وله

آسان درین جهان نیست بی سرمایه گرفتن — سوراخ میشود گوش از بهر زر گرفتن

وله

روزیکه کامیاب شوم از لقای او — بی اختیار سر بهم وافتم بپای او

وله

شریک صحبت ناجنس تنها رو مشو — کناره گیر بو بگر سبزه وار مشو

وله

خدا را ز پیاله در سر شب مهتاب بیتو — بدهان یار مانند قدح شراب بیتو

صنما سر نو کرد مه شب ماه جلوه فرما — بخدا که چشم من شد گل مهتاب بیتو

نه بخانه می نشینم نه بباغ انس گیرم — که بود بچشم گریان همه جا حباب بیتو

بعد الف قیامت چو سوال من ببیند — سخن فرشتگان را ندهم جواب بیتو

وله

ماه من امشب نمیدانم که مهمان کهٔ — گرم رفتی از نظر شمع شبستان کهٔ

سالها شد در سراغت سر بصحرا داده ام — ای غزال بی مروت در بیابان کهٔ

من هم آخر رو ز منا چشم بیمار توام — ای بقربانت روم در فکر درمان کهٔ

تا توفیقی یک قلم مکتب خراب افتاده است ... طفل شیرین حرف من شور دبستان کرده

خاطر آزاد دارد سخت بی جمعیتی ... خیر باشد والهٔ زلف پریشان کرده

وله

در نظرها بسکه انداز نمایان شده ... چشم بد دور را مام صف خوبان شده

باد سیراب گلستان تو از آب بقا ... بر سر تربت آزاد گل افشان شده

وله

هزار حیف که از مخلصان جدا شده ... بگو برای خدا یا که آشنا شده

وله

دل من از هوایت گشته وا آهسته آهسته ... برنگ غنچهٔ گل از صبا آهسته آهسته

اگر طشتم فتاد از بام رسوائی بدست من ... نمی ترسم که برخاستن ماند صدا آهسته آهسته

دل نومشق را در کوی او شد طاقت جولان ... گذارد طفل در رفتار پا آهسته آهسته

به پیش آفتاب آزاد هر دم سایه می کاهد ... شدم در پرتو رویش فنا آهسته آهسته

وله

ز جانان در کمند وحدت خود میکنم یادی ... درین منزل نشستم بهر نخچیر پریزادی

چه لازم تا کشم زنبر گل تربت بیجا ... کفایت میکند بر مرقد من سرو آزادی

وله

نشاط آدمیان کم غم زمانه زیاد است ... برای گریه دو چشم برای خنده دهانی

وله

الهی تا زنم در رهِ خم گیسوی او دستی ... کرامت کن مرا چون شاخ سنبل مو بمو دستی

وله

به پیش او دل بیمار ما نکشد آهی ... علاج می طلبد از طبیب بدخواهی

دلا بران ز فن نومیده خط بنشین ... مخسپ در شب تاریک بر سر چاهی

وله

مرا بسمل نمودی زنده باشی ... ز پا انداختی پاینده باشی

وله

تا کجا تشنهٔ خون من ناکام شوی ... آنقدر هم مکنی جور که بدنام شوی

زخود آسودگان دانند آئین حق آگاهی ... درین دار الخلافت میرسد منصور را شاهی

درین عالم که همراه موافق میکند پیدا ... نباید مد راست از خضر و کلیم بد همراهی

آگاہ۔ مولوی محمد باقر ناعط مدراسی

آگاہ تخلص۔ محمد باقر نام۔ قبیلہ نونا عط سے ہین۔ آپکے بزرگان سلف وطنًا بیجاپوری تھے۔ بکشش آبخورش مدراس مین آئے شہر ویلور مین سکونت اختیار کی۔ آگاہ صاحب ترجمہ شہر مذکور مین پیدا ہوئے۔ وہان کی سرزمین مین نشو و نما پایا۔ سن شعور کو پہنچ کے اساتذۂ کرام و علماءِ عظام سے کتب علوم و فنون کی تحصیل درجۂ تکمیل کو پہنچائی۔ فراغت تحصیل کے بعد درس تدریس مین مشغول ہوئے۔ اکثر طلبۂ مدراس مین آپسے فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ سخندانی و سخن شناسی کے مسند نشین تھے آپکا کلام مثل اہل زبان بامحاورہ فصاحت و بلاغت مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے۔ آپکے اشعار آبدار سے سامعین و شائقین کو لطف و مزہ حاصل ہوتا ہے۔ شمع انجمن کا مولف آپکی نسبت لکھتا ہے۔ کہ درجیابان کرناٹک ہمچو او نہالی سر بالا نکردہ۔ واز گلزمین مدراس مثل او گلے خوشرنگ ندمیدہ انتہی کلامہ۔ آپ صاحب التالیف والتصنیف تھے۔ فضائل نسانی و کمالات روحانی ست بیع حدوف ست ۱۲۲۰ھ مین اس دار فانی سے ملک جاودانی کے طرف روانہ ہوئے۔۔

من اشعارہ

غم فراق تو از بسکہ کاست جان مرا
عصا آہ بود جسم ناتوان ما

ستم بطرۂ تو دل زار خویش را
آخر فگندہ ام سر رشتہ باز خویش را

شیخ در میخانہ با سرمست یاری میکند
ظاہرا با دختر رز خواستگاری میکند

امین۔ محمد امین

امین تخلص۔ محمد امین نام۔ ہندی الاصل تھا۔ شہر ارکاٹ مین سکونت پذیر تھا

نواب سعادت اللہ خان ناظم صوبہ کرناٹک کی خدمت مین میرمنشی تہا۔ نظم و نثر مین استعداد کامل رکہتا تہا۔ تحریر و تقریر مین منشی بے نظیر تہا۔ انشا گلشن سعادت و دیوان شعر اسکی تالیفات سے یادگار ہے۔ خوش فکر و سخن سنج تہا۔ اسکا کلام اہل زبان کیطرح ہوتا تہا۔ آخر سنہ ہجری مین فوت ہوا۔

من کلامہ

بخاہت ہر کرا چون مہر با رفعت قرین باشد	اگر بر چرخ چہارم رفت چشمش بر زمین باشد

باب الباء موحدہ

بدیع - ملا بدیع

بدیع تخلص - ملا بدیع نام - سمرقندی الاصل تہا۔ سمرقند کے مشاہیر مرسے تہا۔ فن معما و تواریخ مین استاد مانا جاتا تہا۔ وطن سے دکن مین آیا۔ شہر مین اس کے فن معما و تواریخ دانی کا ذکر کوچہ و بازار مین ہوتا تہا۔ اسکا کلام دلچسپ و شیرین ہوتا تہا۔ بلدہ جنیر کو کن مین مدت تک رہا۔ وہان اسکو کافی کامرانی ہوئی آخر وہین رحلت کی۔

من اشعارہ

چشم تو بیدار ساز فتنۂ مست است	زلف تو بر روئے آفتاب پرست است
شبے در خواب را با رقیبان ہم سخن دیدم	نہ بیند ہیچکس در خواب یارب آنچہ من دیدم
ترا انگل جمع خندان صبحدم در بوستان دیدم	ز شبنم غنچہا را آب حسرت در دہان دیدم

بسمل - میر محمد یوسف خان

بسمل تخلص - میر محمد یوسف خان نام - آپ میر امام بدخشانی کے فرزند ہین

آپ وطن مالوفہ سے حیدرآباد دکن میں آئے۔ مبارز خان صوبہ دار حیدرآباد کی ملازمت اختیار کی۔ مدت تک خان موصوف کی خدمت میں رہا۔ جب ۱۱۳۷ھ ہجری میں مبارز خان و نواب آصفجاہ کے فیمابین جنگ ہوا۔ بسمل صاحب ترجمہ خان موصوف کے ہمراہ معرکہ مین تیسری تاریخ ماہ محرم سنہ مذکور میں تلوار و نیزوں کے زخموں سے بسمل ہو گیا بسمل صاحب ترجمہ کے فرزند و اقربا قلعہ فرخنگر میں بتقریب خدمت قلعداری سکونت پذیر تھے۔ شاعر خوش فکر و شیرین زبان تھا۔ دلیری و بہادری میں بے نظیر تھا۔ شعر و شاعری کا شائق تہا۔ بشرط فرصت کبھی کبھی شعر موزون کرتا تہا۔ آپکا کلام دلچسپ و دلپسند ہوتا تہا۔

من نتائج طبعہ

زاہد تو صبح و شام عبث شور می کنی
شوخی بنجیر برہم مینزند یک دام را
از گردش نگاہت شد نیم کشتہ بسمل
از غم جگر فگارہ برو یم
صحرائے عدم زلالہ پر شد
از حیرت ما نبود وقف
اے اہل وفا نداشت قدرے
خاک رہ او شدیم بسمل

اللہ ہو اکبر ست زاللہ اکبرت
تا نبود ابتر دل من الف او ابتر شد
گردے بنوک مژہ دم یک عمزہ بار دگر
این گل بسر مزار بردیم
تا ما دل داغدار بردیم
آئینہ بہ پیش یار بردیم
این جنس بہر دیار بردیم
از سرمہ چہ اعتبار بردیم

بینش۔ سید مرتضی مدراسی

بینش تخلص۔ سید مرتضی نام۔ میر صادق علی حسینی کے فرزند ہیں۔

مشہدی سے ہیں۔ نسب کا سلسلہ حضرت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے پہنچتا ہے آپکی جد اعلیٰ مشہد مقدس سے ملک دکن میں وارد ہوئے۔ گلبرگہ میں اقامت گزین ہوئے۔ آپکے احفاد میں شاہ ابراہیم مصطفیٰ حضرت خواجہ سید محمد بندہ نواز گیسو دراز کے ماموں تھے۔ شاہ نور اللہ جو شاہ ابراہیم کے اولاد میں سے تھے۔ نواب سعادت خاں کے زمانہ میں شہر ارکاٹ میں سکونت پذیر ہوئے۔ شاہ نور اللہ سید ابراہیم بینش کے جد حقیقی ہیں۔ شاہ صاحب نواب والاجاہ کی عنایت و مرحمت کی وجہ سے مدراس میں سکونت پذیر ہوئے۔ سنہ ۱۲۲۶ ہجری میں بینش کی ولادت شہر مدراس میں واقع ہوئی۔ پس شعور کے بعد علماء مدراس سے کتب درسیہ عربیہ فارسیہ تحصیل کیں تحصیل کے بعد شعرگوئی کا شوق دلمیں پیدا ہوا۔ اولاً والد ماجد و برادر سے مشق سخن کرتے رہے۔ ثانیاً مولوی واقف سے مستفید ہوئے۔ ذکی الطبع و صحیح الفکر و خوش تقریر و حاضر جوابی میں بے مثل۔ شعر و شاعری میں بے بدل تھا۔ حیدرآباد میں مدت تک مقیم رہا۔ پھر مدراس میں پہنچا مشاعرہ اعظم میں شریک ہوا۔ شعراء معاصرین سے خوب مناظرہ و معارضہ کرتا رہا۔ آخر سنہ ۱۲۶۵ ہجری میں مکہ معظمہ روانہ ہوا۔ راہ میں بہت سی تکلیفیں اٹھائیں آخر فائز المرام ہوا۔ حج و زیارت سے مشرف ہوا۔ ایک سال کے بعد وطن مالوفہ میں مراجعت کی۔ چند مدت کے بعد وطن میں مسافر عدم ہوا۔ وفات کا سن کسی تذکرہ نویس نے نہیں لکھا۔

من اشعارہ الفارسی

نتوان یافت جز بکوچۂ یار	دل از خود رمیدۂ ما را
آثار عشق سبز خطان جلوہ میدہد	از سبزہ دمیدۂ خاک مزار ما

نشأ بادهٔ این بزم خمار آمود است — سر بسر در پئے ہر سو زیانست اینجا

وله

دلم از زلف بتان ربط نہان میدارد — دانۂ سبحہ کند رشتۂ زنار طلب

وله

خط شعاعی نیست کہ از پنجۂ جنون — گسستہ است تار تار گریبان آفتاب

وله

چشمم گہر اشک فشاند بقدومش — گر پیک صبا زان گل رعنا خبر آرد

وله

از وطن آوارہ گردید از لعل افتادہ — برق عالم سوز حسنش سوخت تا ماوای ما

وله

لغزد چسان بکوی تو از ضعف پای دل — باشد ہمیشہ آہ رسا یم عصای دل

وله

گر خاک شوم پائے حنا بست تو بوسم — ور سرمہ شوم چشم سیہ مست تو بوسم

وله

روز افزون حسن تو یا ماہ یا آزار من — گرم تر خوی تو یا خورشید یا بازار من

آستین پرشکن یا زلف یا پیچش نیم — دست شہ گوہر فشان یا ابر یا افکار من

وله

خال مشکین طرف چشم بلا انگیزش — مست افتادہ سیاہی بدر میکدہ

وله

بینیش بہر دلیکہ صفا موج می زند — نایاب گوہریست بہ بازار زندگی

وله

ہر دم از رنگ گل عارضان غنچہ دہنان — ببینوا گل کند اکنون بخیالم چمنی

بہار سید علی مدراسی

بہار تخلص۔ سید علی نام۔ آپ سید عبد الحق مذہباً حنفی مشرباً قادری مولداً مدراسی کے فرزند ہین تیس تئیس برس کی عمر ہے۔ جوان صالح و مستعد طالب علم ہین۔ فارسی و اردو دونون مین شعر کہتے ہین۔ اوائل مین سید صادق حسین شریف مدراسی سے مشق سخن کرتے رہے۔ اور آخر مین منشی امیر احمد امیر لکھنوی کے شاگرد ہوے صاحب دیوان ہین کلام شیرین و رنگین ہے۔

من اشعارہ الہندی

نیم بسمل مرے قاتل نے مجھے چھوڑ دیا
اور آفت میں پڑا رحم کے قابل ہوکر

عکس سے آئینہ میں اوس نے بگڑکر پوچھا
آپ ہی آئے ہو کیا بوسے کے سائل ہوکر

سختیاں بعد فنا بھی ہی باقی ہیں بہار
سنگ میری چھاتی پہ ہے حاصل ہوکر

ولہ

آتی ہے بوئے محبت آج دود شمع سے
جل بجھا شاید کوئی پروانہ اس محفل میں ہے

یہ تیری نیچی نگاہیں کہہ رہی ہیں صاف صاف
مجھسے بڑھ کر وصل کا ارمان تیرے دل میں ہے

بلیغ - محمد غریب الدین فتحپوری

بلیغ تخلص - محمد غریب الدین نام فتحپوری ہسوہ کے رہنے والے ہیں۔ کتب عربیہ درسیہ سے فارغ التحصیل ہیں۔ جامع معقول و منقول ہیں۔ آپنے علم حدیث میں مولوی محمد شاہ صاحب محدث دہلوی سے سند پائی ہے۔ بڑی استعداد و لائق ہیں ہر ایک علم و فن میں لیاقت و قابلیت رکھتے ہیں اور آپکے شعر گوئی میں حکیم نواب نیاز احمد خان ہوش بریلوی سے تلمذ ہے شعر خوب کہتے ہیں۔ کلام صاف و شیریں ہوتا ہے۔ خوش طبع و خوش خلق ہیں مدت سے حیدرآباد دکن میں وارد ہیں۔ معلوم نہیں کہ آپ کس محکمہ میں ملازم ہیں۔ آپکی عمر قیاساً پینتیس برس کی ہوگی۔ بارک اللہ فی عمرہ

من اشعارہ

اون کی حنائی ہاتھ میں جام شراب ہے
یا جلوہ گر شفق میں فلک آفتاب ہے

یہ بات ہے جو کہتے نہیں خط کا وہ جواب
اک ایک حرف خط کا مرے لاجواب ہے

او ٹھے اگر نقاب تو باقی رہی حیا
بے پردگی بھی آپکی عین حجاب ہے

سر پر بلا نہ لائے لٹکا کے زلف کو — آنکھیں دکھائیگا جو مجھے پر عتاب سے
مٹی تری خراب نہوگی کبھی بلیغ — تو تو نہال باغ بن بو تراب سے

بیان خواجہ احسن اللہ دہلوی

بیان تخلص۔ خواجہ احسن اللہ نام۔ آپکا اصلی وطن دلّی ہے۔ آپنے عالم شباب میں علم وفضل کے حاصل کیا۔ جسکے بعد شعرگوئی کا شوق کیا طبیعت میں موزونیت خداداد تھی۔ موزون کرنے لگے۔ جناب مرزا جانجانان مظہر کے شاگرد ہوئے۔ استاد کی توجہ واصلاح سے چند ہی روز میں درجہ کمال کو پہنچے۔ آپکا کلام شیرین و دلاویز نمکین و شورانگیز ہوتا تھا۔ آپ اپنے معاصرین واقران سے بڑہ گئے۔ خوش خلق و خوش سیرت تھے ظرایف الطبع لطیف المزاج تھے یاران ہمشرب سے نہایت خوشی و خرمی سے ملتے تھے خندہ رو شگفتہ پیشانی تھے۔ مولانا فخرالدین اورنگ آبادی کے مرید تھے۔ مرشد کے عاشق تھے مرشد کے معتقد و مطیع تھے۔ آخر آپ دلّی سے حیدرآباد دکن میں وارد ہوئے چند مدت تک زندہ رہے پھر آخر سنہ ۱۲۰۶ ہجری میں فوت ہوئے۔

من اشعارہ

قفس میں مین رہائی کیلیے کیا کیا نہیں کرتا — تڑپتا ہوں پھڑکتا ہوں کوئی پروا نہیں کرتا

وله

کہتا نہیں میں عرش پر اے نالہ جا پہنچ — کانوں تلک تو اوسکے تو اے نارسا پہنچ

وله

باتوں میں آدہی لٹکا یا رسی بیان — رکہتا تہا کان تک مری فریاد کیطرف
ہووےگا ذوق حسرت دیدار میں خلل — شیرین گذر نکیجیو فرہاد کی طرف

وله

بادہ تہی کہ سمجھے تہی بلا تہی — ظالم یہہ تیری نگاہ کیا تہی

مت آئیو اسے وعدہ فراموش تو اب بھی	وله	جسطرح کٹتا روز گذر جائیگی شب بھی
بیان کون ہے ابتلک یوں چھپتے ہو	وله	تغافل کے قربان تجاہل کے صدقے
وصل کی شب کا ماجرا کیا کہون تجھسے ہمنشین	وله	شام سے لیکے صبح تک وہی نہین نہین رہی

بندہ میر محمد میر اورنگ آبادی

بندہ تخلص - میر محمد میر نام - سید صحیح النسب شریف الحسب ہین - اصلی وطن اورنگ آباد دکن ہے - آپ فارسی و عربی مین ذی استعداد طالب علم تھے - زبان ریختہ مین نہایت نزاکت و لطافت سے کلام موزون فرماتے تھے چند مثنویان ہندی زبان مین ارباب دل کی تعریف و توصیف مین تالیف کین - لچھمی نرائن صاحب کے دوستون مین سے ہین - صاحب چمنستان شعرا مین لکھتے ہین کہ میر صاحب ابتدا مین میر تخلص کرتے تھے جب مجھسے ملاقات ہوئی تو مین نے کہا کہ میر تقی میر تخلص آپکے ہمنام و تخلص ہند مین موجود ہین میرے نزدیک اشتراک تخلص خوب نہین آپنے میری بات قبول کی اوسی روز سے بندہ تخلص فرمایا انتہی کلامہ آپ حرف گیرون کے بیان مین ایک مثنوی لکھی ہے - ہم مثنوی کے چند اشعار لکھتے ہین ہو ہذہ

مثنوی

سنو نکتہ چینون کا مجھسے بیان	کہ اون کی حقیقت ہے اُنپر عیان
کسیکا اگر شعر ہے خوب صاف	ولیکن وہ کہتے ہے زراہ خلاف
کہ اس شعر مین کچھہ نہین بند و بست	ہر اک جائے پر بحر مین ہی شکست
کسی کا ہے مضمون اگر بہترین	یہہ کہتے ہین وہ سارے زراہ کین
یہ مضمون مدت سے ہیگا قدیم	کہ اسکو کہا ہے اسیر و کلیم

کسی نے اگر تازہ مضمون پڑھا	شعر	کہ جس کے معانی ہے بس بے بہا
یو کہتے ہین وہ نکتہ چین از حسد		یہ مضمون کسی سے نہین ہے سند
سرو شمشاد ہو گئی حیران		جب چمن مین ترا خرام ہوا

بیان۔ آقا مہدی اصفہانی

بیان تخلص - آقا مہدی نام۔ ابو طالب کلیم کا ہمشیرہ زادہ ہے۔ ہمدانی المولد اصفہانی المنشا ہے نشو و نما کے بعد اصفہان مین علوم و فنون مین استعداد وافی و مہارت کافی حاصل کی۔ جامع علوم و فواضل تھا۔ تحریر و تقریر مین بے نظیر زمین خوش مزاج و حلیم تھا۔ ظرافت لطبع و لطیف لوضع تھا۔ تکبر و غرور سے نفور۔ صاحب عزت غیور تھا۔ شاعری مین استادانہ کلام شستہ و پختہ کہتا تھا۔ عالمگیری زمانہ مین وطن سے ہند مین وارد ہوا۔ دلی و لاہورہ آگرہ مین چند مدت تک بسر کرتا رہا آخر گولکنڈہ دکن مین آیا اوسوقت عبداللہ قطب شاہ زندہ تھا۔ بادشاہ کے حضور مین باریاب ہو کے منصب مناسب سے سرفراز ہوا۔ اُسوقت گولکنڈہ دکن مین وبا کی بیماری پیدا ہوئی۔ اکثر خلائق اس مرض مین مبتلا ہو کر فوت ہوئے بیان بہی اسی مرض مین مبتلا ہو کر فوت ہوا۔ یہ واقعہ سنہ ہجری کے آخر مین واقع ہوا۔ صاحب نتایج الشعرا اور صاحب تذکرہ کے بیان صاحب ترجمہ کے حال مین اختلاف کرتے ہین۔ صاحب نتایج الشعرا کا قول فقیر مولف کے موافق ہے۔ اور صاحب تذکرہ بی نظیر لکہتے ہین کہ بیان اولًا وطن سے کشمیر مین وارد ہوا اور وہان سے چند روز کے بعد سنہ کے آخر مین وطن کیطرف مراجعت کا ارادہ کیا

کشتی مین سوار ہوا کشتی کو آگ لگ گئی آگ و دریا مین حریق و غریق ہو گیا

من اشعارہ الفارسی

شب جنابست و دل جانی ز لف و زیر بد
بیابان خاک ہست گرد بدستم لبست
خدنگت بہر غم ما میگذارد
گذشت تیر جانان را بلا کم
ازان خاسر را ہم بگوییت

ولہ

خوب دستی آن بت بیداد گر وا کردہ است
بزیر پا نگاہے میتوان کرد

ولہ

اگر در سینہ ام جا میگذارد
کہ پیکان را بدل وا می گذارد
کہ آنجا مدعی پا میگذارد

بیجان - لالہ جیکشن داس اورنگ آبادی

بیجان تخلص - لالہ جکشن داس نام - آپکا وطن اورنگ آباد ہے - آپ نواب صلابت جنگ بہادر کی دار الانشا مین تھے - منشی خوش تحریر - اور خوشنویسی مین جواہر رقم - شعر گوئی ریختہ کا فریفتہ تھا - اور شاہ سراج اورنگ آبادی کی خدمت مین کلام کی اصلاح لیتا تھا - مضامین نازک و معانی لطیف کو موزون کرتا تھا - خوش خلق نیک سیرت درویش دوست و صوفی مشرب تھا لچھمی نراین چمنستان شعرا مین نقل کرتے ہین کہ ایکروز مجھسے شاہ سراج نے نقل کی کہ جیکشن نواب صلابت جنگ کے لشکر جانے کے لئے تیار ہوکر میرے پاس رخصت کے لئے آیا اور ایک شعر تازہ جو کہا تھا پڑہا اور اصلاح کا خواہان ہوا شعر یہ ہے

تری یاد کمر سے یون عدم مین ملگیا بیجان + کہ قالب بہی نیا وے
گو کوئی اُسکا کفن کہولے + حاصل کلام رخصت ہوکر چلا گیا اتنک اُسکا

پتا ونشان نہین انتہی کلامہ ۔

من اشعارہ الہندی

نگہ کی جوت پتلی کی نین سیتی نمایان ہے		اندہاری رات مین بجلی ہی چمکی ہے خدا حافظ
یار ہندی بہری ہاتون سی اگر ہوی طبیب	ولہ	شاخ نبض دل بیمار سے مرجان ہووے
قید مین عاشق اگر یاد کرے گلرو کو		وہان کی زنجیر کے والے سے گلستان ہووے
باغ مین کرے نرگس عرض حال اگر اپنا	ولہ	آنکہہ کے اشارت سے تب جواب دیتا ہے
کیون نہ حاصل ہوی خوشی ہمکین		دل ہیجان مین جان آیا ہے

باقی ۔ راجہ گردہاری پرشا حیدرآبادی

باقی تخلص ۔ راجہ گردہاری پرشاد نام بنسی راجہ عرف ہے ۔ آپکے بزرگونکا اصلی وطن چہپرا ہوے ہے ۔ آپکے جد اعلی آصفجاہی زمانہ مین وطن سے حیدرآباد دکن مین آئے بندگانعالی سرکار نظام کی قدردانی سے خدمات جلیلہ پر مامور ہوئے ۔ ہر ایک خدمت مفوضہ کا کام دیانت داری امانت سے انجام دیتے رہے ۔ امانت و دیانت وقتًا فوقتًا آپکی بزرگون کی ترقی کا باعث ہوتی رہی ۔ آپکا خاندان ہمیشہ ترقی کے اوج پر عروج کرتا گیا ۔ روز بروز عزت وآبرو بڑہتی گئی ۔ فی الحال زمانہ کے امتداد سے اور خاندانی سلسلہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپکی پانچ یا چہہ پشتین گذرین ہین ۔ برابر آپکے بزرگ مسلسل طور پر اس ریاست مین معزز و مکرم رہے ہین ۔

آپکی ولادت باسعادت اسی شہر فیض بہر مین ہوئی ۔ نشوونما بہی یہین کی آب وہوا مین ہوا ابتدائے تعلیم و تربیت کے بعد آپنے شروع شباب مین علماء حیدرآباد سے کتب درسیہ

فارسیہ کی تحصیل کی۔ اور عربی مین مختصرات نحو و صرف کو حاصل کین۔ انشاپردازی
و عبارت نویسی مین منشی بیبدل ہوئے۔ فن حساب و سیاق مین جو آپکا موروثی ہی محاسب
بے مثل ہوئے۔ طبیعت مین چستی و چالاکی موجزن۔ اور طبیعت مین شوخی و بیباکی
شعلہ زن تہی۔ مزاج مین جولانی اور دماغ مین سنجیدگی کا جوش۔ اور قوت ناطقہ مین تازگی
اور خیال مین نازک خیالی کا خروش تہا۔ طرفہ یہہ ہے کہ شباب کا عالم ہر رگ و ریشہ تازہ دم تہا
ایسے زمانہ رشک بہار مین آپکو سخن سنجی و شعرگوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ تلاش مضامین کا
ذوق ہویدا ہوا۔ آپنے اکثر استادون کے دواوین فارسی و اردو جمع کئے۔ اور ہر ایک دیوان
کو ابتدا سے انتہا تک خوض و غور و فکر سے ملاحظہ کیا۔ مواد و اسباب ہر قسم کا حافظہ کے خزانہ مین
موجود تہا۔ دواوین کا دیکہنا کیا تہا کہ آپ دیوانہ و مستانہ نکلے۔ جوش دل سے تازہ تازہ
مضامین شگفتہ شگفتہ معانی کے ساتہہ موزون کرنے لگے۔ سننے والون کو آپکے کلام سے
حیرت ہوتی تہی۔ اور اکثر اوقات تعجب سے عالم سکتہ مین محو ہوتے تہے۔ آپکا کلام دونون
زبانون مین نہایت ہی شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے۔ ہر ایک شعر لطافت و نزاکت مین
ڈوبا ہوا نظر آتا ہے۔ آپ حضرت شمس الدین فیض کے ارشد تلامذہ سے ہین۔ چنانچہ
آپ فرماتے ہین ؎

ہے فیض صاحب سے نسبتاً   دکن سے جا بسے کیون ہندوستان ہم

آپ بظاہر امیر مگر بباطن فقیر ہین۔ فقرا دوست غربا پرور ہین۔ آپکا کلام ہمارے اس
قول کی تصدیق کا محضر ہے۔ اکثر آپکا کلام صوفیانہ ہوتا ہے ہر ایک شعر و مصرع سے
توحید و وحدت عیان ہے۔ ہر ایک فقرہ و کلمہ سے انا الحق کی کیفیت نمایان ہے آپکے
صوفیانہ کلام سے صوفیائے کرام کو وجد و حال آتا ہے۔ آپکی رباعیات مین بہی کیفیت ہے

غزلیات مین عاشقانہ جوش و خروش ہے کہین خط و خال کی تعریف ہے۔ کہین سراپائے حسن و جمال کی توصیف ہے۔ کہین شکایت فراق ہے کہین لذت وصال ہے۔
اور آپ کے قصائد مدحیہ کا اور ہی رنگ ہے کہین ممدوح کی سیرت و صورت کی بہار ہے کہین شجاعت و سخاوت کا گلزار ہے۔ کہین مضامین واقعہ کا مرقع۔ کہین لطافت و نزاکت کا تماشا دکھایا ہے۔ غرضکہ آپ جامع الکمال ہین۔ ظریف الطبع و لطیف الوضع ہین سلیم المزاج و حلیم الخصال ہین۔ آپکی عمر قریب ستر برس کی ہوگی۔ ماشاء اللہ چشم بددور روشن دل تازہ دماغ ہین۔ ابھی تک طبیعت مین جوانی کا ولولہ و ترقی کا حوصلہ موجود ہے حسن اتفاق و اشفاق مین شہرۂ آفاق ہین۔ آپکو خلائق کے ساتھہ کیا خاص کیا عام اتفاق ہے۔ پیشتر بندگان عالی متعالی حضور پرنور کی سرکار سے۔ ... راتب مورد عنایت و مرحمت تھے۔ بعد ازان نظم جمعیت مین عہدۂ جلیلۂ سررشتہ داری پر مامور ہوئے صاحب التالیف والتصنیف تھے۔ کلیات باقی۔ انوار التاریخ۔ دیوان تقاضائی قصائد باقی۔ سیاق باقی۔ ہدایت وضو۔ آئینہ سخن وغیرہ مین
آخر آپنے ۱۳۰۹ ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف روانہ ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

تشبیب اے ترک ابواب طرب بر روی ما بکشا
بہ بستان نرگس شہلا بشوخی دیدہ می بازد
بس اے صیاد رحمی کن بہار آمد رہائی دہ
بیا و رباده ... خمارم تا کجا داری
نگردد سیر ... ساغر توامی ساقی

کلاہ از سر بنہ بنشین کمر واکن قبا بکشا
تو نیز از خواب شب بیدار چشم سرمہ سا بکشا
چنین با قفس بند داری تا کجا بکشا
در میخانہ اے پیر مغان بہر خدا بکشا
سر طل و سبو واکن خم سربستہ را بکشا

به محشر تا حساب دیگران را فرصتی باشد — تو باقی دفتر آوارهٔ خود را جدا بکشا

نبازان زلف بر بند و کاکل ازا وا بکشا — آن بست و گشاد این خاطر وابسته را بکشا

همه فانیست الا خونبهان در بحث لا بکشا — بجز او کیست باقی چشم عبرت انتما بکشا

به بند از نقش چشم صنعت نقاش را بنگر — مکن صورت پرستی دیدهٔ معنی نما بکشا

تماشای دو عالم دیدنی دارد چو آئینه — به بین از پای تا سر دیدهٔ حیرت نما بکشا

من اشعاره الهندی

جلوہ فرما جو کبھی وہ مہ انور ہوتا — شرف منزل خورشید مرا گھر ہوتا

بلبل آتش نفس ہوں ڈر دیا صیاد کا — شعلۂ آواز سے ہے کون قفس فولاد کا

ولہ

ملے گا خضر کو اپنا پتا کب — رواں میں صورت ریگ رواں ہم

ولہ

آگ دیتا ہوں جگر کو دل سے — حق ہمسایہ ادا کرتا ہوں

ولہ

شور گریہ سے زمانہ کی ہوا بدلی ہے — ہر رگ دیدۂ تر ابر سے کیا بدلی ہے

ایک گل میں بھی نہیں بوئے وفا اے ساقی — اندنوں گلشن عالم کی ہوا بدلی ہے

ردیف بائے فارسی

پروانہ۔ شاہ ضیاء الدین برہانپوری

پروانہ تخلص۔ شاہ ضیاء الدین نام آپکا مسقط الراس دار السرور برہانپور ہے اور آپکے بزرگان سلف اورنگ آباد آئے اور سکونت پذیر ہوئے۔ آپ بھی بزرگان سلف کے ساتھہ ایام طفلگی میں آئے۔ اور اسی شہر میں نشو و نما پایا۔ اور سن شعور کو پہنچکے کتب درسیہ متداولہ اساتذہ کرام سے حاصل کیں۔ اور شعر و شاعری میں حضرت آزاد بلگرامی سے

اصلاح لیتے رہے۔ آزاد کی اصلاح سے درجۂ کمال کو پہنچے۔ چنانچہ میر کی خدمت مین
اپنی نیازمندی کا اظہار کرتا ہے ؎

رسانی حضرت آزاد را ز من پابوسی را   پیشت اے نسیم صبح عرض مطلبی دارم

پروانہ صوفی مشرب فقیر دوست تھا۔ شاہ سراج الدین اورنگ آبادی کا مرید و خلیفہ تھا
تا زندگی پیر اورنگ آباد مین قیام پذیر رہا۔ پیر کی رحلت کے بعد سیر و سیاحت کا عزم کیا
پیر و مرشد کی قبر و مکان کی عمدہ تعمیر کی۔ تعمیر کے بعد بیدر گیا۔ اور وہان اپنے لئے
ایک تکیہ تعمیر کیا۔ وہان کے حکام و اعزہ آپکی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ گل رعنا کا مؤلف
لکھتا ہے ایک زمانہ مین ہم دوستان موافق یعنی میر اولاد محمد ذکا و میر عبدالقادر مہربان
و میرزا عطا ضیا۔ و شاہ پروانہ صاحب ترجمہ وغیرہم کا مجمع ہوتا تھا۔ باہم حسن صحبت
و اخلاق سے لطف و حظ حاصل ہوتا تھا۔ شعر و شاعری کا مذاکرہ و مباحثہ رہتا تھا
انتہی کلامہ۔ پروانہ صاحب ترجمہ ہندی فارسی دونون زبانون مین کلام موزون
کرتا تھا۔ لیکن شعر گوئی ہندی کیطرف زیادہ مائل تھا۔ کبھی کبھی اعزہ و احباب کی
خواہش سے فارسی بھی موزون کرتا تھا۔ دونون زبانون مین آپکا کلام نمکین خوش ادا ہے
آپ ۱۱۸۵ ہجری مین بطور سیاحت احمدنگر مین رونق افزا ہوئے تھے۔ بہ مقتضائے آب و خورش
چند مدت تک وہان سکونت پذیر رہے۔ اس سکونت کی وجہ سے بعض نے آپکو احمدنگری
اور بعض نے بیدری لکھا۔ واقع مین آپ مولداً برہانپوری نشو و نما کی وجہ سے
اورنگ آبادی تھے۔ کسی تذکرہ نویس نے آپکا سنہ وفات نہین لکھا۔ لیکن قرائن سے
معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ۱۱۹۰ ہجری مین رحلت کی۔ والعلم عند اللہ

من اشعاره الفارسی

در جناب حق ز بهر ما تولائیستیم ما — بر سر غیر خدا تیغ تبرائیستیم ما
کی شناسد هستی ما چشم پوچ هر حباب — در نظرها قطره‌ایم و عین دریائیستیم ما

وله
در میان ما حجابی نیست جز پندار ما — آئینه شد حد فاصل شاهد و مشهود ما

وله
که می فهمد بجز عشاق قدر کم نگاهی را — تغافلهای صیاد است دام مرغ ماهی را
بدست خنجر و در دست دیگر تیغ می آید — خدا حافظ دل خود داده‌ام طفل سپاهی را
بمن پروانه دیر و حرم این حرف میگوید — که در هر شمع دیدم شعلهٔ نور الهی را

وله
روز عید از دست خود فرمود قربانی مرا — خلعت بسیار رنگین کرد ارزانی مرا
رنگ دامن کرد رسوا قاتل بیرحم را — آه گشت از خون خود حاصل پشیمانی مرا

وله
چه سخت است اینکه دارد برکرمی اهل ساداتش را — بمن هم لطف کن یارب بفیض بیکسی پاتش را

وله
اگر باشد بدل اینچنین که تخلص شود تقین — پر و بال سوخته را بین بطوف شمع لگن در را

وله
انحرافی از هوا دارد مزاج عندلیب — می توان از قرص گل کردن علاج عندلیب

وله
کیست تا سلسله جنبان گرفتار تو نیست — نیست در مصر عزیزی که خریدار تو نیست

وله
میل هم دل نگاری که وفائی دارد — باز ده آئینه من که ز مر کار تو نیست
دوش پروانه با شمع خود آرائی گفت — که بجز من سببی گرمی بازار تو نیست

وله
ندارد بر کف ساقی این پیاله عبث — نکرده‌ایم ما و نقد جان حواله عبث

وله
پای من وقت خزان گشت بدامان محتاج — فصل گل دست جنون شد بگریبان محتاج

وله
نه از تراوش می وش شور قلقل بود — که خواند شیشه او را دخوان دعای قدح

وله
ز شمع گریه ز پروانه ماند خاکستر — تا بت چشم صراحی نچاک پای قدح

وله
هست در بستان اگر صحن و در و دیوار سرخ — در بیابان از کف پایم بود هر خار سرخ

چون شمع مرا شعلهٔ آتش بسر افتاد
زند دم بوالهوس بر زخمم از روی نادانی
ز شوخی بسکه داری در دل من آمد و رفتی
وید چون نقش مرا پرسید این مقتول کیست
غنچه‌سان خوابیده گانرا کیسهٔ زر می‌نهند
فغانم غفلت آسودگان خاک برهم زد
نمی ماند ز رفتن شمع گر آتش بسر بارد
خیالت در دل تنگم سراً کلس بید می گوید
تا حال دل خود بدلارام نویسم
خدا بیرون آورد از گلدام آزادم نکرد
با زبان تیر خواهم گفت حرفت را جواب
جز دل آگه خدا را نمی توانی یافتن
هر بلبلے که زاغ شود هم نوائے او
می کند با سرو پا در گل به بستان خیال
لاله و سنبل نگر در کوه و صحرا گرد گل
خیال روے تو از دل نمی شود زایل
سوختن در محفل عشاق چون سرگرد شمع
موسم خط در بساط زلف و یکدل نماند
جان داد و در رهش دل امیدوار حیف

وله سر تا قدمم سوخته در چشم تر افتاد
وله چو شمع کشته از سوز درونم دود برخیزد
غبارے کز تو بر خاطر نشیند زود برخیزد
وله دیده و دانسته میدانم تجاهل می کند
وله هوشیارانرا چو شبنم دیدهٔ تر می دهند
وله دل بیتاب الله الهی چنین باشد
رہے سالکے او را جان آگهی چنین باشد
که تاریکی چنین یوسف چنین جاهی چنین باشد
وله اے اشک می باش مشو دشمن کاغذ
وله مرغ دست آموز تمکین نشسته بر بام هنوز
وله بوالهوس از جوهر شمشیر عریانم مپرس
وله قبله گر میجوئی از قبله نما غافل مباش
باشد با و چو غنچه خموشی هزار فرض
گر کند قمری بان سرو خرامان اختلاط
دست سرو دیوانه دارد با گریبان اختلاط
بر رنگ آتش حنا راست در وطن محفوظ
دیده را اول زر اشک آتشین تر کرد شمع
کهنه دولتمند یارب تعب پریشان شد دریغ
آن طفل نے سوار نیامد هزار حیف

یکروز ہم نکرد گذار آن سیاہ چشم | وله | چشمم سفید شد برہ انتظار حیف

ریخت ہر شب شور با در دیدۂ لیلی نمک | وله | گرد پیدا در جہان یارب جنون ما نمک

در ہیچ گاہ یار بہ یک جو نمی خرند | وله | آرد اگرچہ یوسف مصری ہزار دل

بیاد سرو دلجوئے قیامت تا لبہا کردم | وله | چو قمری مشت خاکی پیش او اندر ہوا کردم

بگوش گل رسان پیغام دردآلود مشتاقان | بہ ہیئت عرض احوال خود ای باد صبا کردم

نقش تصویریم سراپا انتظاریم ستم | وله | کیست داند تا مرا جز خود دو چار کیستم

ہمین کہ فال شہادت گذشت در دل من | وله | رسید خنجر عریان بدست قاتل من

عشقبازان دیدہ تا سازند پا انداز او | رخصت تشریف فرمودن وہ دیگر ناز او

زکات بود فرض برآیت امشب | کہ ماہ حسن رخت صاحب نصاب شدہ

بآواز حزین در کوی او میگفت مایوسی | زنم ہر سنگ سر تا چند مالم دست افسوسے

پناہ۔ محمد پناہ اورنگ آبادی

پناہ تخلص۔ محمد پناہ نام۔ اورنگ آبادی الاصل ہے۔ لچھمی نرائن شفیق کے رفیقون مین سے تہا۔ شاعر خوش سلیقہ تہا۔ فارسی و ہندی دونو زبانون مین موزون کرتا تہا کلام پاکیزہ و صاف ہے جو کچھ کہتا ہے خوب کہتا ہے۔ سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین زندہ تہا۔ سنہ ۱۲۰۰ ہجری کے قریب مین فوت ہوا۔

من اشعار الہندی

تری دو زلف سیہ کی قسم ہے ای دلبر | علاج جلد مرا کر لڑا ہے کالا ناگ

حسن کے دریا مین تیری حلقۂ در کی قسم | اہی دلکو مری تہہ لف جالا ہو گیا

پنچھی نجم الدین بلگرامی نزیل حیدرآبادی

پنچھی تخلص - نجم الدین نام - سادات بلگرام سے ہے - پیشتر عاجز تخلص کرتا تہا - عارف الدینخان عاجز کا شہرہ سنکر بجائے عاجز پنچھی تخلص اختیار کیا - ۱۱۷۵ ہجری مین حیدرآباد مین آیا محلہ حسینی علم حیدرآباد کے قریب سکونت اختیار کی - قناعت و توکل مین زندگی بسر کرتا تہا - مستغنی المزاج تہا کسی امیر فقیر سے کچہہ غرض و واسطہ نہین رکہتا تہا پنچھی نرائن لکھتے ہین کہ مین ۱۱۸۰ مین میان پنچھی سے حیدرآباد مین ملا خوش مزاج و خوش خلق پایا - مجہہ سے نہایت محبت سے ملے - طرفین مین خوشی حاصل ہوئی - اور مجکو اپنے چند اجزاء جنمین آپکے اشعار طبع زاد مرقوم تہے دکہائے گئے - ہم آپکے چند اشعار آبدار چمنستان شعرا سے نقل کرتے ہین -

جناب نجم الدین صاحب نے حیدرآباد مین بلگرام کی براق کی نقل یہان حسینی علم کے قریب قائم کی - ابتک ہر سال ماہ محرم مین وہ براق قائم ہوتی ہے - اکثر اہل دکن نیاز گل و چراغ چڑہاتے ہین - شہر مین آپکے نام پر مشہور ہے - لوگ پنچھی کی براق سے نامزد کرتے ہین - یہہ خاص میری تحقیق ہے - اسکو کسی مورخ یا تذکرہ نویس نے نہین لکھا آپ ۱۲۰۰ ہجری کے قریب اسی شہر مین فوت ہوئے -

من اشعارہ الہندی

کفر و اسلام کی کچہہ بات - پوچہو ہمین
دربدر نالہ و فریاد کیا ہم ہر چند
اسقدر نادان نہین ہوش مین کہ دل پا تو نمین دون

بت عیار کو ہم اپنا خدا کہتے ہین
یہہ کہنو نے نہین پوچہا کہ یہ کیا کہتے ہین
عمر گذری ہی تجہ تمہین عیارون کے بیچ

ابرو کمان چڑھا کے کھینچے ہو تاک کرکی — جی تو لیا ہمارا اب کیا کروگے لڑکے
شاید کہ آج آوے پنچھی ترا تماشا — پھڑکے ہے آنکھ ہردم دلکو لگے ہے دھڑکے

وله

صنم بتا تو خدائیکا تجھکو کیا نہوا — ہزار شکر کہ تو بت ہوا خدا نہوا

وله

کہاں آتا ہے رحم اوسکو ستم کا جو مزا جانے — مری کوئی بلا جانے صیاد ظالم کی بلا جانے
چھپی نہیں ہے حقیقت داغ دل میرے کی گلشن مین — وہ لالہ جانتا ہے باغبان جانے صبا جانے
تپنگ آیا ہے ایسی قید کے جینے سے جی میرا — قفس مین کب تلک قسمت ہماری ہے خدا جانے

وله

قیامت ہے تری گھونگٹ کے اوٹونمین لٹک جانا — بلا انکھیاں سو انکھیاں کر انہسکر مٹک جانا
نئی تم سے چلی ہے ناز کی یہہ طرح دنیا مین — کہ دکھلا دور سے جھلکے نمکلنا اور ٹھٹک جانا

حرف التاء

تجلی ـ محمد حسین کاشی

تجلی تخلص ـ محمد حسین نام ـ کاشانی المولد ہے ـ استعداد ضروری حاصل کرنیکے بعد شعرگوئی کا شوق ہوا سخن سنجی و نکتہ پردازی مین عدیم المثال تہا ـ طبیعت مین بلند پروازی تہی مضامین رنگین و معانی دلنشین کی شیرازہ بندی کرتا تہا آپکے کلام سے نزاکت نمایان ہے ہر فقرہ سے لطافت عیان ہے ـ وطن مالوفہ سے ہند مین وارد ہو اگجرات مین سکونت اختیار کی مولانا نظیری کا معاصر تہا مشاعرہ مین مولانا کے ساتھہ ہم طرح ہوتا تہا ـ بطور سیاحت حیدرآباد دکن مین بہی آیا تہا اور قطب شاہیہ سلاطین سے انعام و اکرام پاکر پہر دکن سے گجرات مین مراجعت کی آخر سنہ ۱۰۲۱ ہجری مین فوت ہوا خاک گجرات مین مدفون ہوا ـ

من اشعارہ

بر جائے خدنگ تو دہد بوسہ شادی — صید تو کہ آرد بسوئے زخم دہن را

ولہ
تو کشتی بادہ و تجلی آہ — آتش آنجا بلند و دود اینجا

ولہ
چہ شد کہ رخ نمودی و دین و دل بردی — گروئے بستہ حریفان زنند قافلہ ہا

"
دمی در بزم ما نخواہ این خون خالی نخواہد شد — اگر ساغر کند دوران پس از مردن گل ما را

"
بہ فیض یا شہیدان نے چراغ و نے گلے — ہر طرف پروانہ در طوف است و ہر سو بلبلے

تابع خلیفہ اسد اللہ ٹھٹوی نزیل برہانپوری

تابع تخلص - خلیفہ اسد اللہ نام - آپکا اصلی وطن ٹھٹھہ سندہ ہے - وہان سے شہر برہانپور مین آکے مدت تک متوطن رہے - پھر وہان سے بندر سورت مین پہنچے علی نواز خان جو سورت کے متصدی تھے اُن کے مصاحب تھے - تا دم مرگ معز الیہ کی خدمت مین زندگی بسر کرتے تھے - آخر سورت مین سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین فوت ہوئے - شعر گوئی کے عاشق و شائق تھے - کبھی کبھی موزون کرتے تھے - دو شعر آپکے طبعزاد تذکرہ مردم دیدہ سے لے مین لکھے جاتے ہین ؎

راہ سفر وصل تو نا سپر شود اے دوست — پیش از قدمم در رہ شوقت سرم افتاد
اے دل تو بہ پرواز بر من بکید و قدم پیش — راہے بسر کوچہ آن دلبرم افتاد

تسلیم محمد قلی برہانپوری

تسلیم تخلص - محمد قلی نام - برہانپوری المولد ہے - آپکے بزرگ ہمدانی الاصل تھے آپ صوفی المشرب سنی المذہب تھے - گوشہ نشین و تارک دنیا تھے زندگی آزادانہ گذارتے تھے

توکل وقناعت کا سہارا تہا۔ رات دن زبان پر صبر وشکر کا نعرہ تہا۔ جوش محبت وعشق الٰہی مین جگر پارہ پارہ تہا۔ دل شیفتہ مجنون کی طرح جنگل وصحرا مین آوارہ تہا۔ نواب منورخان خویشگی المتوفی سنہ ۱۱۵۶ ہجری آپکے معتقد تہے ہمیشہ آپکی خبرگیری کرتے تہے تسلیم نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے زمانہ مین زندہ تہے۔ نواب شہید کی شہادت کے بعد برہانپور مین فوت ہوئے۔ تقریباً سنہ ۱۱۷۹ ہجری مین وفات واقع ہوئی۔
سخنوری وسخن گوئی مین لائق تہے۔ ہمعصرون مین فائق تہے۔ ذی علم وفہیم تہے۔ آپکے اشعار دلکش ودلاویز۔ شورانگیز وشکرریز ہین۔ صاحب دیوان تہے آپنے ایک مثنوی ایک لڑکے برہمن زاد کی تعریف مین لکھی تہی ہم اشعار کے ساتہہ مثنوی کے بہی چند شعر گذارش کرتے مین تاکہ ناظرین محظوظ ہووین۔

من اشعارہ

فکر خود در فکر بالائے تو عالی کردہ ام — زان کمر باریکتر نازک خیالی کردہ ام
در فراقت نیست غیر از سرگرانی بانسیم — داغ پہلوی تو گلہائے نہالی کردہ ام
این غزل را مصرع نواب برکرسی نشاند — من بقدر رم درین صحرا غزالی کردہ ام
حرف حرفم خوش نگاہا بزند ناخن بدل — بسکہ تعریف بروئے ہلالی کردہ ام

من المثنوی

کہ رساند بگوش صاحب رام — وحشئی تازہ از شمارہ بدم
دل من مہر نقش روی تو بست — گو بگوئید آفتاب پرست

ولہ

شعلۂ سر زدہ تسلیم ز دل حرف کلیم — می کشد خار درین بادیہ دامان ز من

نواب نورالدین خان بہادر فوجدار سیاکول نے ایک عرضی نواب [illegible] ناصر جنگ

شہید کی خدمت مین لکہی عرضی مین جوش شوق ملازمت ظاہر کیا ہے - اور عنوان نامہ پر یہہ ایک بیت تہی سے

ہر دم از شوق آستان بوسی ... میشوم محو بیقرار رہا

جس زمانہ مین نواب صوفؔ کے پاس عرضی آئی آپ اسوقت نواب شہیدؔ کے مہمان تہے - آپنے بہی اسی بیت کی طرح مین غزل لکہی - غزل یہہ ہے سے

چہ نگارم بر بیقرار رہا	بیقرارم با نتظار رہا
چہ گلہ از تغافل یار ست	چون ز خود نیست چشم پا رہا
سوخت گز بہر شمع پروانہ	شمع را بہر کیست زار رہا

تجلی - شاہ تجلی علی حیدر آبادی

تجلی تخلص - شاہ تجلی علی نام - آپکا اصلی وطن حیدر آباد دکن ہے آپنے نشو و نما کے بعد عالم شباب مین علماء حیدر آباد سے کتب رسیہ عربی و فارسی تحصیل کین مستعد و لائق ہوئے - تحریر و تقریر مین فائق شمار کئے گئے - شہر مین سب لوگ کیا عام کیا خاص آپکی تعظیم و توقیر کرتے تہے - جامع علوم و فنون تہے - فن زرگری و آہنگری و نجاری مین ہوشیار تہے - اور ان فنون مین عمدہ قدرت رکہتے تہے اور تصویر کشی مین مصور بے مثل تہے - آپکے ہات کی قلمی تصویر اسطرح صاف شفاف ہوتی تہی کہ ناظرین کو عکسی معلوم ہوتی تہی ذرہ برابر بہی فرق نہین ہوتا تہا - آپنے نواب غفران مآب آصفجاہ ثانی کی تصویر خاکہ پر برابر قد مبارک کہینچی تہی - اور جواہر قیمتی جو بندگان عالی سے عنایت ہوے تہے آسپر مرین کئے - اور اقسام اقسام کے رنگون اور طرح طرح کی بیل بوٹون سے اُسکو سجایا

تیار ہونیکے بعد حضور پرنور مین پیش ہوئی۔ بندگان عالی و اہل دربار نے پسند فرمایا آپکو پانچہزار روپئے انعام ملا۔ آپ فن خطاطی مین بہی اُستاد کامل تہے۔ انواع انواع کے خطوط لکہتے تہے۔ آپنے اس فن مین حضرت شاہ معین تجلی قدس سرہ ایرانی سے جو شہر حیدرآباد مین نزیل تہے کمال حاصل کیا۔ اور آپ درویشی مین شاہ صاحب موصوف کے مرید خلیفہ تہے۔ حسن ارادت کی بدولت درجہ کمال کو پہنچے تہے۔ آپکے مرشد اسی شہر مین فوت ہوئے۔ اولا آپکو بیرون دروازہ علی آباد مدفون کیا۔ آپ نے چار مہینہ کے بعد محمد خلیل اللہ خان کو جو آپکے مرید خاص و بندگان عالی حضور آصفجاہ ثانی کے اُستاد زادے تہے خواب مین خبر دی کہ مجکو غصبی زمین سے نکالو دوسرے مقام مین دفن کرو خانموصوف اُسیوقت قریب نصف شب سو دو سو ملازم سپاہیان ہمراہ لیکر قبر پر حاضر ہوئے اور قبر کو کہولا سب نے دیکہا کہ نعش مبارک مع کفن بجنسہ موجود ہے۔ سڑی نہ گلی۔ گویا آج ہی کی میت تازہ ہے۔ اُسیوقت نعش کو پلنگ پر ڈالکر اپنے دولتخانہ پر جو یاقوت پورہ مین تہا لیگئے اور اپنے خاص باغ مین مدفون کیا۔

آپ شعرگوئی و تاریخ دانی مین عدیم المثال تہے۔ صاحب تالیف و تصنیف تہے۔ فارسی مین ناظم و ناثر کامل تہے۔ اہل زبان کے ساتہہ فارسی مین اسطرح مکالمہ کرتے تہے کہ اہل زبان آپکی تقریر و لہجہ کو دیکہکر کہتے تہے کہ یہہ شخص ہندی نژاد نہین ہے ضرور فارسی الاصل ہوگا خوش گفتار و خوش کردار تہے۔ ہر ایک دنی و اعلی کے سامنے کسرنفسی سے جہکے جاتے تہے۔ نہایت عاجزی و خاکساری سے ملتے تہے۔ شاعری مین خوش مذاق و ظریف تہے تازہ تازہ مضامین کو بیان کے سانچے مین ڈہالتے تہے۔ معانی رنگین و شیرین بیانی کا فوٹو کہینچتے تہے۔ آپ فارسی و اردو دونون زبانون مین شعر کہتے تہے۔ کلام سے لطافت

ونزاکت ٹپکتی تھی۔ سامعین لذت وحلاوت پاتے تھے۔ ہم آپکے کلام سے ذیل مین ہدیۂ ناظرین کرتے ہین ۔

آپ کو بسبب جامع الفنون و العلوم ہونیکی وجہ سے حضور پرنور آصفجاہ ثانی۔ و اعظم الامرا ارسطوجاہ و نواب شمس الامرا بہادر ہروقت یاد فرماتے تھے۔ آپنے روزانہ اوقات تقسیم کردئے تھے۔ ہر ایک مقام مین وقت معینہ پر حاضر ہوتے تھے۔ اور آپکو ہزارہا روپئے اور خلعتین عنایت کرتے تھے۔ آپ حقیقت مین فقیر امیر تھے آپنے "تزک آصفیہ" تالیف کرکے اعظم الامرا ارسطوجاہ کے توسل سے بندگان عالی آصفجاہ ثانی کی خدمت مین پیش کی حضور کے پسند ہوئی۔ ارسطوجاہ نے امرا ریاست سے نقد پچاس ہزار روپیہ لوا یا اور حضرت بندگانعالی شاہ تجلی کی لڑکی کی شادی مین اون کے مکان پر رونق افزا ہوئے اسروز پچاس ہزار روپیہ کا سلوک فرمایا گویا یہہ صلہ تزک آصفیہ کا تھا۔ راجہ راجندر رگھوتم راو پیشکار سرکار عالی نے تزک آصفیہ کو با تصویر نستعلیق خط مین لکھوایا۔ اور اُسکی جداول طلائی۔ اور رنگ آمیزی تصاویر مین تین ہزار روپئے خرچ کئے۔ تیاری کے بعد حضوری کتبخانہ مین داخل کیگئی صاحب گلزار آصفی لکھتا ہے کہ اتبک حضوری کتبخانہ مین موجود ہے۔ صاحب گلزار آصفی بزمانہ حضرت بندگانعالی ناصرالدولہ مرحوم زندہ تھا سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین کتاب کو تالیف کیا۔ مین یقین کرتا ہون کہ فی الحال بھی حضوری کتبخانہ مین نسخہ مذکورہ موجود ہوگا مہردار الملک کھاتسی میان شاہ تجلی علی سے بہت محبت و اتحاد رکھتے تھے۔ شاہ صاحب کے ساتھہ عزیزانہ و برادرانہ سلوک کرتے تھے۔ معلوم ہوتا تھا باہم یکدیگر قرابتدار قریبہ ہین۔ واہ رے حسن محبت و اتفاق۔ فی زماننا باپ بیٹون مین محبت و اخلاص عجیب معلوم ہوتا ہے یہی بدبختی و پھٹکار ہے کہ ہم ذلیل و خوار ہین ۔

شاہ تجلی آخر ۱۲۱۵ھ ہجری مین بہشت برین روانہ ہوئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون
آپکے خلف الصدق مرزا محمد متخلص بمرزا باد گار تھے ۔ مرحوم الیہ بہر مومن کے
دائرہ مین مدفون ہوئے ۔

من نتائج طبعہ

تاریخ فیروزی سریرنگ پٹن

شیر الملک از تائید حیدر
بہمراہ سکندر جاہ غازی
خرد تاریخ این سال نکو گفت
شاہ دین پرور سلیمان حشمت و آصف لقب
چشم امید جہان روشن ز گرد راہ او
میتو و غلطان بخون لعل گران از اشک او
خاک راہ در گہش در بوتہ چشم ہوس
سینہ میگردد ز اندوہ دو اگر ز نشاط
بہر دفع چشم حاسد میکند ورد دعا

ولہ

باسم اعظم و عقل ارسطو
روان شد از پے تنبیہ بد خو
بدست آمد سرنگ پٹن و ٹیپو
ماہ اوج سلطنت عالی نسب والا حسب
بارگاہ فیض عامش جاہ و عزت را سبب
گر گہر پاشی کند وقت تکلم از دو لب
می سزد گر میکند فغفور چین کسب ادب
میکشاید ہر کہ پیش بابش دست طلب
انس و جان صبح و مسا و ہم ملک در روز و شب

حرف ثالث مثلثہ

ثاقب ۔ محمد احسان اسد خان بدایونی

ثاقب تخلص ۔ محمد احسان اسد خان نام ۔ مولوی نصر اسد خان بہادر صدر الصدور
آگرہ کے فرزند ہین ۔ آپکا اصلی وطن بدایون ہے ۔ آپنے عربی فارسی و انگریزی مدارس

انگریزی مین تحصیل کی - مدراس کے سند یافتہ ہین فہیم و ذہین ہین - موزون الطبع
و خوش فکر ہین - شعرگوئی شروع کی متفرق استادون سے مشق کرتے رہے - اولاً
حافظ خان محمد خان نزیل بہوپال سے - ثانیاً محمد محسن کاکوروی سے - ثالثاً مولوی فضل رب
عرشی نزیل حیدرآباد سے اصلاح لیتے رہے - اوستادون کی توجہ سے شاعر بنگئے - کلام پاکیزہ
و شایستہ ہوتا ہے - فارسی اردو دونون زبان مین کہتے ہین -

من اشعارہ الفارسی

ہشدار اے سپہر کہ شست کمان من
دروا کہ ماندہ است درو جز نفسے چند
زد دست کہ جا گرم کنم بر سر شاخش
ناصح چہ زاہد کہ وکے آمد و کے رفت

ولہ

تیر فغان و ناوک آہ رسا گرفت
بشنو ز لب کشتۂ خود ملتمسے چند
المنتہ للہ کہ شکستم قفسے چند
ما را چہ چہ ازین گاو خسے چند

من اشعارہ الہندی

تیری نمود ہے کف ہر ذرہ سے عیان
اک لطف ہے شراب ہے ساقی ہی شوخ و شنگ

ولہ

جلوہ ہے تیرا ہر رگ سنگ و شرار مین
تا فتنہ سا ہمنشین ہے روز بہار مین

حرف الجیم

جانی - میرزا جانی ترخانی

جانی تخلص - میرزا جانی نام - ساکن بہکر - قبیلہ ترخانیان سے تہا - اسکا جد
میرزا عیسی ترخان المتوفی ۹۷۵ ہجری بہکر من اعمال سندھ کا بادشاہ تہا - اسکے بعد
محمد باقی میرزا پدر میرزا جانی قائم مقام ہوا - اور اکبر بادشاہ کا تابع تہا - ہمیشہ فیما مین

سلطان محمود بھکری بادشاہ سابق و محمد باقی میرزا کبھی جنگ کبھی صلح کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ آخر ۹۸۲ھ ہجری میں اکبر بادشاہ نے محب علیخان کو بھکر کی تسخیر کیلئے بھیجا۔ انہیں ایام میں سلطان محمود بھکری فوت ہوا۔ اور بھکر اکبری تصرف میں آیا۔ اور بعد ازان محمد باقی ہی ۹۹۳ھ ہجری میں فوت ہوا۔ اور میرزا جانی صاحب جمعہ باپ کی جگہ قائم ہوا۔ اور حکمرانی کرنے لگا۔ پھر اکبر بادشاہ نے خانخانان عبدالرحیم کو ٹھٹھہ کی تسخیر کے لئے ۹۹۹ھ ہجری میں روانہ کیا۔ اول میرزا جانی اکبر سے خلاف کرتا رہا۔ اور مقابلہ کے لئے مستعد و قائم رہتا تھا۔ آخر عاجز ہوا۔ اور خانخانان سے ملاقات کی اور ۱۰۰۱ھ ہجری میں خانخانان کے ہمراہ درگاہ اکبری میں حاضر ہوا۔ اور امرائے زمرہ میں شریک ہوا۔ اکبر نے ٹھٹھہ کو اسکی جاگیر میں مقرر کیا۔ انہیں ایام میں بادشاہ اسیر کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا میرزا جانی بھی ہمرکاب برہانپور میں آیا۔ اور وہان ۱۰۰۸ھ ہجری میں فوت ہوا۔ تاریخ طاہری[1] میں لکھا ہے کہ بہادرپورہ میں فوت ہوا اور وہین دفن کیا گیا۔ موزون الطبع تھا۔ شعرگوئی کرتا تھا۔

من کلامہ

عشق خواہم کہ از خودی پاک کند	آب مژہ گردہ نمناک کند
پاے کہ بیابان امل را سپرد	دستی کہ گریبان ہوس چاک کند

جرأت ۔ میر محمد ہاشم

جرأت تخلص ۔ میر محمد ہاشم نام ۔ موسوی خان خطاب ۔ اورنگ آبادی المولد میں آپکے نسب کا سلسلہ بیس واسطہ سے امام ہفتم سے ملتا ہے ۔ ابتدا میں آپکے جد سید علی

[1] تاریخ طاہری ۱۲

زمین گیلان سے ہند مین وارد ہوئے۔ اور آپکے والد میر محمد شفیع بھی ہمراہ تھے۔
علوم و فنون مین مہارت کامل رکھتے تھے۔ عالمگیری زمانہ تھا علم و فضل کا بازار گرم تھا
جد و والد بادشاہی ملازم ہوئے۔ بحسب کشش آب و دانہ اورنگ آباد متعین ہوئے۔ اور اس
شہر مین سکونت اختیار کرلی ۱۰۸۸ہجری مین موسوی خان پیدا ہوئے۔ والد کے
سایۂ مرحمت مین تربیت و تعلیم پائی۔ تحصیل سے فارغ ہونیکے بعد امیرالامرا حسین علیخان
بارہہ کی ملازمت مین پہنچکر بارور ضلع اورنگ آباد کی قلعداری پر مامور ہوئے۔ جب ۱۱۳۱ہجری
مین جب دکن سے ہند کو روانہ ہوئے تب موسوی خانصاحب بھی ہمرکاب ہوئے۔ وہان
پہنچکر علما ہمعصر مثلاً میرزا عبدالقادر بیدل و میر عبدالجلیل بلگرامی وغیرہ سے ملے۔
ہر ایک سے استفادہ کیا۔ سادات بارہہ کی خرابی کے بعد حضور بندگان عالی آصفجاہ کی
خدمت مین آئے غفران پناہ نے عنایت مرحمت سے ممتاز و سرفراز فرمایا۔ اور منصب
ڈھائی ہزاری اور دارالانشا کی میرمنشی گری سے سرفراز کیا۔ غفران پناہ کے انتقال کے بعد
نواب نظام الدولہ ناصر جنگ کے زمانہ مین بھی بدستور دارالانشا کی میرمنشی گری پر مامور رہے
منصب چارہزاری اور معزالدولہ کے خطاب سے سربلند ہوئے۔ امیرالممالک آصف الدولہ
صلابت جنگ مرحوم کے زمانہ مین بسبب ضعیفی خانہ نشین ہوئے۔ اور اپنے فرزند
مستعد خان کو ۳۷ برس کی عمر مین دارالانشا کی خدمت پر قائم مقام فرمایا۔ آخر
۱۱۷۵ہجری مین جہان فانی سے عالم باقی کو روانہ ہوئے۔ اور اورنگ آباد کے غربی
جانب مین دفن کئے گئے۔ جناب میر غلام علی آزاد نے آپکی رحلت کی تاریخ کہی

موسوی خان ز کلک گوہر بار	آبرو داد شعر و انشا را
گفت تاریخ رحلتش آزاد	کرد جرأت وداع دنیا را ۱۱۷۵

سرو آزاد و گل رعنا ۱۲

موسوی خان سخندانی و سخن سنجی و انشا پردازی و شعر فہمی مین فرید زمانہ تہا۔ اسوقت نواب آصفجاہ کے ہمراہ محمد شاہی دربار مین باریاب ہوا تہا۔ اُسوقت آصفجاہ نے دربار مین بادشاہ کے حضور مین کہا کہ موسوی خان اس زمانہ کا ابو الفضل ہے میر آزاد و عبد الجلیل و مرزا عبد القادر بیدل و خان آرزو وغیرہ کا معاصر تہا۔ آزاد اور آپ مین بہت ہی محبت تہی۔ زمانہ دراز تک ہم صحبت رہے بایکدیگر علمی مذاکرہ رہتا تہا۔ اکثر آپسمین غزلین طرح کرتے تہے۔ اور دونون مین کہتے تہے۔ ہفتہ عشرہ مین مشاعرہ بہی ہوتا تہا۔ خوب لطف رہتا تہا۔

من اشعارہ الفارسی

ما باد ابروش را گرو نیم نقش بر دل
رسم است اینکہ گیرند در دست جیب کمان را

وله
تا توانی ہمعنان بوے گل دارد مرا
از نسیم صبح می جویم سراغ خویش را

وله
آنکس کہ بنازد بہ نسب مردہ فروش است
مائیم کہ باشد نسب ما حسب ما

وله
وضع ہموار است مرغوب ملایم طینتان
ہر کہ را زندان نباشد دوست دارد آتش را

وله
در یاد خدا باش کہ کارے بہ ازین نیست
سیاحی دل کن کہ دیارے بہ ازین نیست

وله
بے بہار خلق شہرت با ہنر دمساز نیست
نکہت گل بے شگفتن قابل پرواز نیست

منتہاے کار عشق از بدایت روشن است
شمع را آئینہ انجام جز آغاز نیست

وله
ہوس زخم بہ مہتاب تجلی دارم
کاش عریانی من رنگ کتانی میداشت

وله
تو آن خدنگ نگاہے بسوے ما افکند
ہنوز با تن مجروح نیم جانی ہست

وله
آمد اندیشہ دنیا بطلبگاری دل
گفتم آن شیفتہ بے سر و پا حاضر نیست

وله
چون قلم مردم سخن چین را
از جہان روسیاہ باید کرد

خلق عالم گر بسا فرستند   وله   خیمهٔ گردون چرا برپا بود

کاش دنیا با جوانمردی سرے پیدا کند   وله   بادہ است این بیوفا شاید زرے پیدا کند

شب کہ در بزم چمن طرب آمادہ بود   وله   دانهٔ انگور قندیل چراغ بادہ بود

قرب شہان مجو کہ تنک مایہ می شود   وله   با آفتاب ماہ چو ہمسایہ می شود

فارغ از ہر دو جہان بندهٔ احسان توام   وله   سرو آزادم و پابندهٔ گلستان توام

نہ بہر آنکہ منزل دور و پا لنگست می نالم   وله   دلم را چون جرس از ماے طپش تنگست می نالم

بسملم کردی و بر می طلبم آزردہ مشو   وله   میکنم رقص کہ در ذیل شہیدان توام

شد صرف سوز عشق ہپاپے کہ یافتم   وله   مانند شمع سوختہ بانی کہ یافتم

منظور از نظارهٔ حسنت شہادتست   ای نعل بند پرستانہ مانی کہ یافتم

راز جانان نہ معشوق ست با بد پاس داشت   وله   بہار من ایلی نہ باشد بہتر از دل محملے

پاس دل ہر بینوائی داشت سلطان مثنوی   وله   این نگین کہ دست آری سلیمان مثنوی

بے غبار کینہ توان بستن آسا دہ لوح   از صفاے سینہ چون آئینہ حیران می شود

تا شنیدم پند ناصح می گریزم از شراب   چون گزند کس سگ دیوانہ می ترسد از آب

دل چو ان گشتہ چشم ہی تا خیر چکید   وانمی شد گرہ الفت او دہر چکید

جویا - محمد فاضل سرہندی

جویا تخلص - محمد فاضل نام - آپکا اصلی وطن سرہند ہے - اوسط عمر مین وطن سے اورنگ آباد دکن مین وارد ہوئے - خواجہ کامگار خان اورنگ آبادی کے ہم صحبت تہے مزاج مین دیوانگی تہی - عزلت نشین رہتے تہے - اہل دنیا سے کم ملتے تہے - گذر اوقات کا مدار

اطفال ہنود کی تعلیم پر تہا۔ آپ سرکاری ملازمت سے متنفر تھے۔ آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ درویشانہ رنگ رہتے تھے۔ شعرگوئی مین ذہین و فہیم تھے۔ جولانی طبیعت و رسائی فکر سے تازہ تازہ مضامین ایجاد کرتے تھے۔ اور اشعار مین نئے نئے رنگ دکھلاتے تھے۔ خواجہ موصوف آپکی مدح مین کہتے ہین ؎

سخن فہمی بجو یا ختم شد چون حسن بر یوسف ۔۔۔ کہ پیش از جنبش لب یافت معنی طبع چالاکش

لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے تذکرہ گل رعنا مین لکھا کہ آپ دوسری تاریخ ماہ شعبان سنہ ۱۱۶ ہجری مین بہشت برین روانہ ہوئے۔ بیرون شہر اورنگ آباد مدفون ہوئے

من اشعارہ الفارسی

بسکہ ابر پست گلشن از بہار جلوہ ات ۔۔۔ بال بلبل آشیان گردید از پرواز ماند

وله

سرکشان از من حیائی من یاد کنید ۔۔۔ آب گردید دلم آئینہ ایجاد کنید

پیش سرو قد رعنا می کسی از قمری ۔۔۔ مشت خاکی بہ تحوت شمشاد کنید

وله

ز غیرت عشق چشمی غیر می بندد تماشا کن ۔۔۔ عصا پیر کنعان سرمۂ چشم زلیخا شد

وله

شوخی رنگ شکستہ است صدف را چون گل ۔۔۔ فکر نقاش ہیر سید کہ تصویر کہ بود

وله

غمم ندارد کشتۂ چشم تو از خورشید چشمہ ۔۔۔ بر مزارش سایہ از شاخ غزالان می شود

وله

شب کہ یاد غیرت او شمع این کاشانہ بود ۔۔۔ تا سحر از شمع نے در ناخن پروانہ بود

وله

ہلال آسا پئے بیداری دل مژگان جمع یا ۔۔۔ خبر از صبح محشر میدہد حال بناگوشش

وله

ندانم تا چہ سازد با نقاب آن شوخی مژگان ۔۔۔ کہ دل شد پردۂ زنبور از یادش چو غربالم

چنان از خانمان آوارگی دارم ز بیتابی ۔۔۔ کہ نتوان دید اندر خانۂ آئینہ تمثالم

موی را کہ از خضاب سیہ فام کردہ ایم ۔۔۔ خوبان برق جلوہ درین دام کردہ ایم

جو بانہ شبنم ہست کز اشک عندلیب	تعویذ بستہ ہست صبا در گلوئے گل
زفیض عشق سبز آہنگ حیرت نالہ دارم	کہ موئے چینی افلاک گردیدہ است افغانش

جولان ۔ میر حسن علی احسان حیدرآبادی

جولان تخلص ۔ میر حسن علی خان نام حیدرآبادی المولد ہین ۔ شہر کے مشاہیر شرفا مین سے تہے ۔ سرکار عالی نظام کے منصبدار تہے ۔ ذی استعداد و لائق آپکو عالم جوانی مین شعرگوئی کا شوق ہوا طبیعت کی تیزی و چالاکی سے موزون کرنے لگے ۔ کلام سنجیدہ و بامحاورہ ہوتا تہا ۔ ملاحت و لطافت مین ڈوبا ہوا ہوتا تہا ہمکو نہین معلوم ہوا کہ آپ کس شاعر سے اصلاح لیتے تہے ۔ میرا گمان ہے کہ آپ بمصداق الشعراء تلامذة الرحمن فیض الٰہی سے فیض پاتے تہے ۔ آپ سنہ ۱۲۵۰ ہجری مین زندہ تہے ۔ رحلت کی تاریخ کسی تذکرہ نویس نے نہین لکہی ۔

من کلامہ الہندی

اب ایسی جام ساقی شراب ارغوانی بہر	کہ جسکو دیکہہ کے زاہد کے منہ مین آئے پانی بہر

جوش ۔ مرزا غلام حسین مدراسی

جوش تخلص ۔ مرزا غلام حسین نام ۔ مدراسی الاصل ہین ۔ مدت سے حیدرآباد دکن مین سکونت پذیر ہین ۔ فارسی مین مستعد و لائق ۔ شعرگوئی کے شائق میر محمد زکی لکہنوی سے اس فن مین مشق کی ہے ۔ اُستاد کی اصلاح سے چند ہی روز مین آپکا کلام صاف و درست ہوگیا پختگی و شستگی کلام سے نمودار ہے ۔ آپ

نیک کردار و پسندیدہ گفتار و حمیدہ رفتار ہین فی الحال تخمیناً آپکی عمر چالیس سن کی ہوگی

من اشعارہ الہندی

یہ یکتائی ہے اونکا روئی زیبا دلکی صورت ہے
ہمارے قلب روشن کا سویدا تل کی صورت ہے

ہوئے ہم محو دحیران ہے لب مہر خاموشی
یہ رخ کی یہ دہان یار کی یہ تل کی صورت ہے

جگر ہو سبز داغون سے بہنے دل آتش غم سے
ہوئے لالہ رویان مین بہی حاصل کی صورت ہے

نہون دریا دلون سے قرب سے کم ظرف مستغنی
صدف کے کف مین کیسہ کاسہ سائل کی صورت ہے

مگر یہہ بہی ہو نکی چہرہ سیمین کا ہے کشتہ
عیان آئینہ سیماب مین بسمل کی صورت ہے

جرأت - سید رضوی خان

جرأت تخلص - سید رضوی خان نام - سادات صحیح النسب سے تھے - عالم فاضل ونشی کامل تھے - کتب درسیہ سے فارغ التحصیل - انشا پردازی مین منشی بے مثل و شعر گوئی مین شاعر بے بدل تھے - نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کی سرکار مین ملازم تھے دارالانشا کے میر منشی تھے - نواب شہید کے مقربین مین داخل - میر آزاد بلگرامی سے بہت محبت رکھتے تھے - جب ملاقات کرتے تو نہایت خلوص و اخلاص سے کرتے تھے لچھمی نرائن گلزار عنا مین لکھتے ہین کہ میرے حال پر بہت ہی مہربان تھے - آخر آپ بمقتضائے قضا و قدر ارکاٹ گئے - نواب سراج الدولہ بہادر محمد علیخان بن نواب انور الدینخان شہامت جنگ گوپاموری سے ملے - نواب نے آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی دیوانی کی خدمت پر مامور فرمایا - دو تین سال تک دیوانی کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے - آخر ۱۱۸۱ھ ہجری مین ارکاٹ مین فوت ہوئے - اُسی مقام مین مدفون ہوئے

جناب میر آزاد بلگرامی نے آپکی رحلت کی تاریخ لکھی ہے

رضوی خان منشی ہمیشہ یکقلم طبع زاد و سامی
سال تاریخ فوت او جستم گفت دل رفت منشی نامی
۱۳۱۸ھ

چونکہ آپ کے نتائج طبع ہمکو دستیاب نہیں ہوئے اسوجہ سے گذارش نہیں کئیے گئے

جلیل ۔ مولوی حافظ جلیل حسن صاحب اُستاد اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ

جلیل تخلص ۔ جلیل حسن نام ہے ۔ آپ مولوی حافظ عبد الکریم صاحب کے فرزند ہین ۔ آپکا وطن اصلی مانک پور ضلع لکھنو ہے ۔ آپکی ولادت باسعادت سنہ ۱۲۸۳ ہجری مین واقع ہوئی ۔ اور آپ کی نشو و نما بھی وطن ہی کی آب و ہوا مین ہوئی ۔ آپ ابتدا سے ہونہار معلوم ہوتے تھے ۔ آپکی طبیعت نہایت چست و چالاک تھی ۔ ذکاوت و فطنت کے میدان مین جولانی کر رہی تھی ۔ اولاً آپنے دہ سالہ کی عمر مین حفظ قرآن سے فراغت پائی ۔ بعد ازان طالب علمی شروع کی ۔ لکھنو مین آکے متعدد اساتذہ سے کتب متداولہ درسیہ عربی و فارسی حاصل کین ۔ اور آپ کو تحصیل علم کے بعد شاعری و سخن گوئی کا شوق پیدا ہوا ۔ حضرت مولوی امیر احمد مینائی کی خدمت مین آئے اور آپکے سلسلۂ تلمذ مین وابستہ ہوئے ۔ اور آپکے دامن خدمت کو ایسا تہاما کہ تا مرگ امیر مرحوم کے ساتھہ سایہ کی طرح رہے ۔ کوئی وقت ایسا نہین ہوا کہ آپ حضرت مرحوم سے دور ہوئے ہون ۔ آپ مرحوم کے ارشد تلامذہ سے ہین ۔ مرحوم آپکو اپنے فرزندون سے زیادہ چاہتے تھے ۔ جلیل کے کلام مین اصلاح دیتے وقت فرماتے تھے کہ کلام الجلیل جلیل الکلام ہے ۔ آپکی طبیعت سخن سنجی و شاعری کی بلندی پر

عروج کررہی تھی۔ شعلۂ جوالہ کیطرح آسمان فہم کیطرف مرتفع ہورہی تھی اور طبیعت میں
قوت متخیلہ ایسی تھی جس مضمون کو چاہتے نہایت خوبی و خوش اسلوبی کے ساتھ نمایاں کرتے
تھے۔ اور استاد کے ملاحظہ میں پیش کرتے تھے۔ استاد کی پیرایش و آرایش سے آپکے
شاہد سخن کا حسن دوبالا ہو جاتا تھا۔ آپکی نازک خیالی و شیرین مقالی کے زیور سے شاہد
سخن کی وہ حالت ہوتی تھی کہ شعرائے وقت فریفتہ و شیفتہ ہوتے تھے آپکے کلام کی
نزاکت و لطافت کیا ہے گویا کرامت و خرق عادت ہے۔ معترضین میرے کلام
پر قہقہہ لگائینگے۔ اور کہینگے کہ جلیل کی تعریف حضوری تعلق کی وجہ سے تملقاً
کررہا ہے۔ بخدا میں کسیکی تعریف تملقاً و مذمت عداوتاً نہیں کرتا ہوں بلکہ واقعہ کو
واقع کے مطابق بیان کرتا ہوں۔ اگر کسی نکتہ چین کو ہمارے کلام کی تصدیق و تکذیب
مطلوب ہو تو حضرت جلیل صاحب ترجمہ کا دیوان مسمی تاج سخن جو فی الحال مطبوع ہو کے
شایع ہوا ہے مطالعہ کرے۔ ہمارے کلام کی تصدیق و تکذیب صرف ہو جائیگی عجب
نہیں کہ معترض نکتہ چین کلام کی کرامت کے اثر سے اسبات سے توبہ کرے گا کہ
میں نے مولوی صاحب پر بیجا اعتراض کیا۔ اور انکو تملق کے طرف منسوب کیا
میں فی زماننا حضرت جلیل کے دیوان کو دیکھ رہا ہوں۔ آپکا کلام مجھپر جادو کا اثر
کررہا ہے ہر وقت میرے دل و زبان سے یہی آواز برآمد ہوتی ہے واہ واہ کلام جلیل
جل جلالہ۔ جلیل شاگرد۔ اور امیر استاد میں تمیز کرنا امر دشوار ہے۔ اگر کوئی ناواقف
شخص کے سامنے دونوں بزرگوں کے کلام کو پیش کریں۔ اور حکم بنائیں کہ دونوں
میں باہمدگر کیا نسبت ہے تو غور و فکر کے بعد یہی کہیگا کہ دونوں استاد جلیل الاستعداد
ہیں یہ نہیں بتلا سکیگا کہ ایک استاد و دیگر شاگرد ہے۔ یہی وجہ تھی کہ امیر مینائی

جو نقادِ سخن تھے جلیل کو مثل لختِ جگر سمجھتے تھے۔ اور جلیل کی شاگردی پر ناز کرتے تھے۔ مین نے دونون بزرگون کے کلام کو خوب غور و فکر سے دیکھا ہے اور میزانِ عقل مین دونون کے کلام کو تولا ہے تو دونون مین عام خاص من وجہٍ کی نسبت پائی۔ اگر مین بمصداق پسر از پدر کہون تو میرا قول بیجا نہوگا۔ لیکن بعض نکتہ چین میرے قول کو مبالغہ پر محمول کرین گے یا سخن فہمی مین ناقص کہین گے۔ جو اہلِ سخن منصف مزاج ہون گے وہ تسلیم کرین گے اور کہین گے کہ جلیل صاحب ترجمہ کی تعریف واقع مین حضرت امیر مرحوم کی ہی تعریف ہے۔ پہلے مین لکھ چکا ہون کہ آپ اُستاد مرحوم کے رکاب مین ہر وقت سفر و حضر مین سایہ کی طرح ہمرکاب ہمراہ رہتے تھے۔ جب امیر مینائی مرحوم حسب الطلب نواب والی رام پور۔ رام پور گئے۔ تب آپ بھی ہمراہ تھے۔ چند مدت رام پور مین خوشی و خرمی سے بسر کئے جب ۱۳۱۸ ہجری مین اعلیحضرت کلکتہ سے واپس ہوتے وقت بنارس مین فروکش ہوئے تب امیر مینائی رام پور سے بنارس آئے آپ سے ملے اور مسدس مولفہ کو پیش کیا۔ اعلیحضرت مسدس کے ملاحظہ سے بہت محظوظ ہوئے۔ اور امیر مرحوم کو حیدرآباد ہمراہ لائے۔ سوء اتفاق سے حیدرآباد مین پہنچتے ہی ہیضہ سے بیمار ہو گئے ہیضہ کیا تھی گویا موت کا سفیر تھی۔ ایک مہینہ تک ہیضہ کا سلسلہ جاری رہا آخر اُسی مرض مین واصل حق ہوئے۔ یہہ واقعہ بتاریخ ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۱۸ ہجری مین واقع ہوا۔ پس حضرت جلیل صاحب صاحب ترجمہ بھی آپکے ہمرکاب تھے۔ امیر مرحوم کے فوت ہونے ہی افسوس و حسرت مین مبتلا ہوئے۔ اور حیدرآباد مین اسی امید کے سہارے پر استقلال کیا تھا کہ اعلیحضرت قدر قدرت اپنی فیضان کرم سے سرفراز فرمائین گے سنہ مذکورہ سے ۱۳۲۰ ہجری تک بسر کئے آخر اعلیحضرت نے آپکو اعزازاً و اکراماً

پانسو روپیہ ماہانہ کے تقرر سے سرفراز فرمایا - اور آپکو استاد کے لقب سے ممتاز کیا اعلیحضرت کبھی کبھی آپکو اپنا کلام دکھلاتے ہین - حضرت جلیل صاحب بموجبہ بمصداق اِنَّ مع العسر یسرا صبر وقناعت و استقلال کی برکت سے فائز المرام ہوئے - اب فراغت سے زندگی بسر کرتے ہین - آپ خوش خلاق و مقبول آفاق ہین - سیرتاً فرشتہ و صورتاً انسان برگزیدہ ہین - متقی و پرہیزگار - صوم و صلوۃ کے پابند امر معروف و نہی منکر پر پورے کاربند ہین -

الحمد للہ فی الحال ظاہراً آپ کی شان و عظمت درجۂ عروج پر ہے مگر آپکو اس شان پر غرور ہے نہ ناز ہے - آپکے مزاج مین وہی خاکساری و کسر نفسی ثابت و قائم ہے آپ بظاہر امیر ہین لیکن بباطن درویش - آپ اکثر اوقات ورد وظائف و قرأت قرآن مین صرف کرتے ہین - اور شائقین شعر و شاعری کے کلام کو اصلاح سے درست فرماتے ہین - آپکا دربار دربار عام ہے - غربا و فقرا اعزہ و امرا سے شگفتہ جبین و خندان روئی سے ملتے ہین - ہر ایک خواہ امیر ہو یا فقیر ہو برابر حسن اخلاق سے ملاقات فرماتے ہین - چند مہینے گذرے کہ فقیر مولف کو بھی آپ سے ملازمت حاصل ہوئی ہے بخدا مجکو آپ کی ملازمت سے بہت لطف و مزہ حاصل ہوتا ہے - آپنے اپنا خاص دیوان مطبوعہ جو مجکو ہدیتہً عطا فرمایا ہے اُس کے دیکھنے سے ہر وقت دلکو انبساط سرور و مزہ ہمدست ہوتا ہے کہ مین اس لطف کو زبان قلم و قلم زبان سے ادا نہین کرسکتا ہون آپکا کلام نہایت شستہ و پاکیزہ - شگفتہ و تازہ ہے - حشو و زوائد سے پاک و صاف تعقید لفظی و معنوی سے مبرا ہے -

اب مین آپ کے نتائج طبع سے چند اشعار گزارش کرتا ہون -

کلام الجلیل جلیل الکلام ہے

شکریہ سرفرازی

جو دن پھرتے ہیں تو سامان پیدا ہو ہی جاتا ہے
شب غم لاکھ طولانی ہو تڑکا ہو ہی جاتا ہے

چمن میں پھولنے پھلنے کی نوبت آ ہی جاتی ہے
دکن میں بارور نخل تمنا ہو ہی جاتا ہے

رہا جو شہ کی نظروں میں ترقی اسکو لازم ہے
ملا دریا سے جو قطرہ وہ دریا ہو ہی جاتا ہے

چمک ذرے میں سورج کی کرن سے آ ہی جاتی ہے
در شہ کا گدا ادنی سے اعلیٰ ہو ہی جاتا ہے

توجہ چاہئے تھوڑی سی شاہ بندہ پرور کی
فقیروں کا جہاں میں بول بالا ہو ہی جاتا ہے

جو دل سے ہو رہا حضرت کا پھر اسکو کمی کیا ہے
موافق آسمان تابع زمانہ ہو ہی جاتا ہے

مرے گلزار میں رنگ خزاں کب تک جما رہتا
کہ آخر فصل گل کا دور دورا ہو ہی جاتا ہے

توقع شاہ سے رکھنا کبھی خالی نہیں جاتا
یہ دیکھا ہے کہ فضل حق تعالیٰ ہو ہی جاتا ہے

اشارہ چاہئے پھر مشکل آسان ہو ہی جاتی ہے
سہارا چاہئے پھر بوجھ ہلکا ہو ہی جاتا ہے

کسی کا درد دل ہو بے اثر یہ غیر ممکن ہے
مریضوں پر کرم فرما مسیحا ہو ہی جاتا ہے

مسیحا جب کرم فرما ہوا پھر پوچھنا کیا ہے
دوا ہو یا نہ ہو بیمار اچھا ہو ہی جاتا ہے

تجسس ہو مقصود کا ضائع نہیں [illegible]
وہ اک دن زیب آغوش تمنا ہو ہی جاتا ہے

عقیدت جس کی پوری ہو تو کیسا پردہ دوری
رخ محبوب لمیں جلوہ آرا ہو ہی جاتا ہے

سجا ہے اب عروس شاعری ہم کاوشوں کی لینا
شباب آتا ہے تو جوبن دوبالا ہو ہی جاتا ہے

گل مضمون جو گل تر تھا خشک تھے اسکا عجب کیا
خزاں کے دور میں پھر پھول کانٹا ہو ہی جاتا ہے

نہ میں اچھا نہ میرے شعر اچھے بات اتنی ہے
جسے اچھا کہیں کار اچھا ہو ہی جاتا ہے

جلیل زار کو دیکھو جلیل القدر کو دیکھو
لقب جو شاہ سے ملتا ہے پیدا ہو ہی جاتا ہے

تعجب کیوں کسی کو ہو ہماری سرفرازی پر
خدا کا فضل ہوتا ہے تو ایسا ہو ہی جاتا ہے

یہ ایسی سرفرازی ہے یہ وہ ذرہ نوازی ہے
نہ کچھ کہئے مگر لوگوں میں چرچا ہو ہی جاتا ہے

حسد کوئی کرے کسواسطے سب پہ ظاہر ہے
کہ جو قسمت کا لکھا ہے وہ پورا ہو ہی جاتا ہے

لکھوں اب یہ کیسا تھا کچھ مدح شہ والا
کہ اس موقع پہ دلمیں جوش پیدا ہو ہی جاتا ہے

یہ مدح شاہ وہ مضمون ہے جسکے نظم کرنیکا
ارادہ ہی نہیں کرتا ارادہ ہو ہی جاتا ہے

مطلع

کمال شاہ پر انسان شیدا ہو ہی جاتا ہے
جمال شاہ کو دیکھو تو سکتا ہو ہی جاتا ہے

نظر جسکی پڑی آئینہ روئے مبارک پر
نصیب اسکو سکندر کا نصیبا ہو ہی جاتا ہے

سواری کا سماں سو بار دیکھا ہے مگر پھر بھی
سلیمان کا شبہ آصف کو دھوکا ہو ہی جاتا ہے

زہے سر لعزیزی بخت و دولت بھی یہ کہتی ہیں
تمہیں جو دیکھ لیتا ہے تمہارا ہو ہی جاتا ہے

خدا رکھتے شہ جمجاہ کا ہے رعب اب ایسا
کسی کا بخت بگڑا ہو تو سیدھا ہو ہی جاتا ہے

تجلی محو کر دیتی ہے ایوان معلے کی
ورنہ شہ کا تماشائی تماشا ہو ہی جاتا ہے

کسی آزاد کی اس پر یہ آزادی نہیں چلتی
کرم کا خلق کا احسان کا بندا ہو ہی جاتا ہے

بہت دور آپکو کھینچے جو کوئی فائدہ کیا ہے
خدنگ لطف شاہی کا نشانا ہو ہی جاتا ہے

دلوں پر کیوں نہ ہو قبضہ کہ دلکو شاد کرتے ہیں
یہ وہ جادو ہے جس سے غیر اپنا ہو ہی جاتا ہے

مثال ماہ تابان انجمن آرا جو ہوتے ہیں
تو شاہان جہاں کا حلقہ ہالا ہو ہی جاتا ہے

کمال شاہ کا اللہ اکبر کیا تصرف ہے
کوئی ارمان ہو دم بھر میں پورا ہو ہی جاتا ہے

جہاں مجرم کوئی پہنچا کہ ہوا سائل رہائی کا
مروت آ ہی جاتی ہے اشارا ہو ہی جاتا ہے

عتابِ شاہ بھی خالی نہین شانِ ترحم سے
ہوا جو بر طرف اُسکا وظیفا ہو ہی جاتا ہے

نکل جاتی ہے خدمت ہاتھ سے عزت نہین جاتی
یہی وہ بات ہے دل جس پہ شیدا ہو ہی جاتا ہے

سزا کیواسطے ولیمین کوئی پہلو نہین آتا
عطا کیواسطے کوئی بہانا ہو ہی جاتا ہے

مرے شہ کی سخاوت مشک کی تاثیر رکھتی ہے
چھپا کر لاکھہ دین عالم مین شہرا ہو ہی جاتا ہے

ہمیشہ فیض جاری ہے ہمیشہ خیر جاری ہے
لٹاتا ہے جو موتی دل کا دریا ہو ہی جاتا ہے

عجب عہدِ مبارک ہے کہ جب چاہو جہان چاہو
خوشی کا عیش کا سامان مہیا ہو ہی جاتا ہے

مسافر کو سفر مین دہوپ کی ایذا نہین ہوتی
کہ ہر دامن دولت کا سایا ہو ہی جاتا ہے

اسی در پر تو پھل ملتا ہے نخلِ خاکساری کا
جو قدمون پر جھکا اُسکا سر اونچا ہو ہی جاتا ہے

دل آئینہ ہے اور اُسمین خواص جامِ خسرو ہے
کسیکا رازِ دل ہو آشکارا ہو ہی جاتا ہے

سبق دیتے ہین لقمان کو فلاطون زبان ہو کر
ہوا جو بندہ بیدام دانا ہو ہی جاتا ہے

زہے تیر افگنی نکلے نہ نکلے تیر چٹکی سے
دلِ حساد مین خون تمنا ہو ہی جاتا ہے

کلامِ خسروی کیونکر نہ دنیا سے نرالا ہو
شہ یکتا کا مضمون یکتا ہو ہی جاتا ہے

خدا رکھے جہان دو گل کھلائے طبعِ رنگین نے
گلستان بوستان کا رنگ پھیکا ہو ہی جاتا ہے

زبان پر طوطیِ ہندوستان کو وجد آتا ہے
بیان پر بلبلِ شیراز شیدا ہو ہی جاتا ہے

فلک کو داغ آتش کو جلن جامی کو بیہوشی
صبا کو بیکلی سودا کو سودا ہو ہی جاتا ہے

بجا ہے سامعین کا شغل قمری نعرہ زن ہونا
کہ اک اک شعر موزون سرو رعنا ہو ہی جاتا ہے

زمین سخت مین بھی معنی روشن نکلتے مین
صدف مین در حجر مین لعل پیدا ہو ہی جاتا ہے

بناوٹ کی ضرورت کیا تصنع کی ہے حاجت کیا
طبیعت ہو جو بانکی شعر بانکا ہو ہی جاتا ہے

دیئے ہین شاہ کو خالق نے کیا کیا چاند کے ٹکڑے
قمر جب یکتا ہے گھٹ کے آدہا ہو ہی جاتا ہے

نہ کیوں روشن ہوں سب کے دیدہ و دل شادمانی سے
کہ مہر و ماہ سے گھر اجالا ہو ہی جاتا ہے

مجھے دعویٰ نہیں لیکن ثنا جب شہ کی لکھتا ہوں
سخن کو اپنی یکتائی کا دعویٰ ہو ہی جاتا ہے

کوئی مانے نہ مانے میں تو ہوں اس فیض کا قائل
زمیں مشکل سے مشکل ہو قصیدہ ہو ہی جاتا ہے

جلیل آصف کے حق میں جو دعا دل سے نکلتی ہے
اثر فضل خدا سے اس میں پیدا ہو ہی جاتا ہے

اشعار منتخبہ دیوان

ہے لاکھ لاکھ شکر خدائے جلیل کا
جس نے دُرِ سخن سے بھرا منہ جلیل کا

خود فرش خاک پر ہے نظر عرش پاک پر
اللہ رے حوصلہ ترے عبد ذلیل کا

ولہ

ناوک اُسکا کبھی خطا نہ ہوا
طائر سدرہ تک نشا نہ ہوا

تیرے قدموں سے کیوں رہتا
ہائے پامال دل حنا نہ ہوا

دل سے صبر و قرار سب بھاگے
مگر اک داغ دل جدا نہ ہوا

ولہ

نہ ملا یار مہر و قد افسوس
شجر آرزو ہرا نہ ہوا

ولہ

مرے جذب دل کا اثر دیکھ لینا
تم آؤ گے تھامے ہوئے ادھر دیکھ لینا

ابھی ہے تڑپنے کا ارمان باقی
ذرا پھر ادا سے ادھر دیکھ لینا

ولہ

ابھی باقی ہے آنا قبر پر اس فتنۂ قامت کا
قیامت ہو چکی پھر بھی رہا دھڑکا قیامت کا

فلک اسمیں تڑپ اسمیں الم اسمیں ہے غم اسمیں
مرے پہلو میں دل کیا ہے خزانہ ہے محبت کا

ولہ

مرے وحشت کا جو افسانہ بنایا ہوتا
سننے والوں کو بھی دیوانہ بنایا ہوتا

مر کے بھی روح نہ پینے کو ترستی ساقی
مری مٹی سے جو پیمانہ بنایا ہوتا

ولہ

پردہ نہ تھا وہ صرف نظر کا قصور تھا
دیکھا تو ذرے ذرے میں اُسکا ظہور تھا

ولہ

نہ وہ شمع دیکھیں نہ پروانہ دیکھیں
کوئی ہو ہمیں دل جلانے سے مطلب

آہی جائیگا محبت مین اثر آپسے آپ
ہوئی جائیگی اُنہین میری خبر آپ ہی آپ

وله
پہلو سے وہ اُٹھے سو کہا دل نے ہائے دوست
آباد ہو کے لٹ گئی دولت سرائے دوست

وله
اُنسے ملنے کا ہے سوال عبث
جان بچنے کا ہے خیال عبث

وله
چمک کر بولی وہ برق نظر آج
کہ لونگی خرمن دل کی خبر آج

کہو اُنسے بچا بین دامن اپنا
کہ ہے شعلہ فگن داغ جگر آج

وله
یون تو بسمل ہے ترا سارا جہان میری طرح
پر تڑپنے لوٹنے والا کہان میری طرح

گل اگر بجلی سے چھوٹا آج صرصر لے اُڑی
ہو نہ دشمن کا یارب آشیانہ میری طرح

وله
موسم گل ہے پھول پھولے ہین
دیکھنا باغ کیا ہے سرخا سرخ

وله
ستم ہے مبتلائے عشق ہو جانا جوان ہو کر
ہماری باغ ہستی مین بہار آئی خزان ہو کر

وله
نصیبون سے ہوا کرتا ہے مرنا اچھی صورت پر
خدا شاہد ہمین تو ناز ہے اپنی محبت پر

وله
توکل کا یہہ منشا ہے کہ اطمینان پیدا کر
نہ ہو سامان کا پابند یا سامان پیدا کر

وله
صیاد کو ہے بلبل ناشاد کی تلاش
بلبل ہین ہم کہ ہے صیاد کی تلاش

قسمت نے دی نجات نہ مجھکو ملال سے
دلبر ملا تو ہے دل ناشاد کی تلاش

اللہ رے تیری زلف سیہ فام کے خواص
اک مرغ جان کے حق مین ہین ہوام کے خواص

کیا نصیبے کے زبردست ہین خال عارض
جنکو حاصل ہے شب روز وصال عارض

کہان ہم اور کہان اب شرابخانۂ عشق
نہ وہ دماغ نہ وہ دل نہ وہ زمانۂ عشق

غلط ہے صاحب دولت کو گر غنی کہئے
غنی وہ ہے جسے مدد دے خزانۂ عشق

کیا کیا شب غم ہمنے مصیبت نہین دیکھی
اتنی ہے کمی صبح قیامت نہین دیکھی

دیکھے ہین طرحدار بہت آنکھ سے لاکھون
دل جسکا ہے آئینہ وہ صورت نہین دیکھی

جعفر۔ مرزا جعفر بیگ قزوینی

جعفر تخلص۔ مرزا جعفر بیگ نام۔ آپ بدیع الزمان قزوینی کے خلف الصدق مین۔ اکبر و جہانگیر کے عہد مین معزز و ممتاز رہا۔ فن شاعری مین استاد کلام تہا مثنوی شیرین خسرو اسکے کلام شیرین کی یادگار ہے۔ اپنے عم بزرگوار کے فوت ہونے کے بعد مخاطب بہ آصف خان ہوا تہا۔ سنہ ۱۰۲۲ ہجری مین بلدہ دار السرور برہانپور مین فوت ہوا کسی شاعر نے تاریخ وفات اس فقرہ سے نکالی ہے صد حیف از آصف خان۔

من اشعارہ

دریاد صبا بوئے کسے ہست کہ یعقوب
ہزار بلبل شوریدہ خاک شد جعفر
درسنی ہمہ کس در شکست بیداری
ایصبا در شکم اما دل این جوش میکنم
نشہر گنجائش غمہائے دل ما چو ندہشت
زشوق آنچہ آنجا دید فرہاد

ولہ

چشمے کہ ندارد برہ قافلہ دارد
ہنوز رسم خود آرائی چمن باقیست
شکست زلف کجا و دل شکستہ کجا
کہ این گلستانست نتوان از رہ بادبست
آفریدند برائے دل ما صحرا را
مرا اینجا قلم از دست افتاد

حرف الحاء حطی

حفظی۔ نواب حفظ اللہ خان

حفظی تخلص۔ حفظ اللہ خان نام۔ آپ نواب سعد اللہ خان وزیر اعظم کے فرزند ہین۔ آپکی ولادت ہند مین واقع ہوی سن شعور کے بعد علمائے وقت سے

کتب درسیہ تحصیل کین - لائق وفائق ہوئے - بادشاہی منصب سے سرفراز تھے آپ خوش خلق وباخیر نیک طینت ونیک صورت تھے - علما وشعرا وفقرا سے نہایت اخلاص ومحبت رکھتے تھے - ماہ ربیع الاول مین میلاد شریف کی مجلس نہایت عظمت وشان سے کرتے تھے - ایکہزار سے زیادہ اہل دعوت ہوتے تھے - کہانے سے اول وآخر وقت تک خود بذاتہ آفتابہ وسیلابچی ہاتھہ مین لیکر تمام اہل دعوت کے ہاتھہ دہلاتے تھے اس فعل خیر سے ثواب اخروی حاصل کرتے تھے - عالمگیری زمانہ مین ٹھٹہ وسیوستان کے صوبہ دار رہے - صوبہ داری کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے تھے - آپکے زمانہ مین تمام رعایا امن وامان مین تھی - آخر ۱۱۲۰ سنہ ہجری مین سیوستان مین آخرت کا سفر اختیار کیا - جناب میر غلام آزاد بلگرامی نے آپکی وفات کی تاریخ کا مادہ آیہ کریمہ سے پایا فلھم جنات الماوی نزلا کانوا یعلمون - خوشگو اپنے تذکرہ مین لکہتا ہے کہ آپ موزون الطبع تھے کبہی کبہی رباعی یا غزل موزون کرتے تھے - ایکوقت آپ کی مجلس مین کسی میر نے ناصر علی سرہندی کی رباعی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مین پڑہی ھ

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدہ ۔۔۔ ہر چند کہ آخر بظہور آمدہ
اے ختم رسل قرب تو معلومم شد ۔۔۔ دیر آمدہ زراہ دور آمدہ

آپ رباعی کو سنکر حسرت کرنے لگے اور فرمایا کاش یہہ رباعی میرا حصہ ہوتی تو بروز قیامت باعث نجات ہوتی - پہر فکر کرکے ایک رباعی کہی وہ یہہ ہے ھ

در انجمن دہر نخست آمدہ ۔۔۔ زانگونہ کہ شائستہ نشست آمدہ
اے ختم رسل اگرچہ در بزم وجود ۔۔۔ دیر آمدہ ولے درست آمدہ + انتہی ۔

من اشعارہ الفارسی

اے کہ می گوئی کہ می آئم نمی آئی چرا
پائے شوقت را مگر رنگ حنا زنجیر پاست

ولہ

اے آنکہ سراپا ہمہ لطف نمکی
بر برگ گل تازہ چکیدہ نمکی
جز شیرۂ پستان حلاوت نمکی
پیغمبر خوبانی و اما نمکی

فائدہ نواب متوسل خان بہادر بندگانعالی حضور آصفجاہ کے داماد اور حسب رضا ترجمہ کے لخت جگر تھے اور ہدایت محی الدین مظفر جنگ بن متوسل خان آپکے پوتے تھے۔ ان دونون بزرگون کو دکن سے خاص تعلق تھا۔ اسی تعلق کی وجہ سے دکنی شمار کئے گئے تھے۔ ہم نے بھی انہی دونون بزرگون کے وجہ سے نواب حفیظ اللہ خان کا ذکر اہل دکن مین شامل کیا فتامل ولا تکن من الغافلین۔

ہمیشہ بہار کے مولف نے لکھا کہ حفظ اللہ خان ذی استعداد کمال دوست تھا علوم عقلی و نقلی مین مہارت کامل رکھتا تھا۔ عالمگیری عہد مین صوبہ داری لاہور پر مقرر تھا۔ ناظم و ناثر تھا۔ من کلامہ

تر دماغی می کند پروانہ در پرواز شوقے ٭ روغن بادام گویا در چراغ عشق کردہ اند ٭ انتہی کلامہ

حشمت محتشم علی خان

حشمت تخلص میر محتشم علیخان نام۔ سادات بدخشان سے تھے۔ آپکے اجداد مین ایک بزرگ وارد ہند ہوئے۔ آپکے والد میر باقی محمد یار خان صوبہ دار دلی کی رفاقت مین مدت تک ہے صوبہ دار عالمگیری امرا مین تھے۔ میر حشمت کی ولادت دلی مین ہوئی۔ سن شعور کی بعد دلی مین علما و فضلا سے کتب درسیہ تحصیل کین۔ پھر آپکو

شعرگوئی کا شوق پیدا ہوا شعرگوئی شروع کی خوب شعر کہنے لگے ہندی و فارسی دو نوزبانون مین کلام موزون کرتے تھے۔ آپکا کلام دو نون زبانون مین پاکیزہ و صاف ہے۔ ہر یک شعر کی عبارت سلیس و بامحاورہ ہے۔ آپ فنون سخنوری مین ممتاز تھے مدت تک میر محمد افضل ثابت و شیخ عبدالرضا متین و مرزا عبدالقادر بیدل آزاد کے مصاحبت و مجالست مین رہے اکثر یاران معاصر کے ساتھہ مشاعرہ مین شریک رہتے تھے۔ ہم طرحی غزلون پر مشاعرہ کا بازار گرم کرتے تھے۔ آپ کی وفات سنہ ۱۱۶۳ہجری مین واقع ہوئی۔ علی قلی خان واله ریاض الشعرا مین لکھتا ہے کہ مین ایکروز حشمت کے دیوان کو دیکھہ رہا تھا کہ یہہ بیت میری نظر سے گذری ؎

نہ ہر ایرانی ہم طرح حشمت می تواند ‏ ‏ ‏ ‏ نہ ہر چینی فروش ہم سر فغفور می گردد

چون چند کس از مردم ایران بعنوان سوداگری دلّی مین چینی فروشی کرتے ہے مین ہندوستان مین ایرانیون کے لئے دوکانداری کرنا ننگ ہے۔ اس لئے ہندی شعرا و کل ایرانیون پر چینی فروشی کا طعن کرتے ہین۔ مثلاً کسی ور ہندی نے کہا ؎

ما زبان اہل ایران را ہوئی بستہ ایم ‏ ‏ ‏ ‏ دست این چینی فروشان را ہموئی بستہ ایم

ان ابیات کے دیکھنے سے میرے دلمین حمیت و غیرت نے جوش پیدا کیا حشمت کے دیوان کے حاشیہ پر یہہ دو بیتین لکھین اور حشمت کے نزدیک دیوان کو بھیجدیا ؎

باستادان ایران ہندی ہمطرح میگردد ‏ ‏ ‏ ‏ بچینی میزند پہلو سفالین کاسہ بنگی

حریف نالہ و لہائے زار مانہ حشمت ‏ ‏ ‏ ‏ مزن انگشت برلب چینی فغفور را

پس حشمت صاحب ترجمہ ابیات کو دیکھکر پشیمان ہوا معذرت کی انتہی کلامہ۔ آپکے دیوان مین تقریباً سات ہزار اشعار ہین۔

من کلامہ

کشتہ شمع را چو صحرا اہل بزم گفت — وله — این روز بود اول شب در نظر مرا

رونق از دیوانۂ کشور سودا گرفت — وله — دشت از ما بود کو مجنون دو روزی جا گرفت

گر چنین شہر بسودای تو دیوانہ شود — وله — ہمچو زنجیر ز ہر کوچہ فغان برخیزد

با رقیبان نکنم سجدۂ خاک در دوست — وله — این نماز یست کہ بی شرط جماعت باشد

سراسر نقش ہستی عقدۂ کار دل من شد — وله — خط پیشانیم چون قفل ابجد مشکل من شد

نگاہ گرم چہ سان در بغل کشد تنگش — وله — کہ از فروغ در آغوش خود پرد رنگش

صبر و بیطاقتی آن روز کہ قسمت شد — وله — بیقراری بمن و صبر بایوب رسید

جان بقربان کمان تو کہ زد آخر کار — وله — تیر صافی کہ بداد دل ما خوب رسید

پیر گردیدم و سر می گردد — وله — آسیا وقت سحر میگردد

از رنگ لالہ و داغش عیان است — وله — کہ حسن و عشق با ہم توامان است

قشقہ از بالای ابروی تو آفت می شود — وله — آفتاب از قبلہ سر زد قیامت می شود

بیا کز اشک سوزانیم با ہم بلبل و گل را — وله — تو گل را کن خجل در حسن من در عشق بلبل را

زبس پیش کسی دل نالہ و آہی میکرد — وله — چشمش بمن التفات گاہی میکرد

گریان گریان ز دور میدارم داد — خندان خندان بمن نگاہی میکرد

مستزاد

آئینہ ببزم دلکشا تو رسانید اینجا نگاہ — ہم شانہ بزلف مشکسا تو رسانید تار اگرچہ گناہ

با خاک شویم و ہمہ منظور فتد داغیم ز رشک — دل خون نشود و حنا بپا تو رسید سبحان اللہ

میر درد نے نکات الشعراء میں لکھا کہ محتشم شعراء ہندوستان سے ہے۔ سید صحیح النسب سپاہی عمدہ تھا فارسی ہندی میں سخن گوئی کرتا تھا۔ خوش اخلاق و خاکسار تھا

ہر ایک سے نہایت عاجزی و انکساری سے ملتا تہا۔ عزیز دل شہر دلی مین سکونت پذیر تہا
آپکی بڑے بہائی میر ولایت اللہ خان تہے۔ حشمت مدت سے خانہ نشین تہے
ریختہ مین صحیح الفکر ذکی الطبع تہا۔ یہ دو بیت میر کے تذکرہ سے نقل کیجاتی ہے

نکہت گل نے جگایا کسنے زندان کے بیچ بہار آئی دیوانے کی خبر لو	پہر کر زنجیر کی جہنکار پڑی کان کے بیچ اگر زنجیر کرنا ہے تو کر لو

گلشن بیخار کا مولف لکہتا ہے کہ میر محتشم علی خان حشمت خلف میر باقی بدخشانی
دہلوی المولد ہے۔ فارسی زبان مین رنگین خیال و شیرین مقال تہا۔ میر محمد افضل
ثابت و شیخ عبد الرضا متین کا ہم صحبت و ہم طرح تہا۔ ۱۱۶۲ سنہ ہجری مین بمرگ
مفاجات فوت ہوا۔

حقیر۔ مہا سنگہ اورنگ آبادی

حقیر تخلص۔ مہا سنگہ نام کہتا مل عرف ہے آپکا مولد و منشا اورنگ آباد ہے۔ منشی
جواہر رقم و دبیر عطارد رقم تہے مضمون نگاری و انشا پردازی مین بلند پروازہ۔ ایجاد
معانی و سخن سازی مین سحر پرداز تہے۔ طبع نقاد و ذہن وقاد سے لالی آبدار اشعار کو
رشتہ نظم مین پروتے تہے۔ تحریر و تقریر مین زبان و قلم سے موتی رولتے تہے۔ خوش وضع
و خوش مزاج تہے۔ نیک رفتار و پسندیدہ اطوار تہے۔ باوجود لیاقت و استعداد کسر نفسی
سے ہر ایک کے مقابلہ مین اپنے کو حقیر و ناچیز سمجہتے تہے۔ سراج دکنی و آزاد بلگرامی کی ہم صحبت
تہے۔ جناب نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے دار الانشا مین ملازم تہے۔
۱۱۷۳ سنہ ہجری مین شہر اورنگ آباد مین فوت ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

از بہار سبزات سرسبز بخت باغبان
وز لب چون غنچہات گلرنگ رخت باغبان

در چمن از حال بلبل ہیچگہ آگاہ نیست
خارہا دارم بدل از طبع سخت باغبان

تا تماشای نگاہ چشمم آن گلرو کند
نرگستان گشتہ در گلشن درخت باغبان

از ہوائے قامت شمشاد رشکش شد حقیر
در زمین بلندی سبز بخت باغبان

ولہ

چون از زلف درازش یافتم سر رشتۂ مطلب
دعای ازدیاد عمر او در نیم شب کردم

سخن از پستہ گفتم بر لب لعلش نگہ کردم
باین حسن طلب زان پستہ لب مطلب طلب کردم

حقیر این مصرع موزون ز شہرت در دلم آمد
جلوہ ریز آمدم در آن معنی را طلب کردم

حامد محمد خان المخاطب بحامد علیخان دولت آبادی

حامد تخلص - محمد خان نام - حامد علیخان خطاب ہے - آپ دولت آبادی ہین - شیخ ابو بکر الہ آبادی چشتی کے شاگرد و مرید تھے - حنفی مذہب صوفی مشرب حریفان ہم مشرب کی یاد و رنگین مزاجان ہمدم کے دوستدار تھے - شعرگوئی و شعرفہمی مین قابل و لائق تھے - نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے ہم صحبت و مشاعرہ تھے - اکثر اوقات نواب شہید کی ترغیب سے غزلین کہی ہین - تعریف و تحسین کے مورد ہوئے ہین - پیری و ضعیفت سے شعر کم کہتے تھے کبھی کبھی فارسی زبان مین موزون کرتے تھے - علوم ادبیہ مین مستعد و کامل تھے گاہے ماہے عربی مین کہتے تھے - بدیہہ گوئی مین ضرب المثل تھے ایکروز ایک نوجوان لڑکا خوش لباس آپ کے سامنے آیا - آپنے اسیوقت یہہ شعر موزون فرمایا

داد صد رنگ خوشدلی بدلم
جامۂ سبز و چہرۂ گلنار

ایک وقت نواب آصفجاہ نظام الملک بہادر کے جشن سالگرہ۔ دوزن مبارک کے بیان مین لکھا

از بہر نثار این خداوند جہان لعل و گہر آمدہ ز کان عمان
بار وے جہان فروز در روزن خورشید در آمدہ سراج منیران

ان صنمی کان فی الجلباب کنت رایتہ بل ہو شمس شفقت نظرت فی المطر

ان دو تین اشعار کے سوا ہمکو آپکا کلام نہین ملا۔ شاید تلف ہو گیا ہو۔ تحفۃ الشعرا مین مرزا افضل قلی قشالی نے جو آپکا معاصر ہے یہی اشعار لکھے ہین۔ شاید میان حامد بیر کی حمایت کی وجہ سے اشعار کی حفاظت نکرتے ہون۔

حفیظ۔ شیخ حفیظ دہلوی

حفیظ تخلص۔ شیخ حفیظ نام آپکا اصلی وطن دلی ہے۔ آپکی بزرگ سپاہ پیشہ تہے سپاہ گری کے پیشہ مین زندگی بسر کرتے رہے۔ مگر آپ سن شعور کے بعد عالم شباب مین طالب علم ہوئے۔ چند مدت مین علما و فضلا کی خدمت مین ضروری لیاقت حاصل کر کے فن شاعری کے طرف متوجہ ہوئے۔ آپکی طبیعت تیزی مین شعلہ جوالہ تہی طبع والا فکر رسا سے شعر موزون کرنے لگے۔ کلام شیرین و رنگین ہونے لگا معاصرین دیکہکر تعجب کرتے تہے۔ رفتہ رفتہ آپ درجہ استادی کو پہنچ گئے۔ سب شعرا معاصرین آپکی استادی کے قائل ہوئے۔ آپ فارسی وار دو دونون زبانون مین کہتے ہین۔ دونو زبانون مین آپکا کلام سنجیدہ و با محاورہ ہوتا ہے۔ پاکیزہ و شستہ آپ ہند سے اورنگ آباد دکن مین آئے۔ راجہ بہیت رام کے خدمت مین باریاب ہوئے راجہ صاحب آپکی لیاقت و قابلیت دیکہکر بہت خوش ہوئے۔ اور آپکو نہایت اکرام

واعزاز سے اپنے پاس کہا۔ اور آپکے لئے معقول تنخواہ بھی مقرر کردی۔ چند مدت
راجہ صاحب کے مصاحب رہے۔ جب راجہ صاحب کا کام درہم وبرہم ہوگیا۔ تب
راجہ سے علیحدہ ہوئے۔ آپ بھی مجبور ہوکر وہان سے حیدرآباد آئے۔ اور راجہ چندو لعل
مہاراجہ بہادر سے ملے ایک قصیدہ بھی پیش کیا۔ مہاراج بہادر نقاد سخن تھے اسوقت
آپکو خلعت اور ہزار روپیہ ماہوار سے سرفراز فرمایا۔ پھر آپ حیدرآباد مین ملک الشعرائی
کے درجہ کو پہنچے۔ اور مہاراجہ بہادر کے مصاحب ہوئے۔ آپنے اپنی خوش کلامی
وجادو بیانی سے مہاراجہ کو مسخر کرلیا تھا۔ مہاراجہ بہادر آپکے کلام پر فریفتہ وشیفتہ رہے
آپ خوش اخلاق ونیک طبیعت تھے۔ نازک دماغ وپاکیزہ خیال تھے۔ ہر روز دربار
مین تازہ ونیا لباس پہنکر آتے تھے۔ باوجود جاہ وحشمت فقرا دوست وغربا پرور
تھے۔ مہمان نواز وفیض گستر۔ کلمۂ خیر مین بڑے جوانمرد تھے۔ ہر ایک کی سفارش
کرتے۔ آپکے نزدیک آشنا وبیگانہ مساوی تھے۔ آپکی بدولت ہزارہا غربا وفقرا
مہاراجہ بہادر کے چشمۂ فیض سے سیراب ہوئے۔ اور صدہا آدمی سلسلۂ ملازمت مین
شریک ہوئے۔ ایک عالم آپکا ممنون منت تھا۔ آخر آپ ۱۲۴۷ھ ہجری مین جنت کو
روانہ ہوئے۔ اور حیدرآباد مین مدفون ہوئے۔

من اشعارہ الہندی

لب جانان سے جی اداس آیا — ہمکو آب بقا نہ راس آیا
مین وہ شمع مزار بیکس ہون — کہ پتنگا نہ جس کے پاس آیا

ولہ

ہم اسے بادۂ گلرنگ پلادیتے ہین — خانہ باغ آئینۂ رخ کو بنادیتے ہین

ولہ

ہمارے دل مین ہمیشہ درد والم کا جوش رہا — کہ سینہ داغون سے دوکان گلفروش رہا

خیال کاکل مشکین یہ مجکو دوش رہا — کہ مثل کعبہ مرا دل سیاہ پوش رہا

ہزار نالہ محشر نما نہ لب سے تھے — کسیکا پاس ادب تھا خموش رہا

ولہ

خط مین کچھہ حسن طلب تھا نہ سوا اسکے جسے — ما بخیر و سلامت بشما کہتے ہین

تسمیہ تشہیر کیا قاتل بیچارے کو — آپ فرمائے قبلہ اسے کیا کہتے ہین

ولہ

چاک سینہ ہوگیا دل سے صدا آنے لگی — کہلتے ہی اس در کی جنت کی ہوا آنے لگی

لڑکون نے لیکے مارے جون ہی سنے سنگ — دیوانگون کی خون سے ہوا رستے رنگ رنگ

آپنے ایک رباعی حضور سکندر جاہ نور اللہ مرقدہ کی نذر کی تھی - **رباعی**

کوئی نام خدا لے کے حرم تک پہنچا — کوئی پوجتے ہی دیر صنم تک پہنچا

خوش طالعی میری ہے کہ لیکر یہ نذر — تجہہ سکندر کے قدم تک پہنچا

ولہ

محبت آہ کیا کیا رنگ عاشق کو دکھاتی ہے — اگر یکدم ہنسائی ہے تو پھر پہرون رلاتی ہے

روبرو غیرون کے شکوہ کیا کرون مین آپکا — ہو رہینگی پھر کرو باتین ہماری آپکی

حنا - مہدی حسین خان لکھنوی

حنا تخلص - مہدی حسین خان نام - آپ محمد حسین خان لکھنوی کے فرزند ہین - آپکی ولادت شہر لکھنؤ مین ہوئی - تعلیم و تربیت بھی اسی شہر مین پائی - استعداد علمی کے بعد شعرگوئی شروع کی - مومن خان مومن دہلوی المتوفی سنہ ۱۲۶۸ ہجری کی خدمت مین سخن کی مشق کی - استاد کی توجہ کی برکت سے لائق و ممتاز ہوئے - دس گیارہ برس سے حیدرآباد دکن مین کسی سرکاری خدمت پر مامور ہین - چست و چالاک ہوشیار بیباک ہین خوش سیرت نیک عادت ہین محبت و دوستی کے لائق ہین شگفتہ جبین و خوشخو ہین

بارک اللہ فی بقائہ — **من اشعارہ**

قلم ہے کیا جو ہے عرض مدعا کے لئے — زبان ہی نہین صرف التجا کے لئے

تمہارے لب جو کرین دعوی مسیحائی	مرض ملے نہ کہین نام کو دوا کے لئے

حبیب - محمد کاظم صاحب کنتوری

حبیب تخلص - محمد کاظم نام - آپکا مولد و منشا قصبہ کنتور ضلع لکھنؤ سے آپکے نسب کا سلسلہ جناب سید حمزہ بن حضرت امام موسیٰ کاظم سے ملتا ہے - آپکے بزرگ سادات نیشاپور سے تھے - زمانۂ سلف مین وطن اصلی سے ہند مین وارد ہوئے ملک اودہ قصبۂ کنتور کو زمین فروکش ہوئے - اسوقت کنتور مین فضلا و علما بہت سکونت پذیر تہے - آپکے جد اعلیٰ نے بھی وہین سکونت اختیار کر لی - آپکے بزرگون مین اکثر علما گذرے ہین - علوم عقلی و نقلی مین بے نظیر ہوے ہین - زمانۂ حال تک بھی اُسی موروثی علم کا خاندان مین اثر باقی ہے - آپنے ابتدا شعور مین کسیقدر فارسی و عربی کتب پڑہین ہین - زمانہ طالب علمی مین آپکو شعر و شاعری کا شوق پیدا ہوگیا آپکی طبیعت کا میلان شعرگوئی کی طرف رجوع ہوا - اور طالب علمی حالت مین خلل واقع ہوا - آپ تحصیل علوم و کسب فنون سے محروم رہے - مگر شاعری مین اُستادی کے مرتبہ کو پہنچ گئے - آپنے سخن کی مشق جناب سید لطف اللہ قدر مرحوم سے جو آپکے نانا تھے کی - آپکا کلام نزاکت و لطافت مین ڈوبا ہوا ہے - آپ خوش وضع و خوش فکر ہین - فی الحال آپکی عمر قیاساً پینتالیس برس کی ہے - چند سال سے اس ریاست مین ملازم ہین معتمد مدار المہام سرکار عالی نظام کے میرمنشی ہین -

من اشعارہ الہندی

دلسوز کون تھا ہمین روتا جو بعد مرگ	ہان بیکسی کا رکھتی ہے شمع مزار غم

اسیری مین بلا نازل ہوئی وحشت کے پر نکلے
چلے صحرا سے زندان کو گریبان پہاڑ کر نکلے

ہمارے ساتھہ جاتے ہین عالم کو حسرت و ارمان
یہہ حسن اتفاق اسوقت جیسے ہم سفر نکلے

ولہ

لے چلی ہین دلکو سوئے کوئے قاتل حسرتین
گردشین ہے ہمرکاروان شام و سحر

عرش پر ہوگا دماغ رہروان کوئے عشق
آسمان پر ہے غبار کاروان شام و سحر

ولہ

عکس روئے یار ہے تصویر پشت آئینہ
دیکھئے چمکی ہے کیا تقدیر پشت آئینہ

خط تقدیر ہے میرا جسے سمجھے ہین سب جوہر
بنگئے ہین غم سے ہم تصویر پشت آئینہ

حشمت میر حشمت علی حیدرآبادی

حشمت تخلص حشمت تخلص۔ میر حشمت علی نام۔ آپکا مولد و منشا حیدرآباد دکن ہے۔ آپ میر حیدر علی مرحوم کے فرزند ہین۔ مرحوم لیہ سرکار عالی نظام کے صدر ثبتیہ خانہ کے میرمنشی تھے۔ آپنے سن تمیز کے بعد علماے حیدرآباد سے کتب فارسیہ کی تحصیل کی۔ انشا پردازی و عبارت نویسی مین خوب مہارت پیدا کی۔ مزاج مین سخن سنجی و شعرگوئی کا ولولہ تھا۔ اور طبیعت بھی سنجیدہ تھی۔ شعرگوئی کے میدان مین سبقت کرکے خوب جولانی کرنے لگے۔ میر حسین خان حیدر المتوفی سنہ ۱۲۸۵ ہجری سے کلام کی اصلاح لیتے تھے۔ کلام سے نزاکت و ملاحت نمود ہوتی ہے۔ آپکی عمر تخمینا پچاس برس کی ہوگی۔ متوسط قد۔ گندمی رنگ مائل بہ سیاہی۔ خدا تعالے آپکو دیرگاہ زندہ رکھے

من اشعارہ الہندی

مرگ عاشق پر بھی اسطرح غم کہاتے نہین
صبر کی جا ہے مرکے ساتھہ مر جاتے نہین

ہوگئے ہین جا کے شاید کوئے جانان مین مقیم
حضرت دل آج پہلو مین نظر آتے نہین

بخشش حیدری کا دربار معلا عام ہے	ولہ	اس حلقۂ حشمت سخندان فیض کب پانہین
گورے ہاتہوں سے جو دفناؤگے منت ہوگی		گور تیرہ مین نہ پہر شمع کی حاجت ہو گی
پہنچنا شور مچانا سر مدفن کیسا		روح عاشق پہ ابہی ورد قیامت ہو گی

حبیب ـ محمد حبیب حیدرآبادی

حبیب تخلص ـ محمد حبیب نام مشاہیر شعراء حیدرآباد سے ہے ـ تذکرہ نویسون نے آپکی پوری کیفیت نہین لکہی سنہ ولادت و وفات کا بہی کچہہ ذکر نہین کیا ـ کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ شاعر لائق و فائق تہے ـ مضامین تازہ خوب طلاش کرتے تہے ـ خوش فکر و خوش خیال تہے ـ تقریباً آپکا بہی انتقال ۱۳۰۰ھ ہجری مین واقع ہوا ہے ـ

من اشعاره الہندی

نہ گئی چشم سے آنسو کی روانی آخر	ولہ	رہ گئی صرف یہی یار کی نشانی آخر
ہنس پڑا باغ مین مینا جو بلبل کی دیکہہ		کہاں گئی یار تری غنچہ دہانی آخر
موند کر آنکہہ کو کیا ذوق سے سویا ہے حبیب		نہ سنی حیف مری ہم نے کہانی آخر
دل ہے بیدل کی ایک تسلی تو		کچہہ تو اپنی نشانی دو جانان
گلبدن پہول کی ہمت توڑ توڑا آلی آرہی		دیکہہ ابہی شور کرین بلبل نالی آرہی

حسن ـ امیر حسن دہلوی

حسن تخلص ـ امیر حسن نام ـ نجم الدین لقب ہے ـ آپ میر علا سنجری کے فرزند ہین ـ آپکا مسقط الراس شہر دلی ہے ـ آپکی نشو و نما و تربیت و تعلیم بہی وہان ہی ہوئی آپ جوانی مین

ہوئی۔ عالم شباب کے ابتدا مین علوم و فنون کی تحصیل سے فارغ ہوئے۔ شعر و شاعری کے
میدان مین سبقت کرنے لگے۔ آپکی طبیعت مین سخن سنجی کی قوت خداداد تھی۔ آپکا کلام
تصوف و تجرد و وحدت الوجود اور دنیاوی اسباب کی بے ثباتی پر شامل ہوتا ہے۔ صاحبدلان
کامل و بزرگان صاحبدل آپکے کلام کے سننے سے وجد کرتے ہین اور نیم بسمل کی طرح
تڑپتے ہین۔ دنیا و ما فیہا سے بیخبر و مست ہوتے ہین و مقام الست و بلیٰ کی طرف
رجوع ہوتے ہین۔ آپ فطرۃً رند مشرب خضر طلب تھے۔ مرات الخیال کے مولف نے
تاریخ ہند سے نقل کیا کہ آپ مکارم اخلاق و لطافت و ظرافت و استقامت عقل مین
بے نظیر تھے۔ اور روش صوفیہ و تجرید و تفرید و بے تعلقی دنیا مین بے مثل تھے۔ رندانہ
مستغنیانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اور آپکی توبہ کا سبب یہہ لکھا کہ آپ یکروز ایک نانبائی کی
دوکان پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اتفاقاً اُسروز قدوۃ السالکین حضرت شیخ نظام الدین قدس سرہ
مع مریدین بازار سے گذر رہے تھے اور امیر خسرو بھی ہمراہ تھے۔ یکایک امیر کی نظر فقیر یعنے
حسن صاحب ترجمہ پر پڑی۔ امیر نے دیکھا کہ صورت زیبا لائق و قابل سلوک ہے۔ آگے
بڑھ کے خواجہ حسن صاحب ترجمہ سے سوال کیا کہ نان و کلچہ کسطرح بیچتا ہے۔ حسن نے جواب دیا کہ
روٹی کو ترازو کے پلڑے مین رکھتا ہون اور خریدار سے کہتا ہون کہ دوسرے پلڑے
مین زر قیمت رکھے۔ جب خریدار پلڑے مین زر رکھتا ہے اُسوقت اُسکو روٹی دیکر روانہ
کرتا ہون۔ امیر قدس سرہ نے کہا اگر خریدار مفلس ہو تو کیا صورت ہوگی۔ حسن نے
جواب دیا کہ اُس سے درد و بلا قیمت لیتا ہون۔ امیر قدس سرہ آپکے جواب سے متعجب
ہوئے۔ واقعہ کی پوری کیفیت حضرت شیخ قدس سرہ کی خدمت مین گزارش کی۔ شیخ
قدس سرہ نے کچھہ جواب نہین دیا۔ لیکن حضرت کی توجہ باطن نے حسن کے دل پر پورا اثر کیا کہ

اُسیوقت حسن کا حال متغیر ہوا - اور درد طلب دامنگیر ہوا - فوراً نان بائی کی دوکان سے
اُٹھہ کر حضرت کی خانقاہ مین آیا اور توبہ کی اور حضرت کی بیعت سے سرفراز ہوا - دیکھو
حضرت کی توجہ تیر بہدف تھی - بزرگان دین واہل اللہ کی نظر بے اثر نہین ہوتی ہے
پیر ہون تو ایسے ہون - خدائے تعالی ہمکو ایسے بزرگون سے ملائے کہ ہم دنیا وما فیہا
سے سبکدوش ہوجائین - فی زمانا پیری مریدی کی نسبت اگر گویم مشکل وگر نگویم مشکل
بامرلاچاری شق ثانی کو اختیار کرتا ہون - اور دم بخود رہتا ہون خدا ہم تمام کو نیک
ہدایت کرے - بزرگان دین کی توجہ موثرہ کی بابت کسی شاعر نے کہا ہے ؎

آنرا کہ بدانیم کہ او قابل عشق ست رمزے بنمائیم و دلش را بربائیم

آپ امیر خسرو کے معاصر مین گویا دونون بزرگ سخنوری مین برادران توام ہین - اور
دونون بمصداق ہذان لساحران فن شاعری مین جادوگر ہین -
بہارستان سخن کے مولف نے لکھا کہ امیر خسرو وامیر حسن مین باہم الفت وصحبت برادرانہ
تھی - دونون شاہزادے سلطان محمد بن غیاث الدین بلبن کی ملازمت مین
ملتان گئے - امیر خسرو شاہزادے کی مصحف داری پر خواجہ حسن دوات داری پر
مامور تھے - شاہزادے کی شہادت کے بعد دہلی مین آئے - ملازمت کے زمانہ مین دونون
ہم نوالہ وہم پیالہ رہتے تھے - لیکن امیر حسن امیر خسرو پر تقدم رکھتا تھا - تقدم کے
مختلف اسباب ہین - امیر حسن کے قطعات وقصائد سلطان غیاث الدین بلبن کی مدح
مین زائد ہین - اور امیر خسرو کے قصائد سلطان کی مدح مین کم ہین -
اور مولف مذکور نے یہہ بھی لکھا کہ خواجہ بعمر ۵۶ سالہ حوض شمسی کے کنارے شرب
وکباب مین مصروف تھا کہ یکایک اسطرف حضرت شیخ نظام الدین اولیا کا گذر ہوا

خواجہ حسن نے آپکو دیکھکے یہہ دو بیتین پڑہین ؎

سالہا باشد کہ ما ہم صحبتیم ۔ گر ز صحبت ہا اثر بودے کجاست
زہد تان فسق از دل ما دور نکرد ۔ فسق ما یان بہتر از زہد شماست

حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا صحبت موثر ہے ۔ اگر حسن نیت سے ہو ۔ کامیابی کا وقت پہنچ گیا تہا ۔ فوراً شیخ کے قدمون پر گرا اور تمام گناہون سے توبہ کی ۔ اور حضرت کے حلقۂ ارادت مین داخل ہوا ۔ اور ایک غزل کہی اسکا مطلع یہہ ہے ؎

یک سر موے دولت سفید شد ۔ ہیچ مو بر تنت سیاہ نماند
اے حسن توبہ انگہی کردی ۔ کہ ترا قوت گناہ نماند

آپ کی غزلین و قصائد درد آمیز و شور انگیز ہوتے ہین فصاحت و بلاغت کی خوبیان مضامین و معانی کی موشگافیان کلام سے ظاہر ہوتی ہین ۔ آپ صاحب دیوان ہین ۔ آپنے ایک کتاب مسمی فوائد الفواد جو حضرت شیخ کے حوال و اقوال پر شامل ہے نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے لکہی ہے ۔ رسالہ متانت الفاظ و لطافت معانی سے مرکب و مرتب ہے ۔ نقل کرتے ہین کہ امیر خسرو رسالہ کی نسبت فرماتے تہے کاشکے اگر میری تمام تصانیف حسن کے نام ہوتین اور یہہ کتاب میرے نام پر ہوتی تو بہتر ہوتا ۔ اور مین اس سعادت ابدی سے مشرف ہوتا ۔ اور دارین مین اس سعادت پر فخر کرتا ۔ امیر خسرو کا یہہ کلام محبت و اتحاد کی وجہ سے ہے ۔ خواجہ حسن صاحب ترجمہ شعر گوئی و روش شاعری مین سعدی شیرازی کی پیروی کرتا ہے ۔ چنانچہ خود کہتا ہے ؎

حسن گلے ز گلستان سعدی آوردست ۔ کہ اہل معنی گل چین ازان گلستانند

سعدی شیرازی کی پیروی کرنے سے اہل معنی ہندوستان کہتے تہے ملانا عبد الرحمن جامی نے

بہارستان مین لکہا کہ خواجہ حسن نے غزل گوئی مین طرز خاص اختیار کیا ہے۔ اکثر قوافی
تنگ اور ردیفین نادر اختیار کین۔ آپ کے کلام کی حالت مجتمعہ اگرچہ ظاہر النظر مین آسان
معلوم ہوتی ہے لیکن ایسا کلام کہنے مین دشوار و مشکل ہوتا ہے۔ بناءً علیہ آپ کے کلام کو
سہل ممتنع کہتے ہین۔ ملک الشعرا شیخ فیضی کہتا تہا۔ امیر حسن آنہ وارد کہ عاشق آن تواند شد
گو امیر خسرو یوسف زمان بود چنانچہ خود میفرماید ؎

اے حسن بر آستین نظم خود و نوک طراز	خاصہ این ساعت کہ طرز خاص پیدا کردہ

انتہی کلامہ۔ لطائف اشرفی کے مولف نے لکہا کہ آپ ظریف لطیف الطبع و لطیف المزاج تہے۔
آپ جب مجلس احباب مین جلوہ افروز ہوتے تہے تب سارا جلسہ آپ کے وجود سے زینت پذیر
ہوتا تہا۔ آپ کے لطائف و ظرائف سے احباب کو لطف و مزہ حاصل ہوتا تہا۔ بحسب اتفاق
خواجہ حسن کو بیماری لاحق ہوئی۔ عارضہ کی شدت سے بیہوش ہو گئے۔ چند احباب مثلاً
امیر خسرو و منصور وغیرہ ہم عیادت کے گئے اور آپکو آواز دے کہ خواجہ صاحب کہ ما را می شناسید
ما کیانیم کہ و آخر گفتند تا چہ کسانیم۔ خواجہ نے آنکہہ کہولکر کہا کہ ما بندہ سخن اولئیم کہ
تمام آپ کے کلام ظرافت انجام سے محظوظ ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ ایسے وقت مین بہی ظرافت
کو ترک نہین کیا۔ تاریخ فیروز شاہی کے مولف نے لکہا کہ مین نے لطیف المزاج سلیم الطبع
و خوش اخلاق مثل خواجہ حسن کے کسیکو نہین دیکہا۔ لطافت مزاج و خوش خلقی مین بے نظیر تہا
سلاطین و امرا آپ کے ساتہہ خاص توجہ رکہتے تہے یعنے آپکے کمال و حسن لیاقت کے خریدار
ہوتے تہے۔ آخر عمر مین جب سلطان محمد تغلق شاہ نے دہلی کو خراب کرکے دیوگڈہ دکن کو
دار السلطنت بناکے دولت آباد نام سے موسوم کیا۔ تمام باشندگان دہلی حسب الحکم
دیوگڈہ مین آئے۔ آپ بہی تمام کے ساتہہ آئے۔ چند روز کے بعد خلد برین کو روانہ ہوے

{مخدوم اولیا} ۷۳۸ھ تاریخ رحلت ہے۔ بحساب ساتہہ سو اڑتیس ہوتے ہین۔ اخبار الاصفیا کے مولف نے لکہا کہ سنہ ۷۳۷ ہجری۔ اور مرات الخیال کے مولف نے سنہ ۷۳۸ ہجری لکہا۔ سنہ رحلت بقول مرات الخیال صحیح معلوم ہوتا ہے۔ والعلم عند اللہ۔ روضۂ خلد آباد مین قریب مقبرۂ شاہ برہان الدین غریب غیرہم مدفون ہوئے۔ دکن مین حسن شیر نام سے مشہور ہین۔ یہہ خرابی و تصحیف حسن شاعری کی ہے۔ آپ صاحب دیوان تہے آپکا دیوان ہند و دکن و عرب عجم کے کتبخانون مین موجود ہے۔ اب مین آپکے گلزار ہمیشہ بہار دیوان سے گلہائے رنگین و شگوفہائے شیرین انتخاب کرکے بطور گلدستہ ناظرین کی خدمت مین پیش کرتا ہون تاکہ اسکی خوشبو سے دل و دماغ کو معطر و تازہ کرین

ہو ہذہ

باز دل سوئے سفری بینم آن دلدار را — نیست از یار یکہ تنہا می گزارد یار را

گر ہمین شب است تا کہ طالع نشوی ای بن مہ — بگذرد چون شبنم گل وقت سحرے بر ما

باز در زنجیر زلف دلبران آویختم — چون کنم جانے نمی یابم دل دیوانہ را

صبر من بیگانہ تر شد چون تو گشتی زر من — آشنا ہر گہ بگردد چہ غم بیگانہ را

خوبان اگر بدست رقیبان گرو مبند — گرد چمن برائے چہ بندند خارہا

ہمرہ از رویت نمیگردد جدا — کافران را نیست از آتش نجات

جرعہ گر ز دست افتد بر زمین — خون او ہفت آسمان را خونبہاست

یارب منجمے برسان تا بپرسمش — کان آفتاب شب روم از آسمان گذشت

زلف تو شفیع محشرم باد — ہرچند کہ نامہ ام سیاہ است

ساقی دم صبح مشکبار است — غائب نشوی کہ با تو کار است

چشمت سوئے من نمی شود باز — وله — جانان مگر از منت غبار است

باریاری کند اگر خواہد — وله — قصۂ من ہنوز بر اگرست

ببوسم نامۂ خود روز محشر — وله — کہ از خط سیاہش یادگارست

عشقبازان دیگر اند و عیش سازان دیگرند — وله — آنچہ در فرہاد می بینم در پرویز نیست

از خط خونریز و از رخسار خویش گوئیا — وله — مصحف عالم بہ پیش پادشاہ عادل است

سنگ را بر روئے خود زن آتشے در رخت خویش — اے حسن این سنت دیوانگان عاقل است

روئے گل مین صفت روئے کسے با او ہست — وله — بوئے حلقۂ گیسوئے با وہی ہست

دوش چشم ہمہ کس در مہ نو حیران بود — چاشنی خم ابروی کسے با وہی ہست

گفتم ز باغ وصل تو بوئے بمن رسد — وله — آواز از در تو بر آمد کہ بار نیست

خال تو بر رخ جہان افروز — وله — ہندوی آمد آفتاب پرست

آب مژہ ما گذران شد ز سر ما — وله — نیکو مثل است نیکہ ہم از ماست کہ بر ماست

خط کشیدی من شدم عاشق — وله — راستی مشک و عشق پنہان است

مرا بزور گرفتی برحمت بگذار — وله — کہ بادشاہ بسے صید را گرفت و گذاشت

یار آوار کی ہمی خواہد — وله — رفتن حج بہانہ افتادہ است

بیستن خواہم شنوم کان لفظ را تا بہ ہم — وله — زان مثل ترسم کہ در باب سخن آمدہ است

ماگناہے نکردہ ایم — وله — خوئے بد را بہانہ بسیار است

دلم بردی و نتواختی ہزار افسوس — وله — چنانکہ دلبریت ہست و دلنوازی نیست

مگر بتو نرسیدہ است کان بزرگ چہ گفت — وله — میان ما و شما عشق ہست و بازی نیست

فائدہ اس بیت مین شیخ فریدالدین کے کلام کی طرف تلمیح ہے یعنے ایکوقت

شیخ بہاء الدین کے طرف سے شیخ فرید الدین کی خدمت مین ایسی بات پہنچائی گئی کہ شیخ فرید الدین کے موافق نہ تہی۔ بعد مین شیخ بہاء الدین نے آپکی خدمت مین ایک معذرت نامہ بہیجا۔ اسمین یہہ ایک فقرہ تہا کہ میان ما و شما عشق بازی ہست کہ شیخ فرید الدین نے جواب مین لکہا کہ میان ما و شما عشق بازی نیست کہ الخ

روبہت در بہشت بود خط چہ میکشی ‌ وله ‌ اے ظلم پیشہ خار منہ بر در بہشت

سرورے کہ سایہ کرم از من دریغ داشت ‌ وله ‌ صبح سعادتست دم از من دریغ داشت

یارب ہمیشہ بر سر من پایدار باد ‌ ‌ آن ابر رحمتی کہ نم از من دریغ داشت

گشتم ز فرق تا بقدم حلقہ چون رکاب ‌ ‌ زان شہسوار من قدم از من دریغ داشت

گر شبے خوانی سگ کوئے خودم ‌ وله ‌ واللہ آن شب روز بازار من است

دلم گم شد درین مجلس کجا رفت ‌ وله ‌ لبش گیرم کہ پنہان کردہ اوست

روزم تو بر فروز شبم را تو نور بخش ‌ وله ‌ این کار تست کار مہ و آفتاب نیست

گفتی ترا چہ سود و چہ سودست در سماع ‌ ‌ این آن سوالہاست کہ آنرا جواب نیست

شب آمد و شنید کلام حسن ز دور ‌ وله ‌ گفتم پری مگر بفسون آمدن گرفت

نار گر با خندہ شیرین تو لافی زند ‌ وله ‌ در دہانش باز نگذاریم دندانی درست

چشم ہر ناظر بمنظوری منور کردہ اند ‌ وله ‌ توتیائے گر گرد راہ مستان بس بود

جان پیش کشم چو تو در آئی ‌ وله ‌ در خلوت دوست جان نگنجد

ہر چہ بغمزہ میکشی زندہ ہمیکنی بلب ‌ وله ‌ چشم تو جور میکند لعل تو داد میدہد

شیرین لبان کشند و نوازند یار ما ‌ ‌ اندک تری نوازد و بسیار می کشد

حسن دعائے تو گر مستجاب نیست مرنج ‌ ‌ ترا زبان دگر و دل دگر دعا چہ کند

شیرین لبان کشند و نوازند یار ما | وله | اندک نوازد و بسیار می کشد

دل را نسیم زلف تو مدهوش آورد | وله | جان را شمائل تو به بیهوشی آورد

لعل تو ای نگار چه معجون حکمت است | گرچه خواندهایم فراموشی آورد

گفتی چرا سخن نکنی چون بمن رسی | حیران جمال تو مدهوشی آورد

دل ربودی دگر چه خواهد شد | وله | راضی ام من بهر چه خواهد شد

دل نشد جان بسوخت این کم شد | شد نی شد دگر چه خواهد شد

بخت برگشت یار برگردید | ای حسن زین بتر چه خواهد شد

سیر من بر زمین باشد همیشه پیش مه رو یار | وله | مگر آن روز معذورم که در زیر زمین باشد

تحفه هر دو جهان بر در او می آرند | وله | از من خسته سلامی و دعا هم برسد

ای چو گل خاسته خاری بتمنا مرساد | وله | قرة العین منی عین کمالت مرساد

ای خضر یکبار دگر محمل بسوی روم کن | وله | روح اسکندر را بگو کان آب حیوان میبرد

مکتبی که اروم میبردی همه طفلان | وله | بغیر سوره یوسف دگر نمی خوانند

مصلحت نیست که بیدادم ببین انجواجه حکیم | وله | هر کسی مصلحت خویش نکو میداند

خواهم که بوسم پای تو چندان که دارم دسترس | وله | ای صبح دولت بلدمی با دوستان همنفس

فراق روی تو بسیار شد چه چاره کنم | وله | مگر لباس حیاتی که هست پاره کنم

گرفتم اینکه به بندم دهن ز نالیدن | طبیب درد دل بیچاره را چه چاره کنم

اگر گوئی بمیر اندر غم من | وله | عجب نبود که از شادی بمیرم

لب شیرین و غمزه شوخت | وله | نسخه صلح و جنگ می بینیم

صلح کردم ببوسه دهنت | جنگ نیم وقت تنگ می بینیم

چگونه آدمی حیران نماند	وله	پری پیدا شده از نسل آدم
گفتم بفاخته که چه می نالی اینچنین	وله	گفتا که درس عشق تو تکرار می کنم
ای از شب گیسوی تو هر شب مرا قدری دگر	وله	پرده ز رخ یکسو فگن روز مرا نوروز کن
جا نخواهم جز بخاک کوی تو	وله	جان من نشنیده حب وطن
خون شد دل و دیوانه ام لطف بیا زین اینچنین	وله	آخر رسید افسانه ام شب را دراز آمد زهی نیجنان
بسیار خوانده ام صفت دوزخ و بهشت	وله	دوزخ فراق تست بهشتم وصال تو
کباب گشت جگر بی می جگر گونم	وله	مرا جگر بده آن باده جگر گون ده
گفتی بداغ خاص مکرم کنم ترا	وله	این وعده را امید وفا هست گر کنی
داغ گشتم از دیر رفتن تو	وله	داغ دیگر که دیر می آئی
سگ تو باشم و خاک درت شوم چکنم	وله	غلام حکم توام تا چه حکم فرمائی
بیا که بر همه خوبان شهر شاه توئی	وله	چو غنچه در صف گل صاحب کلاه توئی
ز دست تو بکه نالم که نام حکم تراست		ز تو بسوی که گریزم گریزگاه توئی

امیر حسن صاحب نے جو ایک مختصر مثنوی سلطان علاء الدین کی مدح میں لکھی تھی

من ۲۰ ابیات

بیا ای گهر جوی دریا شکیب	ز دُر هرچه داری برون کن ز جیب
چو آئی درین بندگی بنده وش	ز هر دُر چه باشد ترا پیشکش
طبق از ورق در از نظم خواه	درے در طبق نه بیا پیش شاه
زهی گلشن ملک تو نونهال	بر آورده حضرت ذو الجلال
روان کرده از بهر میدان خویش	روان کرده از بهر احسان خویش

زخورشید بر آسمان گوئے زر — ز از ریختن در زمین جوئے زر
برائے و برایت برافراشتن — ترا ختم شد مملکت داشتن
توئی بر خلافت بحق دستیاب — یمین الخلافہ ازان شد خطاب
فریدون اگر کین کشید از دو مار — تو از صد فریدون بر آری دمار

حاکم - حکیم بیگ خان لاہوری

حاکم تخلص - حکیم بیگ خان نام ہے۔ آپ شادمان خان اوزبک کے فرزند ہیں - قاضی میر یوسف ہراتی کے دختر زادے - شادمان خان عالمگیری زمانہ میں بلخ سے ہند میں آئے - بادشاہی منصبداروں کے زمرہ میں شریک کئے گئے منصب ہفتصدی سے پنجہزاری تک ترقی کی - فردوس آرامگاہ محمد شاہ کے عہد میں منصب پنجہزاری و نوبت و نقارہ سے سربلند و ممتاز تھے - اور لاہور میں سکونت پذیر تھے حکیم بیگ خان بھی فردوس آرامگاہ محمد شاہ کے ابتدائے عہد میں منصب دو خانی سے ممتاز ہوئے آخر آپ تارک الدنیا ہوئے اور فقیری کا دامن تھام لیا - کشمیر و دہلی میں سیاحی کی - اور حرمین شریفین کی زیارت کا مصمم ارادہ کیا - اولاً خود صاحب ترجمہ و شیخ نور العین واقف بٹالوی باہم ملکے دکن روانہ ہوئے - ۲۹ تاریخ ماہ رجب سنہ ۱۱۴۷ ہجری میں اورنگ آباد دکن میں وارد ہوئے - میر غلام علی آزاد بلگرامی کے پاس فروکش ہوئے - آزاد آپکی تشریف آوری سے بہت خوش ہوئے - مہمانداری بطور شائستہ ادا کی - ایک ہفتہ تک دونوں عزیز آزاد کے پاس مہمان رہے - ایک ہفتہ کے بعد دونوں بزرگ بندر سورت روانہ ہوئے - واقف بندر سورت میں بسبب بیماری لاحقہ

سکونت پذیر ہوا۔ اور حاکم صاحب جمعہ جہاز مین سوار ہوکے روانہ ہوگیا۔ مع الخیر والعافیہ حرمین شریفین مین پہنچ کے حج وزیارت سے فائز المرام ہوکے سورت مین مراجعت کی بتاریخ ۵ جمادی الاولی سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین حاکم واقف اورنگ آباد مین داخل ہوے آزاد دونون اعزہ کے ملنے سے بہت خوش ہوئے۔ اسوقت حاکم نے ایک مختصر تذکرہ شعرا لکھا۔ اور اس تذکرہ مین اُن شعرا کو درج کیا جنکو دیکھا۔ تذکرہ کا نام تحفۃ المجالس تجویز کیا۔ آزاد بلگرامی نے کہا کہ اسکا نام مردم دیدہ رکھنا چاہئے۔ تاکہ اسم بامسمی ہوجائے۔ اوراسمین ایہام بھی ہے حاکم نے پسند کیا۔ اور یہی نام قرارداد ہوا۔ حاکم نے تکملہ نسخہ مین یہہ قطعہ منظوم کیا ہے

نسخہ "تازہ کردہ ام تالیف	کہ ازو تازہ شد روان سخن
نام او کرد مردم دیدہ	آنکہ بودہ است رازدان سخن
اسم سامئی او غلام علی است	سرو آزاد بوستان سخن
نیست او دیگرے بملک دکن	نیست با للہ قدردان سخن
او ویدہ او معنی و لفظم	او بود رمزدان سخن

جب حاکم تارک الدنیا ہوا تب شاہ عبد الحکیم ملقب ہوا۔ بتاریخ ۹ شوال سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین اورنگ آباد سے بطریق سیر حیدرآباد گیا۔ سیر کرکے ۱۹ تاریخ ماہ صفر کو اورنگ آباد پہنچا اور ۲۰ ہی تاریخ ربیع الاول سنہ ۱۱۷۶ ہجری مین حاکم و واقف ہند کو روانہ ہوئے۔ چونکہ مالوہ کا رستہ خوفناک تھا۔ احتیاطاً برار و جنیرپور کا رستہ اختیار کیا۔ اتفاقاً رستہ مین ایک واقعہ پیش آیا اورنگ آباد و بالاپور کے درمیان رہزنون نے دونون اعزہ کا مال اسباب لوٹ لئے۔ خیر گذری کہ

جان سلامت رہی۔ آخر دونون اعزہ بمصیبت تمام بالاپور برار مین پہنچے۔ وہان سے
ایک خط قاصد کے ہاتہہ سے آزاد بلگرامی کے پاس بہیجا اور اپنا تمام واقعہ لکہا۔
آزاد نے تہوڑا روپیہ بذریعہ ہنڈوی روانہ کیا۔ لیکن خرچ کافی نہین تہا۔ بالاپور سے
کہولاپور پہنچ گئے۔ پہر آزاد کے پاس ایک آدمی بہیجا۔ آزاد نے اسوقت خرچ
کافی بہیجدیا۔ دونون کہولاپور سے منازل قطع کرتے ہوئے مع الخیر والعافیہ
وطن مالوفہ پہنچے۔ حاکم نے خانپور ضلع صوبہ پنجاب توابع لاہور سے ایک خط آزاد کی خدمت
مین بہیجا۔ اور لکہا کہ ہم بتاریخ دوم شوال سنہ حال مع الخیر وطن مالوفہ پہنچے۔
اعزہ و اقارب عیال و اطفال کو مع الخیر والعافیہ پائے۔ ماتم یکقلم سے ایام سرور۔
اور دیدہ کو نور حاصل ہوا۔ اسیطرح اعزہ نے بہی ہمارے دیکہنے کی سبب خوشی منائی۔ اور حضرت
واقف بہی خیر و خوبی کیساتہہ اپنے وطن مالوفہ بٹالہ مین پہنچ گئے۔ تم کلامہ۔

حاکم کو تلمذ شاہ آفرین لاہوری سے تہا۔ خود شاگردی کا اظہار کرتا ہے ؎

حاکم ندانستم سر و سامان فکر و شعر — از فیض آفرین بسخن آشنا شدم

حاکم خوش طبع و خوش مزاج و ظریف تہا۔ ملا حامد لاہوری کے لڑکے کی ختنہ کی
تاریخ کہی۔ کہ ختنۂ ملا زادہ۔ گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ حاکم نے مجہہ سے
مکرر ذکر کیا کہ مین اپنا دیوان سراج الدین علیخان آرزو کے پاس اس غرض سے لیگیا
کہ نظر اصلاح سے مطالعہ کرین اور کلام کے حسن و قبح سے مطلع فرمائین۔ اولاً انکار
فرمایا لیکن میرے اصرار سے نگہداشت کیا۔ اور دو مہینے کے بعد واپس بہیجا۔ جو
کچہہ خیال مین آیا حاشیہ پر لکہدیا۔ وارستہ سیالکوٹی نے اعتراضات کو دیکہا تو
ایک رسالہ مسمی بہ جواب شافی لکہا۔ آرزو کے اعتراضات فضول تہے۔ آرزو و حاکم کی

خوش اخلاصی تحسین آفرین کے لائق ہے۔ باوجود مناقشۂ شاعری دونون مین
بدستور اتحاد و محبت کا سلسلہ قائم تھا۔ آرزو مجمع النفائس مین حاکم کی تعریف
کرتا ہے اور حاکم بھی مردم دیدہ مین آرزو کو نیکی کے ساتھہ یاد کرتا ہے۔ شعرا مین
اس قسم کا خلوص کم دیکھا گیا۔ متقدمین علما و فضلا مین بھی باہم مسائل حکمیہ و فقہیہ مین
مناظرے و مباحثے ہوتے تھے یا باہدیگر بحث و تکرار یا تا قلما کرتے تھے۔ لیکن ان کے
قلوب کدورت و کینہ سے صاف پاک ہوتے تھے باہم برادرانہ تعلق رکھتے تھے کبھی
ایک دوسرے کی مذمت نہین کرتا تھا۔ چنانچہ علامہ سید شریف جرجانی۔ و علامہ
سعدالدین تفتازانی امیر تیمور گورگان کے پاس تھے ایک روز دونون بتقریب شکار
بادشاہ کے ہمرکاب ہوئے۔ سید کا عالم شباب تھا۔ اور تفتازانی کا عالم پیری و ضعیفی
بادشاہ نے سید کے لئے گھوڑا تیز و چالاک و پیر بزرگ کے لئے اڑیل و ضعیف تجویز کیا
القصہ امیر و دونون بزرگ گھوڑون پر سوار ہوکے سمرقند کے میدان پر فضا و صحرائے
راحت افزا مین جولانی کرنے لگے۔ سید کا بادپا آگے بڑھتا تھا نہایت خوشی سے چہلتا
کودتا تھا۔ اور ملائے ضعیف کا سست قدم آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا تھا۔ پیچھے
پیچھے چلتا تھا۔ تیمور کبھی گھوڑا دوڑا کے سید کے پاس جاتا تھا کبھی عقب مین
تفتازانی کے پاس آتا تھا۔ تیمور نے امتحاناً کہ دونون بزرگون مین باہم خلوص ہے
یا کینہ کم اولاً تفتازانی سے آہستہ کہا دیکھو کہ جرجانی کسقدر غرور و تکبر سے گھوڑا
دوڑا رہا ہے۔ تقدم و تاخر مین پاس ادب نہین کرتا ہے۔ تفتازانی نے امیر سے کہا
غرور ہے نہ تکبر۔ سید جرجانی عالم فاضل ہنر ہے۔ فی زمانا جسکا نظیر نادر ہے گھوڑا
خوش ہورہا ہے جوش خوشی سے کود رہا ہے کہ مجھپر ایسا عالم فاضل جسکا مثل معدوم ہے

سوار ہے۔ اے بادشاہ گھوڑا جسقدر فخر کرے اُسکا فخر بجا ہے۔ پھر امیر تیمور سید کے
پاس آیا۔ اور آہستہ سے کہا دیکھیے تفتازانی سُست قدم و پست دم یابو پر آہستہ
آہستہ بروبا بروبا کہتے ہوئے آرہا ہے۔ سید نے فرمایا اے بادشاہ علّامہ کا یابو
سست قدم نہین ہے نہ علامہ سست ہین۔ اس آہستگی و سستی کا اور ہی سبب ہے
امیر نے کہا وہ کیا ہے سید نے کہا علّامہ جامع العلوم والفنون و حاوی الحواشی والمتون
ہے۔ علوم و فضائل کے ذخائر سے علامہ کی ذات گران بار ہوگئی ہے گران باری ایسی
کہ اسپ قوی بھی متحمل نہین ہوسکتا ہے بناءً علیہ آہستہ آہستہ چلتا ہے۔ امیر تیمور دونون فاضلون
کے خلوص و صفائے قلب سے واقف ہو کے بہت خوش ہوا۔ دونون کو خلعت و انعام سے
سرفراز فرمایا۔ اور خدا کا شکریہ نہایت عاجزی و نیازمندی سے ادا کیا۔ کہ میرے زمانہ
مین ایسے علما باصفا ہین۔ فی زماننا علما و مشائخ کی جو حالت ہے اظہر من الشمس ہے
گزارش کی ضرورت نہین۔ ہر ایک انا ولاغیری کا دم بھرتا ہے۔ اور مدعی بنکے دوسرونکو
ذلیل کرتا ہے۔ اور اپنی نمائش کا علم بلند کرتا ہے۔ اور اپنی گرم بازاری چاہتا ہے۔
میرے نزدیک علما کی یہہ حالت کس سبب سے ہورہی ہے؟ وجہ یہہ ہے کہ ہر ایک ناقص العلم
ہوتا ہے اگر کامل العلم ہوتا تو کبھی نمائش کی پیروی نکرتا۔ اور انا ولاغیری کا مدعی نبنتا
اللہ جلشانہ ہم تمام کو اخلاص اخلاق کے رستہ پر لائے۔

اب مین جواب شافی سے دو ایک مثالین گزارش کرتا ہون

مثال اول۔ حاکم کہتا ہے ؎

غلط سازند مردم بعد ازین روزن گلخن	چنین گر میتوانم ز چشم حیران دود میخیزد

خان آرزو اعتراض کرتا ہے از روزن گلخن سے اگر در گلخن مراد ہے تو گلخن دروازہ

کو چاک کہتی ہے اسکو روزن نہین کہہ سکتے۔ اگر اس سے دودکش ہندی مراد ہے تو وہ بھی بمعنی روزن گلخن نہین آیا ہے۔

وارستہ جواب دیتا ہے کہ اہل زبان کے محاورہ مین آیا ہے چنانچہ طاہر وحید کا قول شاہد حال ہے ؎

چو لالہ روزن گلخن بود گریبانم / ازین چہ سود کہ درباغ گشتہ اندمرا

دودکش کو محاورہ ہند کہنا۔ زبان دانی پر خاک ڈالنا ہے۔ اس لئے کہ وہ لفظ فارسی ہے۔ طاہر نصیر آبادی جو کبھی ہند مین نہین آیا۔ اُس نے اپنی نثر مسمی خواب و خیال مین لکھا ہے۔ از دود عود دماغش پریشان می شد۔ و دودکش حمام مشامش را صاحب براہیم شاہی نے لکھا کہ دودکش۔ با دریچۂ خانہ و حمام کے روزن کو کہتے ہین

مثال ثانی حاکم ؎

گل کردہ تا زمشرق دل مطلع گہر / خورشید شد ز شرم برنگ سہا گرہ

خان آرزو کہتا ہے۔ خورشید گرہ شد۔ غیر مانوس ہے۔ وارستہ جواب دیتا ہے کہ مانوس ہے اس لئے کہ میرزا صائب کہتا ہے ؎

طوفان گرہ شدہ است مرا در دل غیور / تا مہر شد بہ بر لب اظہار ماندہ است

طوفان را گرہ زدہ کہنا غیر مانوس نہین ہے۔ گل رعنا کے مولف نے اس مقام مین دو شعر دیوان صائب سے نظیراً پیش کیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے گرہ زدن آفتاب مانوس ہے ؎

آہ سردے از لب سرکش می گردد بلند / آفتابے در تہ دل چون سحر دارد گرہ

اسی طرح کے متعدد اعتراضات مع جوابات مذکور ہین۔ مینے طوالت کی وجہ سے اسی قدر پر اکتفا کیا۔

شاہ عبد الحکیم حاکم صاحب ترجمہ آزاد سے بہت صحبت و اتحاد رکھتا تھا۔ مرہم دیدہ میں آزاد کو ذکر خیر سے یاد کرتا ہے۔ چنانچہ کہتا ہے ؎

زرسد صحبت و غربت نمود آزادم
ورغلام علی شد مرا علی قاپی

علی قاپی صفاہان میں دولتخانہ صفویہ کے سامنے ایک دروازہ کا نام ہے۔ قاپ ترکی میں دروازہ کو کہتے ہیں۔ یہہ دروازہ امیر المومنین علی علیہ السلام کے نام پر بنوایا گیا۔ اور قرار داد ہوا تہا کہ جو کوئی اس دروازہ سے داخل ہو جائے آزاد و مامون ہوتا ہے۔ اگرچہ گناہگار واجب القتل ہو۔ گویا یہہ دروازہ دار الامن تہا۔ دروازہ مذکور کو کعبہ کا حکم دئے۔ گل رعنا کے مولف لچھمی نراین نے لکہا کہ نور العین واقف لاہوری کا خط بنام آزاد مورخہ اوائل محرم ۱۱۸۲ھ ہجری ملتان سے آیا اس سے معلوم ہوا کہ حاکم و واقف کشمیر میں نواب سربلند خان بہادر صوبہ کے پاس گئے مراجعت کیوقت مقام ٹہٹہ میں حاکم بعارضہ تپ فوت ہوئے وہاں دفن کیا گیا یہہ واقعہ ۱۱۸۵ھ ہجری میں واقع ہوا۔ اب آپکے بوارق طبع گزارش کیے جاتے ہیں۔

من اشعارہ

بابروی نماید ترک چشمش کج کلا ہیہا
کہ می نازند دائم بر بروت خود سپاہیہا

ولہ

ہر کہ باد یوانگان پیوست ایمن از بلاست
نیست بیم وزد ہرگز خانہ زنجیر را

ولہ

نمایم گر باسکندر کتاب سینۂ خود را
شمار دفرد باطل صفحہ آئینۂ خود را

ولہ

بود در فقر لب بستن زحرف مدعا واجب
کنم از موئے چینی خرقۂ پشمینۂ خود را

ولہ

برنام مان ببازند از حرص نقد جان را
دونا سنان شمارند بینند چو سنان را

صاحب سخن نہ بیند عیبی ز ضرر کثرت
افزونی نقطہ شد آسے زیان زبان را

کار من تنها ز درد دل نمی سوزد همان گذشت
نیست معلوم که جا داد ز ما دل شدگان
مجنون چو مرد چاک گریبان بگل گذاشت
شد نقد عمر صرف در بند آن شکر فروش
نی بخار آتش و نی باد خزان کرد بگل
به گلستان ندهم گوشهٔ زندانی را
ملامت کند ار سختی فلک با من
تا نگردد کهنه داغ عشق یک تخته وضع
بی تعلق نبود چاک زدن دامن دوست
نه بدرد آشنائے نه بعشق راه دارد
ز من باشند عالم خانمان گنج و دشمن
زنده در گور بتو می سوزم
ناقهٔ لیلی بصحرا رفت نالان اے گردباد
خاکم نساخت سوختگان از هوای او
هلاک چشم تو با منکر و نکیر از ناز
اہل دولت نه اظہار پریشانی کنند
در دل خیال چشم تو ماتم نگر و شمی است
در شادی و غم همدم تو با تو نه یکیست
بتان نه شکر بوسی نه زهر دشنامی

درد اگر این است می باید مرا از جان گذشت
اینقدر هست که در کوی تو غوغائی هست
داغ عشق بلاله دامن صحرا بما رسید
در کیسه زر نماند چه سودا بما رسید
آنچه با بلبل من حسرت بیباکی کرد
مکن زوالم برای خدا مه آزاد
زری که آب شود کی غم محک دارد
شمع که پرتو دهد چون تا دره روشن شود
پا برهنه هر که گردید است همه دو دو
بجگات آید این دل که کسی نگاه دارد
آن شمعی است کاندر کعبه و بتخانه می سوزد
همچو اخگر زیر خاکستر
دل می ری که زمیست خاک ما هم از پی رود با
حاکم بیابان بیسم اگر گون شود چو شمع
از بس نگو نشه ابرو جواب نه خاک
با وجود لباس پاره در بر دارد گل
مانند آن مریض که حجامی کند بدل
یک خنده بیک لب کنی و گریه بیک چشم
هزار شکر که شرمنده شما شدم

سوخت برق جلوۂ آن سرو قد تا پیکرم
چشم قمری می شود آئینہ از خاکسترم

دل دیوانہ ام شاید بتقریبی بیاساید
بیا از زلف وشبہا بگو افسانہ دارم

بزیر خون مرا یا ز دام کن آزاد
بیا برائے خدا کن ازین دو کار یکے

ظہور کون ز نیرنگ و حادث ارسیت
ہزار رنگ برآید گل و بہار یکے

حیاتی - کاشی مرزا حیاتی

حیاتی تخلص - مرزا حیاتی نام کاشانی الاصل تھا - میر غلام آزاد بلگرامی نے خزانہ عامرہ مین لکھا کہ شاعر شیرین ابیات میرآب چشمہ حیات ہے - ابتدا مین سقائی تخلص کرتا تھا - الحاد و زندقہ کیطرف مائل رہتا تھا ملاحدہ و زنادیق کی مصاحبت مین ایسی ترقی کی تھی کہ ملاحدہ کا افسر مانا جاتا تھا - عاشقانہ مزاج رکھتا تھا - ایک امرد کے لڑکے حسین پر فریفتہ ہوگئے اسکے ہمراہ کاشان سے قزوین کو گیا - مدت دراز تک وہان ملاحدہ کے ساتھہ ہم نوالہ و ہم پیالہ رہا - اہل کاشان نے اس فرقہ کی ایک جماعت کو مع چند ارباب زندقہ و الحاد شاہ طہماسپ صفوی کے حضور مین بھیجے - تمام حسب الحکم شاہی معاتب و مقید ہوئے - تقریبا دو سال تک شکنجہ حبس عذاب مین گرفتار رہے - حیاتی بھی انکے ساتھہ رنج و بلا مین مبتلا رہا - دو سال کے بعد شکنجہ قید سے رہائی پاکے شیراز کو گیا دو سال تک وہان بسر کیا - پہر سنہ ۹۸۶ نو سو چھیاسی ہجری مین اپنے وطن مالوف کاشان مین پہنچا - الحاد و زندقہ سے توبہ کی - دین نبوی کا حلقہ بگوش بنا - تہوڑے زمانے بعد کاشان سے بطریق سیر دکن مین آیا - اور احمدنگر مین نظام بحری کی ملازمت مین رہا - خوشی و خرمی سے زندگی بسر کررہا تھا کہ کسی مقرب مصاحب نے جہانگیر بادشاہ ہند کے

حضور مین حیاتی کی تعریف کی۔ بادشاہ اسکے دیدار کا مشتاق ہوا۔ اور اسکی طلبی کا
حکم صادر فرمایا۔ حیاتی احمدنگر سے حسب الحکم درگاہ بادشاہ مین حاضر ہوا۔ شاہانہ عواطف سے
سرفراز۔ و خلعت و انعام سے سربلند۔ سنہ ۱۰۱۹ ہجری مین تغلق نامہ مولفہ امیر خسرو بادشاہ
کی خدمت مین پیش ہوا۔ بادشاہ مثنوی مذکور کے دیکھنے سے بہت محظوظ ہوا۔ لیکن
کتاب ناقص تھی ایک داستان اسمین سے مفقود تھا۔ بادشاہی شعرا اس داستان مفقودہ کے
نظم کرنے پر مامور کئے گئے۔ ہر ایک نے اپنے نتائج طبع کو پیش کیا۔ ان تمام سے حیاتی
کی نظم زیادہ مقبول ہوئی۔ بادشاہی حکم ہوا کہ حیاتی کو زر سرخ و سفید مین وزن کرین۔
حیاتی تولا گیا وزن و سنگ مین چھ خریطہ ترازو کے پلڑے مین آئے ہر ایک خریطہ ہزار
اشرفی و روپیہ پر شامل تھا۔ یہ تمام زر سفید و سرخ حیاتی کو دیا گیا۔ حیاتی مالامال ہوگیا
سعیدائے گیلانی نے اس واقعہ کی تاریخ کہی موزوں ہے ؎

چون حیاتی را بزر سنجید شاہنشاہ عصر	بادشاہ عادل سخن سنج گردون اقتدار
شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ	آفتاب ہفت کشور سایۂ پروردگار
بہر تاریخش برون کفۂ میزان چرخ	شاعر سنجیدہ شاہی رقم زد روز گار

کسی تذکرہ مین آپکا سنہ وفات کا ذکر نہیں دیکھا گیا۔ تقریباً آپکا انتقال سنہ ۱۰۵۳ ہجری
مین ہوا۔ والعلم بحقیقۃ الحال عند اللہ۔

من بوارق طبعہ

فغان کہ رنجش جانان بآن مقام رسید	کہ ہر کہ گرد گنہ از من انتقام کشید
خاک کوئے تو زسبل قطرہ پر نم کردیم	"تا غبار ہوا از رہگذر ما نرسد
در بلائے عاشقی دل یاریٔ من میکند	جان فدائے او کہ جانب داریٔ من میکند

در دل من درد افزودی و میگوئی منال — آتشے در جانم افکندی و می گوئی مسوز

می نمایم شاد خود را گرچہ می میرم ز جور — تا نیاید رحم در خاطر جفا کار مرا

بہر شوخی گو ندانند دوستی در اصل حلیت — خلق را با خود حیاتی از چہ دشمن کردہ

بے لعل تو گر خون رود از چشم تر من — شادم کہ نیاید دگرے در نظر من

ترسم کہ شود یار غمین غیر شود شاد — اے باد مکن جانب آن کو خبر من

حافظ۔ خواجہ حافظ شمس الدین شیرازی

تمہید ذکر خواجہ حافظ

چونکہ خواجہ حافظ شیرازی حسب الطلب محمود شاہ بہمنی دکن مین آنیکے لئے مستعد ہوے تھے بہمنی نے زاد و راحلہ کے لئے دس ہزار ہن جو مساوی پینتیس ہزار روپیہ سکۂ انگریزی ہوتے ہین بھیجدیا تھا اور آپ جہاز پر سوار ہوے کہ یکایک باد مخالف شروع ہوئی آپ بندر ہرمز مین جہاز سے اُترکے بہ بہانہ ملاقات یاران مقام لار مین چلے گئے۔ اور دکن کا ارادہ فسخ کردیا اور ایک غزل لکھکے میر فضل اللہ انجو کے پاس بھیجدی۔ چنانچہ تمام واقعہ ذیل مین مذکور کیا جاتا ہے۔ بناءً علیہ ایسا ہی مولانا جلال الدین دوانی و مولانا عبد الرحمن جامی کو بھی خواجہ محمود گاوان نے مدرسہ بیدر کی تدریس کے لئے طلب کیا تھا لیکن یہہ بزرگ بسبب ضعیفی و فاصلہ بعیدہ نہین آئے۔ معذرتنامہ بھیجدیا اور خواجہ سے مراسلت کا سلسلہ جاری رکھا۔ دوانی نے ہیاکل النور کی شرح لکھی اور اسکا دیباچہ خواجہ کے نام سے معنون کیا۔ اگرچہ علمائے ثلثہ دکن مین نہین آئے لیکن آنے کے لئے مستعد ہوگئے تھے۔ موانع ایسے ہوئے کہ آنے سے معذور ہوگئے

دکن کے سلاطین سے انکا تعلق رہا۔ بناءً علیہ انکا ذکر تذکرہ شعرائے دکن مین کرنا واجب ہوا

ھوھذہ

حافظ تخلص - خواجہ حافظ نام شمس الدین لقب ہے۔ آپکے والد خواجہ بہاء الدین تاجر پیشہ تہے۔ تاجرون مین بزرگ تاجر شمار کئے جاتے تہے۔ آپکے والدنے جب اس دار فانی سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ تب کئے فرزند لڑکے اور لڑکیان وارث چہوڑ گئے بعد ازان تمام مال و اسباب باہم وارثون مین تقسیم ہو گیا۔ جو کچہہ مال و اسباب زمین کو ملا تہا تہوڑی ہی مدت مین خورد و برد ہو گیا۔ اور تمام اعزہ پراگندہ ہو گئے۔ صرف خواجہ صاحب کی والدہ رہگئی۔ اور خواجہ صاحب بوجہ خوردسالی مان کے سایہ آغوش مین رہگئے۔ جو کچہہ ذخیرہ موروثی پاس تہا اُس سے گذاروقات کرتے رہے۔ چند روز مین پاس کا سرمایہ صرف ہو گیا درجہ مفلسی کو پہنچ گئے۔ فاقون کی نوبت آئی۔ مان نے آپ کو کسی صاحب مال کے پاس رکہدیا کہ وہ آپسے اپنا کام لیتا رہے اور آپکو کہانا و پارچہ دیتا رہے۔ آپ چند روز کے بعد وہان سے ترک تعلق کرکے کسی نان بائی کے پاس خمیر بنانے وغیرہ کا مون پر مقرر ہوئے رات کو خمیر بنانیکا کام کرتے تہے صبح اپنی اجرت لیکے چلتے ہوتے تہے۔ آپ سن شعور کو پہنچ گئے تہے کہ آپکے دل مین پڑہنے لکہنے کا شوق پیدا ہوا۔ مدرسہ مین داخل ہوکے پڑہنے لگے۔ آپ کو جو کچہہ اجرت ملتی تہی اُسکے تین حصے کرتے تہے۔ ایک حصہ والدہ کو دوسرا اُستاد کو تیسرا فقرا کو دیتے تہے۔ چند مدت مین کتب عربیہ فارسیہ سے فراغت حاصل کی۔ اور قرآن شریف کو بہی حفظ کر لیا۔ آپکی طبیعت فطرۃً موزون تہی سخن سنجی سے مناسبت واقع ہوی تہی۔ جوش طبیعت سے کلام موزون کرنے لگے۔ مگر آپکے اشعار بعض درست و بعض نادرست ہوتے تہے۔ آپ لیرانہ مشاعرون مین جاتے تہے بیدہڑک

اپنے کلام کو سناتے تھے۔ ارباب مجلس سنجیدہ کی داد دیتے اور غیر سنجیدہ پر قہقہہ لگاتے تھے۔ آپ کچھہ پروا نہین کرتے تھے۔ لوگ آپکو جلسون مین بلاتے خوش طبعی و دل لگی سے لطف و مزہ اُٹھاتے تھے۔ رفتہ رفتہ آپ کی لیاقت و استعداد ایسی بڑہ گئی کہ لوگ آپ کے کلام کو سنکے حیران ہوتے تھے۔ پھر آپکی شاعری و سخن سنجی کا تذکرہ اطراف آفاق مین پھیل گیا۔ امرا و سلاطین آپ کی ملاقات و دیدار کے مشتاق ہوئے اور خطوط طلب بہیجنے لگے اُسوقت شاہ ابو اسحق انجو شیراز مین حکمرانی کرتا تھا۔ عالم فاضل تھا۔ علما و شعرا کا بڑا قدردان تھا۔ آپ کی بہت تعظیم و تکریم کرتا تھا۔ آپ بہی اُسکے احسان مند تھے۔ اکثر اشعار مین اسکی مدح سرائی فرماتے ہین۔ سی طرح اور بہی بادشاہ یکے بعد دیگرے آپ کی قدر کرتے رہے۔ جب تیمور نے سلطان منصور حاکم شیراز پر فتح پائی۔ اور منصور قتل ہو گیا تو اُسوقت تیمور نے خواجہ حافظ صاحب ترجمہ کو بلایا۔ اور کہا کہ مین نے سمرقند و بخارا کو بزور شمشیر مسخر کیا۔ اور ہزارہا بنی آدم کو تسخیر کے معرکون مین تہ تیغ کیا۔ آپ میرے ملک مفتوحہ معمورہ کو معشوق کے خال سیاہ کو عطا کرتے ہین۔ آپ نے فوراً جواب مین کہا کہ انہین بیجا و فضول اخراجات کی وجہ سے تہیدست و مفلس ہو گیا ہون فقر و فاقہ مین بسر کرتا ہون تیمور آپ کے جواب سے بہت خوش ہوا۔ اور آپکو شاہانہ عطا سے سرفراز فرمایا۔ سلطان احمد بن اُویس جو جامع کمالات تھا آپکو بغداد مین بلایا آپکو شیراز کی سیر اور شادابی نے شیراز سے نکلنے نہین دیا۔ آپ سیرگاہ مصلّی و رکناآباد کی پر فضا میدانون پر فریفتہ تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہین ؎ نمی دہند اجازت مرا بہ سیر و سفر ❊ نسیم باد مصلّے و آب رکناباد

آخر آپ بغداد نہین گئے۔ ایک غزل سلطان کے پاس بہیجدی۔ جسکا مطلع یہہ ہے

؎ احمد اللہ علی معدلۃ السلطان ❊ احمد شیخ اویس حسن ایلخانی ❊ الخ

اسیطرح سلطان محمود شاہ بہمنی جو دکن مین حکمرانی کر رہا تہا۔ عالم فاضل تہا۔ شعر و شاعری
کا فریفتہ۔ شعرائے عرب و عجم کے لئے مزد قدم و شست سر حسب دستور بہمنیہ مقرر کیا تہا
کہ جو شاعر عرب یا عجم سے آئے ایک ہزار ہن دیا جائے۔ ہفت اقلیم وغیرہ تذکرہ نویسون نے
لکہا کہ آپکو بہی دکن کی سیر کا شوق ہوا۔ مگر یہہ شوق خیالی تہا۔ میر فضل اللہ انجو شاگرد
علامہ سعد الدین تفتازانی کو جو محمود کے دربار کا صدر تہا آپکے خیال کی خبر پہنچی تو
میر نے ایک ہزار ہن آپکے لئے زاد و راحلہ بہیجکر آپ کو تشریف آوری کے بابت لکہا
آپنے زر مرسلہ سے کچہہ قرض ادائے قرض مین صرف کی۔ اور کچہہ اعزہ و اقربا کو دی۔ اور باقی
رقم سے زاد و راحلہ کا سامان مہیا کر کے شیراز سے نکلے۔ اور مقام لاہور مین پہنچے۔ وہان
ایک دوست سے ملاقات ہوئی جسکا مال و اسباب رہزنون نے لوٹ لیا تہا۔ آپنے بقیہ زاد و راحلہ
اسکو دیدیا۔ اور خود تہیدست ہو گئے۔ اور متردد ہوئے کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ وہان اتفاقاً
خواجہ زین العابدین ہمدانی و خواجہ محمد گازرونی تاجرون سے ملاقات ہوئی۔ دونون
ہندوستان آتے تہے۔ دونون ازروئے ہمدردی آپکے اخراجات کے کفیل ہوئے
آپ محمود شاہی جہاز پر جو ہرمز مین آیا تہا سوار ہوئے۔ سوء اتفاق سے طوفانی ہوا
چلنے لگی۔ آپ گہبرائے۔ اور جہاز سے اتر گئے۔ اور اہل جہاز سے کہا کہ مین یہان بعض
احباب سے ملکر آتا ہون۔ چلدئے۔ اور یہہ غزل لکہکے شاہ فضل اللہ انجو کے پاس
بہیجدی۔ غزل یہہ ہے۔ ؎

دمے با غم بسر بردن جہان یکسر نمی ارزد — بمی بفروش دلق ما کزین بہتر نمی ارزد
شکوہ تاج سلطانی کہ بیم جان درو درج است — کلاہ دلکش است اما بدرد سر نمی ارزد
بکوئے میفروشانش بجامے در نمی گیرند — زہے سجادۂ تقوی کہ یک ساغر نمی ارزد

بس آسان می نمود اول غم دریا بہ بوئے دُر　　غلط کردم کہ یک موجش بصد من زر نمی ارزد

فضل اللہ نے آپکی یہہ غزل محمود شاہ کی خدمت مین پیش کی اور تمام واقعہ مذکورہ الصدر کا ماجرا بیان کیا۔ بہمنی نے سنکے فرمایا کہ اگرچہ حضرت یہان تشریف نہین لائے لیکن دکن کے ارادہ سے جہاز پر سوار ہو چکے تھے موانع کی وجہ سے نہین آئے ہم کو حضرت کی خدمت کرنی چاہیے۔ حکم دیا کہ ایک ہزار ہُن نقد و دیگر مصنوعات ہند خرید کے ملا محمد قاسم مشہدی کے ہمراہ روانہ کرین حسب الحکم میر فضل اللہ انجو نے ملا مشہدی کو مع زر نقد و تحفہائے ہندی حضرت خواجہ کی خدمت مین روانہ فرمایا۔

سلطان غیاث الدین بن سلطان سکندر حاکم بنگالہ نے بھی خواجہ صاحب کو بلایا تھا اور ایک مصرع طرح کا بھیجا تھا۔ وہ یہہ ہے ؎ ساقی حدیث سرو و گل و لالہ می رود
آپ نے اسطرح پر غزل لکھنہ بھیجی۔

ساقی حدیث سرو و گل و لالہ می رود	وین بحث با ثلاثۂ غسالہ می رود
شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند	زین قند پارسی کہ بہ بنگالہ می رود
حافظ ز شوق مجلس سلطان غیاث الدین	غافل مشو کہ کار تو از نالہ می رود

خواجہ صاحب نے سنہ ۷۹۳ ہجری مین اس عالم فانی سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ آپکو زندگی مین مصلی و رکن آباد کی آب ہوا و میدان پر فضا مرغوب و محبوب تھا۔ اسلئے مصلی کے ایک ٹیلہ پر دفن کئے گئے۔ اور کسی ادیب مورخ نے آپ کی وفات کی تاریخ {خاک مصلی} ۷۹۲ کہی اسمین از روئے حساب جمل ایک عدد کی کمی ہے۔ بہارستان کے مولف نے لکھا کہ میرزا محمد معمائی صدر بابری نے آپکا مقبرہ بنوا دیا۔ اور اسپر بیشمار زر خرچ کیا۔ چنانچہ اب تک موجود ہے مزار متبرک آپکے مقبرہ کی وجہ سے اس مقام کا نام حافظیہ مشہور ہو گیا ہے

ہفتہ مین بروز پنجشنبہ لوگ زیارت و سیر کے لئے وہان جاتے ہین - آپکی زیارت کرتے ہین قبر پر حسن اعتقاد سے چادر و پھول چڑہاتے ہین - عمدہ عمدہ کہانے پکاتے ہین - کہاتے پیتے ہین اور غربا کو بھی کہلاتے پلاتے ہین - دن تمام وہان بسر کرتے ہین - ہمیشہ ہر پنجشنبہ کو آپکے مرقد مقدس پر خلائق کا ہجوم ہوتا ہے - ارباب حاجت حسن ارادت سے اعانت کرتے ہین - آپ کو خدا تعالی نے حیات و ممات مین قبولیت عامہ نصیب کی - مشائخ برہانپور کی تاریخ سے معلوم ہوا کہ آپ صاحب اولاد تھے - آپکے صاحبزادے شاہ نعمان بہاء الدین ہندوستان آئے - اور مقام برہانپور و اسیر مین سکونت پذیر رہے آخر مقام برہانپور مین فوت ہوئے - مقام نعلچہ جو اسیر و برہانپور کے درمیان واقع ہے مدفون ہوئے - خواجہ ہاشم مجددی نقشبندی آپکا مرید تھا - آپ جب کبھی آگرہ یا دہلی جاتے تھے تب خواجہ کو اپنا جانشین کرکے جاتے تھے - انتہی کلامہ

آپ کی علمی لیاقت کی کیفیت اگرچہ تذکرہ نویسون نے مفصل نہین لکھی - لیکن آپکے کلام بلاغت نظام سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ عالم فاضل و ادیب کامل تھے - نظم و نثر عربی و فارسی لکھنے پر قدرت کاملہ و ملکہ تامہ رکھتے تھے - دیوان مین اکثر اشعار عربی موجود ہین اور جا بجا عربی جملے مذکور ہین - حافظ قرآن تھے - اور قرآن کو خوب سمجھتے تھے - عربی و فارسی کے محاورات سے خوب واقف تھے - آزادانہ رہتے تھے - زندمشرب تھے دنیا و مافیہا سے دور متوکل علی اللہ تھے اور ما حضر و ما حصل پر قانع و صابر تھے - آزاد پرست و فقر فروش نہین تھے - تونگرانہ زندگی بسر کرتے تھے - سرو کی طرح آزاد رہتے تھے سلاطین و امرا سے کم ملتے تھے - لیکن امرا و سلاطین آپسے حسن عقیدت رکھتے تھے اور آپکی ملازمت و خدمت کے مستدعی رہتے تھے - چنانچہ محمود شاہ بہمنی وغیرہ کی استدعائے قدوم کا ذکر

صدر مین مذکور ہو چکا ہے اب عادہ کی ضرورت نہین۔ آپ غزل گوئی مین استاد
مانے جاتے ہین۔ بیشک آپکی غزلین سوز و گداز۔ و فراق و وصال اور معشوق کے
خد و خال۔ و شراب کباب نغمہ رباب اور حسن و عشق و مستی و رندی و دنیا کی بیوفائی
اور زمانہ کی بے اعتباری وغیرہا مضامین پر شامل ہوتی ہین۔ اور آپ ان مضامین کو
غزلون مین ایسی خوبی و خوش اسلوبی سے ترتیب و ترکیب دیتے ہین کہ سامعین وجد کرتے
ہین۔ اور حال سے بیحال و خودی سے بیخود ہو جاتے ہین۔

آپ حسن اخلاق و خوش اشفاق تھے۔ ظریف الطبع و سلیم المزاج رند مشرب صوفی مذہب
تھے۔ صلح کل کے طریقہ پر ثابت قدم تھے۔ شراب محبت کی نشہ مین ہمیشہ مست بنے تھے
مدت العمر کسی حاکم یا رئیس کی نوکری اختیار نہین کی ہمیشہ آزادانہ بے نیازانہ رہے
سلاطین وقت آپکی خدمت مین ہزارہا روپئے اعانۃ بھیجتے تھے۔ آپ تمام نائے نوش مین
صرف کر دیتے تھے۔ فقرا و احباب اعزہ کو بھی عطا فرماتے تھے۔ چونکہ آپکا کلام جامع
اسرار ہے۔ لوگ اکثر آپ کے کلام سے فال لیتے ہین۔ حسب اتفاق و موقع فال مین
ایسا شعر بر آمد ہو جاتا ہے کہ صاحب فال کو شعر کے مضمون سے تسلی ہوتی ہے۔ غالبًا
صاحب فال کو کامیابی حسب خواہش ہو جاتی ہے۔ بنا بر علیہ آپکا لقب لسان الغیب
مشہور ہوا۔ خزانہ عامرہ و بہارستان سخن وغیرہ مین بھی وجہ تسمیہ بتلایا گیا ہے۔

آپکا دیوان متداول ہے۔ ہر ایک جوان و پیر و نوآموزان صغیر و کبیر واقف ہین
یہان زیادہ اشعار کے بیان کی ضرورت نہین ہے۔ مگر دیوان و تذکرون سے
چند اشعار بطور نمونہ گذارش کرتا ہون" تاکہ یہ تذکرہ کلام سراسر الہام سے
محروم نہو جائے۔

من اشعاره الفارسی

دل میرود ز دستم صاحبدلان خدا را — دردا کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا
دہ روزہ مہر گردون افسانہ ایست و افسون — نیکی بجائے یاران فرصت شمار یارا
ای صاحب کرامت شکرانہ سلامت — روزے تفقدی کن درویش بینوا را
درکوئے نیکنامی ما را گذر ندادند — گر تو نمی پسندی تغییر کن قضا را
آئینہ سکندر جام جم ست بنگر — تا بر تو عرض دارد احوال ملک دارا
گر مطرب حریفان این پارسی بخواند — در رقص حالت آرد پیران پارسا را
ہنگام تنگدستی در عیش کوش و مستی — کہ این کیمیائے ہستی قارون کند گدا را
خوبان پارسی گو بخشندگان عمرند — ساقی بدہ بشارت پیران پارسا را

ولہ

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را — بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را
بدہ ساقی می باقی کہ در جنت نخواہی یافت — کنار آب رکناباد و گلگشت مصلا را
حدیث از مطرب و می گو و راز دہر کمتر جو — کہ کس نگشود و نگشاید بحکمت این معما را
نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تر دارند — جوانان سعادتمند پند پیر دانا را
بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی — جواب تلخ میزیبد لب لعل شکرخا را
غزل گفتی و در سفتی بیا و خوش بخوان حافظ — کہ بر نظم تو افشاند فلک عقد ثریا را

ولہ

شب از مطرب کہ دل خوش باد وی را — شنیدم نالہ جانسوز نے را
چنان در جان من سوزش اثر کرد — کہ بے رقت ندیدم ہیچ شے را
حریفے بد مرا ساقی کہ ہر دم — ز زلف و رخ نمودی شمس و دی را
حماک اللہ من شر النوائب — جزاک اللہ فی الدارین خیرا

چو بیخود گشت حافظ کی شمارد — بیک جو مملکت کاووس کی را

وله

صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را — که سر بکوه و بیابان تو داده ما را

شکرفروش که عمرش دراز باد چرا — تفقدی نکند طوطی شکرخا را

غرور حسن اجازت مگر نداد ای گل — که پرسشی نکنی عندلیب شیدا را

بحسن خلق توان کرد صید اهل نظر — به بند و دام نگیرند مرغ دانا را

ندانم از چه سبب رنگ آشنائی نیست — سهی قدان سیه چشم ماه سیما را

در آسمان چه عجب گر ز گفته حافظ — سماع زهره برقص آورد مسیحا را

وله

می دمد صبح و کله بست سحاب — الصبوح الصبوح یا اصحاب

می چکد ژاله بر رخ لاله — المدام المدام یا احباب

چون سکندر حیات اگر طلبی — لب لعل نگار را دریاب

وله

اگر بلطف بخوانی مزید الطاف است — وگر بقهر برانی درون ما صاف است

بیان وصف تو گفتن نه حد امکان است — چرا که وصف تو بیرون ز حد اوصاف است

وله

حسن تو همیشه در فزون باد — رویت همه سال لاله گون باد

هر کس که بهجر تو نسازد — از حلقهٔ وصل تو برون باد

وله

این چه شوریست که در دور قمر می بینم — همه آفاق پر از فتنه و شر می بینم

هر کسی روز بهی می طلبد از ایام — مشکل آنست که هر روز بتر می بینم

ابلهان را همه شربت ز گلاب و قند است — قوت دانا همه از خون جگر می بینم

اسب تازی شده مجروح بزیر پالان — طوق زرین همه در گردن خر می بینم

وله

دلبر جانان من برد دل و جان من — برد دل و جان من دلبر جانان من

ازلب جانان من زنده شود جان من	ولہ	زنده شود جان من ازلب جانان من
ازخون دل نوشتم نزدیک یار نامہ		اِنّی رَاَیْتُ دَهْراً مِنْ هَجْرِکَ الْقِیَامَةْ
ہرچند کازمودم ازوے نبود سودم		مَنْ جَرَّبَ الْمُجَرَّبَ حَلَّتْ بِهِ النَّدَامَةْ
عاشق مخور غم وصل خواہی		خون بایدت خورد درگاه و بیگاه

ردیف خا

خلیل - مرزا خلیل خان لاری

خلیل تخلص - مرزا خلیل خان نام - آپ عبدالرزاق خان لاری تاناشاہی کے فرزند ہین - عبدالرزاق رکن السلطنت ورکن عظم تاناشاہی تھے - یہہ ہی عبدالرزاق ہین جوگولکنڈہ کے معرکہ مین شمشیر بکف ہوکے عالمگیری فوج کو درہم برہم کرتا تہا - بڑا بہادر دلیر تہا - عالمگیر آپکی دلیری وبہادری دیکہکے فریفتہ ہوتا تہا - سپہ سالارون کوتاکید کی جسطرح ممکن ہو لاری کوزندہ گرفتار کرکے لاؤ - لاری معرکہ مین اپنے زخمون سے خستہ شکستہ ہورہا تہا - آخر عالمگیری سپاہ نے اسکو زندہ گرفتار کرکے لائے - عالمگیرنے لاری سے اپنی ملازمت کی درخواست کی - لاری نے قبول نہین کیا - کہامین تاناشاہ کانمک خوار ہون نوکری کرونگا تو اسکی کرونگا - ہرچند کہ کہا گیا قبول نہین کیا عالمگیرنے اسکا علاج جراحان ہوشیار سے کرایا - زخمون سے صحت پائی - عالمگیر سے وطن جانیکی رخصت طلب کی عالمگیرنے رخصت منظور کی - اور جاتے وقت یہہ کہا کہ آپ وطن سے ایکہزار لاری سپہ منقرر کرکے بہیجدو - لاری نے وطن سے اپنے فرزند عبدالکریم خان کو مع ایکہزار لاری ملازم کرکے بہیجدئے - خلیل خان صاحب جمہ اسی بزرگ کی اولاد مین ہین - تحفۃ الشعرا کے مولف نے لکہا کہ فی زمانناخلیل خان زمانہ کی گردش سے

نہایت پریشان حال تھے مشکل سے زندگی بسر کرتے رہے۔ حیدرآباد مین سکونت پذیر تھے انتہی کلامہ۔ آپکو شعر و شاعری سے مناسبت تھی۔ موزون الطبع تھے فارسی و ہندی مین اشعار موزون فرماتے تھے۔

من اشعارہ

خوش آمدے و خوش آمد مرا خوش آمد تو
ہزار بار بمنت کنم خوشش آمد تو

بدان خوش آمد دلہاے ما ہمہ بست
خدا نصیب کند انچہ ہست خوش آمد تو

ز دل خوشی تو ما دل خوشیم و خرم و شاد
خوش آمد ہمہ دلہاست در خوشامد تو

ترا ہر انچہ خوش آمد ہمان خوش آمد ماست
خوشیم ما و خوش آمد ہمان خوش آمد تو

خلیل سکہ خوش آمد خوش آمد تو مرا
خوش آمدم بود ہر لحظہ در خوش آمد تو

آخر آپنے حیدرآباد مین اس جہان فانی سے دار عقبی کیطرف رحلت کی۔ سنہ وفات معلوم نہین ہوا۔

سید مظفر مدار المہام ابوالحسن تانا شاہ کے فرزند کا نام بھی خلیل خان تھا۔ بعض تذکرہ نویسون نے دونون مین فرق نہین کیا۔ واقع مین خلیل خان دونون تھے۔ ایک خلیل خان لاری دوسرا خلیل خان ماثر زدائی ہے۔

ماثر زدائی عالمگیری منصبدارون مین ملازم ہوگیا اور لاری حیدرآباد ہی مین رہا۔ عالمگیر کی ملازمت مثل جد و پدر اپنے نہین کی اور یہی کہتا تھا کہ ہم مدت العمر تانا شاہ کے نمکخوار رہے۔ اب ہماری ہمت و غیرت اسبات کو قبول نہین کرتی کہ ہمارا آقا قید خانہ مین رہے اور ہم آقا کے مخالف کی نوکری کرین۔ ہمارے نزدیک ایسی نوکری سے بیکاری مین بسر کرنا ہزار درجہ بہتر ہے۔ سوائے عالم توم الصدر کے کچھ اشعار دستیاب نہین ہوئے۔

زمانہ ماصنیہ مین اہل دکن وضعداری و وفاشعاری - دلیری و دلاوری مین مشہور و معروف تھے - اور خود کو آقائے نامدار کے خانہ زاد سمجھتے تھے - جان نثاری مین سرِمو فرق نہین کرتے تھے - میدان معرکہ مین پس پا ہونیکو ننگ و عار جانتے تھے - عہد و پیمان و قول و قرار مین راست باز و ثابت قدم ہوتے تھے - اُن کے قول و قرار کی ایسی وقعت تھی جہان مخالف سرکش کی درخواست پر قول بھیجا - فوراً قول پہنچتے ہی سرکش مخالف دست بستہ مع عیال و اطفال حاضر ہو جاتا تھا -

خواجگی - خواجہ باباخان بخاری

خواجگی تخلص - خواجہ باباخان نام - آپ کی نسب کا سلسلہ خواجہ احمد مشہور بہ مخدوم اعظم اور آپکے حسب کا رشتہ خواجہ احرار قدس سرہ سے منتہی ہوتا ہے - آپکے بزرگان سلف ولایت ما ورا النہر مین مشہور تھے - پیری مریدی کا سلسلہ آپکے خاندان مین جاری تھا - بخارا و بلخ وغیرہ بلاد کے حکام وغیرہ حکام آپسے حُسن عقیدت رکھتے تھے - قبائل ازبک ترک آپکے غلام درم ناخریدہ تھے - آپ کی تربیت و تعلیم بخارا کے مدارس مین علمائے کرام سے ہوئی - جب آپ علوم و فنون کی تحصیل سے فارغ ہو چکے تب آپ کو بخارا مین شیخ الاسلامی کا خطاب ملا - آپ جامع فضائل و کمالات تھے - بتقریب حج و زیارت حرمین شریفین بخارا سے برآمد ہوئے حرمین شریفین مین پہنچ کے حج و زیارت سے فارغ ہو کے وطن مالوفہ مراجعت کر رہے تھے - کہ آپ بطریق سیر دکن مین آئے - عالیجناب نواب آصفجاہ بہادر اول بانی ریاست دکن سے ملے - نواب صاحب نے آپکی بہت خاطر و مدارات کی اور آپکی مہمانی و دلداری مین ایک دقیقہ فرو گذاشت نہین فرمایا - مہمان عزیز کو

عزت وشان سے رکہا۔ اور آپکے خاندانی اعزاز وعظمت کا لحاظ کرکے خاص بہن
دختر نیک اختر کو جو نواب ناصر جنگ شہید کی ہمشیرہ حقیقی تہی۔ آپسے منسوب کرکے
شان وتجمل کے ساتہہ شادی کردی۔ اور آپ کو منصب مناسب جاگیرسے سرفراز فرمایا
چونکہ آپ دنیاوی امورسے متنفر وتارک تہے۔ کوئی خدمت سرکاری نہین لی۔ جامع العلوم
تہے۔ درس وتدریس مین مصروف رہتے تہے۔ اور طلبہ کے ساتہہ حسن سلوک فرماتے تہے
باوجود علوم وفنون آپکے دل مین شعروشاعری کا ولولہ بہی موجزن تہا۔ کبہی کبہی
شاعری کے میدان مین بہی سبقت فرماتے تہے۔ جو کچہہ موزون فرماتے تہے۔ سنجیدہ
وپسندیدہ ہوتا تہا۔ صاحب دیوان تہے۔ اب مین آپکے اشعار تحفۃ الشعرا سے
ناظرین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتا ہون

من اشعارہ

از نقطہ چو خال عنبرین دادہ نشان	وله	زیروزبرش ز دو صف مژگانست
دل را کہ بجز عشق سروکارے نیست	وله	ہیچ است کہ در غم رخ یارے نیست
چون دیدہ اعمی است تہی از بینش		آن دیدہ کہ در حیرت دارے نیست
اے ہرزہ تلاش عافیت دادہ ز دست	وله	اے بیہودہ گفت وگوئے آرام پرست
از خوان فلک عبث چہ روزی طلبی		کز عیب سامند ترا دست بدست
بر صفحہ رویش کہ خط ریحانش	وله	از مشک نوشتہ آیت قرآنست
برق آہم گر چنین انجم افشانی میکند۔	وله	گردش موج ہوا را چرخ ثانی میکند۔
نسبتے با آن خم ابرو بسانی یافت		ماہ نو عمریست مشق ناتوانی میکند۔
ہر سحرگہ از گل خورشید جامش بر کف است		ہر صبح از فیض بیداری جوانی میکند

در عدم از قرب بعدش خوش فراغے داشتم	و	مرگ را نزدیک با ما زندگانی می کند
اشک رعنا را نمی ساز در ہا دل از کنار		ورنہ صد جوش بہار از گل فشانی می کند
خواجگی کج طینتان را نیست نقصان سخن		خامش اینجا چارہ ما بیزبانی می کند
شور عشق و شکر حسن بہم بیختہ اند	ولہ	قرص خورشید رخت را نمکین بیختہ اند
نازم آن گوہر و دندان لب شیرین را		شکر و شیر لطافت بہم آمیختہ اند
خواجگی گشتم غبار از نا توانیہای عشق	ولہ	می کند حالی نسیمی گر وز و از جا مرا
اے از گل رخسار تو آئینہ در چمن	ولہ	گل بردہ طراوت از رخت در گلشن
خورشید ز مہر عارضت تاب گرفت		چندانکہ ز پرتو شش جہان شد روشن

آخر آپ نے حیدرآباد دکن میں انتقال حقیقی فرمایا۔ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کسی تذکرہ نویس نے آپکی تاریخ وفات نہیں لکھی۔ نہ آپکے مدفن کا پتا بتلایا۔ آپ حیدرآباد کی زمین میں مدفون ہیں۔ یہہ نام تذکرہ متفرق تذکروں سے لکھا گیا ہے۔ جہانتک پتا ملتا ہے اس کی تلاش میں کوشش کی جاتی ہے۔

خوبن۔ شیخ غلام حسین برہانپوری

خوبن تخلص شیخ غلام حسین نام۔ آپ گھانسی میاں برہانپوری کے ہمشیر زادہ ہیں۔ فضائل و کمالات کے زیور سے آراستہ تھے۔ خوش خلق و نیک محضر تھے۔ فارسی و عربی بقدر ضرورت استعداد رکھتے تھے۔ نظم و نثر لکھنے پر قادر تھے۔ آپکو شعر و شاعری کے ساتھہ ہی دلچسپی تھی۔ کبھی کبھی موزون کرتے تھے۔ عالیجناب نواب ناصر جنگ شہید کے منصبداروں میں ملازم تھے۔ نواب کی شہادت کے بعد نوکری و منصب سے دست بردار ہوکے

وطن مالوفہ برہانپور چلے گئے تھے۔ تا بمرگ وطن ہی مین سکونت پذیر رہے تحفۃ الشعرا وغیرہ تذکرہ نویسون نے آپکے وفات کی تاریخ و سنہ نہین لکہا۔ آپکا عرف نام میان خوب تہا۔ لوگ خوبن کہنے لگے۔ اسیطرح آپکا تخلص بہی خوبن ہوگیا۔ فقیر مولف نے بہی تذکرہ نویسون کیطرح خوبن ہی لکہہ دیا جیساکہ شیخ کو شیخن و کلو کو کلن کہتے ہین

من اشعارہ

موج داری در طپش از آب میخواهیم ما
پارهٔ بیتابی از سیماب میخواهیم ما

عذر مجنون خواست زنجیری که در پایم فتاد
آه از دیوانگان آداب میخواهیم ما

در تحیر اشک ما خونین دلان متوجه نیست
نرگس تصویر را سیراب میخواهیم ما

مدعا وابستهٔ چشم عنایات شما است
حیف آن مرگه از اسباب میخواهیم ما

دارم عشق نوجوان امداد با پیرانه سر
بادهٔ گلرنگ در مهتاب می خواهیم ما

وله

در لباس سلطنت خواهیم رنگ فقر هم
راحت بیخوابی از گرداب میخواهیم ما

بی تو در شهر دل ما عشرت آئینه بست
نور از مهرت بود شمع شبستان مرا

با لباس سرمه در چشم خوبان میرم
تا بود بر من نگه برگشته مژگان مرا

وله

از دلش کن محو یارب دنسیان مرا
بتکلن از خاطر شکستیهائے پیمان مرا

وله

آنها که زلف یار مکرر نوشته اند
هر سطر این مسوده ابتر نوشته اند

وله

گر بصحرا نگه او چمن آرا گردد
شاخ آهو قلم نرگس شهلا گردد

صندلی رنگ شبی گر بسر ویران دارد
دارو هم گرد سر ما به تمنا گردد

وله

اگر گویم که چینین ابروست ابرو کمان من
رسد گر بهر چشمش میشود خاطرنشان من

وله

چو موشد ناتوان دیوانهٔ زلف گره گیرش
توان از سایهٔ سنبل کشیدن پا بزنجیرش

نمیدانم چہ سان از پردۂ حسنش چہرہ کشاید ۔ بتان چون کلک مانی یکقلم شد صرف تصویرش

مستزاد

سازی تو حنا بہانہ در خون لطیم + اے داغ نگاہ

بر سبز رنی گلے و ما داغ شویم ؛ خورشید پناہ

این سلسلہ از کدام ملت یا رب ؛ از بہر کردی

تسبیح رقیب و ما زیاد تو رویم ؛ سبحان اللہ

خواجہ ۔ خواجہ ایوب مخاطب بہ جمیل بیگ خان اورنگ آبادی

خواجہ تخلص ۔ خواجہ ایوب نام ۔ جمیل بیگ خان خطاب ۔ آپ جمیل بیگ خان مرحوم عالمگیری کے پوتے ہیں ۔ مرحوم بہر عالمگیری عہد مین خان جہان بہادر کوکلتاش کے ہمراہ اورنگ آباد دکن مین وارد ہوئے ۔ چہاونی کی وجہ سے متوطن ہو گئے ۔ اورنگ آباد مین جمیل پورہ آپکا آباد کیا ہوا یادگار باقی ہے اور ایک مسجد بزرگ بھی آپکی بنائی ہوئی موجود ہے ۔ مرحوم کے والد خان خواجہ محمد ذاکر مشائخ کابل سے تھے ۔ پیری مریدی کا خاندانی موروثی پیشہ تہا ۔ اکثر قوم مغل کلتہ تاری آپکے مرید و معتقد تھے ۔

خواجہ ایوب انقلاب زمانہ کی وجہ سے عالم بیکاری مین نہایت پریشانی و بیقراری سے زندگی بسر کرتے تھے ۔ گذر اوقات کیلئے کوئی ذریعہ معاش نہین تہا ۔ بزرگون کا جو سرمایہ ذخیرہ تہا وہ سب رفتہ رفتہ صرف ہو گیا تہا ۔ تلاش معاش کے جویا تھے کہ نواب عضد الدولہ عوض خان بہادر صوبہ دکن نے صوبہ داری دکن کی نیابت و بیضا پور کی قلعداری پر مامور فرمایا ۔ منصب و جاگیر بھی عطا کیا ۔ آپ دونون خدمتون کا انجام

واہتمام عمدہ طرح سے کرتے تھے۔ ملک کی بہبودی مین سعی وکوشش فرماتے رہے سرکاری کام دیانت و امانت سے ادا کرتے رہے۔ آخر بندگان حضور آصفجاہ نے قدردانی وجوہرشناسی سے آپکو برار کی صوبہ داری پر مقرر فرمایا۔ مدت تک برار مین رہے۔ آپ شجاع وبہادر تھے۔ مستقل مزاج و ثابت قدم و تجربہ کار خوش کردار وخوش رفتار۔ اور رئیس باز دوست نواز تھے۔ رقص و سرود و مجالس سماع کے شائق تھے۔ مجلس سرود ورقص مین کثرت رقت و درد سے زار زار روتے تھے۔ گھنٹون عالم سکوت مین مستغرق ہوتے تھے نواب عضد الدولہ بہادر وحضور زبان مبارک سے فرماتے تھے کہ آپ سلف کے یادگار ہین آخر آپ نے خدمت ملازمت ترک کی اور گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ آپکی زندگی کا آخر حصہ بخیر ہوا۔ آپ موزون الطبع وذہین وفہیم تھے۔ شعر فارسی مین کبھی کبھی فکر کرتے تھے کلام بلاغت و فصاحت سے خالی نہین ہے ہم اشعار ذیل ہدیہ سامعین کرتے ہین۔

من اشعارہ

دل می طپید از ذوق ندانم خبری کیست
رنگم پریدہ از چہرہ درین رہگذری کیست

بنظر سیر کنان قبلہ نما گشت
پروانہ نگہ از اثر بال و پری کیست

وله

بسوخت ز آتش شوق تو جان و تن باقیست
بسان شمع بسوزند و پیرہن باقیست

ہلاک گشتن مجنون ہزار سال گذشت
ہنوز در کفنش بوئے سوختن باقیست

چراغ راہ ندارم بہزم سوختگان
مدام پرتو حسنت در انجمن باقیست

رسید نیز نگاہت بدل نشتبک شد
ہزار ریختہ کردند و دوختن باقیست

بناز بر سر مقتول خود بیا ظالم ببین
کہ بکفنش از آہ زیستن باقیست

وله

ز شبنم نگہم دادہ آب بر رخ گل
بہار گشتم در برگ گل چو بو رفتم

گہر فشان شدہ اشکم ز چشم بہر نثار	ولہ	بپائے بوس تو ہر دم بآبرو رفتم
ز گرمئ نگہت چون خویش آب شدم		برائے آن لب لعل تو در سبو رفتم
صدائے قلقل مینا شنیدہ مست شدند	ولہ	کسے چگونہ چشند قطرۂ ایاغ ترا
ز سیر وہی زمانہ مرا در دسر شدہ	ولہ	صندل موافقت بسر من نمی کند

آخر آپنے سنہ ۱۱۷۹ ہجری مین اس دار ناپائدار سے عالم بقا مین رحلت کی اور شہر اورنگ آباد مین مدفون ہوئے۔

خاکی۔ حیدر بیگ بدخشانی الاصل

خاکی تخلص۔ حیدر بیگ نام بدخشانی الاصل ہے۔ آپکے بزرگ بدخشان سے عالمگیری زمانہ مین وارد ہند ہوئے۔ بادشاہی لشکر مین ملازم ہوئے۔ خاکی کی ولادت ہند مین واقع ہوئی نشو نما بہی ہند کی آب ہوا مین پایا۔ بقدر ضرورت فارسی عربی مین استعداد حاصل کرنیکے بعد شعرگوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ کبہی کبہی موزون کرتے تہے۔ سپاہ پیشہ تہے ہند سے نواب نظام علیخان آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین دکن مین وارد ہوکے محمد وفادار خان داروغہ باورچیخانہ سرکار فیض آثار بخشی بیگم صاحبہ کی خدمت مین ملازم ہوئے۔ داروغہ صاحب کے فرمانے سے ملکہ علیم النسا بادشاہزادی مصر کا قصہ جو فارسی مین تہا اوسکو اردو زبان مین نظم کیا۔ قصہ مذکور ہمکو سنہ ۱۲۱۶ ہجری کا لکہا ہوا دستخطی سید عبد الغنی خان مرتبہ خان دکنی ملا ہے۔ ہم اسمین سے چند اشعار ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔ خاکی کا انتقال سنہ ۱۲۵۷ ہجری مین واقع ہوا۔

من اشعارہ

ہم عشق بہی سیکھین اگر اُستاد ہو کوئی | دل تو ہی بتا دے مجھے گر ہو کوئی

من قصہ علیم النسا

الٰہی ترا مجھکو کون دیدار دے
تری ذات عالی ہے حیّ قدیم
محمد نبی صاحب تخت و تاج
نبی و علی دونون ہین پاک ذات
یہ قصہ جو تہا فارسی مین سب
اگر کوئی پڑہیگا یہہ قصہ کو لا
تو کچھہ نا کہے اُسکو خامی پر جا

مجھے دین اسلام کا پیار دے
جو تیری کرے یاد ہے مستقیم
رکہا آنکے سر پر شفاعت کا تاج
اُنہی کی شفاعت سے سبکی نجات
لکہا فارسی کو مین ہندی مین اب
وے ایک شے غرض سب سے مرا
بہر حال خاکی کو دیوے دعا

اس قصہ مین اکیس سوال ہے۔ سوالات عالم عناصر وغیرہ اشیا کی حقائق کی نسبت مین ایک فاضل عبد العلیم ہندی کے ہر ایک سوال کا جواب دیتا ہے قصہ عجیب و غریب ہے رسالہ ہزار مسائل کی طرح ہے مطالعہ سے لطف و مزہ آتا ہے۔

خلیل اصالت خان حیدرآبادی

خلیل تخلص۔ اصالت خان نام۔ آپ سید مظفر ازندرانی کے جو ابوالحسن تاناشاہ والی دکن کے وزیر تھے فرزند ہین۔ آپکی ولادت باسعادت حیدرآباد دکن مین ہوی۔ اور نشو نما بہی دکن ہی کی زمین مین ہوا۔ سن شعور کے بعد علما و فضلا کی خدمت مین کتب درسیہ عربیہ و فارسیہ تحصیل کین۔ جامع فضائل و فواضل ہوئے۔ ہمعصرون مین لائق و فائق شمار کئے گئے۔ سرکاری خدمات پر مقرر تہے۔ مدت تک والد ماجد سابہ عاطفت مین

سرکاری کامون کو اچھی طرح سے انجام دیتے رہے۔ آخر ۱۰۹۳ھ ہجری مین والد ماجد کے ہمراہ عالمگیر بادشاہ کی خدمت مین پہنچے۔ بادشاہی منصبدارون مین شریک ہوئے۔ موزون الطبع خوش فکر تھے۔ کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے۔ سنہ وفات کا ذکر کسی تذکرہ نویس نے نہین لکھا۔ لیکن آپ کی رحلت ۱۱۱۵ھ ہجری مین واقع ہوئی۔ خدا غریق رحمت کرے۔ آپ کے نتائج طبع سے صرف ایک شعر ملا لکھا گیا۔

من اشعارہ

قطرۂ خورشید را حکم چکیدن نہ دہم	تشنہ لب عشق را ذوق چشیدن نہ دہم

خان۔ محمدی خان دکنی

خان تخلص۔ محمدی خان نام۔ آپکا اصلی وطن و مولد حیدرآباد دکن ہے۔ آپ عالم شباب مین فارسی مین بقدر ضرورت لیاقت حاصل کرکے شہر مین کوئی ایسا سبب واقع ہوا کہ وطن سے دل برخاستہ ہوکر دلی مین گئے۔ سپاہ پیشہ تھے وہان کسی محکمہ مین ملازم ہوگئے۔ خوشی و خرمی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ اور دلی ہی مین سکونت اختیار کرلی۔ شعرگوئی کا شوق تھا وہان نواب سعادت یار خان رنگین المتوفی ۱۲۵۱ھ ہجری کے شاگرد ہوئے۔ شعر خوب کہنے لگے۔ کلام درست صاف بامحاورہ ہوتا ہے۔ آپکے انتقال کی کیفیت کسی تذکرہ نویس نے نہین لکھی۔ مگر تقریباً ۱۲۶۵ھ مین راہی عدم ہوئے

من اشعارہ

یاد جسوقت تری آتی ہے	مجکو ہچکی وہین لگ جاتی ہے

خاص۔ شاہ خاص حیدرآبادی

خاص تخلص - شاہ خاص نام - آپ حیدر آبادی المولد ہیں آپکے والد شاہ خاموش صاحب اول جو آصفجاہ ثانی کے زمانہ میں اندرون شہر چادر گھاٹ کے متصل سکونت پذیر تھے - درویش فانی و فقیر حقانی تھے - متوکل علی اللہ و قانع آپ بھی بدستور قدیم بزرگان سلف کے طریقہ پر قائم تھے - والد ماجد کے مرید و خلیفہ - آپ کی شکل و صورت درویشانہ تھی - جُبہ و دستار مشائخانہ پہنتے تھے خوش مزاج و پاکیزہ طینت تھے مزاج میں محبت الٰہی کا جوش اور دلمیں شعر گوئی کا خروش تھا - شعر عمدہ کہتے تھے - نازک مزاج و عالی دماغ تھے - آپ سنہ ۱۲۴۰ ہجری کے قریب فوت ہوئے - آپکے دوسرے بھائی مسمی طٰہٰ بھی شاعر تھے - ہجو گوئی میں کمال رکھتے تھے - مہاراجہ بہادر نے دو روپیہ یومیہ مقرر کر دیا تھا

من اشعارہ

گلابی ہے تازہ گال اسکے کلی نازک دہن گلابی	تمام قد نونہال رنگین قبا سراپا چمن گلابی

ردیف الدال

درگاہ - درگاہ قلیخان سالار جنگ

درگاہ تخلص - درگاہ قلیخان سالار جنگ نام - آپ کا نام تورانی نور الوس مشہدی سے تھے - آپکے جد اعلیٰ خاندان قلیخان شاہ صفی کے زمانہ میں علی مردان خان گورنر قندہار کے ہمراہ تھے - علی مردان خان نے شاہ صفی کی نا قدر دانی کی وجہ سے نوکری ترک کرکے شاہ جہان بادشاہ ہند کی خدمت میں آنیکا ارادہ کیا - تشریف آوری سے پہلے خاندان قلیخان کو درگاہ بادشاہ میں بھیجا - خاندان قلیخان غرہ جمادی الآخر

سنہ ۱۱۴۱ ہجری مین درگاہ بادشاہی مین آیا علی مردان خان کی عرضداشت پیش کی
خلعت و انعام ہزار روپیہ سے سرفراز ہوا۔ علی مردان خان پندرہ تاریخ رجب سنہ مذکور
کو بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے نہایت قدردانی سے صوبہ داری
کشمیر پر مقرر فرمایا۔ اور خاندان قلیخان کو اپنے پاس کہا۔ خاندان قلیخان کے انتقال
کے بعد اُن کے خلف الصدق درگاہ قلیخان کو بذریعہ علی مردان خان منصب و جاگیر
ضلع ٹھٹہ مین مقرر فرمایا۔ سرکار علی مردان خان کی میر سامانی بھی منصب جاگیر کا
ضمیمہ ہوئی۔ علی مردان خان کے بعد درگاہ قلیخان شاہزادہ اورنگ زیب کے
منصبدارون مین شریک کیا گیا۔ شاہزادہ کے ہمراہ دکن مین آیا۔ پھر چند روز کے بعد
ہند مین مراجعت کی اور وہان فوت ہوا۔ پھر اُنکا خلف الصدق نوروز قلیخان
داروار ضلع بیجاپور کی قلعداری پر سرفراز ہوا۔ مدت تک قلعداری کا اہتمام
کرتا رہا۔ پھر وہین فوت ہوا آپکا خلف الصدق خاندان قلیخان ثانی منصب و جاگیر
سے سرفراز ہوکر منصبداران متعینہ اورنگ آباد مین شریک ہوا۔ شاہ عالم خلد منزل
کے زمانہ مین سنگمنیر کی وقایع نگاری اور ضلاع کی فوجداری پر سربلند ہوا۔
نواب آصفجاہ نے اپنے زمانہ مین اپنی خاص سرکاری خدمات پر مامور فرمایا۔ نظام آباد
بالائے گنتل فردا پور جو اورنگ آباد سے جنوب کے فاصلہ پر واقع ہے اُسکی تعمیر آبادی
آپکے اہتمام سے ہوئی۔ آپ اسوقت بیہ عمارت تھے۔ آپکے خلف الصدق نواب
درگاہ قلیخان ثانی سالار جنگ صاحب جمعہ کی ولادت اُنتیسوین تاریخ رجب سنہ ۱۱۰۲ ہجری
سنگمنیر مین واقع ہوئی چنانچہ خود سالار جنگ تاریخ تولد مین کہتا ہے شعر

شد سال ولادتش زروئے الہام ۔۔۔ درگاہ قلی زخاندان والا

نشو نما کے بعد جب آپنے چودوین سال مین قدم رکہا سرکار آصفجاہ نے منصب
و جاگیر سے سرفراز فرمایا۔ بیس برس کی عمر مین اپنا ہمرکاب کیا اکثر حضوری خدمتین
آپکے تفویض تہین۔ آپ خدمات کا اہتمام نہایت دیانت امانت سے فرماتے رہے
جب تک زندہ رہے حضور آصفجاہ کی عنایات و مراحم سے خوشحال و سرفراز رہے
حضور کے سفر دلی مین جو ہنگامہ نادرشاہی مین ہوا تہا آپ ہمرکاب تہے۔ مدۃ العمر
سرکاری خدمات و آقا کی تابعداری مین جانفشانی و عرقریزی کرتے رہے۔ نواب
نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے عہد مین بہی ممتاز اقران و محسود جہان رہے
نواب امیر الممالک صلابت جنگ کے زمانہ مین منصب شش ہزاری اور موتمن الدولہ
خطاب و اورنگ آباد کی صوبہ داری سے سربلند و نامور ہوئے۔ خوب انتظام بندوبست
کرتے رہے۔ جب ریاست دکن کا انتظام نواب آصفجاہ ثانی کے متعلق ہوا اسوقت
آپ ہفت ہزاری منصب و ماہی مراتب و موتمن الملک خطاب سے معزز ہوئے۔ اور سواری
عماری ہاتی دو جہالرکی اجازت ملی۔ اسوقت حضوری دستور تہا کہ کوئی امیر بغیر
اجازت حضور عماری پر سوار نہین ہو سکتا تہا۔ اب بہی دکن مین وہی دستور جاری
ہے چند مدت کے بعد حسن خدمات کے صلہ مین خاندوران خطاب سے مخاطب ہوے
آصفجاہ ثانی آپکو بہت چاہتے تہے۔ اور نہایت عزیز رکہتے تہے جس زمانہ مین
کہ راجہ بہادر دریائے گنگا کے کنارے مقتول ہوا آصفجاہ ثانی اورنگ آباد
مین رونق افزا ہوئے۔ اور چہاونی کے لئے خجستہ بنیاد ہی کو تجویز فرمایا۔ حضور
بہی شہر مین مقیم ہوئے۔ بندگان عالی کثرت عنایت و رحمت سے آپکے محلات
مین رونق افروز ہوئے۔ چند روز رہے۔ آپنے آقائے نامدار کی نہایت شایان

وشوکت سے مہانداری کی ہر روز جشن نوروز تھا۔ سامان عیش جلوہ افروز تھا۔
علی ہذا القیاس رات کی بھی یہی کیفیت ہوتی تھی رات کیا تھی شب برات تھی
جب حضور بندگانعالی رخصت ہوئے۔ اکثر تحائف بے بہا نذر گذرانے
حضور نے نہایت خوشی سے منظور فرمایا۔
بعد ازان گردش تقدیر سے کوئی ایسا سبب پیدا ہوا کہ آپ غرہ رجب ۱۱۷۹ ہجری
مین اورنگ آباد کی صوبہ داری سے معزول ہوئے۔ عزیز خلائق تھے آپکی معزولی
سے عام شہر مین رنج والم تھا گھر گھر شور وماتم تھا۔ اس حالت مین عام کا آپکے ساتھ
ہمدردی وافسوس کرنا اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ آپ دیانتدار و امانتدار
ومنصف تھے اور یہہ قبولیت عام اس امر کو ثابت کرتی ہے کہ آپ خلق مجسم صلح کل
تھے۔ نہین تو ایسی حالت معزولی مین عرف عام رواج کے موافق کوئی ہمدردی نہین کرتا
بلکہ لعن وطعن کرتے ہین۔ آپ پنجم رجب سنہ مذکور کو اورنگ آباد سے نظام آباد
جاگیر مین تجمل وشان کے ساتھ روانہ ہوئے۔ روانگی کے وقت مجمع عام تھا
عمائد شہر ومشائخ وفضلا بیرون شہر تک ہمراہ آئے آپکو نہایت حسرت ورنج
سے رخصت فرمایا۔ فقرا وغربا کا ہجوم تھا شور وغل تھا۔ آپکے احسانات یاد کرتے
تھے اور کہتے تھے کہ شہر سے گر ہزار آدمی چلے جائین تو کچھ غم نہین ہوتا اور نہ شہر کی
آبادی مین بھی کمی نہوتی مگر اس مربی داتا کے جانے سے شہر ویران نظر آتا ہے
آپ خوش مزاج وخوش خلق تھے منصف وعادل۔ کریم باذل تھے۔ شگفتہ طبع
وزندہ دل۔ دلاوری مین دلیر وبیدل تھے۔ رعیت پروری وغربا نوازی مین بے نظیر
تھے۔ ملکی ومالی تدابیر مین روشن ضمیر تھے۔ طلاقت بیانی وسخندانی مین بے مثل

انشا پردازی و تاریخ دانی مین بے بدل۔ آپکی حاضر جوابی اور بداہتہ بیانی مشہور
تہی۔ طبیعت کی تیزی نور علی نور تہی۔ آپ وقت کے پابند تہے آپکا وقت کاموں سے
معمور رہتا تہا۔ وقت کی بڑی قدر کرتے تہے۔ آپکی ظاہری شان وشوکت وحشمت کی
شان بہی قابل دید تہی اور آپکی سواری بڑی تکلف وتجمل سے نکلتی تہی۔ دو تین سو
سوار حبشی وعرب ودکہنی جلو مین ہمرکاب ہوتے تہے۔ سواری کے آگے چند عرب
ویچہے النوزہ بجاتے ہوئے گاتے تہے۔ اچہلتے کودتے تہے۔ سواری کے دیکہنے سے
لطف آتا تہا۔ امارت وریاست کا تماشا نظر آتا تہا۔ اور رعایا کے لون مین رعب
وخوف ہوتا تہا۔ کوئی مفسد وباغی فساد وبغاوت نہین کرنے پاتا تہا۔

آپ لطیفہ گوئی وبذلہ سنجی مین یکتا تہے۔ آپکے لطائف وظرائف اکثر مشہور ہین
منجملہ ہم چند لطیفے شائقین کے مطالعہ کے لئے لکہتے ہین کہ اون کے دیکہنے سے
لطف اوٹہائین۔ کہتے ہین کہ جناب شاہ علی صاحب کے صاحبزادہ کی شادی تہی مجلس
منعقد مین شہر کے تمام امرا ومشائخ حاضر تہے۔ اور اس مجمع مین جناب میر غلام علی
آزاد بلگرامی وشاہ محمود صاحب نواب خاندوران صاحب جمہ ونواب اشجع الدولہ
مجتمع تہے۔ اسوقت سب دستور طرفین یعنی داماد وعروس کے وکلا قاضی صاحب کے سامنے
آئے۔ خواجہ دکہتو نامی بنات فروش عروس کیطرف سے وکیل ہوکر آیا۔ خاندوران درگاہ قلیخان
نے کہا۔ آج ہمکو معلوم ہوا کہ آپ بنات فروش ہین۔ حاضرین مجلس اس لطیفہ سے
بہت ہی محظوظ ہوئے۔ لفظ بنات جمع بنت یعنی بیٹی۔ وبمعنی پارچہ پشمی۔

لطیفہ دیگر ایکبار شاہ علی صاحب نے نواب صاحب سے کہا کہ ہم غیرون کیلئے
فقط دنیا کی دعا کرتے ہین مگر آپکے لئے دین و دنیا دونون کی دعا چاہتے ہین۔

دین کی دعا کا محل مسجد مقرر کیا ہون اور دنیا کی دعا کا مقام بیت الخلا کیونکہ وہ مقام قضاء حاجت ہے۔ نواب نے کہا آپ مسجد مین کئے مرتبہ جاتے ہین۔ شاہ صاحب نے فرمایا پانچ وقت۔ اور بیت الخلا مین کئے بار شاہ صاحب نے کہا ایک مرتبہ یا دو مرتبہ۔ نواب صاحب نے کہا مین جناب آلہی مین دعا کرتا ہون کہ حضرت کو پیچش ہو تا کہ آپ بیت الخلا مین بار بار جائین اور دنیا کی دعا بہت کرین شاہ صاحب و حاضرین قہقہہ مار کر ہنسنے لگے۔

لطیفہ دیگر چند نوملازمین کی درخواستین نواب صاحب کی خدمت مین پیش ہوئین نواب صاحب نے ہر ایک شخص کو بالمشافہ بلا کر اُسکی حیثیت کے لائق تنخواہ مقرر کر کے دستخط فرماتے تھے۔ اون مین دو لڑکے کم سن تھے۔ نواب صاحب نے ایک کی درخواست پر بلفظ بیامو زرد لکھا اور دوسرے کی درخواست پر بلفظ دیگر لکھا۔ وہ دونون کم سن لڑکے پچھی نرائن پیشکار کی خدمت مین گئے۔ پیشکار نے دونون درخواستونکا نقل نقلے لکھوایا۔ اور نواب صاحب کی خدمت مین دونون کو پیش کیا۔ فرمایا کہ کل یہہ دونون منظور ہوئے۔ پیشکار نے عرض کیا جسکی فرد پر آموزرد دستخط تھا وہ آج سیکھکر آیا ہے۔ اور دوسرا جسکی فرد پر دیگر ہے مین نہین سمجھتا ہون کہ دیگر سے وقت مراد ہے یا کوئی دوسرا شخص۔ نواب صاحب نے پیشکار کی تقریر سے تبسم فرمایا اور دونون کو نوکر رکھہ لیا۔

لطیفہ دیگر دلی مین آپ نواب آصفجاہ کے ہمراہ تھے۔ دربار مین نادر شاہ نے محمد شاہ سے کہا کہ ہم کل جائین گے اُسوقت آپ نے یعنی درگاہ قلیخان نے آہستہ نواب کے کان مین کہا کہ النادر کالمعدوم۔ نواب آصفجاہ بہادر آپکے

لطیفۂ نادر سے بہت خوش ہوئے۔

آپ شعرا دوست و علما پرست تھے۔ قدردان و جوہر شناس۔ ہر مہینہ مین دو تین عام جلسے اپنے باغ دلکشا مین منعقد فرماتے تھے۔ اور اُن بزرگون کو جو لائق صحبت ہوتے تھے بلاتے تھے۔ اور ہر روز آپکے دولتخانہ پر ہم شربان خاص کا جلسہ رہتا تھا۔ اور آپکی مجلس مین تکلف نہین ہوتا تھا۔ آپ حاضرین مجلس سے خندہ رو و شگفتہ جبین ملتے تھے۔ آپ تعمیر عمارات و آبادی قصبات و دیہات کے شائق تھے اورنگ آباد مین اکثر عمارات آپکی یادگار ہین۔ باغ دلکشا اورنگ آباد مین جنوبی جانب آپکا بنایا ہوا ہے سنہ ۱۱۷۷ ہجری مین ایک نہر کہدوائے اور باغ مین لائے۔ اور باغ مین ایک کشادہ حوض بنوایا۔ حوض کی وجہ سے باغ سیراب و تازہ رہتا ہے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے اُسکی تاریخ لکہی۔

تاریخ بنائے نہر

خاندوران مہ عالیجاہ — مورد التفات ربانی

نہر آب حیات جاری کرد — خضر آنرا کند نگہبانی

کامیاب زلال احسانش — مردم شہر و بیابانی

کرد این نہر را روان در باغ — تازہ شد آب رنگ بستانی

کند حوض وسیع در بستان — کہ توان گفت کوثر ثانی

این عمل امتیاز خاصی یافت — از قبول جناب سبحانی

سال تاریخ او طلب کردم — گفت دل نہر خان دورانی

۱۱۷۷ھ

آپ موزون الطبع تھے۔ سخن فہم و سخندان تھے۔ کبھی کبھی شعر موزون کرتے تھے

اور ہندی مین مراثی حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کے مراثی بہت ہی خوب کہتے تھے۔ چند اشعار مندرجہ ذیل آپکے طبعزاد ہین۔ ایکروز میر آزاد بلگرامی نے خواجہ حافظ شیرازی کی غزل پر + صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را + کہ سر بکوہ و بیابان تو دادہ ما را + طرح کی اور فرمایا ؎

صبا پیام رسا آن بہار رعنا را	کہ داد بوسے تو سرمایہ جنون ما را

اسیوقت نواب خاندوران خان بہادر نے بھی فی الفور فرمایا ؎

صبا پیام رسا آن جنون تمنا را	بہار آمد و سر سبز کرد صحرا را

لچھمی نرائن مولف گل رعنا نے بھی حسب خواہش نواب صاحب یہ موزون کیا ؎

فزود جلوۂ او سیل گریہ ما را	طلوع ماہ کند بیشتر آب دریا را

نوابصاحب بہت خوش ہوئے اور تحسین و تعریف کی۔ آپکی بحالی کا سامان موجود ہوگیا تھا۔ یکایک آپ ۸ جمادی الاول سنہ ۱۱۸۰ ہ مین مرض سرسام سے نظام آباد مین فوت ہوئے۔ وہان سے نعش مبارک اورنگ آباد مین آئی آپکے والد ماجد کے مقبرہ مین جو شہر کے جنوبی جانب ہے دفن کئے۔ دفن کیوقت علمائے شہر و مشائخ و فقرا جمع ہوئے۔ شور و غوغا برپا تھا قیامت تھی۔ میر علی رضا جبینی نے مادۂ تاریخ مین ایک مصرع لکھا ؎ اہل عالم سینہ چاک از ماتم سالار جنگ + اور کسی دوسرے شاعر نے ایک مصرع مین تاریخ صوری و معنوی لکھی ؎

یکہزار و یکصد و ہشتاد سال

۱۱۸۰ ہجری

مین آپ کی اولاد و شجرۂ خاندان کو گزارش کرتا ہون

اولاد نواب موصوف
حنیف الدینخان بانی سرائے اورنگ آباد کی لڑکی کے بطن سے
ایک دختر
بنکاح محمد صفدر خان
غیور جنگ بن تہور جنگ
تھی
دو فرزند
امام قلیخان مؤتمن الدولہ
سالار جنگ جاگیردار
برار وخجستہ بنیاد
وصی قلیخان مخاطب
بہ درگاہ قلیخان
جاگیردار برار ”
شجرۂ نسب
خاندان قلیخان ذوالقدر از ترکان بوربورالوس خانان سیاہ خیمہ نواحی مشہد مقدس
درگاہ قلی خان اول
نوروز قلیخان قلعدار دھاروار بیجاپور
خاندان قلیخان مع نظام آباد کی تعمیر آپ کے اہتمام سے ہوئی
درگاہ قلیخان ثانی المتولد ۱۱۲۲ ہجری بمقام سنگمنیر دکن
دختر
دو پسر
نواب سالار جنگ مرحوم اول کی نھنیال کا سلسلہ آپ سے منتہی ہوتا ہے۔
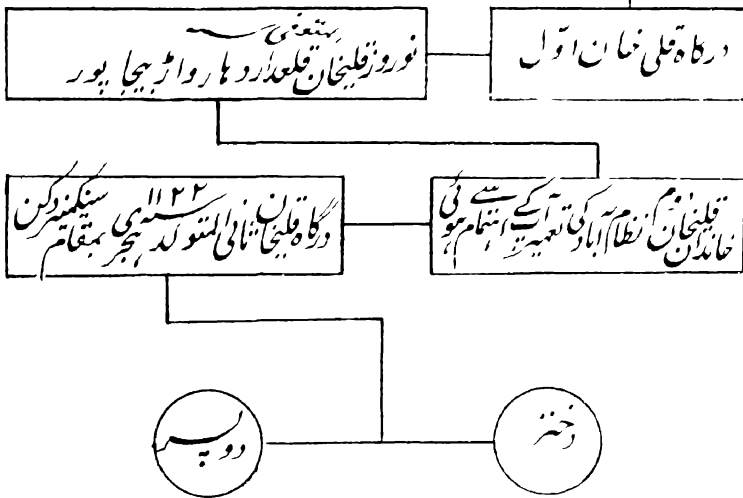
جب سنہ ۱۱۴۶ ہجری مین وزارت خان اورنگ آبادی کو غفران پناہ عالیجناب آصفجاہ اول نے دوبارہ دیوانی سے سرفراز فرمایا۔ احباب نے جوش خوشی سے تاریخین کہین۔ آپنے بہی دو بیتین تاریخی موزون کی۔ ہر ایک مصرع سے سنہ سرفرازی دیوانی برآمد ہوتا ہے لیکن مصرع آخرین ایک عدد زائد ہے۔ ھو ھذا

شد بحکم تو بزم نورانی	با مصابیح فضل یزدانی
۱۱۴۶ از برای صلاح خلق الله	۱۱۴۶ باز رونق گرفت دیوانی

گل رعنا کے مولف نے آپکے اوصاف حمیدہ اسطرح لکہے ہین فی الواقع آپ جامع الصفات والکمالات تہے مولف کا قول مبالغے سے مبرا ہے خوشامد و تملق سے بہت معرا ہے ھو ھذا درگاہ قلیخان بہادر مخاطب بہ مؤتمن الدولہ خاندوران سالار جنگ امیری بود عالیجاه دانش نگاه متصف بصفات حمیده و متخلق باخلاق پسندیده غنچهٔ خصوصیت در گلزار خلقتش نوای شکفتگی در سر و طوطی خوش صفیر زبان شیرینش منقار در شکر بلبل هزار داستان مستغنی طلاقت زبانش۔ و گل شگفته جبین در هوای گرم چهره خندانش۔ چرب نرمی او دل سنگ را موم می ساخت۔ و تالیف قلوب او احبا و اعدا را در دام می انداخت۔ ضمیر منیرش در بدیهه بیانی بازار آئینه می شکست و ذات والا صفاتش در بزم فروزی بازار شمع می شکست۔ صولتش شیر نر زهره را آب می نمود۔ و تنها حقش گوی سبقت از همه همسران می ربود الخ انتهی کلامه

من اشعاره الفارسی

گفته‌اند محض هست گمان تن تو	تن تو نیست میان من و تو
معاش را نه سوای بدوستان داریم	برای ما و شما این هوا چه میخواهد

نگاهش دیده صهبا آفریدند — قدش دیدند طوبی آفریدند

بعالم ریخت اشکم رنگ طوفان — ز جیب قطره دریا آفریدند

ولہ

می چکد رنگ بهار از خامه‌ام — وصف رخسار که انشا می کند

حکم آصف این غزل را تازه کرد — کارها را کارفرما می کند

ولہ

کسی که در صدد وصف آن سخن باشد — چو شخص هیچمدان در پی سخن باشد

ولہ

بآغوشش آید آن دلدار خواهی چنین باشد — خدا اگر راست آرد دولت و جاهی چنین باشد

چه نقشهاست بر دل از صبا گر نکهت نقش — حیات تازه می بخشد هوا های چنین باشد

بصفا ساختم مهر قدومش حشمت دل را — برای شاه والاجاه درگاهی چنین باشد

ولہ

سوای حیدر ای شاه مردان کیست — که ذوالفقار باو داد حق ببین رخته

ولہ

دلم را فرقت آن نامسلمان ساخت سیپاره — نمود از هم جدا اجزای قرآنی که من دارم

ولہ

کردیم ثنا چه عافت — ای صبر بما چه کار داری

باک نبود ز تیغ حیدرا — گر صاحب ذوالفقار داری

ولہ

نوروز که روز سعد جشن افزیست — مولای جهان تخت خلافت آراست

از مقدم گل نماند آثار خزان — سالی که نکو است ز بهارش پیداست

ولہ

کونین شد ایجاد برای ایشان — حاشا که کسی رسد بجای ایشان

اسرار نبوت اند اولاد علی — درگاه فلک است خاکپای ایشان

دانش میر رضی مشهدی

دانش تخلص - میر رضی رضوی نام ہے - آپ میر ابوتراب مشہدی کے فرزند ہیں

آپکے والد عالم فاضل تھے۔ دانش بھی بمصداق الولد سر لابیہ ہوشیار و ہونہار تھا۔ کتب ابتدائی والد ماجد سے پڑھین اور باقی کتب مختلف اساتذہ سے تمام کین تحصیل سے فارغ ہونیکے بعد حرمین شریفین کی زیارت و حج کا ارادہ کیا جب حرمین پہنچا تو ایک مثنوی کعبہ کی تعریف مین لکھی۔ من اشعارہ

زخوبی کعبہ معشوق جہانست	نشاط دلربائی در حیانست
بروئے تو نیازان در کشادہ	چہ معشوقانہ خود را جلوہ دادہ
جمالش عذر خواہ زحمت دشت	بگرد آن نوا ضع بیتوان گشت

ایسا ہی روضۂ منورہ کی صفت مین بھی کہتا ہے۔

ہمایون قبۂ مرکوب افلاک	بہشتے بے گمان عالم خاک
زحق بیگانگان را آشنا ساز	چو ابرو طاق محرابش خدا ساز
ز دیوارش فلک را دست کوتاہ	نمایان تا بعرش از سایہ اش راہ

حج و زیارت سے مشرف ہوکے مشہد مین آیا ہندوستان مین باپ سے ملنے کا شوق دل مین شعلہ زن تھا۔ چنانچہ ہند کے شوق مین کہتا ہے ؎

راہ دور ہند پابست دشن را در مرا — چون حنا شب در میان فتن ہند و خوشست

آخر مقامات متبرکات کی زیارت سے فارغ ہوتے ہی ایران و ہند کے جانے مین تردد کا فیصلہ کیا کہ سفر ہند کو ایران پر ترجیح دی چنانچہ کہتے ہین ؎

پریشان خاطرے با ہم بگل داشت	میان ہند و ایرانم دو دل داشت
جگر را در بغل پنہان کشیدم	در آن آئینہ روئے کار دیدم
جلا چون از سوادش دیدہ دادم	سیہ رنگی ہند آمد بیادم

پدر کز من روانش تازه بادا ۔ دران گلشن بلند آوازه بادا

نشاط آباد غربت بود جایش ۔ فضائے ہند باغ دلکشایش

شد از تحریک آن سرگشته بلبل ۔ سواد ہند بر من سایۂ گل

حقیقت را بلند آوازه کردم ۔ نمک با لعل سبزان تازه کردم

نگہ را حسن گندم گون نصیبت ۔ چو طوطی سبز در ایران غریبت

گہر را قدر در خاک مراوش ۔ محک بخت آزمایان را سوادش

سواد دیدنش سرمایۂ نور ۔ بمردم پروری چون دیده مشہور

ز بس سرسبز نخل بوستانش ۔ پر طوطی بود برگ خزانش

رسیدم فصل جو بہائے ایام ۔ ہوا بر داز سرم فکر سرانجام

پہر دانش صاحب ترجمہ شاہجہان کے عہد مین وارد ہند ہوا۔ اور پدر بزرگوار کی ملازمت سے کامیاب۔ سرو آزاد مین میر غلام علی آزاد لکھتے ہین کہ در عہد شاہجہان با والد خود عازم ہند گردید الخ اور خزانۂ عامرہ مین لکھتے ہین کہ در عہد صاحبقران ثانی شاہجہان بہند آمد و بدولت ملاقات والد کامیاب گردید الخ تحریر اول سے ثابت ہوتا ہے کہ ہند مین باپ کے ہمراہ آیا۔ تحریر دوم سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہجہانی عہد مین آیا۔ اور باپ سے ملا یعنے اسکا باپ پہلے سے ہند مین موجود تہا۔ تحریر ثانی درست وصحیح۔ تحریر اول مین تردد ہوتا ہے۔ شاید سہو کاتب سے غلطی واقع ہوئی۔ والا یہ صاحب سے ایسا تضاد واقع نہین ہوتا والعلم عند اللہ۔ ماہ شعبان ۱۰۶۵ھ ہجری مین ایک قصیدہ مدحیہ بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا دو ہزار روپیہ صلہ پایا۔ قصیدہ کا مطلع یہہ ہے

بخوان بلند کہ تفسیر آیۂ کرم ست	خطے کہ از کف دست مبارکش پیداست

چند روز شاہزادہ دارا شکوہ کی ملازمت مین رہا۔ شاہزادہ کی عنایت و الطاف سے مخصوص ہوا۔ بہارستان کے مولف نے لکھا کہ شاہزادے نے میر رضی کو غزل کے ایک شعر کا صلہ ایک لاکھ روپیہ عطا کیا۔ وہ شعر یہہ ہے ؎

تاک را سرسبز کن اے ابر نیسان در بہار	قطرہ تا می میتواند شد چرا گوہر شود

اور شعر کے مضمون سے بہت ہی خوش ہوا۔ اور غزل مذکور یہہ ہے ؎

موسم آن کہ ابر تر چمن پرور شود	نکہت گل مایۂ شور جنون در سر شود
تاک را سرسبز کن اے ابر نیسان در بہار	قطرہ تا می میتواند شد چرا گوہر شود
نالۂ بلبل نہان در پردۂ برگ گل است	بیدماغم کاش زین یک پردہ نازکتر شود
تا بذوق گریۂ مستی درین بزم آمدیم	مے بدہ ساقی بقدر آنکہ چشمی تر شود
از پوشیدن نیاید دانش از بیتاب عشق	در میان انجمن پروانہ خاکستر شود

دار الخلافہ مین جب اس غزل کی شہرت ہوئی تب شعراے وقت نے اسکے جواب مین موزون کیئے۔ شاہزادہ دارا شکوہ نے یہہ بیت موزون کی ؎

سلطنت سہل است خود را آشنائی فقر کن	قطرہ تا دریا تواند شد چرا گوہر شود

انتہی کلامہ۔ میر دانش صاحب ترجمہ چند مدت بنگالہ مین شاہزادہ شجاع بن شاہجہان کے ساتھہ رہا۔ اور وہان سے ابتداے جلوس عالمگیری حیدرآباد دکن مین آیا۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ کی خدمت مین اعزاز و اکرام سے باریاب ہوا۔ قطب شاہ کے نزدیک معتبر و معتمد علیہ ہوا۔ قطب شاہ آپکے ملنے سے بہت خوش ہوتا تھا۔ آپکی تقریر و تحریر کو پسند کرتا تھا۔ آپ بار قطب شاہی کے

رونق تھے۔ تذکرہ نویسون کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکے والد ماجد میر ابو تراب
فطرت تخلص جو حیدرآباد مین سکونت پذیر تھے۔ اور قطب شاہی سلاطین کے
سایہ پروردہ تھے۔ بسنہ ۱۰۶۰ ہجری مین فوت ہوئے اور میر مومن استرآبادی کے دائرہ
مین دفن کئے گئے۔ آپکی لوح مزار پر یہہ رباعی جو مرحوم نے رحلت کیوقت
موزون کی تھی لکھی ہوئی ہے۔ خود مولف فقیر نے بھی ۱۲۸۶ سنہ ہجری مین دیکھا تھا

رباعی فطرت بتو روزگار نیرنگی کرد	ننواخت بمهر و خارج آهنگی کرد
آن سینه که عالمی درو می گنجید	اکنون ز نزد و نفس تنگی کرد

اوراسی رباعی کے تحت مین میر رضی دانش کی رباعی جو والد ماجد کے فراق مینا
لکھی مرقوم ہے

دانش مکن اعتماد بر عمر دراز	کاید بزمان کم بسر عمر دراز
گیرم که چو عیسی بفلک بر شده	آید بچه کار بے پدر عمر دراز

آخرالامر سلطان عبداللہ قطب شاہ نے میر رضی دانش صاحب ترجمہ کو اپنے طرف
سے نائب مقرر کرکے ۱۰۷۰ سنہ ہجری مین مشہد مقدس کو روانہ کیا۔ تاکہ روضہ رضویہ
مین بادشاہ کے طرف سے زیارت کے مراسم ادا کرے اور اس کے لئے سالانہ دو ہزار
تبریزی وظیفہ مقرر کردیا تا بزندگی سلطان اسکو پہنچتا رہا۔ فقیر مولف نے تقرر
سالیانہ کا فرمان عبدالعلی طالقانی میر منشی قطب شاہ کی انشائے طالقانی مین جو میرے
کتبخانہ نوادر مین موجود تھی دیکھا تھا۔ افسوس صد افسوس کہ وہ انشا موسی ندی
حیدرآباد کی طغیانی واقع ۱۳۲۶ سنہ ہجری مین غرق آب نذر سیلاب ہوئی کاش اگر
موجود ہوتی تو بجنسہ یہان فرمان کو نقل کرتا۔ آخر میر رضی دانش نے ۱۰۷۶ سنہ ہجری مین

رحلت کی۔ اب مین متفرق تذکرون سے آپکے بوارق طبع کو گزارش کرتا ہون
تاکہ ناظرین ملاحظہ کرین **هو هذه**

زبسکه مشق سخن ساخت ناتوان ما را / گداخت همچو قلم مغز استخوان ما را
نشد که بوسه بپای هدف چو تیر دهیم / گذشت عمر بخمیازهٔ کمان ما را

وله
ذخیرهٔ بدل از چشم اشکبار نماند / شکست شیشهٔ سیماب در کنار مرا

وله
غنیمت دان بهشت روی گندمگون در محشر / که فرد طاعت محراب ابرو میدهد ما را

وله
بوی گل شد فیض بخش آهوش قت و بیخودیست / یکنفس بگذار در سیر چمن تنها مرا

وله
چون سر زلفش بدستم افتد از خود میروم / همچو طفلان اول شب خواب می آید مرا

وله
لب تشنهٔ تیغم بگو قاتل ما را / کو آب که شیرینی جان زد دل ما را

وله
وعدهٔ هم صحبتان رفته روز حشر است / دیر می آید قیامت گشت تنهائی مرا

فصل گل است جوش بهار سخن مرا / گل کرد همچو غنچه زبان در دهن مرا
تا رسا زورین بزم نسبتی داریم / خوش اند اهل نشا ما ضعیف نالیها
عینکی باید مرا از شیشهٔ می ساختن / تا توانم خواند در پیری خط پیمانه را
در راه انتظار چو مژگان نشسته ایم / بر آستان خانهٔ ما جای پابس است
بر دیدهٔ آلوده نجوئیم صف مژگان / چون حلقهٔ ماتم بزور شهید است
گر زابرو جبین گشاید در رزم بسمل بس است / خون بهای کشتهٔ ما خندهٔ قاتل بس است
دست گلچین قتل عام لاله و گل میکند / باغبان را پای گلچین بست خواب افتاده است
مردم رنجور را روز وصل / گریهٔ شادی عرق صحت است
وصل یاران چون دهد دشنک زبس می بدنماست / گریهٔ شادی کم از باران روز عید نیست

مرا که خندهٔ گل سر بدرد می آرد — وله — دماغ گریهٔ بلبل درین بهار کجاست

آبروی دودمان تاک هم بر باد رفت — وله — دختر رز را عسس صد بار با مستان گرفت

ما و بلبل عرض چاک سینه میکردیم دوش — وله — نازپروردِ گلستان زخم خاری هم نداشت

صفحهٔ دشت بمدد رفیقان طی کند — وله — چون قلم بی دو سه یاری بسفر نتوان رفت

گشاده روی خوبان در آخر حسن است — وله — در چمن همه جا موسم خزان باز است

سینه صافان را غم محنت کشان بیش از خود است — وله — آب می بالد ازان بازی که بر دوش پل است

هر روز کامیاب ز روی چو ماه دوست — وله — آئینه وز نامهٔ چرخ نگاه اوست

گر سرمه لاف نسبت مژگان زند بجاست — وله — از خاک برگرفتهٔ چشم سیاه اوست

در بزم کنم سیر که جای دگرم نیست — وله — از حلقه برون چون قدح می سفرم نیست

رفتی و از اشک بلبل چمن طوفان گذاشت — وله — رفت بر گل چون چراغان شب باران گذشت

چسان بینم که می را محتسب بر خاک میریزد — وله — که می لرزد دلم بر کف اگر از تاک میریزد

در آن وادی که من باشم آبادی نمی باشد — وله — سیاهی میکند از دور کاهی چشم آهوئی

بر سرم آمد ولی بسیار زود از من گذشت — وله — دولت تیزی که می گویند شمشیر تو بود

کسی در عاشقی هم پیشه را چون من نمیخواهد — وله — خورم گر آب شیرینی بیادم کوهکن آمد

نوبهار است هوا مایهٔ عشرت دارد — وله — مفت رندیست که می دارد و فرصت دارد

ای هما از سر ما خاک نشینان بگذر — سایهٔ بال تو بدنامی دولت دارد

چسان از قدر این صیاد آزادی هوس باشد — وله — که پرواز بلندم تا لب بام قفس باشد

پرده بر عیب خود از دامن صحرا پوشد — وله — هر که از سلسلهٔ اهل جنون رسوا شد

دولت فصل خزان گر خار خار جوش گل دارد — وله — بگیر آئینه در کف تا بهار رفته برگردد

چگونه بار بمنزل برد مسافر اشک — ولہ — که رهزنی بکمین همچو آستین باشد
تا به پیغام زبانی از تو حرفی نشنود — ولہ — مهر بالای سر لب قاصد بجای نامه زد
در دو دلی بکاغذ ابری رقم زنیم — شاید که پی بدیده گریان ما برد
نمیدانم چه صیادی که زیر تیغ آهو را — ولہ — چو چشم دلبران در زیر ابرو خواب می آید
دل از حسن جوانی داشت آرامی ندانستم — ولہ — که این یوسف چو پیری کهنه گرگی در کمین دارد
مرد دانا به هنر زبده اقران گردد — ولہ — میوه رنگین چو شد از برگ نمایان گردد
نیستم ایمن اگر زحشمت مرا دل میدهد — صید را صیاد آب وقت بسمل میدهد
دگر زلف سیاهش در پی تاراج ایمان شد — بفکر رهزنی افتد سیاهی چون پریشان شد
شاخ رنگینی ز گلبن بر زمین افتاده است — بلبلان شیون بگرد کشته گلچین کنید
گر آه ندارم بجگر شکر که از من — بر دامن آئینه غباری ننشیند
بی تکلف فیض بخش از خاکساران بگذرد — گو بتعظیم نسیم گل غباری بر مخیز
میتوان در پرتو روشندلانم یافتن — جلوه گاه من چو عکس آئینه آبست و بس
پس از وفات که یادت کند بخور غم خویش — چو خون مرده سیه پوش شو بماتم خویش
تنگ بر بی هنران دور فلک کی گردد — از قفس زود شود بلبل خاموش خلاص
باغبان پیدا چو شد خاطر پریشان میشوم — جا اگر یابم چو بو در غنچه پنهان میشوم
صبح دیدم شبنمی بر برگ گل غلطان بناز — یادم آمد طفلی و دامان مادر سوختم
ز ساقی باده میگیرم بپای تاک میریزم — ندارم فکر خود میخانه را آباد می سازم
در کفم از بادستی زر نمیگیرد قرار — جامه در رنگینی می پاره چون گل میکنم
قلم سنبل شود گر حرف گیسوی تو بنویسیم — خطم صورت کند پیدا اگر روی تو بنویسیم

غم و شادی مساوی دان و ما گردون و مدار کہن
نشان آبحیاتم چہ مدہی اے خضر
سشیہ بختم از مژگان سیاہان
بامید وصالت در شب ہجر
اینکہ میخواہی مرادت از چمن حاصل شود
درین رنگین چمن چون لالہ زار
بگذار تا بعکس تو عکس آشنا کنم

بی کم از قدح عادت بدرد و صاف مینا کن
کجاست سرمہ زدیدہ ہا نہان گشتن
ندیدم راستی زین کج کلاہان
نمی خواہم چو خون بیگناہان
بلبلے را از قفس در جوش گل آزاد کن
غریبم در میان ہمنشینان
گلگشت باغ آئینہ تنہا چہ می کنی

دانش - میرزا اور علی

دانش تخلص - میرزا اور علی نام - آپ آقا سید علی رشتی کے خلف الصدق ہین - آپکے والد ماجد علم و فضل کے زیور سے آراستہ - خوش اخلاقی کے پیرایہ سے پیراستہ تھے - شعر و شاعری کے میدان مین بہی سابق قدم - سید تخلص فرماتے تھے عجم سے مہاراجہ چندولال کے عہد وزارت مین حیدرآباد دکن وارد ہوئے - مہاراج کے شعرائے درباری مین ملازم ہوگئے - نواب سراج الملک بہادر مرحوم کی دیوانی تک شعرا کے زمرے مین منصب مناسب پاتے رہے - نواب مرحوم نے آپکو بلحاظ لیاقت وفضیلت اپنے برادرزادے یعنی نواب سالار جنگ مرحوم اول کی تعلیم و تکلم فارسی کیلیے مقرر فرمایا - علاوہ منصب حسن سلوک بیحد فرماتے تھے - پس دانش صاحب ترجمہ کے والد نواب کے دولتخانہ پر مدۃ العمر وابستہ رہے - نواب مختار الملک بہادر بہی استاد کا بہت اعزاز کرتے تھے - آخر ۱۲۸۵ ہجری مین کربلائے معلی گئے - چند روز کے بعد وہان سے

بہشت بریں روانہ ہوئے۔ دانش صاحب ترجمہ حیدرآبادی المولد ہے اُنکی ولادت ۱۲۴۴ سنہ ہجری
مین ہوئی۔ لیکن آپنے تربیت و تعلیم والد ماجد کی توجہ و سرپرستی سے پائی۔ بمصداق
الولد سر لابیہ۔ آپکی فارسی زبان و لہجہ و تکلم مثل اہل زبان ہے۔ سیرت و صورت سے
شان اہل زبان عیان ہے۔ آپ منشی ذی استعداد ہین۔ انشا پردازی مین ملکہ کاملہ
رکھتے ہین ناظم و ناثر ہین۔ شعر و شاعری کے فریفتہ۔ آپکو تلمذ جناب ناجی صاحب سے
ہے آپکا کلام شستہ و شائستہ ہوتا ہے۔ لطافت و حلاوت سے بھرا ہوا۔ آپ فارسی
و اردو دونون زبانون مین کلام موزون فرماتے ہین۔ جو کچھہ آپکا طبع زاد ہوتا ہے لطف و
مزہ سے خالی نہین ہوتا ہے۔ ان فضائل کے سوا آپ خطاط و شمشیر باز ہین۔ خط نستعلیق
و شفیعائی مین جواہر رقم و عطارد قلم ہین۔ خوب لکھتے ہین اور خطاطی کے فن کو علماً
و عملاً جانتے ہین۔ شمشیر بازی یعنے بنوٹ مین بھی مشہور ہین اس فن مین آپ کو
محمد وزارت علی صاحب بن محمد مراد علی شاہ سے تلمذ ہے۔ فی زماننا شہر مین اُستاد کے
قائم مقام ہین۔ اکثر شائقین فن آپسے مستفید ہوتے ہین۔ آپ سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ
کے منصبدارون مین ایکسو تین روپیہ ماہوار پاتے ہین۔ نواب سالار جنگ بہادر حال کے
ادب آموزون مین شمار کئے جاتے ہین۔ اور کتبخانہ سالار جنگی کی نگرانی بھی آپ ہی کے
متعلق ہے۔ آپنے کتبخانہ کا انتظام نہایت خوش سلوبی سے رکھا ہے۔ اور کتبخانہ کی
فہرست بھی مرتب کی ہے غرض موصوف لیے کتبخانہ کی درستی و نگرانی عمدہ طرح سے
کرتے ہین۔ فقیر مولف کو آپ کی خدمت مین نیاز ہے۔ نہایت محبت و اخلاص سے
ملتے ہین خدائے تعالی آپکو خوش و خرم رکھے۔ اب مین آپکے نتائج طبع صفت بند
نعتیہ و قصیدہ مدحیہ اردو سے چند اشعار ناظرین کے ملاحظہ کے لئے لکھتا ہون۔

السلام اے بارگاہت مہبط روح الامین
بانئ بنیاد عرفان دار حکمت شہر علم
چیست حور آسمان وکیست حور آے جہان
ہر سر انگشت تو برده از ید بیضا سبق
لب کشایا چون بہ نعت دلکشت روح القدس
خسرو کون و مکان محبوب رب العالمین
قبلۂ ارباب ایمان کعبۂ اہل یقین
آن ز مہر تو بہ تین واین ز مہر تو حسین
چہ خورشید داری گویا در آستین
آیدش از پردۂ قدرت صدائے آفرین

ولہ

ہمایون دولت و اقبال ہوائے ظل سبحانی
نظام الملک محبوب خلیفان آصف دوران
امیرونکا سر تسلیم جہک جاتا ہے یہان دائم
ہوا دہ سہ دوران جسے حضرت نے دی عزت
امیری کبیری کا تفاخر ملگیا اسکو
جہان کی ہے بنا جبتک ہے قائم جہانبانی
رئیس خسرو ملک دکن اسکندر ثانی
ادب سے آکے رکہتے ہین در اقدس پہ پیشانی
بنا وہ ہمسر یاران عقلا کی جسکو دیوانی
دیا ہے جسکو آپنے حکم کس را نی

داغ۔ نواب مرزا خان دہلوی

داغ تخلص۔ مرزا خان نام۔ آپ نواب شمس الدین خان برادر نواب ضیاء الدین بہادر والی لوہارو کے خلف الصدق ہین۔ آپ کی ولادت شہر دہلی مین واقع ہوئی۔ ابہی آپ خورد سال ہے کہ سنہ ۱۲۵۲ ہجری مین والد کا انتقال ہوگیا۔ آپ یتیم ہوگئے چونکہ آپکی والدہ صاحبہ کو صاحب عالم مرزا محمد سلطان فتح الملک بہادر ولی عہد بادشاہ دہلی کی ہم آغوشی کا شرف حاصل تہا۔ اس لئے آپکی والدہ صاحبہ بادشاہی محل مین رہتی تہین۔ اور آپ بہی والدہ کے ساتہہ محل مین پرورش پاتے تہے۔ رسم تسمیہ کے بعد

والدہ نے آپکی تعلیم شروع کرائی - دس بارہ برس کی عمر مین بقدر ضرورت فارسی
و اردو مین استعداد حاصل کرلی - عالم شباب کا ابتدا تہا - طبیعت مین جستی و چالاکی
موجزن تہی شعر و شاعری کے ساتہہ دلچسپی تہی آپ شاعری کے میدان مین بڑہنے لگے
جناب محمد ابراہیم ذوق کی خدمت مین اصلاح سخن کے لئے حاضر ہونے لگے - ولیعہد بہادر
نے دیکہا کہ لڑکا شاعری کی طرف زیادہ مائل ہے اور ہونہار معلوم ہوتا ہے - جناب ذوق
سے آپکی سفارش کی - ولیعہد کی سفارش کی وجہ سے ذوق شوق سے آپکے کلام کی
اصلاح فرماتے تہے - استاد کی اصلاح سے روز بروز ترقی کرنے لگے - چند ہی روز
مین استاد کے تلامذہ مین ممتاز ہوئے - دہلی کے مشاعرون مین شریک ہونے لگے
اہل مشاعرہ مثلاً شیفتہ و غالب و صہبائی و صابر وغیرہ سے داد سخن و تحسین پاتے تہے
ولیعہد بہادر کے فوت ہونیکے بعد آپ بہت پریشان ہوئے - اسی پریشانی کے زمانہ مین
ہند کے غدر کا ہنگامہ شروع ہوا - آپ نیابت رامپور آئے نواب یوسف علیخان والی
رامپور کے پاس رہے - نواب آپکے ساتہہ حسن سلوک فرماتے تہے - نواب کے فوت ہونیکے بعد
نواب کلب علیخان بہادر نے بہی آپکے ساتہہ والد مرحوم کی طرح حسن سلوک جاری رکہا
اور آپکو کارخانجات کا مہتمم مقرر کیا - آپنے نواب کی خدمت مین نہایت آرام و آسایش
سے بسر کرتے رہے - آپ نواب صاحب کی زندگی مین حرمین شریفین کی زیارت و حج سے
بہی مشرف ہوکر آئے اور وطن مالوف گئے - پہر وہان رامپور واپس آئے - نواب صاحب بہی
اس زمانہ مین عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف روانہ ہوئے - آپ وہان سے برداشتہ خاطر
ہوکے دلی آئے - پہر سنہ ۱۳۰۵ ہجری مین حیدرآباد دکن آئے - بذریعہ راجہ گردہاری پرشاد
باقی تخلص حضور مین باریاب ہوئے - آپنے ایک قصیدہ مدحیہ سنایا - اعلیحضرت بندگانعالی

خلد اللہ ملکہ سنکے بہت خوش ہوئے۔ چند روز امیدوارانہ گوشہ مین پڑے رہے۔ بلحاظ
ضرورت چند روز کے لئے دہلی چلے گئے تھے۔ غیبت کے زمانہ مین اعلیحضرت نے یاد فرمایا۔
نواب داور الملک کے ذریعہ سے آپکو اطلاع ہوئی آپ فوراً حیدرآباد آئے۔ اور استقلال کے
ساتھ سکونت پذیر ہوئے۔ تقریباً تین سال کے بعد ۱۳۰۸ھ ہجری مین ایک نشان حسب الاذعان فرمانروا
مع ایک غزل مہر شدہ آپکے پاس پہنچا۔ آپنے اُسیوقت غزل کو دیکھ کے
واپس بھیجدی اور حسب الطلب دربار مین حاضر ہوکے نذر دی۔ اعلیحضرت نے آپکی
بڑی قدر و منزلت کی۔ اور آپکی عظمت و شان زیادہ رتبہ بلند فرمایا۔ اور آپکے لئے
۱۳۰۹ھ ہجری مین چارسو پچاس روپیہ ماہوار بلا خدمت بصیغہ منصب مقرر فرمایا
اور ساتھ ہی حکم بھی صادر فرمایا کہ آپ کو ابتدائے تشریف آوری سے آج تک کی
کل تنخواہ دیجائے۔ دو تین سال کی کل تنخواہ بحساب چارسو پچاس روپیہ ماہانہ دو چھکڑون
پر لدی ہوئی داغ کے مکان پہ پہنچی۔ حضرت داغ رقم کے دیکھتے ہی فارغ البال
ہوگئے۔ پھر ۱۳۱۱ھ ہجری مین جشن سالگرہ کی تقریب مین خانی و بہادری و جنگ
و دولہ و ملک کے خطابات یعنی ناظم یار جنگ دبیر الدولہ فصیح الملک بلبل ہندوستان
و منصب چار ہزاری و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ سے سرفراز ہوئے۔ ۱۳۱۲ھ ہجری
مین ایکہزار روپیہ وظیفہ ماہانہ مقرر ہوا۔ علاوہ تنخواہ آپکو وقتاً فوقتاً صلات
و انعامات ملتے رہتے ہین۔ آخر آپنے ۱۳۲۲ھ ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاودانی
مین رحلت کی۔ آپکی عمر ستر برس سے زیادہ تھی۔ اعضا قوی درست تھے۔ صورت
و شکل سے معلوم ہوتا تھا کہ چہل سالہ ہین۔ آپکا کلام روزمرہ کی بول چال ہے
مضامین تازہ و معانی پاکیزہ کا چشمہ زلال ہے۔ سامعین کو سننے سے لطف وغیرہ

آپکی عمر متوسط تھی لیکن طبیعت میں جوانی کا ولولہ موجود تھا۔ زندہ دل و پاکیزہ منزل تھے۔ کلمۃ الخیر کے گویا۔ صلح کے جویا تھے۔ درویش دوست غریب پرور آپ کی تصانیف متعدد دواوین ہیں۔ گلزار داغ۔ آفتاب داغ۔ فریاد داغ یہہ تینوں مطبوع ہو چکے ہیں۔ آپکے یہان ہزارہا شاگرد ہیں۔ اکثر آپکے چشمہ فیض سے سیراب فیضیاب ہوئے ہیں اب میں چند ہی اشعار آپکے دواوین سے گزارش کرتا ہوں۔

من اشعارہ الہندی

توجو اللہ کا محبوب ہوا خوب ہوا	ولہ	یا نبی خوب ہوا خوب ہوا خوب ہوا
ناوک ابھی ہے شست میں صیاد کی نگہ	ولہ	اُٹھتیں ہیں اُنگلیاں وہ نشانہ بنا دیا
ہے سارا خون کے چھینٹوں سے یہہ میں گلزار	ولہ	تیرے شہید کا لاشہ بہار سے اُٹھا
غضب ہے جنبش دل تا بہ بین تیغ نگاہ	ولہ	کہاں نا آمدہ آیا کہیں نہ ...
یون آنکھ اُنکی لڑ کے اُلٹ پلٹ گئی	ولہ	گویا کہ لب سے ہو کے کچھ اشارہ لیا
کبھی فلک کو پڑا دل جلوں سے کام نہیں	ولہ	اگر نہ آگ لگا دوں تو داغ نام نہیں
داغ کو چین نہ ملنا ... نہیں آتا	ولہ	جب تک اُس سے برا بھلا نہ سنے
یہہ بھی کیا زندگی ... ہوتی ہے	ولہ	ساری دنیا تمام ہوتی ہے
دم آخر تو کچھہ مری سنلو		آج صحبت تمام ہوتی ہے
ملائے ہوا سب کو خاک میں جو دل ملتا ہے		مری جان چاہنے والا بڑی مشکل سے ملتا ہے
دنیا میں ایسے لوگ مصیبت زدہ کہاں		ہم آج خوب روئے گلے ملکے داغ سے
میری فریاد دوسرا نہ سنے		تم سنو اسے تو خدا نہ سنے

دوستی کیا اسیکو کہتے ہین		آشنا کی جو آشنا نہ سُنے

دولت۔ میر دولت علی آسیری

دولت تخلص۔ میر دولت علی نام۔ مظہر علیشاہ خطاب۔ آپکا مولد آسیر ہے بمقتضائے آب و خورش ۱۱۷۵ہجری مین شہر اورنگ آباد وارد ہوا۔ مدتہا اس شہر مین سکونت پذیر رہا۔ شعرا و علما سے ملتا رہا۔ جنھین سے اُن صاحب تخلص و رنگ آباد سے ہے نہایت ربط و اتحاد پیدا کیا تہا۔ اکثر اوقات اپنی فرودگاہ سے صاحب کے دولتخانہ پر آمد و رفت کرتا تہا۔ ریختہ مین اکثر صاحب کا تتبع کرتا ہے۔ چنانچہ ایک مقام مین کہتا ہے ؎ نقش ہے ولیہ میرے مصرعہ صاحب + کیا ہوا بات ہماری جو زمانے بہر اد + پہر اورنگ آباد دہر ہانپور مین آیا۔ رخصت کیوقت بداہتہً صاحب کے حق مین ایک مصرعہ موزون کیا ؎ دولت کو دل سے اپنے صاحب نہ بہول جانا وطن مین پہنچکر مدت تک زندہ رہا آخر ۱۲۱۱ہجری مین فوت ہوا۔

شاعر زمین و خوش فکر تہا۔ نازک خیال و رنگین مزاج تہا۔ احباب کے ساتہہ خوش صحبت و خوش خلاق تہا۔ آپکا کلام ریختہ صاف و شستہ ہے۔ ایہام و تلازم شعریہ سے پاک۔ سیدہا سادہ کلام ہے۔

من اشعارہ الہندی

ہر آن گریہ کرنا ہر دم آہ بہرنا سب بلبلوں سے ہے اول ہمکو تو ذبح کرنا یارو قسم ہے تمکو کہین جستجو کرو	ولہ	گر صبح ہے تو یہہ ہے اور شام ہی تو یہہ ہے صیاد سے ہمارا پیغام ہے تو یہہ ہے قاتل مرے کو مجہہ سے ذرہ رو بہ رو کرو

چاہو نماز حضرت گل کی ادا کرو | اے بلبلو تم اشک سے اول وضو کرو

اُس چشم مے پرست کا مارا گیا ہے جو | لازم ہے اُسکو خاک سے خم یا سبو کرو

ہمکو ہمارے یار کے جلوہ سے کام ہے | اے زاہدو بہشت کی تم آرزو کرو

وله

لب و رخسار اور قد و قامت | دیکہہ سب غنچے مسکراتے ہین

مجلس مین نہ جا پیارے تجہ رخ کی تجلی سے | ہوئیگی شمع پانی جل جائیگا پروانہ

اسلام سے نہین مقصد اور کفر سے نہین مطلب | منظور مرے دلکو ہے جلوۂ جانانہ

سوتا تہا مست ناز اُسے کوئی جگا دیا | کیا عالم بہار خدا نے دکہا دیا

خوف ہے مجکو مبادا کہ دیوانے ہوئے | صورت اُسکی نہ زلیخا کو دکہانا بہزاد

جائے نامی کی مین اُس یار کتین بہیجونگا | کہینچ تصویر کو دولت کے لے آنا بہزاد

اس غم کی کشمکش مین یہ روتے ہی عمر گذری | کیا یاد مین کرونگا خوبی سے اس جہانکو

دانا نصیرالدین خان

دانا تخلص۔ نصیرالدین خان نام۔ آپ جمال الدین کے بہائی ہین۔ بہادر بادشاہ کے زمانہ مین آپ منعم خان خانخانان کے مصاحب تہے۔ صحیح النسب تہے آپکا مولد و منشا اورنگ آباد تہا۔ آپ فضائل و فواضل سے آراستہ تہے۔ کتب درسیہ سے فارغ التحصیل تہے۔ شعرگوئی کا شوق تہا۔ خوب مرغوب فرماتے تہے۔ اشعار کے دیکہنے سے آپکی لیاقت و استعداد معلوم ہوتی ہے۔ آپکا کلام آپکی لیاقت و استعداد کا محضر ہے۔ آپکو سرکار سے صوبہ برار مین تہوڑی جاگیر تہی۔ آپ جاگیر کے تعلق کی وجہ سے بلدہ ایلچپور برار مین سکونت پذیر ہوئے۔ اور جاگیر سے جو کچہہ محاصل

اُس مین زندگی بسر کرتے تھے۔ افسوس کہ کسی تذکرہ نویس نے آپکی نسب و خاندان کا حال اور آپکی ولادت و وفات کی بھی تاریخ نہین لکھی۔

من اشعارہ

صراحی سجدہ ام ساغر پرستم تا چہ پیش آید / بہر سو میروم از خویش مستم تا چہ پیش آید

ولہ

حسن شد تا کردگان ہمچو بہار ہر طرف / چون گل و سر میدہد شیشہ و جام و نای و دف

ولہ

حیرت برق حسن یار بسکہ زگریہ جوش زد / قطرۂ اشک شد ہ برمژہ چون در نجف

پیر مغان باعتقاد میکدہ را چو در گشاد / ساغر می بکف نہاد و گفت بنوش و لاتخف

ور نو کسے کہ نیست نیست نقاش جاودان / غیر تو ہر کہ ہست ہست بمعرض تلف

با تو مراست آن۔ و خواب فراموش خود / سینہ بسینہ و برد و دست بدست کف بکف

آصف عہد است نصیر یافت روح جہ افیض / طالع اگر مدد کند دامنش آرم بکف

نمیرسد بنجد یا نشہ بجاے شراب / چہ جاے تناک و چہ افیون شراب و اے شراب

آپکا انتقال بھی تقریبًا ۱۱۸۵ھ ہجری مین ہوا۔

درسی۔ سید محمد درویش براری

درسی تخلص۔ سید محمد درویش نام۔ آپکا اصلی وطن سورجی انجن گانون ضلع برار ہے۔ آپکے اشعار شاہد حال ہین۔ ب۔ مکانست من عرصۂ سورجی ؛ کہ گہر ندانم طریقۂ کجی۔ دیارست موزون بصوبہ برار ؛ چو آب و ہوایش طراوت دیار ؛ بہشت ہست ثانی آب و ہواش ؛ ہوا روز در روز خوش ہیشواش ؛ آپ سید صحیح النسب والحسب تھے آپکا نشو و نما برار کی آب و ہوا مین ہوا۔ تربیت و پرورش بھی وہین کی غذا سے ہوئی۔ آپنے

نشو و نما کے بعد وہان کے علما و فضلا سے کتب درسیہ تحصیل کین۔ تحصیل کے بعد
شعر گوئی و عبارت نویسی کا شوق ہوا۔ طبیعت کی تیزی چالاکی سے انشا پردازی
و سخن طرازی شروع کی۔ رفتہ رفتہ دونون فن مین کامل ہوئے۔ ہمعصرون مین
منشئ بےمثل و شاعر بیبدل شمار کئے گئے۔ آپ فارسی کی نظم و نثر لکھنے مین اسقدر
قدرت رکھتے تھے۔ بغیر سوچے سمجھے مضامین تازہ موزون کرتے تھے۔ آپ بادشاہی
منصب پر ممتاز تھے۔ نواب عوض خان بہادر عضدالدولہ صوبہ برار کے مصاحب
تھے اور گلندار خان اسدخانی کے مقرب۔ آپ عالمگیری زمانہ مین زندہ تھے۔ آپنے
ایک کتاب مسمی نادر پسند نواب صاحب موصوف کے فرمانے سے لکھی۔ کتاب مین
وزیرزادہ اور شاہزادی ملکہ کا عشق و محبت بیان کیا ہے۔ کتاب عجیب و غریب ہے
تالیف کتاب کی تاریخ ۱۱۳۲ ہجری ہے

بسن یکہزار و صد و سہ سی	ہمایون دران روزہائے بسے
مرتب شد این نامہ نامور	چنین کاخ پرداختیم در دہر

آپ صاحب دیوان مین دیوان مختصر ہے۔ کلام بامحاورہ و سلیس ہے۔ عبارت صاف
و شستہ ہے۔ استعارہ و کنایہ سے خالی ہے۔ خط و خال و حسن جمال کے بیان مین
مبالغہ و تشبیہ کا استعمال کیا ہے۔ کلام مین تشبیہ مبالغہ کا ہونا ضرور ہے۔ یہہ کلام کا
نمک ہے۔ کسی شاعر کا کلام اس نمک سے خالی نہین ہوتا ہے۔ نواب صاحب موصوف اور
خانصاحب آپکے حال پر زیادہ مہربان تھے۔ اور ہمیشہ حسن سلوک سے دستگیری کرتے
تھے۔ آپ خوشحال و فارغ البال تھے۔ آپ اکثر اوقات نواب صاحب اور خانصاحب
کی مدح مین صرف فرماتے تھے۔ چنانچہ آپنے دونون کی تعریف مین دو غزلین لکھی وہ ہم

ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ آخر آپکا انتقال [illegible]۸۵ سنہ ہجری مین ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

من اشعارہ بمدح نواب عیوض خان بہادر

خدا شناس رحم دل نواب عیوض خان
ہمیشہ بد نظر بر صواب عیوض خان

دلیل شرح حدیث ہدیرہ انصاف
مراد حاجتیان از حساب عیوض خان

امیر تو رتبہ دارد جلوس چون خورشید
منیر روز ازل شد شہاب عیوض خان

کہ فیض بخشش فریاد رس ستم یابان
خدا نگہبان باشد بآب عیوض خان

سخن کاہی ز آہ دل بگو ارسی
کہ برتر است بجہان جناب عیوض خان

بمدح گلندار خان

از کمال بندگی مطلوب شد گلزار خان
شد رقم روز ازل طالع اسد گلزار خان

در سخن ہائے کہن دارد بلاغت بیگمان
در طریقہ دین شناسی میرسد گلزار خان

زین شمیم پاکیزہ ہا مقبول دربارین شد
حسن خوبی خود بعالم می کند گلزار خان

از سحاب ابر الطاف الٰہی سبز تر
این نہال تازہ دانم بشگفد گلزار خان

عالی ہمت جہان چون ثانی حاتم زمان
بیکس و محتاج را ملجائے شد گلزار خان

با آہی ورد و عالم نام آوازش بلند
برتر از اوصاف کن ابدا بد گلزار خان

از دعائے جملہ یاران ہم سخن آن سوال
اسم در ہر دو جہان بالا شود گلزار خان

بسیا شیرین سخن در تہ کہ آگاہ دل
ایزد از غیب استما باشد مدد گلزار خان

من ۲۰ شعارہ ۲۸ الفارسی

ساقی ہم پر نور کن ساقی بیا ساقی بیا
پردہ را دور کن ساقی بیا ساقی بیا

کشورے شیرین سخن آباد مانش در بسیا
در سخن منصور کن ساقی بیا ساقی بیا

بردیم دل تمام براہ خیال دوست — حاصل شود بہ منعم خاصہ کمال دوست
اہلہان عیش نمایند نثار زردارند — ہم غذا اہل دلان غم بفکر می بینیم
ساقی بیار جام پر از بادۂ مستی — بادۂ ہستی تو بدہ بادۂ ہستی

داؤد - میرزا داؤد اورنگ آبادی

داؤد تخلص - میرزا داؤد نام - آپکے بزرگ عالمگیری زمانہ مین بلخ سے اورنگ آباد دکن مین وارد ہوئے - بادشاہی منصب سے معزز و مکرم ہوئے - آپکی ولادت اورنگ آباد مین ہوئی - اسی سرزمین مین نشو و نما پایا - علما و فضلا کی صحبت مین یافت قابلیت پیدا کی - شعرگوئی کے میدان مین قدم رکھا - چند روز مین ہمعصرون سے بڑھ گیا ریختہ مین ولی کا تتبع کرتا ہے - آپکے کلام سے شستہ بیانی و نازک خیالی ظاہر ہے آپ غزل کو مشاعرہ مین خوش الحانی سے پڑھتے تھے - آپکی حسن ادا سے مشاعرہ مین ایک لطف و مزہ ہوتا تھا یاران ہم صحبت کو سرور ہوتا تھا - آپ ولی کی کرامت کے قائل ہے اور اسکو اپنا استاد سمجھتے تھے - چنانچہ کہتا ہے ؎

سند بوس ہے شیخ صنع ولی داؤد — کہ جلوہ شور قیامت سے بے نیاز کیا

اور دوسرے مقام مین لکھتا ہے ؎

کہتے ہین سب اہل سخن اس شعر کو منکر — تتبع طرح مین داؤد کا اثر آیا

لچھمی نراین صاحب اورنگ آبادی تذکرہ چمنستان شعرا مین لکھتے ہین کہ مجھکو آپکے صاحبزادہ میرزا جمال اللہ عشق تخلص سے معلوم ہوا کہ آپکی وفات [illegible] ہجری مین واقع ہوئی - فقیر نے آپکی تاریخ لکھی ؎ بلبل گلزار معنی طوطی رنگین زبان

ازغم آبادجہان بگذشت چون تیر از کمان + مصرع تاریخ فوتش گفت با من ہاتفے - گو برفتہ میرزا داؤد فانی الجہان - انتہی کلامہ آپ صاحب دیوان ہین آپکی دیوان مین کم وبیش تخمیناً پانسو اشعار ہین - ہم آپ کے چند اشعار آبدار ذیل مین لکھے ہین -

جناب میر محمد تقی میر نے نکات الشعرا مین لکھا کہ میرزا داؤد تخلص شاگرد سید یعنی مولوی سید عبد العلی عزلت - اور صرف ایک شعر آپکا طبعزاد لکھا باقی حال کی نسبت فرمایا کہ تحقیقاً معلوم نہین ہوا - میر صاحب نے جسقدر لکھا یہ بھی پایہ تحقیق سے دور ہے - داؤد عزلت کا شاگرد نہین تہا - اور صاحب گلشن بیخار نے لکھا کہ داؤد شعراء متقدمین سے ہے - مین خیال کرتا ہون کہ تذکرہ نویس سرزمانہ مین تحقیقات کی طرف توجہ نہین کرتے تہے جو کچھہ سنتے تہے اسکو لکھہ دیتے تہے - اسی بے توجہی کی وجہ سے اکثر غلطیان کرتے ہین - اور تذکرہ مین صرف شاعر کے نام یا محض تخلص پر اکتفا کرتے ہین - ولادت وفات اور اُن کی طرز معاشرت کی نسبت ایک فقرہ بھی نہین لکھتے - واقع مین انہین چیزون کی ضرورت ہے - ہم نے حتی الامکان اپنے اس تذکرہ مین انہین باتون کو زیادہ زور دیا ہے - کتب قدیمہ اور باضہائے دیرینہ سے ان باتون کو جمع کیا ہے اور ہر ایک شاعر کے حال مین لکہا ہے - فانظروا انصفوا لاتکن من المکابرین -

من اشعار الہندی

عزیزان خواب مین دیکھا ہون آج اس سرو قامت کو	وله	ہوا معلوم وقت آیا ہے میری سرفرازی کا
سند ہے اہل دل کو بساط زمین کا فرش	وله	ہے بے ریا کو بوسے ریا نقش بوریا
مجھے طومار لکھنا ہے دو زلف عنبرین کا	وله	قلم کیون نا کرون سے آبا نعبال شاخ سنبل کا

وله
قانون شفا تعلق مین ہے یار کے موجود
اے دل نہو محتاج طبیبان کی دوا کا

وله
ہوا ہے ابر گریان دیکھ میری چشم گریان کو
پڑا ہے شور دریا مین مرے اشک جاری کا

وله
لالہ رو کو دیکھکر لالہ کا پھول
داغ دل کے ہات دکھلانے لگا

عاقبت اُس سنگدل کے جور سے
دل کا مینا پر شکست آنے لگا

ہجر مین دلبر کے ابر چشم آج
اشک کا برسات برسانے لگا

تجھ خیال زلف کے ہو پیچ مین
ہو بہو دل آج بل کھانے لگا

وله
سرمہ لگانے مین کہتا ہے یون وو دلبر
عشاق جھپٹا پر اب تو تیا کرونگا

وله
مجھ بزم مین رقیب عبث سرکشی نکر
شعلہ پڑا ہے شمع پہ مجھ سوز آہ کا

وله
جس بوستان مین وو گل رخسار ہوویگا
بلبل دہانہ گل ستی بیزار ہوویگا

وله
بجا ہے محتسب کے سر اُپر آج
مجھے اب پھوڑنا پھر مینکا مٹکا

وله
اُس صنم کے خیال ابرو نی
ناتوان مجھکو جیون ہلال کیا

وله
یہ جام چشم مست جسے دکھا گئے
تا حشر اُسکو ہوش سے اُسکے بھلا گئے

دانہ دکھاکے خال کا جسکو دیو چاٹ
آخر کو دام زلف مین اُسکو پھنسا گئے

وله
دیکھ تجھ چشم کا پیالہ دور
دل کے تئین نشہ شراب ہوا

لکھتا ہون جب سے تجھ لب شیرین کی وصف ہون
مجھ نامہ مین یہان سے قلم نیشکر ہوا

آیا ہے بر مین جب ستی وو صندلی قبا
دائم دمون رفع مرا درد سر ہوا

وله
نین سبنلاکے داغ تیرے مکھ پر اے صنم
آئینہ تجھ جمال کا جو ہر ہوا

وله
دیکھکر خط سبز کو تیرے
تھا شرابی تو سبز پوش ہوا

وله
کاش ہم جوئے خون مین ہوتے غرق
جب حسین علی شہید ہوا

جب سون کیا لباس وہ گل پیرہن ہرا ۔ یکبارگی دکہا کے جہپ عاشق کا من ہرا

وله

آتش عشق سون تری جل جل ۔ دل ہوا دل ہوا کباب ہوا

وله

رنگ کاغذ ہوا ہے فاختہ ۔ جب لکھون سرو قد کی تین مکتوب

وله

دیکھ تیرے لبون پہ رنگ مسی ۔ چشمۂ خضر پر پڑا ظلمات

دل پر خون میرا بر رنگ حنا ۔ لیگیا گلبدن ہاتون ہات

دست رنگین کو دیکھکر تیرے ۔ رنگ مہندی چہپا ہے پاتون پات

بر جا ہے برگ گل سون کفن اسکو ہو نصیب ۔ جو کوئی ہوا شہید وہ گلگون قبا کے ہات

کہتے ہین عاشقان مرا حال دیکھ کر ۔ شاید تو دل دیا ہے کسی بیوفا کے ہات

وله

کیونکر سہین چاندنی کرنیکو نکلے وہ صنم ۔ دیکھنے مہ کا تماشا آفتاب آتا نہین

وله

مجہ پر سون ہوئے ہے اگر آوے عجب نہین ۔ اس چشم پرخمار کو دیکہا ہون خواب مین

وله

کرامت عارض گل جان من عشاق ہیکل ستے ۔ جو اپنی گل سے ہیکل ہے اُسے کیا کام ہیکل سے

وله

مرا احوال چشم یار سے پوچہہ ۔ حقیقت درد کی بیمار سے پوچہہ

میرے حال پریشان کی حقیقت ۔ صنم کے زلف کے ہر تار سے پوچہہ

وله

میرے ہر یک صدا ستے آہ کا پیچ ۔ سجن کے چہرہ بلدار سے پوچہہ

نہیں اُسکا اون کے ضو کرنے سے افضل ہے ۔ کیا ہے جن نے حاصل خاکساری کی عبادت کو

محمد مصطفی کی یاد ستی ۔ مرا دل قلعۂ احمد نگر ہے

زر و دیتا ہے تا و سونے کو ۔ شوخ زرگر پسر مین کیا فن ہے

ہوا ہون چار چشم اب عاشقی مین ۔ مجہے اس چار ابرو کی قسم ہے

اسے زاہدان اُٹھاؤ جبین کو زمین سے ۔ جو سرنوشت ہے اُسے کاتک مٹاوگے

گلبدن ہنستا ہے مجھ رونیکو دیکھ
آہ کیونہ یاد علی مین رہون مدام
شاہ خیبر کشا کی یا دستی
یاد کرنے سے گلرخان کے سدا
ہے شراب و کباب و فصل بہار
زرگر اب مجھ سے زرگری مت کر
زلف دلبر سے مجکو سودا ہے

خندۂ گل گریۂ شبنم ہوا
روز ازل سے دل ہے مرتضی نگر
دل مرا شاہ گڈہ ہوا یارو
گلشن آباد دل ہوا میرا
کوئی اسوقت مین پیالا دو
بہاؤ نیلا ستاب سونے کا
لوگ کہتے ہین تجکو سودا ہے

یہہ آخر کا شعر میر تقی میر نے نکات الشعرا مین لکھا ہے۔

دردمند۔ محمد فقیہ اودگیری

۱۱۳۶ ہجری

دردمند تخلص۔ محمد فقیہ نام۔ آپ شرفائے اودگیر سے ہین۔ آپکی ولادت مین مقام اودگیر توابع محمد آباد بیدر مین واقع ہوئی۔ آپ صغرسنی مین والد ماجد کے ہمراہ دارالخلافہ شاہجہان آباد مین پہنچے۔ سن شعور کے زمانہ مین علما و فضلا کی خدمت مین کتب متداولہ پڑہنے لگے۔ آپنے شاہ ولی اللہ نبیرۂ شاہ گل وحدت تخلص سرہندی کے ظل عاطفت مین سکونت اختیار کی۔ اور آپکی خدمت بابرکت مین مستفید ہونے لگے شاہ گل آپکو ہونہار دیکھکے توجہ و دلدہی سے تعلیم فرماتے تہے۔ و تہذیب اخلاق و صفائے باطن کیطرف بہی راغب کرتے تہے۔ آپ استاد شفیق و پیر رہنما کی برکت سے روز بروز درجۂ اوج پر عروج کررہے تہے۔ کہ آپکے والد ماجد نے دنیائے سے عالم جاودانی کیطرف رحلت کی۔ آپکو باپ کی جدائی کا سخت صدمہ ہوا۔

حضرت میرزا جان جانان مظہر قدس سرہ نے آپکو اپنے سایۂ عاطفت مین لیا۔ تربیت و تعلیم کرنے لگے۔ آپ حضرت کی عنایت و تربیت سے مجموعہ کمالات ہوئے۔ اور فن سخن مین بھی درجۂ کمال کو پہنچے۔ شعرا و صوفیہ مین مشہور ہوئے۔ چنانچہ میرزا صاحب آپکے حق مین فرماتے ہین ؎

مظہر مباش غافل از احوال دردمند   تعلیست این کہ در گرہ روزگار نیست

آپ فارسی اردو مین کلام موزون فرماتے ہین آپکا کلام درد آمیز و شوق انگیز ہوتا ہے صاحب دل آپکے کلام کو سنکر وجد و حال مین مست ہوتے ہین۔ آپکا ساقی نامہ ریختہ مین مشہور ہے۔ سرو آزاد مین میر غلام علی آزاد لکھتے ہین کہ فقیر و فقیہ دردمند کے درمیان غائبانہ محبت و اتحاد کا سلسلہ قائم تھا۔ اب تک مراسلات کا سلسلہ جاری ہے فی الحال بنگالہ تشریف لے گئے ہین۔ ناظم بنگالہ کے پاس رہتے ہین آپکے اشعار فقیر آزاد کو دستیاب ہوئے۔ تم کلامہ۔ تحفۃ الشعرا و کلمات الشعرا مولفین کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صاحب دیوان تھے مگر آپکا دیوان فی زمانہ نادر الوجود ہے۔ آپکا سنہ وفات تحقیقًا معلوم نہین ہوا۔ آپ تقریبًا معلوم ہوتا ہے کہ ۱۱۹۷ہجری مین فوت ہوئے یا ۱۲۰۵ہجری مین۔ مدفن دہلی ہے۔

من اشعارہ الفارسی

برخم خویش ازان کوہکن نمک بیز ست
در کوئے می فروش نماند آبرو مرا

جان یکسانہ دادم و شادم کہ عمرہا
از فیض نوائے شافع روز محشر

گہ شور خندۂ شیرین بکام پرویز ست
لب تشنگی فروخت بدست سبو مرا

بودہ است برمراد تو مرگ آرزو مرا
ہر روز بود عید غدیر دیگر

	رباعی	
چون جام بود چشم امیدم در حشر		بر دوست آسا ساقی حوض کوثر
یکچند عتاب و ناز ظاہر کردی		وین عمر دو روزہ بار خاطر کردی
بعد از مردن رہت بجا کم افتاد		اول بائست انچہ آخر کردی

داغ - لالہ نہالکرن اورنگ آبادی

داغ تخلص - لالہ نہالکرن نام - اورنگ آبادی المولد ہے - لچھمی نراین شفیق چمنستان شعرا مین لکھتے ہین کہ مین لالہ صاحب سے بتوسل محمد ایوب اورنگ آبادی کے ملا خوش مزاج و رنگین طبع پایا - خوش صحبت و خوش اخلاق ہین - ملاقات کے بعد وہ ہی میرے غریب خانہ پر آئے - پھر تو فیما بین ربط صحبت انتہا قائم ہوا - وہ میرے پاس آتے تھے - اور مین ان کے پاس جاتا تھا - لالہ صاحب پہلے ترغیب تخلص سے نہ تھے - اور ان کے والد کا تخلص لالہ تھا - مین نے ان سے بمناسبت لالہ کہا کہ یہ تخلص مناسب نہین آپ داغ تخلص اختیار کیجئے - داغ لالہ کے مناسب ہے - میرے کہنے سے داغ تخلص اختیار کیا ؎ لالہ را نازم کہ او با داغ میروید ز خاک * خاک بادا بر سر عشقی کہ ماند بے نزاو نسبت - انتہی کلامہ - داغ نازک خیال و شیرین مقال ہے تازہ تازہ مضامین موزون اور نئے نئے معانی ایجاد کرتا ہے سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین زندہ تھا - سنہ ۱۲ ہجری مین فوت ہوا - آپ کا کلام اکثر ریختہ مین دیکھا گیا - فارسی کلام کہین دستیاب نہین ہوا - شاید آپ کو زیادہ دلچسپی ریختہ سے ہوگی -

من اشعارہ الہندی

دوڑتے تجھ رہ مین میر منوالے		دانہ تاک سے پانوین پڑے مین چھالے

انتظاری سے تیری اے پر کیفیت	دیدۂ نرگس فتّان مین بہرے ہین جالے

لچھمی نرائن کہتے ہین کہ بجاے پر کیفیت نسرین رخسار اگر کہتا تو خوب ہوتا ۔

ہات مت ڈال میان پانؤن مین اپنے سر کے	تاک بیٹھی ہین ہما بیٹھے ہین سر کے پالے
وله	
دیکھکر داغ سیہ دست حنائی مین سجن	لالہ رویون کی جہان ہیچ ہوے دل کالے
وله	
دل موج درد سر سے پژمردہ جیون کلی ہے	شاہد سخن کے سر پہ دستار صندلی ہے

دارا ۔ خواجہ بہاء الدین حیدر آبادی

دارا تخلص ۔ خواجہ بہاء الدین خان نام ۔ عظام جنگ بہادر خطاب ۔ آپ خواجہ یسین علیخان بہادر مرحوم کے خلف الصدق ہین مشاہیر امراء حیدر آباد دکن سے ہین ۔ سن شعور کے بعد فارسی عربی مین ضروری استعداد و لیاقت حاصل کر کے شعر گوئی کی طرف توجہ کی ۔ خواجہ محمد مرتضی خان بقا لکھنوی سے سخن کی اصلاح لینے لگے استاد کی توجہ سے آپکے کلام مین درستی و شستگی آگئی ۔ اور آپکی قوت ناطقہ بڑھ گئی کلام پختہ و شائستہ ہوگیا ۔ سنہ ۱۳۰۱ ہجری مین استاد کا انتقال ہوگیا ۔ آپکو سخت رنج و ملال ہوا ۔ اسوقت سے آپنے کسی سے اصلاح نہین لی ۔ اصلاح کی ضرورت بھی نہین تھی ۔ خود ہی زور طبیعت و فکر رسا سے کہتے مین سنجیدہ و برجستہ کلام ہوتا ہے طرز کلام سے خوبی نمایان ہے ۔ آپ صاحب دیوان ہین آپکا دیوان مطبوع ہوگیا ہے فقیر کو نسخہ دیکھنے مین نہین آیا ۔ ہم کو چند اشعار متفرق گلدستون سے ملے ہین ہدیہ ناظرین کرتا ہون ۔ اسوقت آپکی عمر قریب چالیس ہو گی ۔ شگفتہ جبین و خوش خلق ہین ۔ خاندانی شرافت چہرہ سے عیان ہے ۔ آپ جناب قدر الدولہ

من اشعارہ الفارسی

نہ ہر انسان ہنر دارد ندارد
نہ ہر دریا گہر دارد ندارد

میانش را نشانی نیست پیدا
کہ می گوید کمر دارد ندارد

وله

وقت جولان جنون ست بیابان مددے
نہ فلک تنگ بود وسعت امکان مددے

می طپد زخمی تیر نگہش بر سر خاک
تیغ ابرو مددے خنجر مژگان مددے

سینہ‌ام سوختہ داغ تپ مہجوری دوست
آہ سرد مددے دیدہ گریان مددے

دوست سید خواجہ حیدر آبادی

دوست تخلص۔ سید خواجہ نام۔ آپ سید حیات حیدر آبادی کے فرزند ہین۔ زیرک وذکی الطبع ہین خلیق و لئیق خوش باش و اہل معاش ہین۔ شعر و شاعری کے میدان مین چست و چالاک ہین۔ شیخ فدا حسین مشہور لکھنوی کے شاگرد۔ آپکی عمر تقریبًا چھیالیس برس کی ہوگی۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ آپکا دیوان مسمی گلزار حیات مطبوع ہوگیا ہے۔ آپکا کلام مطبوع خاص و عام ہے۔ سلیس با محاورہ ہے اللہ تعالے آپ کو صحیح و سالم رکھے۔

من اشعارہ الہندی

خال مشکین نہین اُس ابروئے خمدار کے پاس
ڈہال بہی کہی ہے سفاک نے تلوار کے پاس

قبلہ سے کبہی قبلہ نما پہر نہین سکتا
پہرتی ہے اُدہر آنکہ پہرتے ہین جدہر آپ

ناصح سنی ہوئین مین جنا نکی حکایتین
جاتا ہے کون کوچۂ جانان کو چہوڑ کر

منعم عبث ہے دولت دنیا پہ یہ غرور
جاتا ہے ایکدن سر و سامان کو چہوڑ کر

نور الحسنین صاحب مرحوم کے توشہ خانہ داروں میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آفات آسمانی سے انکو محفوظ رکھے

من اشعارہ الہندی

فراق میں تیرے یہہ حال ہوگیا دل کا
کہ لوگ روتے ہیں سُن سُنکے ماجرا دلکا
بھرے ہیں سینۂ عاشق میں جسقدر تیر کیا کیا
صنم برائے خدا سنئے مدعا دلکا
پھڑک ہی جاتے ہیں دلبر شعر دار ایسے
کلام اُسکا بڑہا تا ہے ولولا دلکا
یون کبھو کسدن نکالیگا خدا اُس پیچ سے
دل ہمارا نشانۂ زلف معنبر ہو گیا
تم تو ہو مشہور دارا جہا نمیں پارسا
دل تمہارا مائل آتشکدہ پہ کیونکر ہو گیا
نغمہ سرائی وان تو رہی بزم غیر میں
اور یان رہا زبان پہ نالا تمام شب
شب جان پر بنی رہی گیسو کی یاد میں
چھاتی پہ لوٹتا رہا کالا تمام شب

دہبیر۔ لالہ دولہ رائے برہانپوری

دہبیر تخلص ۔ دولہ رائے نام۔ وطن اصلی برہانپور ہے۔ لالہ خوشحال چند تخلص فرحت کا برادرزادہ تہا۔ دفتر انشا پردازی کا فرد فرید۔ و جریدہ سخن دانی کا دہبیر بے نظیر تہا۔ ناظم و ناثر شاعر خوش کلام تہا۔ تاریخ دانی میں استاد تہا۔ تاریخ آصفی بہت عمدہ تالیف کی۔ خاندان آصفیہ و امراء عالیہ کا احوال تصریح و بسط کے ساتھہ لکھا ہے صاحب گل رعنا میں لکھتا ہے کہ فی الحال یعنی ۱۲۱۷ھ ہجری میں وطن سے اورنگ آباد میں آیا ہے۔ مجھہ سے ملاقات کی لائق و خوش خلاق ہے۔ تم کلامہ۔
آخر ۱۲۲۵ھ ہجری میں وطن مالوفہ برہانپور میں فوت ہوا۔

جناب میر آزاد نے آپکی خواہش سے تذکرہ خزانۂ عامرہ تالیف کیا۔ پچیس تاریخ ماہ محرم ۱۱۸۲ھ ہجری مین بتقریب سیر عازم حیدرآباد ہوئے۔ لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی جو حیدرآباد مین تھے اون کے دولتخانہ پر فروکش ہوئے۔

لچھمی نرائن گل رعنا مین لکھتے مین کہ میرزا کا و میر عزلت و فقیر وغیرہ شعرا کا باہم خوب جلسہ رہتا تھا سب یاران ہمصحبت خوشی و خرمی سے باہم ملتے تھے۔ ایکروز میر عبدالعلی عزلت نے آپکے نام پر اعتراض کیا کہ لفظ اولاد کا اطلاق یک ذات پہ درست نہین اولاد محمد کی جگہہ ولد محمد ہونا چاہئے۔ مینے ایک عرضی میر صاحب کی جناب مین بھیجی اور آپسے اس امر کی تحقیق طلب کی میر صاحب نے اسکے جواب مین لکھا کہ علم بدیع مین ایک صنعت جسکا نام الحاق الجزئی بالکلی ہے۔ اور یہہ صنعت شرح بدیعیہ ابن الحجہ اور انوار الربیع فی انواع البدیع مولفہ سید علی المدنی مین مذکور ہے صنعت کا مطلب یہہ ہے کہ کل کا اطلاق جز پر تعظیما کرنے مین اسی قسم سے ہے۔ آیۂ کریمہ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ اُمَّةً اس آیہ مین مفسرین کہتے ہین کہ ابراہیم اکیلا تھا۔ مگر امتیہ کا اطلاق اسوجہ سے ہے کہ وہ جملہ صفات خیر کا جامع تھا۔ اور متنبی شاعر ایک شعر مین ممدوح کو باعتبار اوصاف کثیرہ اَنْتَ الْخَلَائِقُ کہتا ہے۔ اور فارسی مین بھی ضرب المثل ہے۔ یک آشنائے بامزہ یک عالم آشنا ہے۔ ایسا ہی اولاد محمد کے نام مین کہ ایک ولد بمنزلہ اولاد کثیرہ ہے انتہی کلامہ۔ میان عزلت حضرت کا جواب سنکے اعتراض سے باز آئے۔

جناب زکا شاعر خوش فکر و باریک نظر تھے۔ مجلس سخن کے جلوہ افروز تھے آپکے مضامین رنگین دل افروز تھے آپ حسن خلق کے گلستان۔ شیر ینکو کے

خوب رخسار ولب لعلین کا نظارہ رہا ۔۔۔ ہم حلب ہوتے ہوئے آئے بدخشانی کی طرف

ردیف ذال

ذکا۔ میر اولاد محمد خان

ذکا تخلص۔ میر اولاد محمد خان نام۔ میر غلام امام برادر میر غلام علی آزاد بلگرامی کے فرزند ہین۔ آپکی ولادت ۲۷ رجب سنہ ۱۱۵۱ ہجری مین بلگرام مین واقع ہوئی۔ خود ذکا نے عالم جوانی مین اپنی تاریخ ولادت کہی ہے

روزے کہ نمود بندہ راحق ایجاد ۔۔۔ اولاد محمد پدرم نام نہاد

گفتم تاریخ خویشتن را من خود ۔۔۔ در ماہ رجب تولد ما رو داد

نشو نما و ابتدائے تعلیم کے بعد عالم شباب مین سنہ ۱۱۷۲ ہجری مین بلگرام سے اورنگ آباد مین جناب میر غلام علی آزاد کی خدمت مین آئے۔ جس روز آپ اورنگ آباد مین پہنچے اُس روز غرۂ شعبان سنہ مذکور تہا۔ پانچ برس کامل میر صاحب کے سایۂ عاطفت مین رہے علوم عربیہ و فنون ادبیہ مین کمال استعداد حاصل کرکے عازم بلگرام ہوئے بلگرام مین دو برس گذرے پہر حسب الطلب میر آزاد مع میر حیدر بن میرزا انور الحسنین بن میر آزاد اورنگ آباد مین آئے۔ نواب غفران مآب آصفجاہ ثانی کی خدمت مین باریاب ہوئے منصب و خطاب خانی سے سرفراز ہوئے سنہ ۱۱۷۷ ہجری مین گل زمین دکن مین رونق افزا تہے۔ اور میر آزاد کی خدمت مین رہتے تہے۔ چنانچہ ایک مقطع مین فرماتے ہین ہے

باشد جناب حضرت آزاد اے ذکا ۔۔۔ اُستاد ما و قبلۂ ما افتخار ما

میبد بدر بزم خود هرگاه یار آئینه را | وله | دور نتواند نمودن از کنار آئینه را

معلوم شد که حسن بود مهربان عشق | وله | هر ذره را بروز کشد در بر آفتاب

پنجه از شوخی بدامانت زدن دستور نیست | وله | ورنه دست ما ضعیفان اینقدر کم زور نیست

بر شکست دل کمر بستن نمی‌زیبد ترا | وله | جام من ظرف سفال و چینی فغفور نیست

سایهٔ زلف بتان یارب نصیب او مباد | گل زمین هند را هر کس که گوید خوب نیست

وادیٔ عشق ز اشک و آه هم | وله | طرفه خوش آب هوا افتاده است

دیدهٔ رفتن پروانه میان آتش | وله | حال واسوخته محتاج بیان این همه نیست

در طره‌ات ز دل بفلک شور میرود | وله | آوازه را نالی شب دور میرود

زجلاد از برای عبرت بدخواه میریزد | وله | بقربانگاه خونم فی سبیل الله میریزد

الهی نفاق ما و او امشب هم افتد | وله | فدائی زلف مشکین دل شود سر قدم افتد

کار دل مجروح سر انجام توان کرد | وله | قابل وسمه خم دگر انعام توان کرد

همین خیال بدل بار بار می آید | وله | که بی تو زندگی من چکار می آید

چو آن نسیم که از لاله زار می آید | وله | نفس برون ز دل داغدار می آید

از پی برون دل آمده یکدم باش | وله | باز تقریب چنین کار کجا می افتد

بر سر تربتم از دست مبارک جانان | وله | گل فشاندن چون بسر نشود خاری چند

بدست کج کلاهان چون زمام ما افتد | وله | هزار طشت خرابی ز بام ما افتد

ز لطف طبع زکا شاد میشوی بالله | بسهو گر گذری از نو بر بلگرام ما افتد

چه قدر خانهٔ چشم و دلم بلند افتاده | وله | مباد طفل سرشکم ازین دو منزله افتد

نگاه نرگس مخمور را اعتبار نیست | وله | چو رفت تشنه ز بهر این کرم نخواهد ماند

بوستان تھے۔ جوان صالح خوش وضع وخوش طبع مزاج مین خاکساری زیادہ
تھی۔ ملنے والون سے نہایت انکساری و عاجزی اور حسن اخلاق سے ملتے
تھے۔ عقیل و فہیم تھے۔ سخن فہمی نیز ذہنی مین مشہور تھے۔ تاریخ گوئی مین
بے نظیر تھے۔ آخر آپ کی رحلت سنہ بارہ سو ہجری کے اوائل مین باختلاف
روایات سنہ ۱۲۰۵ یا سنہ ۱۲۰۸ ہجری مین ہوئی۔

قدرت اللہ خان قدرت نے نتائج الافکار مین لکھا کہ منیر کا سنہ ۱۲ ہجری کے
اوائل مین فوت ہوئے۔ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون

من اشعارہ الفارسی

نامِ عالم آفرین سرحلقۂ عنوان ما … تا بسم اللہ شد خطِ پیشانیِ دیوان ما

ولہ

دید چون زاہد صد سالہ بستان ترا … دل و جان کرد فدا خواندنِ قرآن ترا

،،

خواست از شیوۂ بیداد دہد یاد مرا … خبر قتل کسے گفتہ فرستاد مرا

،،

طفل صیاد کہ استاد فن خود شدہ است … رشتہ بستہ بپا مے گذارد مرا

ولہ

چون خوردہ کہ ہیچ نیاید بکار گل … مال بخیل سود نہ بخشد بخیل را

زاد ند ضامنی بفلان نوبلا زمان … من ہم ز دل باو گذراندم کفیل را

ولہ

نمی گردد میسر روسفیدی بینوایان را … اگر از سرخی نیاید کسے کلک سیاہی را

ولہ

تمنا می کند اقلیم دل فرمانروایان را … مسلم باد یا رب این ولایت منیرا نرا

اگر شمشیر خون آشام او بسمل نفرماید … کہ سازد در دو عالم سرخرو بیدست و پایا نرا

رقم بر تربت فرہاد شیرین کرد یعنی … کہ آفت می رسد از دست خود زور آزمایا نرا

ولہ

تمنا خاطر مجنونِ ہندستان ہمین دارد … کہ لیلائے عرب آباد سازد محملِ ما را

وله
نمی گویم که شمعے با چراغ زیر دامان بر / بجائے هر دو خارے برفرازم ز بیابان در

وله
کشید آخر مرا هم جذبهٔ گل جانب گلشن / صبا این مژدهٔ دلخواه سوئے عندلیبان بر

وله
خیال یار بدل رنج می کشد صد رنگ / فراخ حوصله عاجز بود ز خانهٔ تنگ

وله
چنین که کشور دل فتح کرده می آید / مسلم است بدانش خطاب نصرت جنگ

وله
گرفت موے سیاه مرا سفیدیها / رسید بر سر هندوستان سپاه فرنگ

وله
تا ز عیسی نفسان زانتوانم برداشت / به که از مرگ کنم چارهٔ بیماری دل

وله
گر رسی تیغ بکف از سر جانان برخیزم / پیش پائے نشینم ز جهان برخیزم

وله
نه من اوج فلک از عالم ایجاد میخواهم / فضائے پشت بام از جهان آباد میخواهم
چو قفل بسته کز نوک سوزن باز میگردد / کشاد کار دل از نشتر فصاد میخواهم
حریف وحشیم چون گردباد در صحرا / غبار هستی موهوم را برباد میخواهم

وله
شبے که یاد تو اے شوخ ماه پاره کنم / برون ز دیدهٔ گریان خود ستاره کنم

وله
به نیر سلطنت و ظل هما بیقدار میدانم / ز بینے اے رهبری شود در سایهٔ تا گم

وله
نسیم جان فزا از جانب آن گل نمی آید / نمیدانم چرا از خاطر عاطر فراموشم

وله
چه غرور بنده پرور بر رقیب ناز کردن / ز جور ز شکوهٔ من شب و روز باز کردن

وله
تا دید آب بگل تنگ روان من و تو / بلبل خیال من خوش است میان من و تو

وله
تا بسوز گشتهٔ خود را بداغ تازه / بر روز بر عبیر افزوده چراغ تازه

وله
محبت در دل او کرد جا آهسته آهسته / نشست آخر بکرسی کار ما آهسته آهسته
زبان تیشهٔ فرهاد شیرین کار میگوید / توان برکند از جا کوه را آهسته آهسته
چو زلف استمنا از خدائے خود همین دارم / که طالع در شب تارم شود صبح بناگوشی

نہایت نرمی و فروتنی سے ملتے ہین - ملنے والون کو آپ کی ملاقات سے حظ و لطف آتا ہے - انسانیت و آدمیت کی مصداق ہین - فی الحال آپکی عمر تخمیناً چالیس برس کی ہوگی - آپ سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین ہند سے حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے مطبع ہزار داستان کے اڈیٹر ہوئے - جب تک آپ مطبع مین رہے اخبار رونق پر تہا - عمدہ عمدہ مضامین آپکے طبعزاد مطبوع ہوتے تہے - ناظرین حظ و لطف اُٹھاتے تہے - پہر کوئی ایسا سبب واقع ہوا کہ آپ مطبع سے علیحدہ ہو گئے - آپکے جدا ہونے کے بعد اخبار ہی موقوف ہوگیا - گویا آپ اخبار کی زندگی کا باعث تہے - اب ہمکو معلوم نہین کہ آپ یہان ہین یا وطن مالوفہ گئے - آدمی لائق ہین جہان ہین اللہ تعالی اُن کو خوش رکہے - آپ شاعری مین حکیم نواب نیاز احمد خان ہوش بریلوی کے شاگرد ہین - آپکا کلام رنگین و شیرین ہے -

من اشعارہ الہندی

بے رنگ گل ہے رشک گلستان کو دیکھکر
سکتے مین ہنر ہے فدا جانانکو دیکھکر

یہہ جا رہا ہے ان بہار کے مین پہر بھی خزان
اترا نہ عندلیب گلستان کو دیکھکر

سکتا اگر ہمین ہے تو اسکا عجب نہین
حیران ہے آئینہ رخ جانان کو دیکھکر

کہہ نے کیونکہ ہو لیمین جو گرا ہون بند مین
یوسف کو خوف کچہہ نہو زندان کو دیکھکر

ولہ

وہان تو غیر سے شغل شرارت رہتا ہے
تب الم سے یہان دل کباب رہتا ہے

شب وصال بہی پاتی نہین ہے لذت وصل
اُدھر حجاب اِدھر اضطراب رہتا ہے

ذکا - محمد حبیب اللہ مدراسی

ذکا تخلص محمد حبیب اللہ نام - آپ مدراسی الاصل ہین - آپکا مسقط الراس مدراس ہے

جہان کے میکدے مین رات دن ہمدم ساقی ہو — ولہ — زبان پر اسکے نکلے آبلے جن نے کہ مے پی ہو

ٹھہرتا نہین دل مرا ہے مارے خمون کے — جو کچھہ کل اُس کے حق مین حکم فرمایا آج ہی ہو

ولہ

خدا کے واسطے مت چوکنا دل کی نشانی پر — بہت مدت سے پیچھے ہات پکڑے ہی کمان تو نے

ولہ

مبادا دوست دشمن کچھہ زبان سے اپنی کہہ بیٹھے — نہین ہے خوشنما بات مین ہندوستان رائی

کھلے بندون نکل آیا تھا گھر سے آج کہتے ہین — نہ تھا مین ورنہ ہوتا دیکھہ خوبی قد موزون کی

مجھے اُس سایہ گستر کی تواضع یاد آتی ہے — جہان خم دیکھتا ہون مین حسب بید مجنون کی

بطرح گل کے جگر کو چاک کرتی ہے شبنم — کھینچتا ہے کسقدر [illegible] ساتھ

من چمنستان شعرا

دیوانہ ہو چلا ہون شہر سے صحرا کو اے لڑکو — کبھی ہرگز نگر [illegible] جسکو جو نہ پھر آتی ہو

دل ہے بد مجھہ سے دو تنخواہ فرمان کے ساتھ — [illegible] ساتھ

چاہتا ہون کہ دبو جیون شمع حال اپنی تئین — [illegible] کچھہ ہے زندگی گذری جو دریا کے ساتھ

دو پتھر جسکے لگنے سے پھوٹ جا خون نکل آوے — نہان رکھا ہے پتھر حق مین سنگ آستان تو

خدا کیواسطے مت چوکنا دل کی نشانی کو — بہت مدت سے پیچھے ہات پکڑے ہے کمان تو نے

ذکا فرمانبر کے امر مین ہے عذر بندہ ب — مگر اس سخن کا کرلیا ہے امتحان تو نے

ذکا - دوارکا پرشاد فتحپوری

ذکا تخلص - دوارکا پرشاد نام - آپکا وطن فتح پور ہسوہ ہے - آپکے آبا و اجداد سرکار انگریزی مین خدمات لائقہ پر ممتاز رہے ہین - آپ انگریزی فارسی مین لائق ہین - ذکی الطبع اور خوش فکر ہین - مزاج مین بردباری خاکساری ہے - ہر خاص و عام سے

لکھی ہے۔ آپکا کلام سامعین کے دلوں پر جادو کا اثر کرتا ہے۔ آپ ۱۲۷۲ھ ہجری میں مدراس سے شہر حیدرآباد میں آئے۔ تلاش معاش میں ہمہ تن مصروف ہوئے۔ منشی خانہ میں مددگار ہوئے۔ پھر مدد محاسب کی خدمت میں میر منشی ہوئے۔ بعد ازاں نواب سالار جنگ بہادر کی جاگیرات میں عامل ہوئے۔ آخر میں ناگر کرنول کے سوم تعلقدار ہوگئے۔ اسیطرح درجہ بدرجہ ترقی کرتے رہے۔ آخر آپنے ۱۲۹۱ھ ہجری میں اس دنیا پائیدار سے عالم بقا رحلت کی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپکی ظرافت و خوش طبعی و بذلہ سنجی و ہجوگوئی دکن میں مشہور ہے۔ آپکے اشعار ہجویہ اکثر زبان زد عوام و خواص ہیں میں اس قسم کے اشعار کو بلحاظ ادب و تہذیب کتاب میں نقل کرنا پسند نہیں کرتا ہوں اور اپنی زبان کو فضول لغویات سے آلودہ کرنا مکروہ جانتا ہوں۔ آپکے دو صاحبزادے یادگار ہیں بزرگوار ہیں۔ ایک مولوی محمد میر صاحب دوم مولوی محمد اسد اللہ صاحب دونوں بزرگ لائق و فائق ہیں۔ ہر ایک عربی و فارسی میں مہارت کاملہ رکھتا ہے اور ہر ایک کی طبیعت شعر و شاعری تو روتی کے ساتھ مناسب ہے کبھی کبھی موزون فرماتے ہیں۔ دلچسپی خوبی سے خالی نہیں ہوتا ہے۔ جناب مولوی محمد میران صاحب سے مجکو نیاز حاصل ہے۔ خوش خلق و محبت پرور ہیں۔ اکثر اوقات غریب خانہ پر تشریف لاتے ہیں اور ملاقات سے مسرور کرتے تھے۔ زمانہ دراز گذرا کہ ملاقات نہیں ہوئی۔ دونوں بھائی صدر دفتر محاسبی میں ملازم ہیں۔ میں نے سنا کہ مولوی میر صاحب ملازمت سے الگ ہوگئے ہیں اور وظیفہ پا رہے ہیں۔ دونو بھائی نکوکار خدمت گزار سرکار ہیں۔

اب میں حضرت ذکا کے بواقی طبع کو بطور نمونہ گزارش کرتا ہوں۔ اسوقت میرے پاس آپکا دیوان موجود نہیں ہے لیکن گلدستوں و مختصر تذکروں سے ماخوذ کرکے نقل کرتا ہوں

آپکی ولادت سنہ ۱۲۴۴ ہجری مین ہوئی۔ نشو و نما کے زمانہ مین اعزہ و اقارب آپکی
صورت و سیرت کو دیکھکے کہتے کہ یہہ لڑکا ہونہار ہے۔ آپکے چہرے مہرے سے ہوشمندی
و چستی و بیباکی و چالاکی عیان ہوتی تہی۔ واقع مین جسطرح آپکو قیافہ سے گمان
کرتے تہے۔ اُسیطرح برآمد ہوئے۔ اعزہ کا گمان یقین کے مرتبہ کو پہنچا۔ آپنے
سن شعور کے زمانہ مین مدارس کے علماسے فارسی و عربی مین کتب متداولہ ختم کین
عربی مین بقدر ضرورت استعداد رکہتے تہے۔ فارسی کے منشی بے مثل تہے۔ آپکی فارسی
اہل زبان کی طرح بامحاورہ تہی۔ تلفظ و لہجہ مین خاص اہل پارس معلوم ہوتے تہے۔
آپکی تحریر فاضلانہ بامحاورہ ہوتی تہی۔ نظم و نثر خوب لکہتے تہے۔ شاعری مین
استاد سخن مانے جاتے تہے۔ ابتداے شاعری مین سید مہدی ثاقب سے اصلاح لیتے
تہے۔ ثاقب کے بعد اپنا کلام سید نقی ہیبت کو دکہلاتے تہے۔ جب حیدرآباد مین
آئے حافظ میر شمس الدین فیض سے مشورہ لیتے تہے۔ آخر مین اسد اللہ خان غالب
دہلوی کی خدمت مین اپنا کلام بہیجتے تہے۔ اور اصلاح کلام سے مستفید ہوتے تہے۔
غالب آپکی لیاقت شاعری کی تعریف کیا کرتا تہا۔ آپکے کلام دلاویز و نزاکت آمیز کو
دیکھکے بہی پیتا تہا۔ آپ ہزلگو تہے۔ ہجو کہنے مین فرد و یکتا تہے۔ جب کسی پر بافرط
ناخوش ہوتے تو فوراً اسکی ہجو لکہتے۔ اسی سبب سے حرف حظ نہین کرتے تہے۔ آپ
ظریف الطبع و لطیف المزاج تہے۔ محفل احباب مین آفتاب کی طرح جلوہ افروز رہتے تہے
آپ کی ذات سے محفل کی رونق ہوتی تہی۔ آپکا کلام بامحاورہ ہے۔ قدما کے کلام سے
مساوی ہوتا ہے۔ آپکی لیاقت استعداد کا اندازہ کلام سے ہوتا ہے۔ آپکی نظم و نثر اگر
دیکہنا مطلوب ہے تو خانش و جہانش مین دیکہو۔ اسی کتاب کی تقریظ خود غالب نے

بیجاپور دکن میں علی عادل شاہ کے زمانہ میں آیا بادشاہ کی قدردانی سے اہل مناصب میں منقرر ہوا۔ مدت العمر عادل شاہ کی ملازمت میں رہا۔ بیجاپور کو وطن بنا لیا تھا ہمیشہ بادشاہ کے دربار سے انعام و اکرام پاتا رہا۔ قماربازی میں ہمہ تن مصروف رہتا تھا تمام اپنے ذاتی سرمایہ کو اسی قماربازی میں برباد کر دیا۔ باوجود منصب و آمدنی انعام و صلہ مفلس و تہیدست رہتا تھا۔ آخر بیجاپور ہی میں فوت ہوا۔ کسی تذکرہ نویس نے سنہ وفات نہیں لکھا۔ ہر چند کہ تذکروں میں تلاش کیا گیا پتا نہیں ملا۔ اب چند اشعار جو دستیاب ہوئے ہیں گزارش کرتا ہوں۔ **ھو ھذہ**

تم چہ شد سایہ فگن سایہ نشین من بودم	ہر کجا پائے ستم رفتہ زمین من بودم
وست در دامان شغف زن گریبانی بدر	خجلت عشق ست بے چاک گریبان نسین

ذہین ۔ روپ نرائن

ذہین تخلص ۔ روپ نرائن نام ۔ لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی کا حقیقی بھائی ہے۔ چوتھی تاریخ جمادی الاولی سنہ ۱۱۹۲ ہجری شہر اورنگ آباد میں پیدا ہوا۔ نشو و نما کے بعد شہر میں علما و فضلا کی صحبت میں تعلیم پائی۔ فارسی عربی میں لیاقت پیدا کی موزون الطبع تھا شاعری کا شوق دل میں پرجوش تھا۔ شعر کی مشق شروع کی حضرت آزاد و مہر کا سے اصلاح لینے لگا۔ رفتہ رفتہ ترقی کی۔ امیر الممالک آصف الدولہ مرحوم نے منصب سے سرفراز فرمایا۔ صیغۂ منصب میں دولے چند نام سے مشہور ہوا آخر سنہ ۱۲۳۳ ہجری میں فوت ہوا۔ **من اشعارہ**

جو دستش گر کند رنگین حنا آہستہ آہستہ	کند پرواز رنگ از روئے ما آہستہ آہستہ

تا کہ میرا تذکرہ صاحب ترجمہ کے کلام سے خالی نرہے۔

من اشعارہ الفارسی

زکوی او بہمت قاصد انشانی چند — ہمی تپند بہر گوشہ نیم جانی چند
نشستہ اند بکوبیت بلاکشانی چند — کہ میکشند بجای نفس فغانی چند
دماغ کار ندارم بعشق ورنہ ز کا — ز دود دل فکنم طرح آسمانی چند

ولہ

دل برد کہ بر دوستان برد — دل بود از آن او از ان برد
ہجران تو طاقت و توان برد — فریاد کہ مایہ فغان برد
دست تو ز ہر کہ خواست جان برد — از دست تو جان نمی توان برد
صبر و دل و دین کہ جمع کردیم — عشقت آمد یگان یگان برد
دل در خور نقد بوسہ اش بود — صد حیف کہ این نداد و آن برد

ولہ

غم نیست گر ز دیدہ دشمن فتادہ ام — گوئی کہ من بقصد فتادن فتادہ ام
برخاستن بہ حشر ہم آسان نبودہ است — با این فتادنی کہ ز کا من فتادہ ام

ولہ

نہ بہر آن کہ بکوبیت سفر توان کردن — نہ بہر اینکہ از ان در گذر توان کردن
خدا نکردہ جدا گر شوی چہ خواہی کرد — تو آن نئی کہ ز فرقت حذر توان ازن

ولہ

میخورم سیلی دربان کسی — می برم نالہ بہ ایوان کسی

ذہنی - ملا حیدر کاشانی

ذہنی تخلص - ملا حیدر نام - کاشانی الاصل ہے - سید شریف النسب ہیا جامع علم و ادب شاعر خوش فکر و شیرین کلام تہا - وطن مالوف سے بطور سیر ہندوستان مین

اختیار کیا۔ موزون الطبع و خوش فکر و خوش خیال و صاحب تصانیف تھا۔ ثمرات الحیات
ملفوظات شیخ کو جمع کیا۔ مثنوی مہر و ماہ ہم وزن مثنوی مولا روم۔ و رسالۂ امواج بی
و قصۂ راجہ رتن سین پدماوت مسمی شمع و پروانہ و مثنوی عشق راجہ منوہر۔ آخر شعبہ ۱۱۰۸ ہجری
دہلی مین فوت ہوا۔ میرزا بیدل نے ایک غزل رازی کے مرثیہ مین لکھی غزل کے ہر ایک
مصرع سے تاریخ برآمد ہوتی ہے۔ بہارستان کے مولف نے تاریخ وفات ۱۱۰۰ ہجری لکھی۔
اول روایت صحیح ہے ثانی کو سہو کاتب پر محمول سمجھنا چاہیئے۔ سے ؎

واے پیوند سخن سنجان نماند | تکیہ گاہ صاحب عرفان نماند
مجمع استاد بے شیرازہ ماند | مہد جمعیت گاہ عاقلان نماند

من اشعارہ الفارسی از مثنوی شمع پروانہ

راز با در جہان بروسے زمین | نے رتن ماند و نے علاء الدین
نی پدم ماند نے جمال پدم | برد با خود رتن خیال پدم
لیکن از عشق داستانے ماند | زان وفا پیشگان نشانے چند
اے بسا چون رتن بہندوستان | آمد و رفت نیست نام و نشان
ہشتصد سال شد ز عشق رتن | لیکن این داستان نگشت کہن
در ہمہ حال نغمۂ عشاق | سخت پیچیدہ است در نہ طاق
بلکہ نہ طاق پردۂ عشق ست | زانکہ بنیاد کردۂ عشق است

من مثنوی عشق منوہر

زان کردم من این ہنگامہ بنیاد | کہ دل شاگرد بود و عشق استاد
ز لوح ہندوی این نسخہ راز | بنقش فارسی شد جلوہ پرداز

خداوندا اگر بیمار شد از دوری این ره — کہ از کویش رسد باد صبا آہستہ آہستہ

ولہ

ہمچو قمری در جہان شادیم ما — با وجود طوق آزادیم ما

باد ما تصویر جانان می کشد — عشق می داند کہ بہزادیم ما

ولہ

چہرہ زیبای یار خویش شب دیدم بخواب — صبحدم چون چشم واکردم برآمد آفتاب

اشتیاق دیدن رویت جگر خون کردہ است — ای بقربانت روم یکدم برون آ از نقاب

انتظارت میکشد امشب میان از حد فزون — گر تو فرمائی کرم بہتر بود ای ماہتاب

افسوس کہ دولت دیدار تو دورم — تقدیر چنین بود قضا را چہ کند کس

حرف الراء المہملہ

رازی میر عسکری المخاطب بعاقل خان خوافی

رازی تخلص ۔ میر عسکری نام عاقل خان خطاب۔ سادات خواف۔ عالمگیری امراء میں بادشاہی عنایت سے دہلی کی صوبہ داری پر مقرر و ممتاز تھا۔ آخر تک بخدمت صوبہ داری پر مامور رہا۔ عمدہ طرح سے انتظام کرتا تھا۔ خوش مزاج خلیق تھا۔ ایسے ... و کسر و زمیت پرور تھا۔ صوفی المشرب نیک دل تھا۔ خوشگو اپنے تذکرہ میں لکھتا ہے کہ میرزا بیدل نے رازی کی صحبت میں تمام مسائل تصوف حاصل کیا۔ میرزا جب شعر پڑھتا تھا تب یہی اسکے تحسین کرتا رہا۔ میرزا اٹھکر تسلیم بجا لاتا تھا۔ یہ تسلیم روئے بزرگی تھی نہ بوجہ مہارت رازی استادی تھا۔

ی برہانپور میں آیا اور حضرت شیخ برہان الدین شطاری راز الٰہی برہانپوری المتوفی ماہ شعبان ۱۰۸۳ھ ہجری کا مرید ہوا۔ مرشد کے نام کی مناسبت سے رازی تخلص

بیت کے سننے سے بادشاہ کے دل میں بہت رقت ہوئی۔ چند مرتبہ بیت کو پڑھوا کے سنا
اور یاد کر لیا۔ اور پوچھا کہ یہہ کسکی طبع زاد ہے۔ عرض کیا کہ یہہ ایسے شخص کی ہے
کہ وہ حضور کے سامنے شاعری کے نام سے مشہور ہونا پسند نہیں کرتا ہے مسکرایا۔ اور
رازی کی تربیت ترقی کو مد نظر رکھا چند ہی روز مین منصب چار ہزاری کو پہنچا دیا۔
سفر دکن کے وقت صوبہ داری شاہجہان آباد پر مامور فرمایا۔
آپکا دیوان شگوفہائے معانی دلنشین و گلہائے مضامین رنگین سے نمونہ گلزار بہار ہے
ہر ایک شعر لطافت و نزاکت سے خالی نہیں ہے۔ فصاحت و بلاغت مین ڈوبا ہوا ہے
کہیں عاشق کا سوز و گداز ہے۔ کہیں معشوق کا ناز و انداز ہے۔ کہیں صوفیاء کرام کا
وجد و حال ہے۔ کہیں وحدت الوجود ماہیت ہویت کی دلیل قال ہے۔ آپکے اشعار سے
ثابت ہوتا ہے کہ آپ صوفی المشرب تھے۔ آپکو خاص فن تصوف سے دلچسپی تھی۔ درویش پسند
و فقرا دوست تھے۔ اکثر طلبہ آپکے چشمہ فیض سے سیراب ہوتے تھے۔ آپ طلبہ کے ساتھ حسن
سلوک فرماتے تھے۔ آپکے شعر و شاعری و مذاکرہ علمی سے دلاویزی تھی۔ بنا علیہ یہ پایا
علما و شعرا کا مجمع ہوتا تھا۔ آپ شعرا و علما کے انجمن کے آفتاب روشن تھے۔ اور تمام
شعرا و علما بھی آپکی محفل کی رونق تھے۔ آپکے اوصاف حمیدہ و صفات پسندیدہ
اسقدر بیشمار ہیں کہ زبان خامہ و قلم زبان سے ادا کرنا محال ہے۔ اب مین آپکے بوارق
طبع کو بطور نمونہ گذارش کرتا ہون تاکہ ناظرین مطالعہ معنوی سے حظ برین

من اشعارہ الفارسی

خشک کنم ز سوز دل دیدۂ اشکبار را	چند در آب افکنم آئینہ نگار را
قبلہ مست میکند خانۂ میفروش را	آنکہ کعبہ می برد سالک ہوشیار را

کشیدم نالۂ چند از دل ریش
نباشد این مثل پوشیدہ از عقل
اگر نیک و بد آوردم فراہم
گلم در دست یاران باد دستہ
ز طبعم راست گر خارست و گر گل
تنہا نشستہ ایم و طلبگار چون خودیم

وله

بود در عہدۂ ہندی کم و بیش
کہ کفرے نیست ہرگز کفر را نقل
نہ در گلبن گل و خارست باہم
بجانم باد خار من شکستہ
بباغ خویش گویا نم چو بلبل
مکتوب ہا بیاد لب عنقا نوشتہ ایم

گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ رازی صاحب ترجمہ کے اشعار پر کلمات شعرا کا مولف [illegible] اکثر اعتراضات کرتا ہے۔ بلکہ بعض اشعار مین کمی بیشی کرکے درست کردیتا ہے جیسا کہ ترجمہ [illegible] کے شعر پر ؎ عشق کہ آسان نمود آہ چہ دشوار بود ۔ ہجر کہ دشوار بود آہ چہ آسان گرفت ۔ سرخوش اسطرح درست کرتا ہے ؎ عشق کہ آسان نمود آہ چہ دشوار بود ۔ ہجر کہ دشوار بود یار چہ آسان گرفت ۔ انتہی کلامہ۔

شمع انجمن کے مولف نے لکہا کہ میر عسکری سادات خواف سے عمدۂ خوانین عالمگیری سے تہا۔ عالمگیر کے شاہزادگی کے زمانہ مین ایک خاص پرستار کی وفات ہوئی تہی متوفیہ کی جدائی کا شاہزادہ کے دل پر سخت صدمہ گذر رہا تہا۔ بس شاہزادہ اسی سوز و گداز مین دوسرے دن شکار کے لئے برآمد ہوا۔ رازی صاحب ترجمہ نے ملازمت مین عرض کیا کہ باوجود رنج و ملال شکار کو جانا کیا حکمت ہے۔ شاہزادہ نے اس بیت کی طرف اشارہ کیا ؎

نالہائے خانگی دل را تسلی بخش نیست ۔ در بیابان می توان فریاد خاطر خواہ کرد

اسوقت عاقل خان نے اپنی طبع زاد یہہ بیت پڑہی۔

عشق چہ آسان نمود آہ چہ دشوار بود ۔ ہجر تو دشوار بود یار چہ آسان گرفت

سلطان حسین مرزا شاہ ایران کے طرف سے فرخ سیر والی ہند کی خدمت مین ایلچی ہوکر
آئے ۔ مراتب اعلیٰ پر پہنچے ۔ چند روز دلی مین رہے پھر نواب آصفجاہ طاب ثراہ کی خدمت
مین دکن مین وارد ہوئے ۔ نواب صاحب نے آپکی بڑی قدردانی کی ۔ منصب و خطاب سے سرفراز فرمایا
آپ نواب صاحب کے سایۂ عاطفت مین زندگی نہایت خوشحالی و فارغبالی سے بسر کرتے
رہے ۔ دکن کے امرا مین معزز و مکرم تھے ۔ پھر تمام شہر اورنگ آباد کے داروغہ ہوئے ۔ تا زندگی
نواب صاحب بدستور کام پر مامور فرماتے رہے ۔ نواب آصفجاہ کی وفات کے بعد گوشہ نشینی
اختیار کرلی ۔ عاقبۃ الامر نواب سراج الدولہ بہادر حاکم ارکاٹ نے آپکو بلایا ۔ آپ انکار
کرتے رہے مگر نواب کے اصرار سے ارکاٹ کی طرف عازم ہوئے ۔ بکایک اجل پہنچ گئی چھبیس ۲۶
تاریخ ربیع الاول سنہ ۸ [illegible] مچھلی بندر مین جہان فانی سے عالم بقا کیطرف روانہ ہوئے
آپ کی نعش مچھلی بندر سے اورنگ آباد لائے ۔ بیرون شہر آپکے باغ خاص مین دفن کئے
لچھمی نرائن نے آپکی رحلت کی تاریخ لکھی ۔ ؎

نوازش خان را ز آن نکتہ پرداز　　　چو نام خود ازین عالم نہان شد
طلب کردم ز ہاتف سال تاریخ　　　ندا آمد گلگشت جہان رفت

گل رعنا مین لچھمی نرائن لکھتے ہین کہ آپ سخن سنج و شعر فہم تھے ۔ آپنے ایکروز
غائبانہ نواب خاندوران خان بہادر سالار جنگ کی مجلس مین فقیر کی اس بیت پر ؎

رسید بادشان از نوبہار خوشحالی　　　کہ آمد ابر سیہ مد ظلہ العالی

اعتراض کیا کہ ابر سیاہ نہین برستا ہے بلکہ ابر سفید ترشح کرتا ہے ۔ شرابخوار
ابر سفید کو چاہتے ہین کہ اُس سے ترشح ہوتا ہے اور یہی انکا مقصود ہے ۔ پس لفظ
ابر سیہ شرابخوارون کی خواہش کے مخالف ہے ۔ اور ابر سیاہ کی سند چاہی ۔ قدما کے

وله

چند غم جهان خوری دل چه نهی برین چمن — باد خزان در پی ست جلوهٔ این بهار را

بست گره ز خون دل نافهٔ آهوی یمن — تا بگشاد آن غزال طرهٔ مشکبار را

وله

هست جام نیست دل جرعه نوش ما — مستی ماست از نگه می فروش ما

وله

سر چو کشیدم ز جیب عشق گرفت — پا چو کشادم ز بند راه بیابان گرفت

هر که بکف جام دید دولت جمشید یافت — هر که ز دنیا گذشت ملک سلیمان گرفت

وله

سالها شد که دلم معتکف روی تو بود — روی چون قبله نما از همه سو سوی تو بود

در جهان هیچ دل از وسوسه آزاد نماند — مگر آن دل که اسیر خم گیسوی تو بود

هر گل تازه که بشگفت سحر رنگ تو داشت — غنچهٔ نافه چو بشگفت پر از بوی تو بود

ساحری نیست که جان در تن گوساله دهد — ساحری چیست همه فتنهٔ جادوی تو بود

کشتهٔ غمزهٔ تو نیست همین ازدی بس — بس مسلمان بستم کشتهٔ هندوی تو بود

وله

ای حسن ترا هر دم صد جلوه نقاب اندر — صد موج زند دریا هر لحظه حباب اندر

درد تو مرا در سر چون روح بود در تن — سوز تو مرا در اشک من چون بوی گلاب اندر

تا زلف ترا دیدم در دست صبا پیچان — دل می پیچم می کاهم چون رشته بتاب اندر

احوال دل راز می گفتند درین مصرع — در کارم و بیکارم چون مد بحساب اندر

وله

عشق از معموره میخواند بویرانی مرا — عاشق ویرانه کرد این گنج پنهانی مرا

من همی سازم تو بر چند میسوزی دلم — دل نمی رنجد ز تو هر چند رنجانی مرا

از نظر پنهانی و در دل تو در دل آشکار — آشکارا می کند این درد پنهانی مرا

راز - میر میران اصفهانی اورنگ آبادی

راز تخلص - میر میران نام - آپ علی مردان خان اصفہانی کے خلف الصدق ہیں

نگر آید برون از کان حیا امشب ‌ وله ‌ که چون آئینه لبریز است از حیرت هوا امشب

بدانکه روز و شب بجهان دا رسیده است ‌ وله ‌ فانوس آسمان چو تو شمعی ندیده است

باد صبا شمرده بکویش قدم گزار ‌ وله ‌ اینجا ز طبع گل دل هر خار نازک است

اگرچه روز مرا تیره ساخت گیسویت ‌ وله ‌ تمام عمر خوشم همچو من پریشان است

عقیق دل چو مرا گشت مهر نام علی ‌ هزار بار به از خاتم سلیمان است

صبح بی گل روز شبهای داغ گل سرخ ‌ وله ‌ خار گردید بچشمم همه باغ گل سرخ

فصل گل شد بچمن چشم تو بلبل روشن ‌ که برافروخته شد باز چراغ گل سرخ

بکوی یار ندانم چسان رسیده شود ‌ وله ‌ نگر جواب برایش ز مهر دیده شود

ز گریه های بافراط خویش می ترسم ‌ مباد نقش داغ تو آب دیده شود

اگر از پرده آن شور قیامت بیرون آید ‌ وله ‌ بمحشر بشکند هنگامهٔ محشر برون آرد

ز غفلت عمرها باشد که با خفتن بهم خوشم ‌ وله ‌ بیا ای غم که گردد بستر راحت فراموشم

از سوز نوای شمع بتان سوخت باغم ‌ وله ‌ هرگه حنا گشت پروانه سراغم

چون کمان رفته ام بفرمانت ‌ وله ‌ وقت پیری جوانی کردم

تا خیال قامت آن سرو رعنا کرده ایم ‌ وله ‌ عالم بالا ز پا تماشا کرده ایم

غیر نرگس کی برون آید گلی از نهال ما ‌ بسکه یاد ساغر آن چشم شهلا بوده ایم

بسکه برداشت لاله داغ مرا ‌ گشت هر لاله باغ باغ ز من

چنین که در دل من از داغ هجر تیر است ‌ سحر نمیکند و شام من چسان بینو

بگریان شوق را بر رخ طاقت قبله گاه ‌ دیده قربانیان کوی نازنینت عیدگاه

کیم من نوای صید بدام غم گرفتاری ‌ بدرد و داغ شادم کی حیات خویشتن زاری

کلام سے۔ انتہی کلامہ۔ جب اس اعتراض کی خبر مجھکو معلوم ہوئی۔ مین نے جواب مین لکھا۔ ابر کو لفظ سیہ سے مقید کرنا بلحاظ رعایت و مناسبت ظل ہے۔ اور جو لوگ اس بات کے قائل ہین کہ ابر سیاہ نہین برستا ہے محض غلط ہے۔ دیکھو سکندرنامہ مین نظامی گنجوی لکھتا ہے ~ بہنگام سختی مشو ناامید۔ کہ ابر سیہ بارد آب سفید۔ از مرزا صائب

طاعت کند رشک ندامت گناہ را ریزش سفید می کند ابر سیاہ را

صائب کے کلام سے مستفاد ہوتا ہے کہ ابر سفید نہین برستا ہے ~

گرچہ می گویند باران نیست ابر سفید را از طراوت می چکد از پرتو مہتاب آب

یہ بات کیونکر ثابت ہوتی ہے کہ ابر سیاہ نہین برستا ... ان کے خلاف مزاج ہے۔ بلکہ ابر سیاہ مطلق ابر کے خواہان ہوتے ہین سفید ہو یا سیاہ + انتہی بانی کلامہ۔

آپ خوش مزاج و لاابالی تھے اشعار موزون کرتے تھے مگر اصلاح طلب نہ تھے۔ لیاقت سے زیادہ کے مدعی تھے تا زندگی اصلاح نہین لی۔ میر آزاد بلگرامی کے دوستون مین سے تھے ان کے فوت ہونیکے بعد چند اجزا جنمین ان کے اشعار تھے میر صاحب کو ملے میر صاحب نے اکثر اشعار کو قلم اصلاح سے درست فرمایا۔ مرحوم کی صحبت و آشنائی کا حق مرنیکے بعد ادا فرمایا۔ اور ریختہ مین کہتے تھے۔ ریختہ مین تخلص ... کرتے تھے۔ مگر بہت ہی کم کہتے تھے۔

من اشعارہ الفارسی

صفحۂ آئینہ دارد بہ اغماض نگہہا	بہ تنگی بارد رخ او از نزاکت نگہہا
آرد اگر با آئینہ رو خود پرست	داند درستی حال دل شکست ما
ز خاک کربلا پوشان لباس زائری یاران	برنگ رشتہ تسبیح چشم ناتوانم را
اے عزیزان نقد جان حاضر کنید	یوسفی در کاروان داریم ما

ملاحت جب سخن کی تجہ لب شور سین ٹپکی
لگے تب شعلہ جو کا نیر کاری جسکو اے ظالم

ولہ
ازبسکہ تو جاتا ہے جانا مشکل

چڑھنا کس مرتبہ پر حکمین منصور
تڑپ کنا بجلی کا تم یہ نہ سمجھو
ہمارا غم دل بیکل رہا ہے
نہ دی اس نے نکو دیکھا لا لہ
آہ کر باغ مین وہ سہ خزان گذرے
ہے آتش غم تیرہ روئی مین مرے

بجائے مے نمک سر دانہ انگور سے ٹپکی
بجائی خون شہر اس زخم کے ناسور سین ٹپکی

ولہ
جاؤن تو خود سے مگر جان پھرانا مشکل

یہہ ملک عشق کی سرداریان ہین
جنون کی شوق کے گلکاریان ہین
یہ بیچارہ دکھون مین پل رہا ہے
دل و پروانہ دے کر جل رہا ہے
اشک قمری کا گلستان مین طعنان گذرے
ناوک ناز تیرا دلمستی سوزان گذرے

رنگین ۔ نورالدین علیخان

رنگین تخلص ۔ نورالدین علیخان نام ۔ آپ ضیاءالدین حسین خان صاحب الصدر دکن کے صاحبزادہ تھے ۔ اور قاضی کریم الدینخان قاضی بلدہ اورنگ آباد کے داماد تھے آپ والد ماجد کو صدارت کے سوائے سرکار بندگانعالی نواب آصفجاہ مرحوم کی خانسامانی کی خدمت بھی تہی ۔ آپ نہایت لائق و مستعد تھے ۔ والد کے فوت ہونیکے بعد اضافہ منصب اور خطاب ضیاءالدین حسین خانی سے سرفراز و ممتاز رہے شاعر رنگین طبع ظریف المزاج تھے ۔ نیک سیرت ستودہ عادت تھے ۔ حریفان ہم مشرب یاران ہم مذہب سے خوش اخلاقی و نرمی سے ملتے تھے ۔ عزیز دل تھے ۔ ذکی الطبع و تیز فہم تھے ۔ شعرگوئی مین عمدہ مہارت و لیاقت رکھتے تھے ۔ آپ کے

خواہد ببزم یار اگر جا کند کسے — مانند شمع گریہ شبہا کند کسے

رباعی

آنرا کہ خیال زلف خوبان باشد — روز شب و ہمیشہ یکسان باشد
آشفتگیش چو مو بود عین مراد — از جمع شدن دلش پریشان باشد

لچھمی نراین صاحب اورنگ آبادی چمنستان شعرا مین لکہتے ہین کہ جناب نواب میر میران المخاطب بنوازش خان۔ فارسی ہندی دونون زبان مین شعرگوئی کرتے ہین۔ میر تقی میر نے لکہا کہ آپکا تخلص بہید ہے۔ اور فتح علیخان نے اپنے تذکرہ مین لکہا کہ آپکا تخلص میر میران ہے۔ فقیر کو شک واقع ہوا۔ رفع شک کے لئے نواب صاحب کی خدمت مین ایک رقعہ بہیجا۔ اور نوابصاحب نے جواب بہیجا۔

جواب رقعہ۔ کہ اینجانب را صاحب سخنان خواہی نخواہی داخل ریختہ گویان نمودہ و حالانکہ این بے بہرہ را اصلاً بہرہ درین فن نیست۔ دست روز بالا نام این گمنام سید عبد الحسین است والد مرحوم نظر برادب نام ملقب بمیر میران نمودہ۔ تخلص فارسی چون از قرار یافتہ۔ لہذا دو سہ بیتے کہ بعنوان ریختہ موزون شدہ بود در تخلص بہید ترمیم یافت و میر تقی میر دو بیت کہ نوشتہ اند از صحبت است۔ خود نوشتہ اند کہ تذکرہ را چمنستان شعرا موسوم نمودہ ام انصاف باید نمود کہ کار خار در چمنستان ہست یا نہ اگر ہست اشعار مرا باید داخل نمود۔ و اگر نیست خیر انتہی کلامہ۔

من اشعارہ الہندی

دیکھی صبا نے شاہد گلرو کا مسکرانا — سیکھی ہے ان لبان سے گل کی کلی کھلانا

ولہ

دیکھا ہے دل نے جب سے بادام سی نین کا — ہر صبح و شام کرنا شکرانیکا دوگانا

ولہ

کوئی گر زلف تیری خواب مین یک شب دیکھے — اُس بچارے کی سبھی عمر پریشان گذری

مہربانان حاضر تھے۔ ایک مصرع فی البدیہہ کہا ؎ با جل رفت از جہان رنگین ٭ جب مصرع کے عدد نکالے تو بے کم و کاست پوری تاریخ برآمد ہوئی۔ پھر مہربانان نے ایک قطعہ مرتب کیا۔ چنانچہ صدر مین مذکور ہو چکا ہے۔ اور یہہ بھی راقم لکھتا ہے کہ تذکرہ چمنستان شعرا کے اتمام کے بعد رنگین کے خادمون کی زبانی معلوم ہوا کہ رنگین ۲۴ جمادی الآخر ۱۲۵۱ھ ہجری مین روز جمعہ بلدۂ الیچپور مین فوت ہوا ہے۔ تو فقیر نے ایک قطعہ تاریخ لکھا ؎

سخن سنج معنی گزین خان رنگین	چو شد بہر گلگشت گلزار عقبے
ندا داد ہاتف پے سال فوتش	بمرگ مفاجات او شد ز دنیا

۱۱۷۰

من اشعار الہندی

نہین ہے آواز سے خالی یہہ جستان میرا	کرتا ہے صدا یہہ سلسلہ نالان میرا
سبز نہین جو نیا موسم خط میرے یہ	دام مین مور کے نہین ہے یہہ سلیمان میرا
رشتۂ عمر کے نزدیک ہے مقراض اجل	بے سبب چاک نہین ہے یہ گریبان میرا

مناظرہ رنگین و مہربان

میر عبد القادر مہربان قاضی دولت آبادا بتدا مین رنگین تخلص کرتے تھے ایک روز مجلس مشاعرہ مین ایک غزل پڑھی جسکا مطلع یہہ ہے ؎

خمارم بر نیامد منت صہبا کشیدنہا	ز فیض چشمۂ نازم سرخوش بیخود طپیدنہا

یاران ہم مشرب نے غزل مذکور میر ضیاء الدین حسین خان رنگین سے سنی تھی۔ مہربان کو سرقہ سے منسوب کیا۔ مہربان مع مجموعہ یاران رنگین کے مکان پر گیا دفع سرقہ کے لئے مباحثہ شروع ہوا۔ رنگین نے فرمایا کہ مین نے اس غزل کو اپنے طرف منسوب کرکے

اشعار رنگین سے تازہ تازہ مضامین عیان نظر آتے ہین۔ دیکھنے اور سننے سے
لطف آتا ہے آپکا انتقال ۱۱۷۲ ہجری مین ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

چہ شد دورم خبرہائے تو بی قاصد رسید اینجا	ولہ	تو با آئینہ گشتی گرم صحبت دل طپید اینجا
زما مپرس حال گریبان و آستین		داریم تو دیدہ گریان و آستین
گم کردہ ام باد خطش دست و پای خویش		دارم گل بنفشہ بدامان و آستین
ہم رعشہ دست رہوش گشت ہمنفس		میرانم این مگس بگریبان و آستین
افغان مجنون دل شدہ رنگین قبائی ما		از ما مپرس حال گریبان و آستین

لچھمی نرائن نے چمنستان شعرا مین لکھتا ہے کہ رنگین کی طبیعت غزل گوئی کے ساتھ
مناسب نہین تھی۔ مثنوی مین صاحب کمال تھا۔ روضۃ الشہدا کو بطور وقائع
الفلہ اس نے نہین پایا کہ عین عالم شباب مین ۱۱۷۲ ہجری مین فوت ہوا۔ میر عبد القادر
مہربان اورنگ آبادی نے تاریخ وفات لکھی ہے

از جہان رفت چون خان رنگینی	نتوان یافت مرزائی چنین
سال فوتش شنیدم از ہاتف	با اجل رفت از جہان رنگین

۱۱۷۲

غرابت تاریخ مرحوم

[illegible] ہمیشہ اگر کوئی شخص بے اجل نہین مرتا۔ لیکن مرحوم کی رحلت کی تاریخ
[illegible] یہ ضرورت واقع ہوئی کہ ایک روز سب یاران ہم مشرب مجلس مین
[illegible] رنگین نے [illegible] معلوم [illegible] انہون نے کہا کہ کسی نے
[illegible] نہین [illegible] ایسے جوان کا [illegible] ہونا تعجب ہے۔ اس مجلس مین

کتب درسیہ سے فارغ ہوکے فرخ سیر بادشاہ کے عہد میں بندر سورت کی قضا پر مامور ہوئے۔ آپ نہایت ہی لائق و ہوشیار متقی و پرہیزگار تھے۔ چند سال اسی خدمت پر مامور رہے۔ قضا کا کام عمدہ طرح سے انتظام فرماتے رہے۔ بہارستان کے مولف نے لکھا کہ آپ نواب آصفجاہ اول کے آخر عہد میں بندر مذکور سے حیدرآباد دکن میں آئے اور حضور کی ملازمت میں باریاب ہوئے۔ امیدوار تھے کہ کوئی خدمت بزرگ پر مامور ہو جائیں لیکن اجل موعود نے فرصت مہلت نہ دی کہ کامیاب ہو جائیں آخر آپ نے سنہ ۱۱۴۷ ہجری میں اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکو شعر و شاعری سے دلچسپی تھی۔ کبھی کبھی شعر موزون فرماتے تھے۔ آپکا کلام نہایت متین و تشبیہین آتا ہوتا تھا

من اشعارہ الفارسی

نیارد بدر رنج همنشین دل بستهٔ صحبت — اگر برف زنی رشتہ بتو را رد جلاجل

وله

بہر آئینہ اغیار روئے دارد — بغیر خویش کسے درمیان نمی بیند

وله

راحت جہاں سراسر رنج بود — پائے چون خوابید صاحب بستر ست

وله

بادہ چون جان بہشت شہر زن ریختہ — مخمل بگذارید کہ خون ریختہ

انتقا باخ ... ہمت وتسخیر ما — وحشی حرفیم و خاموشی بود زنجیر ما

بہ بہجو دمی یکدم شب ہر شب تا خفتہ گریانم — تگ کج کردہ پیمانہ ابر پیمان را

ز سیہ گلشن سر بر گشتہ بہ در مانم — جو بوئے گل ہوائے کسے پریشانم

رسا - جان مرزا حیدرآبادی

رسا تخلص - جان مرزا نام - مرزا خان حسینی خطاب تھا۔ سادات حسینی ہمدان سے ہیں

نہین پڑہا۔ اس انشا و کا منشا اشتراک تخلص کے سبب تہا۔ مجلس برخاست ہونیکا خان رنگین نے مہربان کی خدمت مین رنگین تخلص ترک کرنیکی نسبت ایک قطعہ منظوم لکہا وہ یہہ ہے

برادرا ز تو چشم عنایتی دارم
کہ یک تخلص رنگین من بمن بگذار
ترا کہ قدرت چندین ہزار مضمون است
اگر تو خواستہ باشی تخلصست بسیار
شنیدہ ام کہ در ایام سابق استادان
عجیب ہست ز اشفاق عام انحی دوم
ہمین بس است مرا زحمت و الطاف

ز بارگاہ تو امید راحتی دارم
ز اشتراک تخلص دل اہنست فگار
ز آب و تاب کلام تو جملہ مشحون است
کہ لفظہا بجناب تو می دہند ہزار
نمودہ اند عنایت تمامی یوان
کہ از تخلص من بگذری تو دست لزوم
دل مرا مکن از این دغدغہ صاف

مہربان نے خان رنگین کی خاطر سے رنگین تخلص ترک کیا۔ اور اپنا اخفیا رکیا۔ غزلون کے مقاطیع کی تبدیل و تحریف مین محنت تری۔ پہر میر آزاد بلگرامی نے براہ مہربانی مہربان تخلص عنایت فرمایا۔ بعض غزلون مین تخلص مہربان کی گنجائش نہین ہوتی ہے تو اپنا رکو اخفیا کرتے ہین۔

روشن۔ قاضی محمد صالح

روشن تخلص۔ محمد صالح نام۔ تحفۂ شعرا کے مولف نے لکہا کہ آپ کے بزرگان سلف سلاطین گجرات کے عہد سے قصبہ جمبوسر تعلقہ بہڑونچ مین سکونت پذیر تہے۔ اور خدمت قضا پر مامور تہے۔ آپ کی ولادت اسی قصبہ مین ہوئی۔ اور وہین کی آب و ہوا مین پرورش پائی۔ نشو و نما کے بعد عالم عقل و شعور مین آپ نے طالب علمی شروع کی۔ چند مدت مین

صد بار گر نگہ زدہ باز کن لحاظ ✦ اعتراض کیا کہ نگہ زدن نہین سنا یا گیا۔ سند دیجیے
میر صاحب نے فی الفور نظامی کا شعر شیرین خسرو سے پیش کیا ؎

نگہ چون بر جمال نازنین زد ۔۔۔ کلہ بر آسمان سر بر زمین زد

فرمایا آج یہہ فائدہ مجکو آپکی برکت سے حاصل ہوا۔ کیا منصف مزاج و حق پسند تھے
کہ سنتے ہی تسلیم کیا اور اپنی لاعلمی کے مقر و معترف ہوئے۔ فی زماننا کے ملاؤن سے
ہوتے تو کبھی تسلیم کرتے۔ بیفائدہ شور مل مچاتے۔ مقابل کے قول حق کی تسلیم کو
کسر شان سے سمجھتے۔ حالانکہ واقع مین تسلیم حق کی شان ایسی بلند ہے کہ آسمان ہفتم
سے برتر ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

خوش سلیقہ و خوش طریقہ ہے۔ سخندان سنجیدہ و شاعر پسندیدہ۔ موزون مہذب
رنگین صحبت و ستودہ سیرت ناظم و ناثر تھے۔ نثر خوب لکھتے تھے۔ نثر کیا لکھتے تھے
گویا موتی رولتے تھے۔ و نظم بھی خوب کہتے تھے۔ آپکے اشعار لالی آبدار ہین۔
سخن گوئی و شعر فہمی مین یگانہ زمانہ تھے۔ آپ آخر عمر مین دار الانشا سے محکمہ
کروڑ گیری بلدہ حیدر آباد مین منتقل ہوئے۔ آپ اس عہدہ پر زمانہ وفات تک مامور
رہے۔ آپ خلق مجسم تھے۔ اسوجہ سے اہل شہر آپکو عزیز دل سمجھتے تھے۔ آپ ایک
ساتھہ نیک خلق و لطف سے پیش آتے۔ عوام کی تالیف قلوب مین بہت ہی مستعد
و سرگرم رہتے تھے۔ آخر آپ سنہ [illegible] ہجری مین شہر حیدر آباد مین فوت ہوئے۔ میر آزاد
نے رحلت کی تاریخ کہی ؎

شیرازۂ نظم میرزا خان	جمع شد بعسکر او مباہی
تاریخ وفات او خرد گفت	پیوست برحمت آلہی
	۱۱۷۲ھ

آپکے نسب کا سلسلہ سید علی ہمدانی سے پہنچتا ہے۔ آپکے اجداد مین میر شاہ طاہر اکبر بادشاہ کے زمانہ مین وارد ہوئے۔ بادشاہ ہند نے آپکی بڑی قدر و منزلت کی چند مدت کے بعد دکن مین آئے۔ سلاطین دکن نے بھی آپکی تشریف آوری کو نعمت عظمیٰ و غنیمت کبری جانکر بڑی عزت و آبرو کی۔ آپکی آل و اولاد گجرات احمد آباد مین متوطن ہوئے اور ارباب فضل و کمال کے مرجع ہوئے۔ مشائخ کے طریقہ پر قائم تھے۔ اکبر بادشاہ نے چند مواضع جاگیر مقرر کر دئے تھے۔ اُسکی آمدنی کو محتاج مین صرف کرتے ہے۔ بادشاہ اسلام کی دعاگوئی اور خلائق کی ہدایت مین زندگی بسر کرتے تھے۔

آپکے والد ماجد سید میر جان عالمگیری زمانہ مین بامنصب کے رہ چکے ہین۔ خدمات عمدہ پر ممتاز و سرفراز۔ علوم متعارفہ و فنون عربیہ سے واقف و ماہر تھے۔ مرزا جان کا مولد حیدر آباد دکن ہے۔ اور نشو و نما نواب آصفجاہ بہادر کے لشکر مین پایا۔ کتب درسیہ کی تحصیل اور علم ادب کی تکمیل والد ماجد کی خدمت مین کی تھی۔ عالم و فاضل و ادیب کامل تھے۔ افضل و امثال تحفۃ الشعرا مین لکھتے ہین ابتدا مین نواب شجاعت خان بہادر صوبہ دار برار کی مہر کا تھے۔ نواب کی عالی ہمتی سے اُس مقام برار مین زندگی فراغت و آبرو سے بسر کرتے تھے۔ آصفجاہ بہادر کے آخر عہد مین دار الانشا مین موسوی خان جرات کی جگہہ میر منشی ہوئے۔ حضور آصفجاہ کے خاص معتبرے مین داخل ہوئے۔ دلی کے سفر مین حضور آصفجاہ کے ہمرکاب تھے۔ اکابر و مشاہیر دلی سے مستفید ہوئے۔ اور شعرا کی صحبت سے بھی فیضیاب۔ میر آزاد بلگرامی سے نہایت خلوص و محبت رکھتے تھے۔ اکثر اوقات علمی مباحثے و مناظرے باہم ہوا کرتے تھے اکیروز میرزا نے میر صاحب کے اس شعر مین ؎ آزادا ز سواد سخن ہر سری مرہ

در سراپردهٔ دل هر نفس آوازے هست | ولہ | که درین خانه نهان خانه برانداز هست
ترسم اگر نه برمش ز هجوم نارسائی | ولہ | بخیال آشنائش من و شوق جبهه سائی
که برد پیام ما را بحریم خوش نگاهان | | رقمی نموده آهم دو سه مصرع هوائی
گلشن دل پر داغ سپرها دارم | | معاشران چمن انتظار من مبرید
نمی توان افلاک طرح اختلاط انداخت | | مرا ز صحبت این سفله تنگ می آید
خو بعزت کرده را در بیکسی هم عالمی است | | بلبل ما در قفس کم میکند یاد وطن

روشن - محمد روشن خان حیدرآبادی

روشن تخلص - محمد روشن خان نام - آپکا وطن اصلی حیدرآباد دکن ہے - ذہین استعداد والائق تھے - طبیعت مین چستی و چالاکی تہی - جولانی طبیعت سے شعرگوئی کے میدان مین اقران و امثال سے شائق و فائق تھے - کلام سے متانت و لطافت نمایان ہے - ہر ایک شعر و مصرع سے ملاحت و عذوبت عیان ہے ہمکو آپکے دیوان کے دو ایک ورق متفرق ملگئے - اسمین سے چند اشعار ہدیہ ناظرین کرتے ہین - آپ سنہ ۱۳ تیرہ سو ہجری کی ابتدا مین زندہ تھے سنہ ۱۳۰۴ ہجری کے قریب آپکا انتقال ہوا - ہمکو آپ کی تاریخ مین شک ہے - اور آپکا حال ہی پوری طور سے معلوم نہین ہوا - مگر آپکا اسقدر حال و تخلص کا نشان دینا آپکے اسی دیوان کے دو ورق سے جسقدر معلوم ہوا گزارش کیا گیا - چونکہ آپکا نام روشن ہے اسی کی برکت سے آپنے اس دیوان کے دو ورق سے یہہ روشنی دکھلائی - **هوهذه**

صلح کو یکدم مین پھر کرتا ہے جنگ | | وہ گل رعنا عجائب ہے دو رنگ

من اشعاره الفارسی

تا جلوهٔ تو بد نظر می شود مرا		تا رنگ کاه سلک گهر می شود مرا
یارا ز نظر رفته زمین گیر می شوم		روز سیه داغ درد کمر می شود مرا
ممنون ناله ام که درین بزم بیکسی		گاهی رفیق دیدهٔ تر می شود مرا
ما را رسا ز خاک محبت سرشته اند		بر جان و دل شکست اثر می شود مرا
خون چکاند از دیده ام نظارهٔ دست حیا	وله	آن کف پا میرود تا پا بگلگشت حنا
جرات پا بوسم آخر انتقام خود کشید	وله	رنگ ما نگرفت پا بش به شب گشت حنا
از غم رس بدل فریاد می آید مرا	وله	شیشه هر جا بشکند دل یاد می آید مرا
رحم کن ای باغبان تقصیر در گلشن	وله	[illegible] نخچیر در گلشن
زبیم نازکیهای قلم چون [illegible]		[illegible] تصویر گلشن
چه لازم عندلیبان شکوه سنج باغبان بودن		[illegible] تقصیر در گلشن
در رقص آمد آن قیامت ایجاد	وله	چون شعله بلند [illegible]
می آید و میرود خدا خیر کند		این برق [illegible]
در گلشن دهر [illegible]	وله	چون لاله [illegible]
کیفیت حال من تماشا دارد		چون [illegible] شمع انتخاب [illegible]
چشمت سیاه مستی ما را ندیده است	وله	زلفت دراز دستی ما را ندیده است
بسیار بلا خطه پیمانه می زند		ساقی هنوز مستی ما را ندیده است

از گلرعنا و سرو آزاد

خود را ز تنگی قفس آزاد میکنم		این مشت پر تواضع صیاد می کنم

بتون کے کہہ طرف آیات کو لانیکا کیا حاصل
دل حیران حقیقت کو دل حیران کی کیا جانے
لیجا تو جوہر معنی کو کوئی جوہر شناس کے آگے

وله
پاس پاتے ہین ترے پہلو نہین ہم
اب رقیبون کے اوپر لاحول ہیچ
عاقبت ہوتا ہے صحبت کا اثر
ہاتہہ سے مژگان تک جا سکتے نہین
تاکہ ہووین نقش پا اس شوخ کے

وله
پیار نہین پاتے ہین اب پیارو نہین ہم
ملی خلافت عشق کی ذرہ دستے
غنچہ دل کیون نہووے باغ باغ
اب خدا جانے بجین یا نین بجین
کہین نظر آوے بت جادو فروش

وله
مسلمانون کو سمجہانے مین لیجانیکا کیا حاصل
اے جان آئینہ کو آئینہ دکہلانیکا کیا حاصل
ارے روشن آئینہ نہ ہے کو دکہانیکا کیا حاصل

وله
پوچہتے ہین ان لو مقبولون مین ہم
دیکہہ نہین سکتے تجہے غولو نہین ہم
بہول گئے مین بیٹہہ کر بہولو نہین ہم
کیا کرین اب سول مین سولون مین ہم
روشن اب مل جاتنگے دہولو نہین ہم

وله
یاریان نہین دیکہتے یارون مین ہم
تکیہ باندہا غم کے کوہسارون مین ہم
دلبری دیکہین مین دلدارون نہین ہم
ہین ترے آنکہون کے بیمارون مین ہم
دہونڈتے پہرتے ہین بازارون مین ہم

رفیقی آملی

رفیقی تخلص - آپکا اصلی وطن شہر آمل ہے بستعد و لائق طالب علم تہا - فارسی انشا پردازی و فن معما و تاریخ مین مہارت کامل رکہتا تہا - وطن سے حج و زیارت کے لئے مکہ معظمہ روانہ ہوا - حج و زیارت سے فارغ ہو کر اکبری زمانہ مین ملک دکن مین آیا چند مدت حیدرآباد و بیجاپور مین بسر کیا - قطب شاہیہ و عادلشاہیہ سلاطین کی مدائح مین

اُس کے آگے بلہوس چھوڑے ہوس
دیکھہ کر سختی تری روشن اُپر

خدا کیواسطے آ اے گل باغ شباب دل
اگر کوئی طفل نو خط اُسکو لے بار یہ تو بر جا ہے
نکوئی درمساز رکھتا ہے نکوئی ہمراز رکھتا ہے
دل سنگین پہ اُسکے جا اثر کر کچھہ خدا سے ڈر
جلایا تلملایا تڑپھڑایا بات کیا آیا
دیکھو نماز تر کان کے دیکھو ضین سا نہ چنیمان کے
گریبان چاک کر روشن ہوا نا ہو کہان جاوے

برنگ گل گریبان چاک ہے دل
پتنگا ہو گیا اُس شمع رو کا
برا ہے یا بھلا ہے کچھہ تو ہے گا
سدا رہتا ہے مست و لا اُبالی
علاج اُسکا اے روشن کیا کرون مین

کر مجکو تو نہال رے نو نہال دل
خط وار لب کو دیکھہ کے یاقوت تنگ ہے
ہے چلبل مین آج مرا دل ارے چنچل
اتنا نہ کم نما ہو کہ سیکا کہا ہی کر
روشن کے ریختے کو پڑہ مین شمع رو اگر

ولہ
برنگ ظالم کی ہے تیغ فرنگ
ہو گیا رقت سے پارہ پارہ سنگ

ولہ
لے آیا ہون تیری خاطر تبرک و کباب دل
چلا ہون آج مکتب کو بغل مین لے کتاب دل
خطاب دل جواب دل جواب دل خطاب دل
ستم کرتا ہے مجھہ کیا آ تا اے اضطراب دل
قیامت مین اے ظالم تو کیا دیگا جواب دل
یہی ہے انتخاب اب یہی ہے انتخاب دل
جا بہ زنجیر مین رکھتا ہے اُسکو پیچ و تاب دل

ولہ
جیون شبنم دیدہ نمناک ہے دل
کہ جی دینے مین کیا چالاک ہے دل
میرے پیو کے قدم کا خاک ہے دل
سراپا جنو و بیباک ہے دل
کبھو خوش ہے کبھو غمناک ہے دل

ولہ
اپنا غلام تو جہ اے صاحب جمال دل
کیا خوشنما ہوا ہے زمرد سے لعل دل
ہین دلبری مین رو ترے خط و خال مین
یک لحظہ میرے ساتھہ اے ابرو ہلال دل
عشاق جیون پتنگ کرین جد و حال دل

بدراس میں آمد و رفت فرماتے تھے۔ آخر سنہ ۱۲۶۶ ہجری میں عزم جزم کیا کہ غربت کی شام سے جدا ہو کر صبح وطن میں آرام لینا چاہئے۔ پس مشاعرہ اعظم میں شریک ہوئے اقسام سخن میں خوب استعداد رکھتے تھے۔ اکثر محافل میں شعر فی البدیہہ کہتے تھے آخر بسبب ضعیفی و کم طاقتی گوشہ نشینی اختیار کی۔ ذکر الٰہی میں مشغول ہوئے مزاج میں آزادی تھی رندانہ روش میں زندگی بسر کرتے رہے۔ آخر حیدرآباد میں فوت ہوئے سنہ وفات کو کسی تذکرہ نویس نے نہیں لکھا۔ ہم بھی مجبوراً انہیں تذکرہ نویسوں کی پیروی کرتے ہیں **ھو ھذہ**

طبع آزادان نشود وارستہ از بند خطر
در گذشتن آتش و آب است یکسان سایہ را

در بیابان ہمسری با لوہ دارد خیمہ است
بر لب دریا نسیمے کرد لرزان سایہ را

بعد شد سلم آن ستمگر بوفائی سنگدل
پا نہد بر سینہ و گوید کہ دشمن زیر پا

نیست کس در جا نگدازی مثل آن ثابت قدم
شمع میداند کہ آخر ہست مدفن زیر پا

رخ تو در نظر آئینہ دار می آید
بہ سادگی چہ قدر از تو کار می آید

ست ار آسامے فرصت ندارم
کہ آغاز مرا انجام کردند

کیمیا تر اعجب تسخیر دلہاست
خطوط دست احسان دام کردند

با آتشین نفسان نتوان ہمزبان شدن
کم می کند تجلی خود ماہ در سحر

متاع سود و زیان بار خاطر ست اینجا
چو گرد قافلہ کاروان ہم بر خیز

ہوس سرو قدت بعد فنا ہم نرود
قمری می کنم ایجاد ز خاکستر خویش

کے باسانی دہم از دست دامان فراق
بعد ازین دست من و چاک گریبان فراق

شد بکوی او وطن ما از فیض چشم زار
بار منت ہا بسر داریم از گرداب شنک

قصائد لکھے پھر اکبری دربار میں پہنچا۔ بارگاہ اکبری میں ملازم ہوا۔ کسی تذکرہ نویس نے سنہ وفات کی نسبت کچھ نہیں لکھا۔

من اشعارہ

بستم بر خجست پردہ چشم نگران را	تا چشم بروئے تو نیفتد دگران را
زخم شمشیر جفائے تو بمرہم بستم	تا ازو چاشنی درد تو بیرون نرود

رونق - عارف الدین خان برہانپوری

رونق تخلص - عارف الدین خان نام - آپ حافظ محمد معروف برہانپوری کے فرزند ہیں حافظ صاحب موصوف نواب والاجاہ کے عہد میں برہانپور سے مدراس میں آئے۔ اور سکونت پذیر ہوئے۔ نواب کی سرکار میں ملازم ہو گئے۔ سنہ ۱۱۹۲ ہجری میں رونق مدراس میں پیدا ہوئے۔ اوائل سن شعور میں کتب درسیہ مولوی محمد اسمعیل صاحب و مولوی حاجی محمد نعیم صاحب کی خدمت میں تمام کیں۔ کتب متداولہ فارسیہ غلام محی الدین المتخلص بمعجز سے پڑھیں۔ طبع موزون فکر رسا رکھتے تھے۔ سخن کی صلاح مولانا آگاہ سے لیتے تھے۔ مدت تک میرزا محمد صادق شیرازی المتخلص بکوکب سے ہم صحبت رہے۔ آپ کو محاورات فارسی کی تحقیقات میں نہایت ہی دلچسپی تھی رات دن اسی تلاش میں مصروف رہتے تھے۔ بیس برس کی عمر میں نواب عمدۃ الامرا بہادر کے ملازم ہوئے۔ اور پہلے ملک تاج الامرا کی خدمت میں متعین ہوئے۔ عمدۃ الامرا کے انتقال کے بعد مدراس سے کڑپا کرنول میں پہنچے۔ مدت تک مسٹر ہامسن گورنر مدراس کی سرکار میں منشی گری کی خدمت پر مامور رہے پھر بسبب کشش آب و دانہ حیدرآباد دکن میں آئے۔ زمانہ دراز [illegible] حیدرآباد

رضا تخلص - محمد رضا بیگ نام - قوم مغل چغتائی برلاس سے تھے - آپکے جد بزرگوار بدخشان سے ہند مین آئے - آپکے والد دلی مین پیدا ہوئے تھے - جد بزرگوار کا انتقال دلی مین ہوا - والد با جد عالمگیر کے آخر عہد مین وارد دکن ہوئے - بادشاہی ملازم ہوئے شہر اورنگ آباد مین متعین تھے - محمد رضا کی ولادت شہر مذکور مین واقع ہوئی - اور اسی شہر مین تعلیم و تربیت بھی پائی - کتب درسیہ فضلاء و علما کے خدمت مین نہایت تحقیق سے حاصل کین بہت خدر طالب علم ہوئے - طبع موزون فکر رسا سے موصوف تھے - شعرگوئی شروع کی - شاہ سراج اورنگ آبادی سے کلام کی مشق کرتے تھے آپکا کلام شیرین و رنگین ہے - کبھی براے چمنستان مین لکھنے مین کہ مین تالیف کتا کیونکہ ایک قعہ اشعار کی طلب مین آپکی خدمت مین بھیجا - آپنے رقعہ کا جواب نظم مین لکھکر بھیجا - ع یار کا جور و ستم کیون نہ مین برداشت کرون + اُس سے آئندہ مجھے چشم کرم باقی ہے + بعد مرنے کے رہیگا مین کفن مین بیتاب + بسکہ سینے مین رضا یار کا غم باقی ہے + انتھی کلامہ -

من اشعارہ الہندی

ہے کسقدر میرا خود نما دورنگ	آئینہ اُس کے سامنے آکر ہوا دورنگ
چھپا ہوا مت دو رخ بے نقاب پردے مین	نہین رہا ہے کہین آفتاب پردے مین
رکہا ہون الفت ساقی کو اسطرح سے نہان	کہ جسطرح سے ہے کوئی شراب پردے مین
کار دنیا کیجیے یا فکر عقبیٰ کیجیے	عمر کا عرصہ بہت تنگ اسمین کیا کیجیے
گرچہ ہمکو جلوۂ دیدار کی طاقت نہین	ایکدم جو کچھہ کہ ہونا ہو تماشا کیجیے
اے رضا انہین تمناؤن سے دل ہاتھ اُٹھا	عشق کی راہ مین تسلیم و رضا لازم ہے

گرہ شود چو طباشیر اشک در مژہ ام	اگر بفرقت آن نے سوار گریہ کنم
ربطی چو گوہر ست مرا با گریستن	ہستی من چو اشک بود تا گریستن
شوخی مکن نسیم بزلف نگار من	فہمیدہ نہ قدم بشب تار اندکے

رائے - کنول کشن

رائے تخلص - رائے کنول کشن نام - قوم کا یتھ - آپکا اصلی وطن پنجاب ہے
آپکے والد بہرہ مند خان عالمگیری کے [illegible] میں عمدہ خدمت پر مامور تھے - آپ
پنجاب سے دکن میں آئے - نواب آصفجاہ مرحوم کی سرکار میں خانساماں کے پیشکار تھے
مدت تک سرکار موصوف کی خدمت میں سرفراز رہے - ۱۱۷۵ہجری میں معز حسین خان
بہادر خانساماں آصفجاہ ثانی کی خدمت میں پیشکاری پر مامور ہوئے - صاحب مردم دیدہ
اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں جبتک فقیر اورنگ آباد دکن میں رہا تب تک معز الیہ فقیر سے
محبت و اخلاص کے ساتھ ملتے تھے - صاحب حسن و خوش خلق و متدین تھے - کبھی کبھی
شعر کی فکر کرتے تھے - باوجود کم فرصتی جو کچھ کہتے تھے خوب کہتے ہیں - نواب نظام علیخان بہادر
آصفجاہ ثانی نے ماہ شوال ۱۱۷۵ہجری میں قلعہ نلدرگ کو فتح کیا - آپنے اسکی تاریخ کہی ہے

آورد ہاتف مژدہ از فتح نلدرگ سترگ زودہ بود با ہفت و یک از ماہ شوال بزرگ

ثانی مصرع میں ۱۱۷۵ہجری برآمد ہوتے ہیں - انتہی کلامہ - ۱۲۰۸ہجری میں
آپکی وفات واقع ہوئی - آپکا کلام سوائے اس تاریخ کے ہمکو نہیں ملا اسوجہ سے
صرف اسی تاریخ پر اکتفا کیا گیا -

رضا - محمد رضا بیگ اورنگ آبادی

زمانہ میں شاہ ایران کیطرف سے سفیر ہو کر آئے تھے۔ شاہ جہان آباد میں چند روز رہے پھر وہاں سے دکن میں رونق افزا ہوئے۔ بندگان آصفجاہ کی خدمت میں پہنچے۔ عنایت و رحمت شاہی سے سرفراز و ممتاز ہوئے۔ پھر بعارضۂ طبعی فوت ہوئے۔ آپکے خلف الصدق میاں راز نوازش خان کا خطاب پاکر ناظم بلدہ اورنگ آباد کی خدمت داروغگی پر مامور ہوئے۔ جوان صالح متقی و پرہیزگار تھے۔ موزون الطبع و شعر فہم تھے۔ زور طبیعت سے شعر کی فکر کرتے تھے۔ آپکا کلام بامزہ ہے۔ تازہ تازہ مضامین سے شگفتہ و خندان ہے۔ کم گو تھے۔ کبھی کبھی موزون کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ تمام اشعار کا مجموعہ ہو گیا۔ ایک مختصر دیوان بنگیا۔ صاحب دیوان مشہور ہیں۔ آپکا انتقال سنہ ۱۱۸۷ ہجری میں ہوا۔

من اشعار الفارسی

در بزم تو تاز پا نشستم	چون نقش بمد عا نشستم
چون گرد بشوق پا بوسی	در کوئے تو جا بجا نشستم
از بہار نش گلے نچید رقیب	خار شد آن چنان کہ می باید

ربط۔ بالا پرشاد حیدر آبادی

ربط تخلص۔ بالا پرشاد نام۔ آپکے بزرگ مشاہیر لکھنو سے تھے۔ آپکی ولادت بھی شہر لکھنو میں واقع ہوئی۔ سن شعور کے بعد کتب فارسیہ اساتذہ سے تمام کیں تحریر و تقریر میں عمدہ لیاقت حاصل کی۔ شعر گوئی کا نہایت ہی شوق تھا طبیعت چستی و چالاکی میں جولانی کر رہی تھی۔ دماغ میں نازک خیالی جوش مار رہی تھی کہ

رنگین - لعل چند اورنگ آبادی

رنگین تخلص - لعل چند نام - قوم کایتھ - اورنگ آباد کی الولد ہے - رنگین مزاج و خوش گفتار تھا - شروع جوانی میں لہو و لعب عیش طرب میں مشغول رہتا تھا - آزادانہ زندگی بسر کرتا تھا - آخر سنبھل گیا - اور اپنی گذشتہ حالت پر افسوس کرنے لگا - معاش و قوت بسری کی فکر پیدا ہوئی - پڑہنے لکھنے کا شوق پیدا ہوا - شاہ سامی اورنگ آبادی کے خدمت میں حاضر ہونے لگا - چند روز استفادہ کیا - طبع موزون و فکر رسا رکھتا تھا - ریختہ میں شعر گوئی شروع کی - اور شاہ سامی سے اصلاح لینے لگا - تھوڑے ہی زمانہ میں شاعر یکتا ہوگیا - لچھمی نراین شفیق کا معاصر ہے - آپکا انتقال ۱۱۹۵ھ ہجری میں ہوا -

من اشعارہ الہندی

آج وہ شوخ رنگیلا جو چمن میں آوے
سرو چلنے کو لگے غنچہ سخن میں آوے

ناصحوں کی ہی نصیحت نہیں اسکو بھاتا
بات تاثیر وہی سکے جو من میں آوے

زاغ کو کبک کی رفتار نہیں آنے کی
بوالہوس کو کبھو عشق کے فن میں آوے

جسکے تن میں ہو لگی خواہش سخن رنگین کی
ہمارے نہیں ہے عجب گر وہ کفن میں آوے

عشق میں کوئی نہیں آج میرے آنے کا
کہ گرفتار ہوں میں سلسلہ رنگین کا

کام میں اپنے ہوں سرگرم نہیں کس سے کام
مجھے دق نہیں مشتاق نہیں تحسین کا

راز - نوازش خان اورنگ آبادی

راز تخلص - نوازش خان نام - ایرانی الاصل ہیں - آپکے والد جد علی مردان خان محمد فرخ سیر کے

یون تو یونہی صحیح منکر ہین مرے قتل سے پ — سرخی پنجۂ نازک کو حنا کہتے ہین
وہ جو خنجر مرے مژگان کیطرح ہے پرخون — یہہ جو دامن پہ ہین چھینٹے اسے کیا کہتے ہین

رضا - محمد رضا خان مدراسی

رضا تخلص - محمد رضا خان نام - آپ نواب حسین دوست خان رئیس و جاگیردار قلعہ اولکنڈہ مدراس کے فرزند ہین آپکے جد بزرگ نواب شمشیر الدولہ مبارز جنگ چندا صاحب کے فرزند تھے - چندا صاحب کرناٹک کے والی رئیس تھے - آپ فن شعر گوئی مین مرزا دبیر لکھنوی کے شاگرد ہین - آپ فارسی اردو دونون زبان مین شعر کہتے ہین - اور آپ استاد کی طرح مرثیہ گوئی مین بھی بے نظیر ہین - آپکا اکثر کلام گلدستون اور اخبارات مین مطبوع ہوتا ہے - مشہور و معروف ہین آپکی عمر چالیس سال کی ہوگی - نیک طینت و پسندیدہ سیرت ہین - خاندانی شرافت و نجابت کے یادگار ہین - طال اللہ بقاہ - ہم کو یہ بات نہین معلوم ہوئی کہ آپ مدراس مین سکونت پذیر ہین یا لکھنو مین -

من اشعارہ الہندی

دوست دشمن عدو یگانہ ہوا — منقلب کسقدر زمانہ ہوا
ہم اسی بیوفا پہ مرتے ہین — جسکا وعدہ کبھی وفا نہ ہوا

ولہ

سفاک کی گلی مین تہا خون ناکہ روان — تقدیر نے دکہائی نئی کربلا مجھے

من اشعارہ الفارسی

شورش محشر فتد گر شبے غوغا کنم — تازہ قیامت شود صبح چو نالا کنم

شعر کہنا شروع کیا۔ آپکے اشعار اوائل ہی مین سنجیدہ و برجستہ ہونے لگے چند روز کی مشق مین پختگی و شستگی نظر آنے لگی۔ آپ وطن سے حیدر آباد دکن مین آئے۔ راجہ خوشحال چند بہادر کی دختر نیک اختر سے منسوب ہوئے۔ راجہ صاحب کی وجہ منصب شایستہ بھی مقرر ہو گئے۔ آپ شعر و سخن کے شیفتہ تھے۔ حیدر آباد سے بغرض ملاقات شعراے ہند لکھنو روانہ ہوے۔ وہان شعراے معاصرین سے ملے مشاعرہ مین شریک ہوئے۔ شعرا کی طرح پر غزلین موزون کئے۔ مجمع شعرا مین اپنا کلام پڑھا اور سب کو سنایا۔ سب نے پسند اور آپکو مواہب سے وثیقہ ہباات کا مرحمت کیا کہ آپ سے شاگرد بن فرزانہ ہین۔ اور آپکے اشعار فرا یدہین۔ آپ خوش کلام جادو بیان تھے۔ آپکے اشعار مین مضامین لگدار ہوتے ہین۔ آپ خوش اخلاق صاحب مروت و سخاوت تھے آخر سنہ ہجری مین فوت ہوئے۔ آپ حیدر آباد مین ایک بیٹے لڑکے چھوڑ گئے۔

من اشعارہ الہندی

تاب توان و صبر کے ساتھ ساتھ تھا — محفل تھی صاحب محفل کے ساتھ ساتھ تھا
تب بھی بار کئے تھے مزا تیج نہین — کچھ دن پھر انکو کیجئے قاتل کے ساتھ ساتھ
قاتل سے اب کوئی نہین کہتا کہ دو قدم — تو بھی تو چل جنازہ بسمل کے ساتھ ساتھ
سر سے کفن لپیٹے تھے پیش مین ابھی — منزل اشتیاق مین قاتل کے ساتھ ساتھ تھا

ولہ

کر نخل تمنا کو ہمارے ثمر آوے — شمشیر کا پہل ہوا سبز نظر آوے
تصویر اگر شمع بسالت کی آنکھوں مین — خامہ سے نکل جلوہ شق القمر آوے
طوفان مرے اشکوں کا اگر لہر پر آوے — گردون مثل نوح کی کشتی نظر آوے

مائل ہے مشق کی ہے۔ مزاج مین شاعرانہ شوخی وظرافت ہے۔ شگفتہ جبین خندان رو ہین۔ یاران ہم مشرب کی مجلس کے رونق ہین بارک اللہ فی عمرہ۔ فی الحال آپکی عمر قیاساً چھبیس برس کی ہوگی۔ معلوم نہین آپ کس محکمہ مین ملازم ہین

من اشعارہ الہندی

گر تجکو رسا بار نے بیدار کا ہے شوق	ولہ	آنکھون مین عینک خو رشید و قمر ہے آج
وقت آرائش نگہ پڑتے ہی مضطر ہو گیا		خود تڑپ کر عکس آئینہ سے باہر ہو گیا
ہان جواب مسل کی تکرار رہتی ہے فرا		آپکا انکار بھی فتنہ مکرر ہو گیا
ذرہ ہائے خاک ہی زنجیر جوہر سنکلے		نقش پائے یار مرآت سکندر ہو گیا

رشید محمد شکر اللہ خان لکھنوی

رشید تخلص محمد شکر اللہ نام۔ آپ لکھنو کے مشاہیر شرفا سے ہین۔ اوائل سب مین علم وفضل سے آراستہ لیاقت و قابلیت سے پیراستہ ہین۔ شاعر خوش بیان و شیرین زبان ہین۔ آپکو مرزا دبیر مرحوم سے تلمذ ہے۔ آپ استاد کے ہمقدم ہیزون مرثیہ وسلام نہایت ہی خوب کہتے ہین۔ اور ایسی خوبی سے پڑھتے ہین کہ سننے والے نہایت محظوظ ہوتے ہین۔ فی الحال آپکی عمر قیاساً ساٹھ برس کی ہوگی۔ آپ کسی زبردست توسل ذریعہ کی وجہ سے مدار المہام کے عہد کے حکم سے بلائے گئے۔ آپ لکھنو سے حیدرآباد مین آئے۔ اور اورنگ آباد صوبہ دکن مین تحصیلداری کی خدمت پر مامور ہوئے۔ معلوم نہین فی الحال کس ضلع ور تعلقہ مین ہین جہان ہون اللہ تعالی اُن کو خوش حال رکھے۔

مشرب من دگر و مشرب مجنون دگر — نیست جنونم چنان خواہش لیلا کنم

راز - مولوی احسان الحق دہلوی

راز تخلص - مولوی احسان الحق نام - دہلوی الاصل ہین - مدت سے حیدرآباد دکن مین متوطن ہین - سرکار عالی نظام سے یومیہ مناسب پاتے ہین - عالم فاضل ہین شعرگوئی مین بہی ہوشیار و چالاک ہین حکیم نواب مرزا احمد خان ہوش بریلوی کے شاگرد ہین - شعر خوب کہتے ہین - کلام سنجیدہ ہوتا ہے - آپ خوش طبع و خوش فکر ہین - پاکیزہ طبیعت و پسندیدہ سیرت ہین - صوم و صلوۃ کے پابند خدا و رسول کے اوامر و نواہی پر کاربند ہین - خداتعالی آپکو خوش خرم رکھے .

من اشعارہ الہندی

بلبلو سایہ بڑا کس کے گل رخسار کا — رنگ اڑتا ہے نظر بدلا ہوا گلزار کا

کیا اطبا ہم سے پوچھو کیون پریشان ہین سبہی — ہو نہ جب ممکن علاج اس عشق کے بیمار کا

گرمئ بازار یوسف کی کہان تہی اسقدر — اک جہان دل دیکے طالب ہے ترے دیدار کا

یہ صدا پازیب کی جھنکار سے آتی ہے صاف — فتنۂ محشر ہی بندہ ہے تری رفتار کا

رسا - محمد وجیہ الدین خان حیدرآبادی

رسا تخلص - محمد وجیہ الدین نام - آپ محمد بہاءالدین خان حیدرآبادی کے فرزند ہین - فارسی نوشت خواند مین ہوشیار و مستعد ہین - ذہین و فطین ہین سخن سنجی و شعرگوئی مین خوش کلام و شیرین بیان ہین - آپ نے ڈاکٹر احمد حسین صاحب

رہی گرمی نہ باقی نام کو خورشید محشر مین
قیامت کی تری تھی میکشوں کے دامن تر مین

خیال عارض جانان نہین اس دیدۂ تر مین
حریر شعلہ کا پیوند ہے پانی کی چادر مین

وہ مرغ خوشنوا ہون ایک عالم سننے آتا ہے
رہا کرتا ہے جب سے رات دن صیاد کے گھر سے

انہین کے منہ کا لقمہ تو غیر ہوتا ہے
جو مثل آسیا آٹھون پہر رہتے ہین چکر مین

رضا اب چادر گل بھی نہین ہے انکی تربت پر
لدے رہتے تھے جو نازک بدن پھولونکی زیور مین

رائق حکیم باقر حسن خان

رائق تخلص - باقر حسن خان نام - آپکا مسقط الراس قصبہ اودگیر ضلع مدرس ہے - آپ معززین نواعطات سے مین - آپ عربی و فارسی مین استعداد کامل رکھتے تھے - فارسی کی نظم و نثر لکھنے مین فرد فرید شمار کئے جاتے تھے - آپکو تلمذ مولوی باقر آگاہ سے تہا - آپکا کلام نہایت فصیح و بلیغ ہوتا ہے - نواب اعظم جاہ بہادر کی مصاحبت تھے - نواب صاحب آپکی بہت تعظیم و تکریم فرماتے تھے - آپ نواب صاحب کے عنایت و کرم سے خوشحال و فارغ البال تھے - جب تک زندہ رہے خوش و خرم رہے - تذکرہ گلدستۂ کرناٹک آپ کی تالیف سے ہے - شعر و شاعری کے فریفتہ تھے - آخر آپ ۱۲۴۷ھ ہجری مین اس دار فانی سے عالم آخرت مین روانہ ہوئے

من اشعارہ الفارسی

بزاری حرف مطلب کن اجابت گر ہوس داری
اثر ہا در گریہ باشد دعائے وقت باران را

ہمین ادائے تو تنہا نہ آفت جان ست
بہ پردہ چشم تو افتنہ ہائے پنہان ست

از تماشائے جمالت چہ بلا جوشد اشک
حشر طفلان شود آنجا کہ تماشا باشد

من اشعارہ الہندی

کیجیے امتحان ہمارا غیروں کے سامنے		ڈریئے تو رکہدون کلیجہ نکال کے
مارا ہے تیغ ناز نے اک شوخ چشم کے		پہاے ہون زخم دلپہ زبان غزال کے
رفتار ناز سے کہین محشر بپا نہو		اوترک رکہہ زمین پہ قدم دیکہہ بہال کے
بوے وفا کچہہ آتی نہین اسے غیرت چمن	ولہ	دل ہے سپیدیا گل تصویر ہاتہہ مین
ساقی کے فیض عام سے ہے دور آفتاب		جام سفال لیے فلک پیر ہاتہہ مین
تصویر یار نے مجہے عامل بنا دیا		الفت کا نقش ہے یہ تسخیر ہاتہہ مین

رضا حسین رضا لکھنوی

رضا تخلص - رضا حسین نام - آپ شیخ مہدی علی لکھنوی کے خلف الصدق ہین
آپکے بزرگ شاہان اودھ کے زمانہ مین معزز و مکرم تہے - عہدہاے جلیلہ پر مامور رہے
اور لکھنؤ مین جب نواب [illegible] الدولہ کے عہد مین عزت آبرو سے بسر کرتے تہے - آپ
نے جناب مولوی ناصر علی صاحب اتالیق مرحوم اور مولوی عبدالغفور صاحب سے کتب
درسیہ تحصیل کین - [illegible] شاعری مین جناب سیر لکھنوی کے شاگرد
ہین - چند سال سے حیدرآباد مین رہتے ہین اور وکالت کرنے مین خوش [illegible]
طبیعت [illegible] مین - آپکا کلام رنگین شیرین ہوتا ہے - اسوقت آپکی عمر تخمینا چالیس
برس کی ہوگی مجہے اشعار کا پتا نہین ملا کہ صاحب ترجمہ حیدرآباد مین کس محکمہ مین
ملازم ہین - صرف اسقدر جانتا ہون کہ شاعر لائق ہین اور یہ اسقدر حال نہایت ہی
کاوش [illegible] جدوجہد سے معلوم ہوا ہے -

آہ حسرت می کشد از رشک ما باد صبا	از دم ما غنچۂ تصویر خندان می شود

راغب میر مبارک اللہ خان

راغب تخلص - میر مبارک اللہ خان نام - بلخی الاصل ہین - آپکے بزرگان سلف قصبۂ امام علاقۂ بلخ مین متوطن تھے - آپکے جد امجد سید معصوم خان دادا سید عبید اللہ خان وطن مالوفہ سے حضرت آصفجاہ اوّل کے عہد مین حیدرآباد دکن مین آئے - حضور کی ملازمت سے مشرف ہوئے - حضور آصفجاہ نے آپکو منصب مناسب سے سرفراز کرکے اپنی مصاحبت مین رکھا - حضور کی زندگی تک خوش رہے - صاحب ترجمہ کے والد ماجد سید عاصم خان بہادر مبارز جنگ حیدرآباد سے نواب امیر الہند والاجاہ محمد علیخان بہادر کی خدمت مین مدراس گئے - نواب نے آپکی بہت خاطرداری و مدارات کی اور عزیز خدمت پر مامور فرمایا - آپکے والد ماجد حسن خدمت کے ذریعہ سے رتبہ مدار المہامی پر پہنچ گئے - بہادر جنگی خطاب سے مخاطب ہوئے - زمین مدراس مین راغب صاحب ترجمہ کی ولادت سنہ ۱۲۰۳ ہجری مین واقع ہوئی - آپنے سن شعور کے بعد اساتذہ بزرگ سے کتب علوم و فنون تحصیل کین - تحصیل و تکمیل کے بعد سخن سنجی و شعرگوئی کے طرف مائل ہوئے - چند روز کی مشق مین کلام سنجیدہ موزون فرمانے لگے - آپکے کلام سے نقادان سخن محظوظ ہوتے تھے - آپکی رنگین بیانی و شیرین معانی کی تعریف کرتے تھے - آپکے کلام سے فصاحت و بلاغت نمایان ہوتی تھی - آپکی سنہ وفات کی تاریخ معلوم نہین ہوئی - آپکی تالیفات سے ایک ساقی نامہ - دوم فراق نامہ سوم دیوان ہین - اب مین آپکے چند اشعار گزارش کرتا ہون **ھو ھذہ**

گرد بیہوشی مرا گردش چشم سیہش	من ازین ساغر سرشار بسے مست شدم

راقم۔ محمد حسین قادری

راقم تخلص۔ محمد حسین نام مشربا قادری۔ آپ نجم الدین حسن خوشنویس کے صاحبزادے ہین۔ آپکی ولادت سنہ ۱۲۲۲ ہجری مین واقع ہوئی۔ مسقط الراس مدراس ہے۔ آپ سن شعور کے ابتدا تحصیل علوم عربیہ کے طرف متوجہ ہوئے۔ مفتی بدرالدولہ بہادر کی خدمت مین تحصیل و تکمیل سے فارغ ہوئے۔ آپکو شاعری کا شوق ہوا مولوی محی الدین واقف و ابوطیب خان والا و شائق کی خدمت مین مشق کلام کی۔ اساتذہ کی توجہ و اصلاح سے شاعر کامل ہوئے۔ آپکا کلام شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے لطافت و فصاحت مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے۔ شائقین کو مطالعہ سے لطف و مزہ حاصل ہوتا ہے۔ آپکا سنہ وفات معلوم نہین ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

گداخت شعلۂ روئیت دماغ آئینہ را	شکست مستی چشمت ایاغ آئینہ را
ز جوہر چو نرستند خوبرویان ہم	آگاہ کن ظلمتہا و داغ آئینہ را
بسان خط شعاعی نتاب در رخت	نگہ بدیدۂ من رعشہ دار میگردد

رام۔ لالہ رام پرشاد

رام تخلص۔ لالہ رام پرشاد نام۔ قوم کایتہ سکسینہ۔ ساکن برہانپور۔ شاعر خوش فکر و سنجیدہ طبع تہا۔ کلام صاف و پاکیزہ کہتا تہا۔ معانی تازہ کو ایجاد کرتا تہا۔ سنہ ۱۲۰۲ ہجری مین فوت ہوا۔ من کلامہ

دیباچہ مین لکہا۔ ہم اُسکا ترجمہ بجنسہ لکہتے ہین۔ اور اُس منتخب کا نام ریختی (منتخب دیوانہا ہے) ۱۱۶۹ھ

یہہ فقیر بارہ برس کی عمر مین جوش جذبہ وغلبۂ شوق سے سات برس تک برہنہ تن
وبرہنہ سر رہا۔ اکثر اوقات عالم بیخودی مین حضرت شاہ برہان الدین غریب دولت آبادی
کے روضہ کے اطراف مین گہومتا تہا۔ اسی دور و طواف مین رات دن بسر کرتا تہا
اور اسی حالت مستی مین اکثر اشعار فارسی زبان سے برآمد ہوتے تہے۔ مگر تحریر کے
دائرہ مین نہین آتے تہے۔ اگر اتفاقاً کوئی شائق حاضر ہوتا تہا تو لکہہ لیتا تہا
کاش اگر وہ تمام اشعار موجود ہوتے تو ایک ضخیم وبزرگ دیوان مرتب ہو جاتا۔ اور اُنکے
دیکہنے سے عالم کو تعجب ہوتا۔ اور ان کو الہامات سے تصور کرتے۔ بعد مدت مذکورہ کے
بعد حضرت خواجہ سید شاہ عبد الرحمن چشتی المتوفی ۱۱۶۱ھ ہجری کی خدمت مین
پہنچا۔ حسن ارادت سے مرید ہوا۔ ان دنون مین بپاس خاطر عزیزی عبد الرسول خان جنہون
جو فقیر کے برادر طریقت تہے اکثر اشعار ریختہ زبان مین لکہے گئے۔ خان صاحب نے
جواہر متفرق کو جو تخمیناً پانچ ہزار اشعار تہے۔ حروف تہجی مین ترتیب دیا۔ اور کام
دیوان شائقین کی خدمت مین پہنچا۔ شہر مین دیوان کی شہرت ہوئی۔ یہہ فقیر نے
بمقتضائے الفقر فخری فقیری اختیار کی۔ اور مرشد کے حکم سے شعرگوئی ترک کی۔
اسوقت سترہوان سال ہے کہ اتنک ایک فرد بہی نہین لکہی انتہی کلامہ۔

چمنستان و تحفۃ الشعراء۔ والفین نے لکہا کہ جناب سراج صاحب بزرگذادہ وفقیر آگاہ
تہے۔ مقبول درگاہ الٰہی تہا۔ مسافر دوست غریب نواز تہے۔ گوشہ نشین و خلوت گزین
پاکیزہ دل و پاکیزہ دین تہے۔ مزاج مین تواضع و خاکساری اس حد تک تہی کہ ہر کس
کے سامنے جہکے جاتے تہے۔ بلکہ روح و نفس تک سے۔ بوڑہون مین بوڑہے جوانون مین

چون گل نرگس نمی آید بهم مژگان ما / در تلاش کیست یارب دیدهٔ حیران ما

آتش عشق که یارب شعله زد در جان ما / شورها دارد کباب آسا دل بریان ما

وله

در چمن گردم چو وصف نکهت گفتار او / با زبان لال شد سر در گریبان غنچه را

وله

هلال عید قربان ناز تیغ ابرویش بدم / برنگ نیم بسمل میکنم مشق طپیدن نهاـ

وله

زبس دارم بسر سودائے عشق لاابالی را / رگ برق از طپیدن کرده ام تار نهانی را

وله

چون شاخ گل پیاله بکف باش در بهار / دستے که بے مے است کم از پنجهٔ خار نیست

وله

راغب امروز مجال لب کشائے بیش نماند / من چگویم فکر زلفش سر بمُهر در کام ریخت

وله

کس نکند زبیکسی وقفه بپهلوئے من آه / ناوک او هم از دلم برق صفت گذار کرد

وله

چسان شهید ترا از طپش امان باشد / تبسم تو نمک پاش زخم جان باشد

وله

حصار عافیت بر سند و قالین چه جوئی / من [illegible] نقش بوریائے خود زده پوشم

وله

آنچه در یک جام صهبا دیده ام در بزم یار / ساقیا باید که بیند در تلاطم جام جم

وله

با قیست کار [illegible] بهار از غبار من / [illegible] نیست [illegible] گل مزار من

وله

ز اضطراب خود آرام یافتم راغب / [illegible] جنبش گهواره شد طپیدن من

وله

[illegible] جان ما از عشق چو شمع / [illegible] تا [illegible] باش تا باشی

وله

[illegible] مضمون خط روشن ما / گل [illegible] دارند [illegible]

حرف السین المهمله

سراج - سید سراج الدین حسینی اورنگ آبادی

سراج تخلص - سید سراج الدین نام - آپ سادات حسینی خاندان مشائخ سے [illegible] تعلیم اسی شہر فیض بہر میں پائی - آپ نے اپنا حال منتخب دواوین کے

سیر کا لطف ہوتا ہے۔ اور پڑہنے سے قند و نبات کا مزہ آتا ہے۔ اور بعض اشعار مین توحید و معرفت کا نقشہ اور بعض مین محویت کا تماشا ہے۔ جو عارف ہین اُن کے مطالعہ سے بیتاب و بیخود ہوتے ہین۔ ہوش سے بیہوش ہوتے ہین۔

چمنستان کے مولف نے لکھا کہ سراج دکنی ریختہ گوئی مین ولی کا قائم مقام تہا۔ اس ملک مین استادی کے رتبہ کو پہنچا تہا۔ ولی نے اس زمین مین جو کچہہ پودے جمائے تہے اور جو کچہہ سبزے لگائے تہے۔ سراج نے اُن کو اپنی توجہ کے پانی سے سیراب و شاداب کیا۔ خوب پہولے اور پہلے۔ اہل دکن نے کمال رغبت سے چنے اور اُن سے مزے اُٹھائے۔

ولی کے بعد دکن مین سراج کا چراغ روشن ہوا۔ اسی کی روشنی نے دکن کو گھیر لیا اور خاص و عام کو چمکا دیا۔ اطراف و اقطار مین انہین کے اشعار کی چمک دمک تہی اور کوچہ و بازار مین انہی کی خوشبو لپک رہی تہی۔ شہر مین کوئی محفل ایسی نہ تہی جسمین آپ نہون۔ ہر ایک محفل مین آپ ہی صدر ہوتے تہے۔ مشائخ و علما آپکی بڑی قدر کرتے تہے۔ آپ چشتیہ طریقہ کے پابند تہے۔ ہفتہ مین ایک روز محفل سماع فرماتے تہے۔ اسمین شہر کے اکثر علما و مشائخ جمع ہوتے تہے۔ قوال و گوئیے آپکی غزلین سناتے تہے۔ کبہی سامعین کو رلاتے کبہی اڑاتے تہے۔ کوئی وجد و حال مین تڑپتا تہا۔ کوئی وحدت کی دریا مین ڈوبتا تہا۔ صوفیائے کرام لطف و مزہ پاتے تہے آنکھون سے آنسو بہاتے تہے۔ مجلس مین آپکا وہ رعب و داب تہا کہ سب اہل مجلس با ادب عالم سکوت مین ہوتے تہے۔ سانس لینا بہی خلاف ادب سمجھتے تہے۔ آپکی نظر و توجہ مین وہ جلال و اثر تہا جس پر توجہ کرتے وہ مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگتا تہا اور جبہر ہاتہہ رکہتے لوٹ پوٹ ہو جاتا تہا۔ بڑے صاحب کمال و صاحب دل انکو ال

جوان بچّون مین بچے بنتے تھے۔ نہایت خوشی ہنسی سے ملتے تھے۔ اہل کن کیا امیر کیا
فقیر سب آپکی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے۔ جناب میر صاحب نے نکات الشعرا مین
لکھا کہ سید سراج سید حمزہ کا شاگرد ہے۔ شاید ہو۔ مگر مشہور ہے کہ آپکی شاعری خداداد
تھی۔ آپنے کسی سے اصلاح نہین لی آپ خدا کے شاگرد تھے۔ آپنے کلام کو اُس خوبی
و خوش اسلوبی سے ترکیب دیا کہ اُستادانہ کلام معلوم ہوتا ہے مضامین پاکیزہ و معانی
تازہ کو اُس انداز سے بیان کیا ہے کہ دیکھنے سے لطف مزہ آتا ہے۔ ولی اورنگ آبادی
کے بعد شعر ریختہ کا بازار آپ ہی کی بدولت گرم ہوا۔ اور شعر و سخن کا افسردہ چمن تازہ دم ہوا
آپ ہی کی سخن کا آوازہ اطراف دکن مین عالم بالا کو پہنچا۔ اور کلام کی قبولیت نے وہ رتبہ پایا
کہ خاص و عام کے نزدیک قبول ہوا۔ اور آپ فارسی شعر گوئی مین بھی شعرا کی مجلس مین
روشن چراغ۔ خوش کلام و عالی دماغ تھے۔ فارسی کلام کی بندش با محاورہ اور
ہر ایک شعر مین لطف خوبی کا ذخیرہ۔ کلام کی چستی و زبان کی درستی نے وہ رنگ
دکھایا کہ اہل زبان بول اُٹھے کہ یہہ ایرانی الاصل ہے۔ دیکھو کلام بھی زبان حال سے
کہہ رہا ہے کہ یہہ بزرگ ہندی الاصل نہین ہے۔ آپ دونون زبان مین صاحب دیوان
ہین۔ مثنوی کو نہایت تلاش و جستجو سے ہندی دیوان کامل ملا ہے۔ افسوس فارسی
دیوان نہین ملا۔ منتخب اشعار ملے ہین لیکن وہ بھی موسیٰ ندی کی طغیانی مین گل ہو گئے
مین ہم آپکے احوال کے خاتمہ پر ناظرین کے ملاحظہ کے لئے لکھین گے۔
آپکا کلام بھی ولی کیطرح الہام و ذو معانی الفاظ سے پاک و صاف ہے۔ سیدھا سادہ بیان
ہے۔ تکلف و بناوٹ کا نشان نہین۔ اکثر غزلون مین حسن و عشق کے کرشمے و معشوق
کے غمزے ہین۔ خط و خال کے سبزے لب و رخسار کے مطلع ہے ہین۔ دیکھنے سے گلزار کی

کھرے اور کھوٹے کو خوب پرکھتے تھے۔ دواوین مین جو اشعار جاندار تھے انتخاب کئے جو نوادر جواہر تھے چن لئے۔ منتخب مین جو شعر ہے بے نظیر اور جو مصرع ہے دلپذیر ہے مین جو اشعار جاندار تھے انتخاب کئے جو نوادر جواہر تھے چن لئے۔ منتخب مین جو شعر ہے بے نظیر اور جو مصرع ہے دلپذیر ہے للہ درّہٗ۔ صاحب چمنستان نے لکھا کہ آپنے ۱۲۷۳ہجری مین ایک مثنوی مسمی بہ بوستان خیال لکھی اسکی ایکہزار ساتھہ ابیات مین مثنوی ریختہ زبان مین ہے۔ آپنے اسمین جوش طبیعت و شوق دل سے خوب ہی حرف ریزی کی۔ مضامین تازہ و معانی پاکیزہ کے جمع کرنے مین نہایت ہی دلسوزی کی۔ گل و بلبل کا فسانہ ہے۔ گل پہ بلبل دیوانہ ہے۔ ان دونون کا قصہ ہے کہین گل کے ناز و انداز مین کہین بلبل کے سوز و گداز مین۔ کہین نالہ جان خراش کے جولانیان کہین شب فراق کی طولانیان ہین۔ غرض یہ نامہ شروع سے آخر تک عاشق و معشوق کے حالات کا نقشا ہے۔ خزان و بہار و بلبل و بہار کا تماشا ہے۔

خوش عقیدہ۔ سنن و فرائض کے پابند تھے۔ ائمہ دین کے اقوال و افعال پر کار بند پیر و مرشد سے نہایت ہی خلوص ارادت رکھتے تھے۔ فنافی الشیخ کے مرتبہ مین تھے آپکا شعر شاہد حال ہے سہ

اے سراج اپنی خودی کو جیودی مین محو کر	یار کا دیدار پاکر اے سراج
شغل جاری کہہ ہر ایکدم مین ہوا احسان کا	شکر رحمان کرکے تو واصل ہوا

آپنے بہی تعلّی و افتخار مین غزلون کے مقطعون مین شعرا سلف و خلف کی پیروی کی ہے ہم دیوان سے چند فخریہ اشعار لکہتے مین **ھو ھذہ**

نہین ہا سخن آبدار کا موتی	سراج طبع کے سب جوہران کو رول چکا

جو کچھ پاس ہوتا تھا یا نذرانہ آتا تھا وہ سب قوالون کے نذر ہوتا تھا۔ زندہ دل خاکسیر باطمینان تھے۔ زندگی توکل و قناعت پر بسر کرتے تھے۔ تا بمرگ کسی سے سائل نہین ہوئے۔ نہ دنیا و ما فیہا کے طرف مائل ہوئے۔ اکثر امرا آپ کی مدحت کہتے تھے۔ آپ کو کسی کی پروا نہ تھی۔ اُسوقت دکن مین آپ کے معاصرین مین سے میر غلام علی آزاد بلگرامی و عبد الوہاب فتحا دولت آبادی و ظفر بیگ ظفر اورنگ آبادی محمد بقیہ ... و منلاو گیری۔ مرزا محمد باقر شہید و جان مرزا رسا۔ و موسوی خان جرأت اورنگ آبادی۔ عبد القادر سامی اورنگ آبادی و عارف الدینخان عاجز۔ و موسوی خان فطرت خافی خان۔ و لچھمی نراین شفیق اورنگ آبادی و میر اولاد محمد ذکا بلگرامی وغیرہ شعرا و علما و مشائخ تھے۔ خوب نباہتے و جلسے حریفان ہم مشرب کے ہوتے تھے۔ آپ باوجود گوشہ نشینی بزرگون کے اعراس و شعرا کے مشاعرون مین ضرور شریک ہوتے تھے اگرچہ درویشی کے بعد شعرگوئی ترک کردی تھی مگر کبھی کبھی یاران ہم جلسہ کے اصرار سے کہدیتے تھے۔ شعرا کے کلام کو نہایت شوق سے سنتے تھے۔ غور و فکر کی ترازو مین جانچ لیتے تھے۔ نقاد سخن تھے۔ منصف مزاج و حق پسند تھے۔ سخن سنجیدہ و کلام پسندیدہ کی داد دیتے تھے۔ شعرا کے دیوانون کا انتخاب کرتے تھے۔ جناب آزاد بلگرامی و میر اولاد محمد بلگرامی و لچھمی نراین اورنگ آبادی سے نہایت ہی محبت رکھتے تھے آپنے سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین اساتذہ کے دواوین فارسی کا منتخب بنایا۔ اُسمین متقدمین و معاصرین کا کلام جمع کیا۔ کتاب مین شعرا کے نام حروف تہجی پر لکہے اور ردیف کی رعایت بھی کی ہے اور مجموعہ کا تاریخی نام (منتخب دیوانہا) رکھا۔ مجموعہ ضخیم ہے اُسمین کئی ہزار اشعار ہین۔ منتخب کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نقاد سخن تھے

چراغ دودهٔ آل عبا سراج الدین
که بود روشن ازو محفل سخندانی

نمود چارم شوال و صبح آدینه
بشمع انجمن عمر دامن افشانی

ز تیره بزم جهان فنا بدار بقا
فروغ ناصیهٔ خویش کرد ارزانی

کشید شعلهٔ تاریخ سر ز طبع ذکا
سراج بزم ارم نمود نورانی

طبعزاد لچھمی نراین شفیق اورنگ آبادی سے

سید سخن پرست معنی سنج
که ازو یافت شعر حسن رواج

سال فوتش شفیق کرد رقم
رو بر آسمان نمود شاه سراج

اب ہم یہاں سے اُن کے اشعار آبدار لکھتے ہیں ۔

من اشعاره الفارسی

جلوهٔ دوست سر از پرده کشیدم دیدم
آنچه از نغمهٔ عشاق شنیدم دیدم

گل بیرنگ حقیقت که بدامانم بود
همچو اشک از مژهٔ خویش چکیدم دیدم

دانه سان ریشهٔ سرسبزی من با من بود
خاک گردیدم از خاک دمیدم دیدم

ولہ

کار خونین جگران تا بچمن کردند
مژه اشک فشان غنچه گلچین کردند

تا بدامن که حیران پریروست بود
قبر دیوانه ام از آینه سنگین کردند

بوسهٔ چند هوس دارم ازین لب شکران
گریه هم در دهن آینه شیرین کردند

ولہ

شوق من با سر خاک که تلبازی کرد
چون قد یار من شیوهٔ طنازی کرد

حیرت دیده خبردار ز حالم باشد
پری آن آینه را آینه غمازی کرد

هر که از سیر گلستان جمالش گل چید
آفرین بر نکتهٔ بلبل شیرازی کرد

ولہ

روی او از می گلگون عرق افشان شده است
در پری خانهٔ آینه چراغان شده است

وہ شکر ہین لب نے گوش دل سون تمام شکر یہ ریختہ کو ۔۔۔ کہا یہ میٹھی بچن سے مجکو سراج تیرین کلام ستا

تجھ بنا اے سراج بعد ولی کے ۔۔۔ کوئی صاحب سخن نہین دیکھا

اے سراج آرزوئے قند نہین ۔۔۔ شعر تیرا ہے جیون نبات لذیذ

شاید کہ بعد مرگ کرین یاد خاص و عام ۔۔۔ مشہور ہین سراج کا شیرین سخن ہنوز

سراج ان دنون اکثر شعر رنگین مین ۔۔۔ مثال گل ہر ایک طبع کو مرغوب تا ہے

ایکروز آپنے پچھمی نراین شفیق اورنگ آبادی سے آزاد بلگرامی کے شعر مین ہ

ہمدم نات وحشت است پری از آئینہ ۔۔۔ دارا چرا ارادہ تسخیر می کند

رم کردن پری از آئینہ کی سند طلب کی۔ شفیق نے خاقانی کی بیت سند مین پیش کی ہ

ساقی بزم چون پری جام بکف آئینہ ۔۔۔ او ندید جام اگر آئینہ می رمد پری

آپ بہت محظوظ ہوئے اور فرمایا آج ہمکو بہہ فائدہ حاصل ہوا۔

آخر چوتھی تاریخ شوال یوم جمعہ ۱۱۷۷ گیارہ سے ستہتر ہجری مین آپکی ہستی کا چراغ ہوائے نیستی سے گل ہوا۔ اور چمن بہشت کا رونق افزا ہوا۔ آپکی تجہیز و تکفین کے لئے شہر کے عمائد و مشائخ آئے۔ تجہیز و تکفین کے بعد جنازہ مبارک کو اٹھائے عظمت و شان سے چوک کی مسجد مین لائے۔ جنازہ کی نماز ادا کی گئی۔ جنازہ کی نماز مین دو ڈہائی ہزار آدمی تھے۔ مقبرہ مین دفن کئے گئے۔ شعرا و معاصرین نے آپ کی رحلت کی تاریخین لکھی ہین۔ از انجملہ غلام علی آزاد بلگرامی نے لکھی ہ

شمع شعرا سراج خوش فکر ۔۔۔ در ماتم او سخن سیہ پوش

تاریخ وفات او خرد گفت ۔۔۔ ہے ہے مصباح بند خاموش

میر اولاد محمد ذکا بلگرامی نزیل اورنگ آبادی نے کہی ہ

وله
اے آنکہ بخویشتن گرفتاری تو — بیجاست کہ در تلاش بیداری تو
کے جلوهٔ مهر پرتو پر تو فگند — تا در کف سایهٔ دیواری تو

وله
تا بوالهوس عشق پریشان شده است — از کردهٔ خویشتن پشیمان شده است
آن شوخ بجز مهرهٔ جمد بر نخرید — بے سودهٔ لخت دل چه ارزان شده است

وله
مردم و در دل تمنائے گل دشمنا دماند — تا قیامت ستم بر گردن صیاد ماند

وله
جوهری دانسته بودم قدر دل نشناختی — آخر لعل گران قیمت نمک انداختی

وله
ترا که آئینهٔ از هر جلوه در کار است — دلم هر آئینه مشکن زبان سرکار است
دلم که تازه اسیر غم تو شد رحمی — جوان قابل و اصلش ز شهر دیدار است

من اشعاره الهندی

وله
یاد رکھہ بدل خون گشتہ کہ جنون تکمہ لعل — جامہ ریبون کے گریبان کا گلوگیر نہو

وله
ہوا شب دست جیب خان وادی مین تر غم کے — رہیگا سلسلہ آنسونکا جاری روز محشر تک

وله
مجھہ نگین داغ دل پہ نقش ہے حرف وفا — عشق کے امت مین ہون مہر نبوت کی قسم

وله
بہار ساقی ہی بزم گلشن مین سطر یاسمن شتابی — پیالہ گل مین شیشہ شراب بو اور گل گلابی

وله
شعر رنگین کے غزلونکو کیا صید مزاج — رشتہ دام ہے تار نگہ چشم خیال

وله
کافر ہوا ہون رشتہ زنار کی قسم — مجھہ زلف حلقہ دار کے تار کی قسم
ہرگز مریض ہجر کو بن وصل نہین علاج — اُسکی ادا کی نرگس بیمار کی قسم
اُس گلبدن کی کاکل پر پیچ کا خیال — زنار مجھہ گلے کا ہوا ہار کی قسم
تیرے بھون کی یادنے مکرے کیا ہے دل — ہے ذوالفقار حیدر کرار کی قسم
دل ہے مثال بلبل و پروانہ شیفتہ — اُس شمع رو کے چہرهٔ گلنار کی قسم

گل بهر یار دو واز سیر چمن می آید | وله | چشم بد دور که امروز گلستان شده است
از ابروی کج تو دلم کی رها شود | وله | نشنیده ام که گوشت ز ناخن جدا شود
رنگ گل بوی سخن دارد ولیکن شعله خو | وله | لاله سان در سینه دارم داغ نافرمانیش
نور ایمان نیست شیخ معرفت اظهار را | | قشقه کفر است داغ سجده بر پیشانیش
سبزه صحن چمن خار کف پای من است | وله | سایه پرور در خط پشت لب بام توام
بینم شب هم وصال و محو خیالم می کند | وله | شکر لله نیستم شرمنده روی کسی
طرفه باشد در خزان شور نوا شب خیر باد | | دیده در خواب بلبل است گل روی کسی
سخن که ز دهن تنگ تو بیرون آید | وله | نکهت غنچه تصویر عدم میدانم
چون چراغ سحر از جان شده ام سیر سراج | | دامن افشاندن او عین کرم میدانم
سینه صافان ملاش خودنمائی نیستند | وله | بغرض خانه آئینه نمی آئیم ما
دل چو در صفت دهن تنگ تو می کرد رقم | وله | زبر مشق از رقم دیده عنقا میکرد
نماز عشق ادا گر نیست عاشق را | وله | خوشم که دست ز جان شستم و وضو کردم
بیگانه است این چمن سبزه خزان | وله | هر کس چو غنچه پاس دم آشنا است
هر صید دیده ام ز صیاد دام کند | | صیاد ما ز صید بطرز رم آشنا است
جان واداغ من جگران بی نسبتیست | وله | از گوشه ابروی تو ایما شده است
شده ام پای من از خط شعاعی روشن | وله | هر سر موی تنم نامه تصویر که بود
آتشی در دل و اسوختنا فتاده اج | وله | باز سیماب خاکستر اکسیر چکید
ای آنکه بهار گلشن امکانی | رباعی | در پرده نهان بصورت انسانی
با ذات احد توی صفات احد | | جان را بدنی و هم بدن را جانی

شہر حیدرآباد میں آئے - مقالات غرائب کا مولف لکھتا ہے کہ نواب صمصام الملک بہادر صارم کے دربار میں فقیر سے ملاقات ہوتی ہے مجھ سے اتحاد دلی رکھتے ہیں - آپ علم عربی میں مہارت رکھتے ہیں فارسی میں بھی لائق ہیں - خوش خلق کشادہ رو بدیہہ گو سخن شناس معنی رس ہیں - میں نے تذکرہ مقالات غرائب آپ ہی کی تحریک سے لکھا قاضی صاحب مسودات کے صاف کرنے میں ولدہی فرماتے تھے - خدا تعالے ان کو جزائے خیر عطا کرے - آپکو تلمذ میر اولاد محمد خان ذکا سے تھا - آپکی طبیعت تیزی میں برق تھی - کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تھا - نزاکت لطافت میں ڈوبا ہوا ہوتا تھا اور آپکی ولادت معلوم نہیں ہوی نہ سنہ وفات کا پتا ملا

من اشعارہ الفارسی

او نہ از سوئے چمن گلدستہ می آرد بدست
صد دل بلبل شکستہ ببستہ می آید بدست

بعد مردن ہم نوا نم گشت دامن گیر او
از زمین بجائے سبزہ خار آید بیرون

گر امی شعلہ روز و در دلم یارب قدے رنگین
امیرید یہ نشانہ میں چو خون از چشم نم رنگین

نہم جائے صدف برگ گل و تنگاف ریا یم
بوصف لالہ روئے گر کنم حرفے رقم رنگین

ہر صید دل بہ تحبیکہ می آئی خوشست
رسم شوخی تحفہ ظ ز حجاب تحفہ

من اشعارہ الہندی

تن شیریں پہ چسپان جسنے دیکھا ہے جوڑا
اسی دم کوہکن سا تیشۂ حسرت سے سر پھوڑا

کنائے زلف کے نزدیک کیا بل کھاکے گرتے ہیں
کہ کالے ناگ نے گویا الٹ کرکے چلے چھوڑا

گذر گئی عمر سب خوش قامتوں کے ٹھوکریں کھاتے
ہما ایسہ ہی سالم ہے گویا اس باٹ کا روڑا

خاک میری مت بیابان سے اڑا اے گردباد
ان غزالوں کی بجے ہے نقش پا رو بن لے باد

درشن دکھا کے آتش غم کو مرے بجھا | میں تشنہ لب ہوں درشن دیدار کی قسم
رکھا گر نہ پاے تجھ آنکھوں میں رکھ قدم | ہے تجھکو میرے دیدۂ خونبار کی قسم
اس گلبدن کے شوق سے گلشن میں اے سراج | گلزار لالہ زار ہے گلزار کی قسم

اُس سبز خط کی یاد اگر دل میں لائے | لخت جگر تراش زمرد بنائے

نہیں حقیقت میں حسن و عشق جدا | طوق قمری ہے حلقۂ شمشاد

آہ سوزاں سے میرے دامن صحرا میں سراج | قبر مجنوں پہ چراغاں نہوا تھا سو ہوا

ڈورے نہیں ہیں سرخ ترے چشم مست میں | شاید چڑھا ہے خون کسی بیگناہ کا

جھلکتی میں عیاں ہے سبزۂ خط | میرے عارض میں بسکہ مانی ہے

تیرے جو لب پہ ہویدا ہے سیاہی خط | خبر نہیں ہے اثر دود آہ کس کا ہے

زندگانی درد سے ہے یار بن | کوئی ہمارے ہے کو آکے جہاں سے

خبر تحیر عشق سن نہ جنوں رہا نہ پری رہی | نہ تو میں رہا نہ تو رہا جو رہی سو بیخبری رہی
شہ بیخودی نے عطا کیا مجھے اب لباس برہنگی | نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنوں کی پردہ دری رہی
شب ہے جنوں انہیں جدائی کی مستیم | ہے تیں سیاہ گلیمان موج ہستی کا ساحل ہے

سالم - محمد کریم بخش

سالم تخلص - محمد کریم بخش نام ہے - آپ شریف الاصل ہیں - آپکی نسبت پچیس واسطہ سے حضرت عمر فاروق خلیفہ دوم سے منتہی ہوتی ہے - پرگنہ پڑی جو اورنگ آباد سے ساٹھ کوس فاصلہ ہے - خدمت قضا پر مامور تھے - خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے تھے - آخر آصفجاہ ثانی کے عہد میں معزول ہوئے - بحالی خدمت کیلئے

کہ اگر تمام عالم کے اشعار ایک طرف رکھیں اور سالک کا یہہ شعر منفرد رجہ ذیل کو وہ ایک طرف اور مجھکو ممیز قرار دین تو مین سالک کے شعر کو تمام پر ترجیح دونگا وہ یہہ ہے ؎

از بس بدشت کردہ ام آشفتہ نالہا
چون زلف ابر ان شدہ شاخ غزالہا

انتہی کلامہ

من اشعارہ الفارسی

شکست شیشہ خاطر ز ساغرم پیداست ۔ چو لالہ داغ دل از کاسہ ام ہویداست
جواب نامہ من غیر ناامیدی نیست ۔ ز دست سودن بال کبوترم پیداست

ولہ
در ہوائے عشق پروردم دل دیوانہ را ۔ چون سپند از بہر آتش سبز کردم دانہ را

ولہ
ناخن توفیق نکشاید گرہ از کار ما ۔ چون رگ سنگ ست محکم رشتہ زنار ما

ولہ
آشنائی کہنہ چون گردید بے لذت شود ۔ کوزہ نو میکند روزی ہمہ را سیراب

ولہ
دشمن جہان [illegible] ۔ ہمہ بست بر زبان [illegible] ما

ولہ
[illegible] ۔ دیوانہ زبس پر شدہ زنجیر گرانست

ولہ
ز [illegible] ۔ باشک تلخ می گویم جواب دریا را

ولہ
نوائے نالہ نے میرسد بغارت ہوش ۔ تو برق تازی این نے سوار دریاب

ولہ
در خور خرج بود دخل دیوان فنا ۔ نرود تا نفسے کے نفسے می آید

ولہ
زبان ہرزہ درایان توان بہ نرمی بست ۔ کہ پنبہ سرمہ خاموشی جرس باشد

ولہ
از دو عالم گوشہ چشم بتان ما را بس است ۔ تیرہ بختان را چو داغ لالہ یک گل جا بس است

ولہ
نہ تنہا گرد باد از شوق او بیتاب میگردد ۔ کہ مستی میکند بحر و برابر داب می گردد

خوبرویونکو نہین پردیمین ہرگز اعتبار
ولہ
دُر صدف کے قید سے نکلے پہ پاتا ہے وقار

دیکھئے آتا ہے قاتل کسطرح خنجر بکف
ولہ
ایک مین ہون سو تو آئے لے رہا ہون سر بکف

کس بت طامع سے آنکہ لڑی سورج تجھے
ہر سحر دیکھا تو آتا ہے لئے تو زر بکف

مجھے تو بے عبث کیون نیم بسمل کر دیا قاتل
ولہ
نہ جیتا ہون نہ پورا مر چکا یہہ کیا کیا قاتل

بچے کسطرح جو دستے ابرو کا ہو مارا
کہین بہی تیغ زہر آلود کا زخمی جیا قاتل

زیب دیتا ہے زری جوڑا سنہری رنگ پر
ولہ
شعلہ رویون سے مناسب ہے رکہے پاس راہ

اس حنائی دست پر دیکھا ہون سالم دست بند
کر لیا ہے پنجہ مرجان سے کیا الماس راہ

سالک ۔ مرزا سالک یزدی

سالک تخلص ۔ مرزا سالک نام ۔ یزدی الاصل ہے ۔ شاعر خوش مقال و نازک خیال تہا ۔ آزادانہ مشرب تہا درویشانہ زندگی بسر کرتا تہا ۔ مدت تک عراق و فارس مین سفر کرتا رہا ۔ اور وہان سے ہند مین وارد ہوا ۔ حیدر آباد دکن مین عبد اللہ قطب شاہ کی خدمت مین پہنچا ۔ قطب شاہ نے سالک کی بڑی عزت کی او منصب مناسب مقرر کر دیا چند مدت تک خوش خرم رہا ۔ جب قوم مغل بوجہ فساد حیدر آباد سے نکالی گئی تو اسوقت بیچارہ سالک بہی مع بقیہ اپنی قوم کے ساتھہ نکالا گیا ۔ وہان سے نکلا ۔ دلّی مین آیا ۔ شاہجہانی ملازمت مین شریک ہوا ۔ مدۃ العمر بادشاہ ہند کی مدح کرتا رہا آخر سنہ ۱۰۸۱ ہجری مین آخرت کا سفر اختیار کیا ۔ دہلی مین مدفون ہوا ۔

میر غلام علی آزاد بلگرامی سرو آزاد مین لکھتے ہین کہ سالک کا کلام شستہ و ہموار ہے لطافت و خوبی سے خالی نہین ہے ۔ اور یہہ بہی نقل کیا کہ حکیم رکنا کاشی کہتا تہا

وملازمت مین تھا۔ راجہ اُسکے ساتھہ حسن سلوک کرتا تھا۔ ایکروز سپاہ نے تنخواہ کی بابتہ راجہ سے تکرار کی۔ باہم بحث و تکرار مین تیر و تفنگ کی نوبت پہنچی۔ چنانچہ سبقت کا تیر راجہ کے ہاتھہ پر پہنچا۔ راجہ زخمی ہوا سخت غضبناک ہوا قیامت برپا ہوئی۔ باقی بیگانہ افغان مع پچاس سوار سبقت کا رفیق رہا۔ رفاقت کا حق پورا ادا کیا۔ سبقت نے مع رفقا خوب مقابلہ کیا۔ آخر ضرب تیر سے زمین پر گرا۔ اسیر و دستگیر ہوا۔ راجہ گروہ نے اُسکو قتل کیا۔ حکیم چند ندرت نے اوسکی تاریخ ایک سال کے تفاوت سے کہی سنہ ۵ بادی سکھہ راج زما سبقت کرد۔ اور منشی لچھمی نراین شفیق اورنگ آبادی نے مصرع تاریخ کو درست کیا۔ برابر عدد برآمد ہوتے ہین سنہ ۵ کرد سکھہ راج زما سبقت ہے اُسکا کلیات ضخیم تھا تخمینا دس ہزار ابیات تھین۔ اسی معرکہ مین تلف ہو گیا۔ تذکرہ خوش گو سے چند ابیات نقل کی جاتی ہین

من اشعارہ از جنگ نامہ

کنار یست رنگین ہوا از چمن	کہ وا کرد از نام خدا سر سخن
چہ معنی کہ در نسخہ ام حرف نیست	برنگینی حرف شنجرف نیست
کجا نشاء ہی معنی اندیشہ	تہ بند سے حق خرد پیشہ
خرد پیشہ ام حرف حق میزنم	نقاب ز تحقیق شق میزنم

بیان آمدن امیر الامرا

در اقلیم و آفاق افتاد شور	کہ خورشید بر ظلمت آورد زور
سپاہ از شمار کواکب فزون	چو در یچ تیغ آب داده بخون
بہ پیہ گو ہم لہ سیرت شبیخون زدہ است	بعیبا فلک خیمہ بیرون زدہ است

سبقت - لالہ سکھراج لکھنوی

سبقت تخلص - لالہ سکھراج نام - وطن لکھنو - قوم کایتھ اناؤیہ سے تھا - لالہ صاحب کے بزرگان سلف عمدۃ الملک اسد خان وزیر اعظم عالمگیری کی سرکار مین معزز خدمات پر مقرر تھے - سبقت ایام جوانی مین علما و فضلا کی خدمت مین تحصیل و کسب علوم مین مشغول ہوا - چند مدت مین کتب درسیہ سے فارغ ہوکر شاعری کیطرف مائل ہوا - کلام موزون کرتا تھا اور میرزا بیدل سے اصلاح لیتا تھا - میرزا اصلاح کیوقت فرماتے تھے اسبقت تام منسوب بہ سبقت کہتا ہے - رفتہ رفتہ ایسا شاعر ہوا کہ معاصرین نے اسکو فائق شعرا کے گروہ مین شمار کیا -

سید اسد اللہ خان عرف نواب ابا عم زادہ قطب الملک بارہہ کے سرکار مین ملازم تھا اور چندے روزنامچہ سلطانی کا کام انجام دیتا رہا - بعد مین خدمت دیوانی پر مامور ہوا - دکن کے محاربات مین نواب امیر الامرا حسین علیخان بارہہ کے لشکر مین تھا - اکثر نمایان کام کئے - جب امیر الامرا اور خان عالم پر برہانپور مین فتح پائی - فتحنامہ نظم مین منظوم کرکے پیش کیا - تقریباً اسکی سات سو ابیات ہونگے - بادشاہ نے پانصدی منصب و انعام سے سرفراز کیا - سادات بارہہ کی تباہی کے بعد صوبہ مالوہ مین بصیغہ جمعداری بسر کرتا تھا - اسکے اکثر تصنیفین موجود ہین - لالہ خوشگو اپنے تذکرہ مین لکھتا ہے کہ فقیر اوائل جوانی سے آپکی خدمت مین آیا جاتا ہے - اور آپ سے تلمذ حاصل کیا ہمہ عمری کیوجہ سے بے تکلفانہ صحبت کرتا تھا - انتہی کلامہ

آخر ماہ شعبان [illegible] ہجری مین صوبہ مالوہ مین راجہ گردھر بہادر ناگر گجراتی کی خدمت

زرنگ باختن یاسمن حیرانم
خدنگ او بدلم ناشکستہ شیرین رفت
بہ بزم وصل بتان بہ کہ شمع سان سقفت
لبے کہ محو سعی بیجا نعل بود اندیشہ ام
چون تصویر از بساط وہم چیدم بزم بیرنگی
خموشی ساز آرام است تا کے ہرزہ نالیہا
ہدایت یکطرف ترسم ز صحبت ہا اثر دارد
اسے از نگہ گرم تو بینا سے داغ
تو چشم نرگس پوشی و نرگس ہم بیجا

برنگ آئینہ شد نگرد و چار کسے
سہی قدان بنشینند در کنار کسے
کنیم نقد دل و جان خود نثار کسے
در دو بدن شد برنگ موج قطع ریشہ ام
فشاندم دامن ہستی بقدر گردش رنگی
شنیدہ ام بمقدار ز پردہ گوش گرانگی
بود شیخ عصا در دست من سقفت کہن لنگی
دیدہ تو ز کوری لت داد و سراغ
میلے ست کہ شد سرمہ کش چشم چراغ

سجاد ۔ میر سجاد علیخان بہادر حیدرآبادی

سجاد تخلص ۔ میر سجاد علیخان بہادر نام ۔ آپ مشاہیر امراء حیدرآباد سے تھے ۔ شاہیار الملک سے آپکی قرابت قریبہ ہے ۔ آپ بیگن پلی کے جاگیرداروں میں سے ہیں آپنے فارسی میں عمدہ لیاقت و استعداد حاصل کی تھی انشاپردازی اور سخن طرازی میں بے بدل تھے شعر خوب کہتے تھے ۔ کلام صاف و شستہ ہوتا تھا ۔ مہاراجہ بہادر چندولعل نے آپکو بندگانعالی سے سو روپیہ یومیہ مقرر کرایا ۔ خانی و بہادری کا خطاب دلوایا ۔ آپ خوش طبع و خوش فکر تھے ۔ صاحب ہمت و سخاوت تھے ۔ مہمان نواز و آشناپرور تھے ۔ آخر آپ سنہ ۱۲۴۴ ہجری میں بہشت برین کو روانہ ہوئے ۔ آپ میر عباس علیخان بہادر متخلص کافی کے بہائی حقیقی تھے ۔

مخالف رسے چشم عبرت کشاد ۔۔۔ که سنتی در عه دیوار قلعه فتاد
تو گفتی که معراج حق رونمود ۔۔۔ در آسمان بر پیمبر گشود

چونکہ اُس کے نوکر کا نام اسد اللہ تہا۔ بحر مین نہین آسکتا تہا۔ مگر بسکتہ اس حسن ادا سے ادا کیا۔ ہے

بنامش که شمشیر حق از آلهی است ۔۔۔ ادب سکته معذور اسد اللهی ست
چو نوبت بعالم علیخان رسید ۔۔۔ ظفر آفرین آفرین خوان رسید
ببالاے فیل آن جوان غیور ۔۔۔ نمایان چو رمز تجلی بطور

ازغزلیات

مده تکلیف همّت آن دلیر گیسو مسلسل را ۔۔۔ که هم در دم سر شد بر جبین آن چین و شتو صندل را
بیاد آن که کتاب دل کجا حرفے بود ظالم ۔۔۔ لطیفے خوانده بودی این گلستان باب اول را
بفقر آماده گان هرگز نسازد ننگ سودائی ۔۔۔ بگو با تاج تا پوشد همان جیب سر گل را

ولہ

کلفت انجام جهد و بیدانی چه و تعمیر چیست ۔۔۔ گر زمستی آشنا شد خاک دامنگیر چیست
غیرت آخر طفلی جز گناهت کار نیست ۔۔۔ خون مادر خورده اے نا فال از خون شیر چیست

ولہ

چه خون در دل تمنی نکرد ده ظالم ۔۔۔ بباغ رفتی و شمشاد مُه قید تر ست

ولہ

هرکه نظاره بران مصحف خسار کند ۔۔۔ یاد گیرد سبق بوسه و تکرار کند

ولہ

او بعشکر من است و من فارغ ۔۔۔ بندگی هم خداے می دارد

ولہ

چو نقش پا بسر کوی انتظار کسے ۔۔۔ نشسته ام که شوم خاک رهگذار کسے
مرا چو رشته رگ جان بخویش می پیچد ۔۔۔ خدا نکرده که افتد گره بکار کسے
شد از خطوط شعاع این سخن روشن ۔۔۔ که هست در دل خورشید خار خار کسے

شہر اورنگ آباد کے مقبرہ مین مدفون ہوئے۔ من اشعارہ

مرا گنجفہ بازی بود نظر بازی ❋ کہ میکند ورق آفتاب آئینہ را

سخن۔ سید محمد خان بہادر اصفہانی

سخن تخلص۔ سید محمد خان نام۔ اصفہانی المولد ہے۔ شاعر خوش کلام و شیرین بیان تہا۔ تحریر و تقریر مین بے نظیر تہا۔ خلیق و لئیق تہا۔ یاران ہم مشرب کے ساتہ خوش صحبت تہا۔ اصفہان سے شہر مچہلی بندر مین پہنچا۔ تجارت کرنے لگا۔ شہر مذکور سے مدراس مین آیا نواب امیر الامرا بہادر والی مدراس کی ملازمت مین مشرف ہوا اور خطاب خانی سے ممتاز۔ پہر چند روز کے بعد والاجاہی زمانہ مین دیوانخانہ کا داروغہ ہوا۔ اور بہادری کے خطاب سے سرفراز۔ حیدرآباد دکن مین بطریق سیر آیا ہے۔ صاحب دیوان ہے دیوان مختصر ہے اسمین چند قصائد و غزلین ہین۔ آخر ۱۲۱۳ ہجری مین سخن گوئی سے خاموش ہوا یعنی فوت ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

بداں خانۂ رعشق کلعذار کردہ ام پیدا ❋ ازین خواری بعالم اعتباری کردہ ام پیدا

آشنا گشتہ ہین زہر پردہ دل ❋ میرسد موسم گلکاریہاست

ورنہ شب ہجر خیال رخ دوست ❋ سرمۂ دیدہ بیداریہاست

آسمان ہرگز دل اہل وفا را خوش نکرد ❋ کارا و دربیوفائی چون دل آزار من

ساقیا فصل گل و عیش بستان خوش است ❋ می کشا نرا روی گل با نغمۂ بستان خوش است

حسرت دوریت زدیدۂ من خواب ربود ❋ اینقدر رشد کہ بہ خمیازہ ہم آغوشم کرد

من اشعارہ الہندی

دعوے کرے جو خال لب لبا سے مشک
آوے اگر اُڑ سکے کوچہ گیسوئے یار مین
ہے جو مریض خال و خط یار سے مسیح
فقط سرو چمن شکل سنان ہے مجکو
گر نہوئے تو بہار عین خزان ہے مجکو
ساکن کوچہ جانان کو چمن سے کیا کام
ناصحا مغز خراشی تو عبث کرتا ہے

تا حشر منفعل رہے اپنی خطا سے مشک
ٹپکے بجائے دانہ شبنم قبا سے مشک
بہتر ہے اوسکے حق مین تمہاری دوا سے مشک

ولہ

اثر دہا بن ترے ہر نہر روان ہے مجکو
نکہت تختہ گل موج دخان ہے مجکو
باب جنت دہن شیر ژیان ہے مجکو
پند سننے کی ترے تاب کہان ہے مجکو

سوز۔ میان عالم خان

سوز تخلص۔ میان عالم خان نام۔ واقع مین آپکی نسب کا سلسلہ شہنشاہ سے منتہی ہوتا ہے۔ لیکن مصلحتہً آپ اس نسبت سے انکار کرتے تہے۔ اور خود کو سوز ہی مشہور کیا۔ عالم گیری زمانہ مین منصب مناسب پر مقرر ہوئے۔ چند مدت کے بعد تارک الدنیا ہو گئے۔ بلدہ اورنگ آباد مین گوشہ نشینی اختیار کی۔ مدت العمر عبادت الٰہی مین ہمہ تن مصروف رہے۔ گوشہ نشینی کی بدولت درجہ کمال کو پہنچے۔ امرا و سلاطین کی صحبت مین قبولیت کا مرتبہ پایا۔ بہادری دلیری مین مشہور تہے۔ تلاش معاش سے دست بردار ہو کے کسی امیر یا فقیر کے پاس نہین جاتے تہے۔ جب تک زندہ رہے آب و تاب عزت و آبرو کے ساتہ رہے۔ چونکہ طبیعت مین شعر و شاعری کا شوق جولانی کر رہا تہا۔ کبھی کبھی شعر موزون کرتے تہے۔ آپکا انتقال ۹ سنہ ہجری مین ہوا۔ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون

خوش نویسی مین اُستاد تہا اکثر خطوط حُسن و خوبی کے ساتہہ لکہتا تہا - عالمگیری زمانہ مین ولایت سے ہند مین وارد ہوا بادشاہ نے کتب خانہ کی داروغگی سے سرفراز فرمایا - اکثر مضامین شاہی اسی بزرگ کے قلم سے لکہاے جاتے تہے - بادشاہ نے خوشخطی کیوجہ سے ہر رقم خان کے خطاب سے ممتاز فرمایا تہا - اکثر اوقات بادشاہی مسودات کو بتیضہ کرتا تہا سنہ ۱۱۶۸ ہجری مین فوت ہوا - اورنگ آباد دکن مین دفن ہوا - **من اشعارہ**

من آن مرغم کہ نوحی در قفس دارم ۔۔۔ صفیری می کشم تا نعرہ دارے نفس دارم

سرخوش - محمد علیم الزمان

سرخوش تخلص - محمد علیم الزمان نام - آپ مولوی شیخ وجیہ الزمان مرحوم کے خلف الصدق ہین - فارسی عربی مین مستعد طالب العلم ہین تکمیل کی فکر کرتے تہے کہ شعرگوئی کا شوق پیدا ہوا تکمیل کتب کی فکر جاتی رہی - بندش و تلاش معانی کی فکر کرنے لگے - آپ میر احمد امیر لکہنوی سے مشق کرتے رہے - رفتہ رفتہ آپکا کلام پاکیزہ و شستہ ہونے لگا - آپ جو کچہہ کہتے ہین اسمین شستگی و پختگی نظر آتی ہے سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین ہند سے حیدرآباد دکن مین وارد ہوتے تہے - چند مدت تلاش معاش مین متردد رہے آخر عدالت مالگذاری مین صیغہ دار ہو گئے تہے - چند مدت کے بعد عازم ملک بقا ہوے انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

من اشعارہ الہندی

قضا ہی ہو گئی مقتل مین مضطرب خوش	اگر یہ تہا تو تمہین کو کچہہ اضطراب نہ تہا
ایک پہلو مین پری ایک حور رہے	ایک طرف نار رہے ایکطرف نور رہے

بلبل آنکہ ترا نغمہ سرا کرد مرا
نازرا رخصت بیدا د مدہ اے طناز
شکوہ از دست تو ہر جا نتوانم کرد

در چمن قمری آن سرقبا پوشم کرد
کہ دل سوختہ آہنگ میدن دارد
زاری من بسر کوے تو دیدن دارد

سعدی

سعدی تخلص ۔ شعراء دکن سے مشہور ہے ۔ اسکی زبان روزمرہ دکن سے آشنا ۔ دکنی لب لہجہ اُسکے کلام سے ظاہر ہے ۔ اُسکا مزند خاندیس میں ۔ برہانپور کے قریب جوار میں مشہور ہے ۔ صاحب نکات الشعراء نے اُسکے دو تین اشعار لکھے ہیں ۔ انکے سوائے کوئی اور نہیں ملے ۔ ہم بھی نکات الشعراء سے انہیں اشعار کو نقل کرتے ہیں ۔ بعض تذکرہ نویسوں نے سعدی دکنی کو سعدی شیرازی لکھدیا ۔ انہوں نے بڑی جلدی کی

من اشعارہ الہندی

ہمنا تمن کو دل دیا تم نے لیا ہو دُکھ دیا
دونین کے گھر مین بھرن رو رو بچو دلکو بھرون
سعدی غزل انگیختہ شیر و شکر آمیختہ

تم یہہ کیا ہم وہ کیا ایسی بھلی یہہ بت
بیس سنگ کو بیت مرن بیا نجاو میت
در ریختہ در ریختہ ہم شعر ہے ہم گیت ہے

سید ۔ سید علیخان

سید تخلص ۔ سید علیخان نام ۔ جواہر رقم خان خطاب ۔ سید صحیح النسب ایرانی الاصل تہا ۔ فضائل و کمالات سے آراستہ انشا پردازی و نظم و نثر مین بلند پرواز تہا ۔ سخن سنجی و نکتہ گوئی شعر مین نہایت ہی ہوشیار و چالاک تہا ۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت سے خالی نہین ہوتا تہا

اورنگ آباد دکن مین بادشاہی لشکر کے ہمرکاب آئے۔ محمد اعظم شاہ کی سرکار مین کتب خانہ
وجواہر خانہ وخوشبو خانہ کے داروغہ مقرر ہوتے۔ آپکے والد ماجد بھی اعظم شاہ کے بعد
نوکری چھوڑ کر فقیر ہوگئے۔ نواب غفرانمآب کے زمانہ مین پنجصدی منصب پر سرفراز تھے
آپکی ولادت اورنگ آباد مین ہوئی۔ ابھی آپ آغوش مادر مین تھے کہ والد بزرگوار نے
رحلت کی۔ آپکا نشو ونما جد بزرگوار کے سایۂ محبت مین ہوا۔ اور آپنے بقدر ضرورت
تربیت وتعلیم بھی پائی۔ پھر جد بزرگوار بھی بہشت برین کو روانہ ہوئے۔ آپ عالم تنہائی
مین بجز افسوس وحسرت کے سوائے کوئی یار وغمگسار نہ تھا۔ خانہ داری خاندان پرورش کا
بار آپکے سر پڑا۔ بامر مجبوری سر لیا جسقدر آفتین اور مصیبتین پیش آئین سب سینے سے
زمانہ کی گردشون کو جھیلتے رہے۔ مگر باوجود ان مصائب وتکالیف آپکو علم کی تحصیل کا شوق
تھا۔ ولیکن ولولہ وجوش تھا۔ مونہار تھے۔ جب گھر کے انتظام سے فرصت ملتی تب
علما کی مجلس مین جاتے جہانتک ہو سکتا استفادہ حاصل کرتے۔ اسیطرح ایک مدت تک
ملازمت کرتے رہے۔ رفتہ رفتہ تحصیل کتب سے فارغ ہوکر علما کے سلسلہ مین داخل ہوے
معاش منصب تھے گذر اوقات کے لئے کافی ماہوار پاتے تھے زیادہ کی ہوس نہین
کی۔ قناعت گزین رہے۔ باحصول رشاگردہما رہے۔ موزون الطبع تھے جولانی
طبیعت سے شعرگوئی کے میدان مین پیش قدمی کی اور تھوڑے زمانہ مین ایسی حسن وجمال کی
ستے قدم ڈالے کہ متقدمین سے کہی زمانہ آگے بڑھ گئے۔ اور شاعری کو اپنے ہنر سے رفعت
دی کہ ہر ایک مجلس مین آپکی شاعری جلوہ افروز تھی۔ اور آپکے کلام سے جرأت کہہ کہہ
ہونے لگے۔ اتفاقاً ان سخن غور وفکر سے پڑھنے لگے۔ سب نے آپکو کہا یا۔ آپکی لیاقت
واستعداد کو مان لیا۔ موجودہ شعرا مین ایسی شہرت پائی کہ استادی کے درجہ کو

کرین گے دہر ہی مین صنم کو تلاش ہم	لین گے نہ جا کے کعبہ مین احسان خلیل کا

سخی - میر خیرات علیخان حیدرآبادی

سخی تخلص - میر خیرات علیخان نام - آپ میر امیر علیخان حیدرآبادی کے فرزند ہین آپ بزرگ امرا حیدرآباد سے ہین - نواب روشن الدولہ بہادر مغفور نے آپکو اپنا متبنی کیا تھا - آپ حضور بندگانعالی کے منصبدارون مین ہین آجکل بہی تہوڑی ماہوار بیحتاج پاتے ہین - فارغ البال خوش حال ہین - آپکی عمر [illegible] برس کی ہوگی مرزا مستقیم بیگ منتہی کے شعرگوئی مین شاگرد ہین - نمونہ شعر [illegible] -

من اشعارہ الہندی

رہے چمن مین نہ بلبل کا نام تک باقی	دیا ہے حکم یہ گلچین نے عندلیبون کو
یہہ آہ وہ ہے رکے گی کبہی روکے سے	یہہ [illegible] کہ تو گرفتار [illegible]
اب آرزوئے رہائی نہین ہے ہی صیاد	قفس مین ہوا گئے اپنے آشیانہ کو
اگر وصال نہین تو خط و پیام ہی	برائے صبر [illegible]
مجہے ہے فکر سخن اسلئے سخی دل سے	جہان مین [illegible]

سامی - سید عبدالقادر اورنگ آبادی

سامی تخلص - شاہ غلام قادر نام ہے - اورنگ آباد وطن ہے - سادات صحیح النسب سے تھے - آپ کے جد بزرگوار سید فیض اللہ المخاطب بہ سید ہدایت اللہ خان شاہجہان کے عہد مین جلیل القدر خدمات پر مامور تھے - اور عالمگیری زمانہ مین آخر عمر مین

اقرار مع الشرط ہونا چاہیئے۔ آپنے قبول کیا۔ اور یہ شرط ٹھہری کہ آئندہ جب سفارش
کرون تو مجکو شہر بدر کردینا۔ امیر بہی راضی ہوا۔ دس پانچ جو مسافر تہے اُن کی سفارش
کی۔ وہ سب آپکی بدولت نوکر ہوگئے۔ پہر چند روز تک خاموش رہے۔ اسی عرصہ مین
چند بزرگ آپکی خدمت مین آئے اور گذارش کی کہ حضرت ہمارے لئے کچھ تدبیر کیجئے۔ خدا
و رسول کے لئے سفارش کیجئے ہم غریبونکا کام آپکی عنایت سے حاصل ہوگا۔ آپنے فرمایا
اچھا چلو۔ سب کو ساتہہ لئے اپنا بستر و بدنا بہی باندہ لئے۔ امیر کے پاس آئے اور فرمایا کہ مین
اپنے اقرار پر قائم ہون مجھے اس سے انکار نہین۔ ان غریبون کا کام تحفہ مین کیجئے شہر بدر کر دیجئے
اور فقیر کو رخصت کیجئے۔ فقیر سفر کے لئے مستعد و تیار ہے۔ بستر و بدنا دکہادیا۔ امیر قدمون پر
گر پڑا۔ اول سے زیادہ معتقد ہوا۔ اور فرمایا۔ آپ یہین رہئے۔ آج سے آپکو اجازت عام ہے
ہر کس و ناکس کی سفارش کرتے رہئے۔ واہ رے امیر واہ رے فقیر دونون آفرین کے
لائق ہین۔ اکثر عوام الناس ایسے موقع و محل مین کہتے ہین کہ اول کا زمانہ متبرک تہا۔ اور
اہل زمانہ بہی بزرگ تہے۔ عوام کا یہہ قول غلط خیال ہے کیونکہ زمانہ ایک ہی ہے مگر نیکی
و بدی سے بلحاظ اہل زمانہ موصوف ہوتا ہے۔ زمانہ ٹہیک و درست ہے۔ اہل زمانہ بہی
اچھے ہین ہان اتنا فرق ہے اسوقت کے لوگ نہایت عمدہ و درست تہے۔ اکثر امرا و علما
و کبار مشائخ نیک طینت ہوتے تہے۔ اب بہی کمتر مرد نیکو و خوش خو ہین۔ آجکل امرا مین
بہ نسبت فقرا و علما کے خصائل زیادہ نکلین گے۔ ہم اس فقرہ پر جو ایک واقعہ ہمارے وزیر باتدبیر
امیر الامرا نواب بشیر الدولہ سر آسمانجاہ مدار المہام سرکار عالی کے پاس گذرا ہے۔ وہ یہہ ہے
کہ تہوڑے دن گذرے کہ حیدر آباد مین مشہور ہوا کہ وزارت بدلنے ہی کو ہے کوئی دوسرا وزیر مقرر ہونیوالا ہے
اس عمومی خبر سے عام کے دلون مین تردد واقع ہوا۔ تہہ کے کسی امیر نے ایک درخواست

پہنچے۔ اکثر طلبہ آپکی شاگردی کے سلسلہ مین آئے اور درجہ کمال کو پائے۔
آپ شاعر پرگو خوش مزاج ظریف الطبع سلیم الوضع تھے۔ صاحب خلق خندان جبین
وشگفتہ رو تھے۔ صلح کل صاحب توکل مستغنی از جز تا بکل تھے۔ درویش دوست
غریب نواز حق شناس وحق نما تھے۔ آپکو قادریہ طریقہ مین بیعت و اجازت حاصل تھی
پیری مریدی کا طریقہ جاری تھا۔ آپ بافیض تھے۔ خلائق آپکی فیض نعمت سے فیضیاب
ہوتی تھی۔ ایک جہان آپکے چشمہ فیض سے سیراب ہوتی تھی۔ آپکی خانقاہ کیا امیر و فقیر کیا
شاہ و وزیر سب کا مرجع تھی۔ حصول آرب مقاصد کا مجمع تھے۔ آپ صوفی باصفا تھے
راضی برضا تھے۔ جامع کرامات و حاوی خرق عادات تھے۔ عاشق رسول اللہ صلعم
شائق فنا فی اللہ تھے۔ اہل بیت و آل اللہ کے مداح تھے۔ خدا کی راہ مین جان نثار اور
اُسکی محبت و عشق مین زار و نزار تھے۔ آپکی ہمدردی و رفاہ عام کا عام مین نام تھا۔
خلائق کی حاجت روائی آپکا کام تھا۔ اکثر شہر کے عاید و امرا آپ کے مرید و معتقد تھے
جو کچھ آپکی نظر مین آتا تھا سب فقرا و غربا پر تقسیم ہو جاتا تھا۔ شہر مین آپکی خانقاہ
اور شاہ مسافر کا تکیہ مسافرون کی فرودگاہ تھی۔ دونون مقام مین مسافرون کو گھر سے
زیادہ آرام ملتا تھا۔ آپ مہمان نواز و غریب پرور تھے۔ مہمان کی دلداری و غمخواری
کرتے تھے۔ جو مسافر طالب دنیا ہوتا اُسکی سعی سفارش کرکے ملازم کراتے تھے۔ جو طالب
خدا ہوتا تھا اُسکو ہدایت و ارشاد فرماتے تھے۔ نقل مشہور ہے کہ آپ ہمیشہ سفارش کرتے
تھے۔ اور یہی آپکی عادت مستمرہ تھی۔ ایک دن ایک امیر سے کسی مسافر غریب کی سفارش
کی امیر نے اس لحاظ سے کہ آپ بندہ کسی کی سفارش نکرین و فرمایا کہ حضرت اسوقت
جسقدر سفارش کرنا ہو کیجیے۔ اور اقرار کیجیے کہ آیندہ کسیکے بارہ مین نہین کہون گا۔

چشمہ ہے۔ غزلہائے نمکین و کتبہائے دلنشین و مخمسات و مستزاد و رباعیات و قطعات
و قصائد لائق تحسین و آفرین کا کشکول ہے۔ آپکے اکثر قصائد خدا و رسول صلعم و اہل اللہ
کے فضائل و مدایح مین ہین۔ چمنستان شعرا مین شفیق اورنگ آبادی لکھتے ہین کہ دکن
مین اکثر اہل دکن آپکے معتقدین تھے۔ آپ اورنگ آباد و حیدرآباد و بیدر و ارکاٹ و سورت
و کوکن و برار مین دورہ فرماتے تھے۔ اور فقیر سے محبت دلی رکھتے ہین۔ فیما بین
مراسلت و مکاتبت کا سلسلہ باہم جاری ہے۔ فی الحال یعنی ۱۱۷۵ھ ہجری اورنگ آباد
مین تشریف فرما ہین۔ مین اکثر اوقات آپکی خدمت مین آمد و رفت کرتا ہون۔ اور
آپ بھی کبھی کبھی میرے غریب خانہ پر تشریف لاتے ہین۔ انتہی کلامہ
آپ پاکیزہ رو و پاکیزہ دل تھے۔ روشن ضمیر و دستگیر تھے۔ اعانت و ہمدردی مین
تصور نہین فرماتے تھے۔ آپکی عنایت بادشاہ و فقیر پر مساوی تھی۔ ہندو
مسلمان سے موافق تھے۔ صلح کل کا طریقہ مرغوب تھا۔ ہر ایک کو خوش رکھنا
مطلوب تھا۔ دلجوئی و دلداری آپکا کام تھا۔ دکن کے ہر کوچہ و بازار مین آپکا
نام مشہور و معروف ہے۔

گزارش فقیر مولف

مین ناظرین کی خدمت مین نہایت افسوس کے ساتھہ گزارش کرتا ہون کہ آپ کا
دیوان و قصیدہ و ثمشاد میرے کتبخانہ نوادر مین موجود تھا۔ میرا کتبخانہ ۱۳۲۶ھ ہجری
مین موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب و نذر سیلاب ہوگیا۔ صاحب ترجمہ کا دیوان
و قصیدہ و ثمشاد بھی کتبخانہ کے ساتھہ آب و تلف ہوگئے۔ چونکہ مین نے آپکی
سوانح عمری کے خاتمہ پر آپکے اشعار انتخابی نہین لکھے تھے۔ اسوقت اشعار کی بابت

بچوں کی منت کے لئے نواب صاحب کی خدمت میں پیش کی۔ اور نواب صاحب سے کہا کہ
آپ جلد دستخط کیجیے۔ نواب صاحب نے درخواست رکھ لی۔ پھر صاحب درخواست نے
عرض کی۔ آپ نے کہا اچھا۔ پھر عرض کی نواب صاحب نے فرمایا کہ آپ جلدی نہ کیجیے میں کر دونگا
آخر بمصداق صاحب الغرض مجنون پھر عرض کیا جلدی نہ کروں تو کیا کروں۔ نہیں معلوم
کل کیا ہوتا ہے۔ شاید آپ نہ رہیں۔ نواب صاحب خاموش ہو رہے۔ اس امیدوار کو یہ جواب نہیں دیا
جو کچھ کام تھا پورا کر دیا۔ دیکھئے نواب صاحب کا کیسا حلم و کیا رحمت کہ کچھ نہیں کہا اور
اُس غریب کا کام کر دیا۔ فی زماننا بھی ہمارے شہر میں اسی طرح کے بہت سے امرائے قدیم
موجود ہیں جن کا خمیرہ ہمدردی غربا و فقرا سے اٹھا ہے۔ افسوس ہے کہ ایسے حالات علمائے انجمن پنجاب
تذکرہ امرائے ریاست نے ابتک نہیں لکھے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے تذکرہ طبع نہیں ہوا ہے تذکرہ کے بعد
طبع ہوگا۔ چمنستان شعرا میں مرقوم ہے کہ آپ کی وفات سنہ ۱۱۹۶ ہجری میں واقع ہوئی
اورنگ آباد میں مدفون ہوئے۔ آپ صاحب دیوان تھے۔ اور آپ نے ایک قصہ مہ و مشتری
کے بیان میں لکھا۔ اسکے اشعار چند ایک تھے۔ اب وہ قصہ نادر الوجود ہے۔ ہم اسے تو
بہت سعی و جستجو میں اسکا پتہ نہ پایا۔ مگر ہم اس میں سے چند اشعار بطور نمونہ پیش کرینگے
آپ صاحب التالیف والتصنیف تھے آپ نے ایک مہ و مشتری کا قصہ لکھا۔ مثنوی کی
طرز پر تھا۔ کئی ہزار اسکے اشعار تھے۔ افسوس کہ حوادثات سے یہ قصہ مفقود ہو گیا۔
آپ کو اسکے تالیف میں کمال دقت پیش ہوئی۔ چنانچہ آپ نے سنہ [illegible] ہجری میں اس قصہ کو تصنیف
فرمایا۔ آپکا کلام نہایت رنگین ہے۔ بے معنی تکلف سے پاک صاف ہے۔ استعارہ و کنایہ سے
مملو ہے۔ الفاظ شستہ با معانی برجستہ۔ نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے ترتیب پاکر
مطالعہ سے لطف و مزہ آتا ہے۔ اسی طرح آپکا دیوان بھی مضامین شیرین و معانی رنگین کا

اس کے طبع و ترتیب کا اہتمام کرتے تھے۔ رسالہ مین اکثر مضامین مفیدہ مطبوع ہوتے تھے۔ اگر وہ رسالہ ابتک جاری رہتا تو ایک عمدہ ذخیرہ تاریخی ہو جاتا افسوس ہماری مصلحین قوم نے اسکے بقا کا لحاظ نہین کیا حیدرآباد مین ہر ایک چیز کے ایجاد کرتے وقت نہایت جوش کے ساتھہ اہتمام ہوتا ہے لیکن آخر چند ہی روز مین اسکا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ فقیر مولف کو بجز اسبات کے کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی ہے۔ موجدین کی غرض ایجاد سے نمائش ہوتی ہے۔ اگر واقع مین نمائش ہو تو اسکا وجود و عدم مساوی ہے ہان موجد کی اسیقدر نمائش و شہرت تو ہو جاتی ہے واقعی ہمدردی جوانمردی وہ ہے جس کام کی ابتدا کرین اُسکو خوبی کے ساتھہ درجہ کمال کو پہنچائین۔ تاکہ قوم کے خاص عام اس سے مستفید ہو جائین۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت دلچسپی خوبی سے خالی نہین ہے۔ آپکی رحلت ۱۲۹۱ھ ہجری مین واقع ہوئی۔ آپکی عمر تخمیناً ساٹھہ پینسٹھہ برس کی تھی۔ باوجود ضعیفی مزاج مین چستی و چالاکی تھی۔ جس کام کا ارادہ فرماتے تھے اُسکو پورا کرتے تھے۔ خوش اخلاق و بامروت ہر ایک سے خندہ پیشانی و شگفتہ روئی کے ساتھہ ملتے تہے۔ خاص حیدرآباد مین آپکے اکثر تلامذہ موجود ہین۔ آپکا ایک فرزند محمد مرزا متخلص بہ عابد وظیفہ خوار سرکار عالی نظام موجود ہے۔

من اشعارہ الہندی

بتون کی بزم کہ کوئی نہین جہان اپنا	خدا کو کرکے چلاتا ہون نگاہبان اپنا
تم غیر کے ہوئے تو رہا کیا جہان مین	گویا ہمارے واسطے کچھہ بھی بنا تھا
رہے آشنائی فقط نام کی	وہ نام آشنائی زبان رہگیا

بہت کچھہ پریشان ہوکے کتبخانہ آصفیہ و کتبخانہ مختاریہ مین دیوان و قصہ کو تلاش
کیا۔ نہین پایا۔ بامرلاچاری اشعار کے لکہنے سے معذور رہا۔ لیکن دیوان و قصہ کی
تلاش مین ہمہ تن مصروف ہون۔ اگر ملجائینگے تو اسمین سے آپکے نتائج
طبع کو ضمیمہ مین لکہدونگا۔ العذر عند کرام الناس مقبول۔

سالک۔ مرزا قربان علی بیگ

سالک تخلص۔ مرزا قربان علی بیگ نام۔ آپ نواب مرزا عالم بیگ کے خلف الصدق
ہین۔ آپ مولداً حیدرآبادی مسکناً دہلوی تہے۔ لیکن آپکی تربیت و تعلیم دہلی مین
ہوئی۔ تعلیم و تربیت سے فارغ ہونیکے بعد بہاولپور کی ریاست مین خدمت وکالت
پر مقرر تہے۔ چند مدت کے بعد الور سے قطع تعلق کرکے حیدرآباد دکن مین آئے
صیغہ تعلیمات مین سررشتہ داری کی خدمت پر متعین ہوئے۔

آپکو اولاً تلمذ مومن خان دہلوی کی خدمت مین تہا۔ ثانیاً مرزا غالب کی خدمت مین
مستفید ہوئے۔ ابتدا مین بمناسبت نام قربان تخلص کرتے تہے۔ آخر مرزا کی شاگردی
مین سالک تخلص اختیار کیا۔ ذکی الطبع و سخن سنج و سخن فہم تہے۔ خوش مزاج
و شگفتہ جبین۔ شعر و شاعری کے فنون سے ماہر۔ و محاورات فارسی ہندی سے
واقف۔ فلسفی مذہب۔ ہمدردی و بہتری قوم کے خواہان ہوتے تہے۔ مخزن الفوائد
نام کا ایک رسالہ حیدرآباد مین شائع کیا۔ اسمین اکثر مضامین مفید ہوتے تہے۔
اصل مین رسالہ کے موجد و سرپرست مخدومی جناب مولوی سید حسین صاحب
المخاطب بہ نواب عماد الملک بہادر ناظم تعلیمات سابق تہے۔ اور ہمارے سالک صاحب رحمہ

سرمد۔ حکیم سعید۔ المعروف بہ صوفی سرمد

سرمد تخلص۔ حکیم سعید نام۔ آپ اصل مین قبائل ارامنہ سے تھے تحصیل علوم سے
فارغ ہونیکے بعد پیشہ تجارت مین مصروف ہوئے۔ تجارت کی وجہ عراق عرب و عجم مین
اکثر اوقات سیاحت فرماتے تھے۔ چند مدت کاشان مین سکونت پذیر رہے۔ آپ کی
طبیعت تصوف و تعرف کیطرف مائل تھی۔ آپ سیاحت مین بزرگان بلاد و امصار
سے ملتے تھے۔ ہر ایک بزرگ کی خدمت سے مستفید ہوتے تھے۔ بزرگان صاحبدل کی
توجہ سے آپکے دل مین عشق و محبت کی آگ مشتعل ہوئی۔ پھر آپ کاشان سے
برآمد ہوئے۔ سیر و سیاحت کرتے ہوئے شہر ٹھٹہ سندہ مین پہنچے۔ وہان ایک ہندو بچے
پر جسکا نام ابھی چند تھا فریفتہ ہوئے۔ چنانچہ خود صوفی کہتا ہے ؎

نمیدانم درین چرخ کہن دیر خدائے من ابھی چند ست یا غیر

اسی لڑکے کے عشق مین تمام مال و اسباب کو مساکین پر تقسیم کر دیا۔ جو کچھہ میسر تھا کُل
لٹا دیا۔ بقدر ضرورت بھی کوئی چیز باقی نہین رکھی۔ یہانتک کہ جامہ و پارچہ ستر عورت
و بدن کیلئے بھی نہین رکھا برہنگی اختیار کی۔ آپکا لڑکے پر فریفتہ ہونا صادقانہ تھا
لڑکے کے والدین نے آپ کی پارسائی و پاک طینتی دیکھکے چند روز آپ کو اپنے گھر مہمان رکھا
آپ محبوب کے در پر پڑے رہتے تھے۔ ہر وقت محبوب کے دیدار و درشن مین محو رہتے تھے
آپنے لڑکے کو توریت و زبور پڑہائی۔ لڑکے کو اپنی محبت کی کشش سے اپنے طرف
کہینچ لیا۔ لڑکا آپ سے ایسا مانوس ہوگیا کہ تمام خویش و اقارب سے برخاستہ ہوکے آپکے
ساتھہ ہی خاک نشین ہوگیا۔ بہارستان سخن کے مولف نے لکھا کہ آپ مع ہندو بچہ ٹھٹہ سندہ سے

حاضر کیا گیا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ آپ کہتے تھے کہ دارا شکوہ بادشاہ ہوگا آپکا قول غلط ہوا۔ صوفی نے کہا غلط نہین ہے وہ بادشاہ ہوگا۔ صوفی کا جواب مجذوبانہ تھا۔ پھر بادشاہ نے سوال کیا کہ کلمۂ لاالہ زیادہ نہ کہنا کیا وجہ ہے۔ صوفی نے فرمایا۔ کہ مین ابھی نفی مین مستغرق ہون۔ نفی کے بعد اثبات ہے۔ پھر ستر عورت و توبہ کی بابت کہا گیا قبول نہین کیا۔ اور یہہ بیت پڑھی ؎

عمریست کہ آن جلوۂ منصور کہن شد		من از سر نو جلوہ دہم دار و رسن را

آخر ملا عبد القوی نے باتفاق علما و اہل شرعی کے ساتھہ قتل کا فتویٰ دیا۔ بادشاہ نے سرمد کے قتل کا حکم دیا۔ صوفی کو قتل گاہ مین لائے۔ اسوقت زبان سے یہہ بیت پڑھتا تھا ؎

سر جدا کرد از تنم شوخے کہ با ما یار بود		قصہ کوتاہ کرد ورنہ درد سر بسیار بود

جب جلاد آیا تلوار کھینچ کے صوفی کے طرف متوجہ ہوا۔ صوفی جلاد کیطرف دیکھہ کے کہتا تھا تو جس صورت مین جلوہ نما ہوتا ہے مین تجکو پہچانتا ہون و یہہ بیت پڑھی ؎

رسیدہ یار عریان تیغ امیدم		بہر رنگے کہ آئی می شناسم

اور یہہ بیت بھی پڑھی ؎

شور شد و از خواب عدم چشم کشودیم		دیدیم کہ باقیست شب فتنہ غنودیم

قتل کیلئے چاہتے تھے کہ دستور کے موافق اسکی آنکھین بند کرین۔ صوفی نے منع کیا۔ مردانہ سر تہ تیغ کیا۔ جلاد نے ایک ہی وار مین سر تن سے جدا کیا۔ کہتے ہین کہ سر تن سے جدا ہو وقت تین مرتبہ لاالہ کہا۔ یہہ واقعہ سنہ ۱۰۷۱ ہجری مین واقع ہوا۔ دہلی کی جامع مسجد کے مقابل مدفون کیا گیا۔ بزار و تبرک یہ مشہور ہے کہ صوفی کا سر جب تن سے جدا ہوا یہہ بیت

حیدرآباد دکن مین آئے۔ چند مدت قیام پذیر رہے۔ پھر یہان سے دارالخلافہ دہلی مین
پہنچے۔ شاہزادہ داراشکوہ جو فقراکے طرف زیادہ مائل تہا آپ کو مصاحبت مین
رکہا۔ اور اعلیحضرت قران ثانی کے خدمت مین صوفی کی تعریف و مدح کرتا تہا۔
اعلیحضرت قران ثانی نے ایکروز عنایت خان اشنا کو صوفی کے حالات دریافت کرنیکے
لئے بہیجا۔ خان مذکور حال دریافت کرکے آیا۔ عرض کیا۔ اور یہ بیت پڑہی ؎

بر سر مدعی برہنہ کرامت تہمت است ❊ کشفے کہ ظاہر است در کشف عیوب است

پس اسی اثنا مین زمانہ مین انقلاب پیدا ہوا۔ داراشکوہ اسیر قتل ہو گیا۔ اور سنہ ۱۰۹۹ ہجری مین
اورنگ زیب عالمگیر اورنگ نشین ہوا۔ صفحۂ عالم سے اکبری و جہانگیری رسوم محو ہوئے
مرادبخشی و داراشکوہی بدعتین مٹ گئین عالمگیر کے خوف و رعب سے تمام اہل بدعت و زندقہ مشرب
توبہ و اصلاح کے طرف متوجہ ہوئے۔ اکثر دیوانے و برہنہ تن ہشیار و صاحب لباس
ہو گئے۔ شرع و دین کا بازار گرم ہوا۔ لہو لعب کا چراغ بجہ گیا۔ حسب الحکم بادشاہ سنہ مہم
عالمگیری مین قاضی عبدالقوی صدر نے صوفی سرمد کو لباس کی تاکید کی۔ صوفی نے
قبول نہین کیا۔ ہر چند کہ کہا گیا۔ راضی نہین ہوا۔ قاضی نے سوال کیا کہ آپ برہنہ
کیون رہتے ہین۔ جواب دیا کہ شیطان قوی ہے۔ اور یہ رباعی پڑہی ؎

خوش بالائے کردہ چنین پست مرا	چشمے بدو جام بردازدست مرا
او در بغل من است و من در تلاشش	دزدے عجبے برہنہ کردہ است مرا

قاضی مذکور صوفی کے جواب سے نہایت غضبناک ہوا۔ بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ عرض کیا
کہ وہ واجب القتل ہے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ صوفی کو دربار مین حاضر کرین۔ تمام علما اس سے
بحث کرین۔ اگر واجب القتل ثابت ہو جائے تو قتل کرینا۔ حسب الحکم صوفی دربار مین

شعر و شاعری مین حیست و چالاک تہا مضامین تازہ و معانی شگفتہ کا موجد تہا۔ مدت تک اکبری دربار مین بدو روپیہ ملازم رہے۔ ہمیشہ بادشاہ و شاہزادون کی مدح مین قصائد منظوم کرتے تہے۔ خوب انعام و اکرام پاتے تہے۔ آخر ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور کی خدمت مین آیا۔ اُسوقت شکستہ حال و پراگندہ بال تہا۔ عادل شاہ نے اسکے شکستہ حال کو لطف کرکے مومیائی سے درست فرمایا۔ ایک زمانہ تک خوش و خرم رہا اشعار مین اکثر زمانہ کی شکایت کرتا ہے۔ پس چند مدت کے بعد شاہ عباس ماضی کا فرمان مع خلعت فاخرہ اسکے نام سے صادر ہوا۔ لیکن فرمان کے وصول ہونے سے قبل وہان اجل کا فرمان پہنچ گیا۔ فوراً عالم بالا روانہ ہوا۔ یہہ واقعہ سنہ ۱۰۲۱ ہجری مین واقع ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

شہر حسن است بہر جانب بازار مرا — تو نخواہی و گر ہست خریدار مرا

ولہ — نہ تاب دیدن و نی طاقت شکیبائی است — تو چون نقاب کشی دم ز تماشائی است

ولہ — محققان کہ دریای علم در جوشند — چو کوہ تا لب شان ہوا خاموش اند

ولہ — آتش خرمن منی شبنم گشت دیگران — دوزخ من چرا شدہ ای بہشت دیگران

ولہ — تو خود نا خواندہ ای شوق امشب سر و بزم او — نمیدانم کہ خواہد خواست فردا عذر غیرت را

ولہ — ای غم ہیچ ہمنشین از تن جائی نیست دلم — یا مگذار این سر ما یا بنما قبالہ را

ولہ — ما بحر و نہنگیم و حریفان زبون لب — ای خون بہا بلرزن طبع غنیمت ما

ولہ — سزد مدام بیاد اہل مجلس سخن بیقدر را — تا کی ما نخواندہ آید چند ز فرصت ود

ولہ — بہ رنگ منتہی ہام بیاد و ہی شب بیطالعی — از گلستان نہ کی کہ بلبل من ہمی کند

ولہ — جمعی کہ از تقرب او گفتگو کنند — ترسم قبول شنوند اگر رو برو کنند

مقتول کے جسم بے سر نے اپنے انگشت دست کی قلم و خون کی سیاہی سے یہ شعر دیوار پر لکھا - میرے نزدیک یہ الحاقی معلوم ہوتا ہے - کسی معتبر تاریخ سے اس بات کا پتا نہیں ملتا شاید خرق عادات سے ہو - واللہ اعلم بحقیقۃ الحال **هو هذا**

سر بر سر راہ تو فدا شد چہ بجا شد ۔۔ این بار گران بود ادا شد چہ بجا شد

من رباعیاته

سرمد غم عشق بو الہوس را ندہند ۔۔ سوز دل پروانہ مگس را ندہند
عمرے باید کہ یار آید بکنار ۔۔ این دولت سرمد ہمہ کس را ندہند

ولہ

سرمد گلہ اختصار می باید کرد ۔۔ یک کار ازین دو کار می باید کرد
یا تن برضای دوست می باید داد ۔۔ یا قطع نظر زیار می باید کرد

ولہ

سرمد کہ ز جام عشق مستش کردند ۔۔ بالا بردند و باز پستش کردند
میخواست خدا پرستی و ہشیاری ۔۔ مستش کردند و بت پرستش کردند

ولہ

آنکو کہ سر حقیقتش باور شد ۔۔ خود پہن تر از سپہر پہناور شد
ملا گوید کہ بر شد احمد بفلک ۔۔ سرمد گوید فلک باحمد در شد

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ یہی رباعی سرمد کے قتل کی باعث ہوئی - اس لئے کہ اس رباعی سے معراج کا انکار ثابت ہوتا ہے - رباعی

سرمد اگرش وفاست خود می آید ۔۔ گر آمدنش رواست خود می آید
بیہودہ چرا در پی او می گردی ۔۔ بنشین اگر او خداست خود می آید

سنجر - مرزا سنجر

سنجر تخلص - میرزا سنجر نام تھا - آپ میر حیدر معمائی کاشانی کے فرزند ہیں -

محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ سے منتہی ہوتا ہے۔ آپ کے جد امجد بغداد سے ہند مین تشریف لائے۔ اولاً ملک دکن کیطرف متوجہ ہوئے۔ قلعہ جنیر مین جو دکن کے مشہور قلعجات سے ہے سکونت پذیر ہوئے۔

بہارستان سخن کے مولف نے لکہا کہ آپ کے اجداد اسلاف سے ایک بزرگ بطریق سیاحت بغداد سے ہندوستان مین آئے۔ صوبہ پنجاب مین پہنچ کے پرگنہ بہرہ مین سکونت پذیر ہوئے خلائق کو ہدایت و ارشادت جہانگیری زمانہ تک سرفراز فرماتے رہے۔ اہل ہند جوق جوق حسن عقیدت سے دائرہ بیعت مین داخل ہوتے تہے۔ سالک صاحب ترجمہ کے جد امجد سید محمد اسحق قادری یتیم تہے۔ اور اپنے جد محمد یعقوب کی خدمت مین تربیت تعلیم پاتے تہے۔ جد بزرگوار ہی یتیم کے مربی و سرپرست تہے حسن اتفاق سے سید محمد یعقوب نے سیاحت عربکا عزم بالجزم کیا۔ سید محمد اسحق بہی دادا کے ہمراہ بغداد شریف وغیرہ مقامات متبرکات مین گئے حج و زیارت روضہ منورہ و دیگر مقامات متبرکہ سے مشرف ہوئے۔ شاہجہانی زمانہ تک عرب مین رہے۔ وہان علم حدیث و فقہ و تفسیر سے فارغ التحصیل ہوئے پہر آپ عرب سے ۱۳ جلوس شاہجہانی مین ملک دکن مین وارد ہوئے۔ آپنے قلعہ جنیر مین سکونت اختیار کی۔ اشاعت اسلام و ہدایت دین مین مصروف ہوئے۔ مدۃ العمر اسی کام مین مشغول رہے۔ اکثر ہنود بت پرست آپکی ہدایت سے خدا پرست ہوئے۔ آخر آپنے ۱۰۸۰ ہجری مین اس فنا سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ سالک صاحب ترجمہ کے والد حضرت شہاب الدین بہی عالم شباب مین مار رفتہ باسے فردوس برین روانہ ہوئے۔ سالک والد کی رحلت کیوقت طفل شیر خوارہ تہے۔ جنیر مین نشو و نما پائے۔ سن تمیز کو پہنچے اسوقت آپکو تحصیل علوم کا شوق دل مین متمکن ہوا۔ وطن سے برآمد ہوکے دار العلوم گجرات مین

ما هم ز آرزو بسته‌ها دست رسیده ایم — خوبان صواب نیست که فکر دیت کنند

وله

ناخوانده گرچه آمده ام زود میروم — طبع ترا ز باده مکدر نمی کنم

وله

الماس بدل باشم و منت کش مرهم ز خود — من لذت این زخم بسوزن نه پسندم

وله

اگر از دامن محمل کشیدم دست بی تابی — بپای ناقه افتادم بگرد ساربان گشتم

وله

امشب ای همسایه او مهمان من از خود رفته ام — گر کسی حال من پرسد بگو در خانه نیست

وله

مه آمد بتماشای تو با تیغ و ترنج — گو بیا گر هوس دست بریدن دارد

وله

مرا که سینه زین نمک فروشان است — داغ سوزی مرهم داغ من غلط است

وله

نیست وا را مهر آزادی این مرغ اسیر — ورنه صد مرتبه گرداند بگرد سر خویش

وله

این زبان بی نسبتم سنجر گرید بیش از این — دست من بر زلف و گستاخی ترا ز نشانه بود

وله

میگذارد و گریه گاه گریه در کار تیش کنم — سخت محجوب ست میخواهم که میخوانش کنم

وله

وقت است که چون صبح سیاهی ... — شمع سحر ... بیش ندارم

وله

ناخن زده دست بوسه هلال بر شام ما — یاران نصیب نیست علاج زکام ما

وله

یکشب چراغ خلوت ما می توان شدن — ای کاش چو صبح خنده توان زد بشام ما

واغم بیمار خشک شد و خیمه الماس — آگه کن این تجربه هم طلبان را

حاجت روا انگشت مرا حاصل دو کون — حرف چراغ مسجد و شمع مزار شد

سالک - سید غلام حسن القادری الرضائی

سالک تخلص - سید غلام حسن نام آپ سید شهاب الدین بن سید محمد صحیح قادری کے خلف رشید ہیں - آپکی نسب کا سلسلہ حضرت سید عبدالرزاق فرزند دوم حضرت سید

گجرات احمدآباد سے اورنگ آباد مین آیا۔ اوریہان متوطن ہوا۔ آخر دوم تاریخ جمادی الاولی روز جمعہ قبل مغرب ۱۱۷۶ھ ہجری مین فوت ہوا۔ بروز شنبہ قریب مسجد و خانقاہ مین جو آپکی تعمیر کی ہوئی ہے دفن ہوئے۔ چنانچہ مولف تذکرہ نے مرحوم کی تاریخ کہی **هو هذه**

سیدی حضرت غلام حسن
بست رخت سفر ازین عالم
وقت تحریر خط بجزو کلان
زین سبب سال او شفیق نوشت

در شهود اله مستغرق
داد بزم بہشت را رونق
بر سر نامہ می نوشت سر حق
عاشق حق بحق شده ملحق

من اشعاره الفارسی

نثار بر ادا ز دا غم شب که سیراب بود
گردش چشم نواز بس بنغار رم کرده است
نمی دانم کدا مین ماه رو آمد در آغوشم
کمان ابروئے رنگین ادائے تا بہ بر آید
بسکه دریاد قدش موزون مثالی کرده ام
پیش ازین بود صفا و تازگی رخ حسن
مست و سرشار دو بالا نشئہ جام لبت
اے بیا آرام جان جائے ترا مانند خواب
خورده ام سالک فریب وعده در رفا بو وصل
اے لالہ زار از گل داغ تو سینہا

بادبان کشتی می چادر مهتاب بود
پنبۂ بالین خوابِ چشم سیماب بود
که چون ہالہ سراپا حلقه می گردد بر دوشم
تمنا جوش چون قوس قزح یک عالم آغوشم
مصرع ہر سرو گلشن شعر خالی کرده ام
شب ز پشت پاش نقش قالی کرده ام
بوده ام از بوسه کرپی اعتدالی کرده ام
باوجود مردم از دیده خالی کرده ام
پختہ کار عشق بودم خورسالی کرده ام
رنگین پر از مہار زر و صفت سفینها

وہان علمائے معاصرین کی خدمت مین تہوڑے زمانہ مین کتب درسیہ متداولہ سے فارغ التحصیل
ہوئے۔ بموجب استعداد فطری وذکاوت جبلی لائق وفائق ہوئے۔ اور حضرت شاہ علی رضا صاحب
گجراتی کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ اور احمد آباد گجرات سے مع عیال ومتعلقین شہر اورنگ آباد
دکن مین آئے۔ اور خاص وعام کو فیض ہدایت سے مستفیض فرماتے تہے۔ اہل شہر امرا وخوانین
آپکے ساتہہ حسن اعتقاد رکہتے تہے۔ آپکی خانقاہ غربا وفقرا کی فرودگاہ۔ اور امرا ووزرا کی
سجدگاہ تہی۔ امیر الامرا حسین علیخان۔ وعضد الدولہ بہادر قسورہ جنگ ونظام الدولہ بہا
ناصر جنگ وغیرہم آپ کی بہت تعظیم وتکریم کرتے تہے۔ آپ فصیح اللسان وبلیغ البیان تہے
ذہین وفطین تہے۔ حکیم وواعظ تہے۔ وعظ ونصیحت مین فرد کامل تہے۔ سامعین معتقدین
آپ کی جادو بیانی سے مسخر ہوجاتے تہے۔ اور مسائل وامر ونواہی سے واقف۔ آپ
قوی الحافظہ تہے۔ قرآن شریف کو چہہ مہینہ کی مدت مین حفظ کرلیا۔ جسکے حفظ کی تاریخ
یہہ ہے (حفظ حسن) ۱۱۰۶ ہر سال ستائیسوین تاریخ رمضان کو شبینہ قرآن ختم فرماتے تہے
آپ صاحب التالیف والتصنیف تہے۔ آپکا دیوان مرتب شدہ ہے۔ اور آپنے ایک مثنوی
مثل مثنوی مولوی روم لکہی ہے عربی وفارسی دونون زبان مین کامل مہارت رکہتے تہے
اخلاق وعادات مین فرشتہ وانسان برگزیدہ تہے۔ علم تصوف وتعرف مین فرد کامل
تہے۔ فطرۃً آپکی طبیعت موزون تہی۔ اس لئے اقتضائے طبیعت کبہی کبہی پیرایہ ظہور سے
جلوہ نما ہوجاتا ہے۔ جوکچہہ نتیجہ طبع مبارک ہوتا ہے برجستہ وشگفتہ ہوتا ہے۔ پژمردہ
کو تازہ ومردہ کو زندہ کردیتا ہے۔ گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ سالک کی ولادت
سنہ ۱۱۰۱ ہجری مین ہوئی۔ آپکا مولد ومنشا احمد آباد گجرات ہے۔ اور آپکو بیعت حضرت
شاہ علی رضا بن خواجہ فرح شاہ بن خواجہ محمد سعید بن شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہ

تمام رات دوست کے گھر پر بسر کیا۔ حضرت شوریدہ صاحب ترجمہ حسب عادت عشا کے بعد دستر خوان بچھا کے کھانے کے خوان چنے ہوئے مہمان کے انتظار مین بیٹھے۔ اور گھر کے تمام متعلقین بھی حضرت کے ساتھ تھے۔ اکثر بھوکے پیاسے سو گئے۔ تمام رات گذر گئی۔ صبح مہمان آیا۔ آپنے کشادہ روئی سے فرمایا۔ آپ شب کہان تھے ہم تمام آپکے انتظار مین دستر خوان بچھائے ہوئے رہے مہمان آپکے قدمون پر گر پڑا اور معافی چاہی حضرت مسکرائے۔ اور مہمان کی تالیف قلوب کر کے فرمایا پروا نہین۔ بزرگان سلف کی تہذیب و سعادت آفرین ہزار آفرین کے لائق ہے۔ ہمکو سلف کے اخلاق و عادات سے سبق لینا چاہئے۔ فی زمانا اس قسم کے اخلاق و عادات عنقا صفت ہین۔ خدا تعالے ہمکو نیک ہدایت کرے کہ ہم بزرگان سلف کی پیروی کرین

من اشعارہ الہندی

یک رنگ مین بھی رنگ بتاتا ہے رنگیلا
تجھ زلف کے دیکھے سنبل کو گیا بھول
رنگین ادا سے جب تو گیا باغ مین سجن
چشم دریا سے کیون نہووے طوفانی

ہر طرح من کی طرح دکھاتا ہے رنگیلا
مین خودی سے بیخود ہوا ایسا کہ لکو گیا بھول
نقش پا زمین پہ بنتے گل کے دستے تھے
اشک باران ہنوز جاری ہے

شورش۔ مرزا محمد منعم ندرباری

شورش تخلص۔ مرزا محمد منعم نام۔ آپ بدخشانی الاصل ہین۔ مرزا محمد اکبر طپش کے برادر زادہ ہین۔ حضرت شاہ یسین صاحب ندرباری قادری کے مرید و متبنی تھے۔ زندگی مجردانہ بسر کرتے رہے دنیا و مافیہا سے کچھ تعلق نہین رکھتے تھے مزاج مین

نگرفتہ رنگ عکس شخص آبگینہا	بیرنگی تو ناشدہ برق دوئی گداز

سپہری نظام شاہ بجری

تذکرہ مجمع الفصحا مین لکھا۔ نظام شاہ نام۔ سپہری تخلص۔ منہ

خطت سیاہ ہے کہ بدامان آتش است	خالت خلیل و چہرہ گلستان آتش است
آتش پرست ہین کہ حیران آتش است	پیش رخ تو دیدہ سپہر ہے بہم زرد

باب الشین معجمہ

شوریدہ شیخ سلطان الدین برہانپوری

شوریدہ تخلص شیخ سلطان الدین نام۔ برہانپوری المولد ہے۔ صاحب لیاقت و ذی استعداد تہا۔ خوشنویسی مین استاد خط نستعلیق نہایت ہی خوش لکہتا تہا۔ شعرگوئی و شعرفہمی مین مشہور تہا۔ ۱۱۷۵ ہجری مین برہانپور سے اورنگ آباد مین آیا۔ چند مدت رہکر پہر وطن مالوفہ کو واپس گیا۔ لچہمی نرائن وغیرہ شعرا کا معاصر تہا اوّلا سلطان تخلص کرتا تہا۔ پہر شہیر قرار دیا تہا آخر لچہمی نرائن و اورنگ آبادی کے کہنے سے شوریدہ اختیار کیا۔ ۱۱۹۵ ہجری کے قریب مین فوت ہوا۔

تذکرہ خزان و بہار کے مولف نے لکہا کہ آپکی مزاج مین ہمدردی قوم مرکوز تہی۔ اکثر کتب احادیث و صحائف لکہہ کے مساجد و خوانق مین وقف کر کے رکہتے تہے۔ اور علماء و طلبا کی خدمت کو فرض سمجہتے تہے۔ مہمان نوازی مین مشہور ہین۔ نقل ہے کہ ایکروز آپکے گہر ایک مہمان آیا۔ آپنے اُسکی مہمان داری کا اہتمام کیا۔ مہمان ایک رات نماز مغرب کے بعد بغیر اطلاع کسی دوست کے ملنے کو گیا۔ دوست نے خاطر داری مدارات کی

اجداد مین تھے۔ آپ کشش آب و دانہ اورنگ آباد دکن مین وارد ہوئے۔ عالم فاضل وادیب کامل تھے۔ شہر کی خدمت احتساب پر مقرر ہوئے۔ اور حضرت شاہ نظام الدین بگرامی جو دکن کے مشاہیر مشائخ سے تھے۔ اُن کی دختر نیک اختر سے شادی کی۔ اور اس شہر کو اپنا وطن قرار دیا۔ نہایت خوشی و خرمی سے رہنے لگے۔ سرکاری خدمت احتساب کا انتظام عمدہ طرح سے مدت تک کرتے رہے۔ شہر کے مشائخ وامرا آپ سے نہایت ہی رضامند و شکرگزار تھے۔ آپ شریف النفس وکریم الطبع تھے۔ حسن اتفاق مین بے مثل۔ مروت وسخاوت مین بے بدل تھے۔ فقرا دوست وغربا پرور تھے۔ شعر فہمی وانشا پردازی مین یگانہ۔ کبھی کبھی شعر بھی موزون فرماتے تھے۔ ایک کتاب غوث الصمدانی محبوب سبحانی کے مناقب مین لکھی۔ آپ ۱۱۵۰ ہجری مین زندہ تھے۔ قریب سنہ ۱۱۶۰ ہجری بہشت برین کو روانہ ہوئے۔

من اشعارہ الہندی

مین روتا ہی رہا غم نے کیا جاری رواج اپنا	کرے مدنظر کسکو آخر کام کاج اپنا
بگولے کو نہین ہے سربلندی خاک بن کر	سر پر سلطنت کیا چاہئے ہم خاکسارون کو
ہوگئی آنے سے تیری لکے میخانہ مین ہم	چشم مین مچتی ہے جیسی کیف کے آئینہ مین ہم
وصل مین بھی نہین ہے ہرگز چین بینا تو کچہ نہین	عشق سے ڈالا ہے دیکھو شمع پروانہ مین ہم
ایک تیرے جلوہ حسن آراستی	شور کعبہ مین پڑا ہے ور بتخانہ مین ہم

شہید۔ ملا باقر

شہید تخلص۔ ملا باقر نام۔ بقول مولف گل رعنا آپ طہرانی الاصل قوم ترک تھے

عجز و انکساری تہی۔ علم موسیقی مین خوب ماہر تہے۔ اس فن مین متقدمین سلف سے بڑہ گئے تہے۔ سنجیدہ طبع و پسندیدہ فکر شعر گوئی پر فریفتہ عم بزرگوار طپش سے مشق کرتے تہے۔ چند ہی روز مین اُستاد سے ایسے بڑہ گئے کہ آخر طپش اپنا کلام شورش کو دکہلاتے تہے۔ آپ سست کردار و وضعدار تہے۔ سن شعور سے تا بمرگ لباس سرمئی زیب بدن فرماتے رہے۔ کبہی دوسرے قسم کے لباس کی خواہش نہین کی۔ آپکا کلام نادر الوجود ہے اُسکی وجہ یہہ ہے کہ آپ جو کچہہ کہتے تہے۔ اُن سب اشعار کو چراغ کی نذر کردیتے تہے۔ طپش نے جو چند اشعار مخفی رکہہ لئے تہے وہی ہے۔ باقی کا پتا نہین ملا۔ اکثر تذکرون مین وہی چند شعر دائر و سائر ہین۔ ہم بہی تذکرون سے نقل کرتے ہین آخر آپ سنہ ۱۲۷۲ ہجری مین فوت ہوئے۔ تجلی نرائن نے آپکی رحلت کی تاریخ لکہی

شاعر خوب مرزا منعم	سمت جنت کے جب گیا دو قدم
دل نے تاریخ کو کہا مجہ سے	مرگیا آہ شورش ہمدم
	۱۲۷۲ھ

من اشعارہ الہندی

ہمارے پاس یہہ آیا نہ آیا	بہروسہ کیا ہے جی آیا نہ آیا
جب ستی بہار ہے برین جامہ جلاو سبز	تب سے پایا گلستنو مین سرو نے ایجاد سبز

شرافت۔ سید شریف الدینخان اورنگ آبادی

شرافت تخلص۔ سید شریف الدینخان نام۔ آپ کے جداد سادات موسویہ نیشاپور سے ہین۔ آپکے اجداد مین سے ایک بزرگ ہند مین آئے۔ قصبۂ کنتور ملک اودہ مین متوطن ہوئے۔ قاضی محمود کنتوری خلیفہ شاہ بدیع الدین مدار آپکے

بعد ازان زمانہ دراز گذرا کہ اتفاق ملاقات ہوا۔ پہر یہہ بیت آزاد کی خدمت مین بہیجی

سے میان اہل سخن سد آمد و رفت است ؛ مگر سخن برود بہر باز دید سخن

پہر جناب آزاد شہید کے پاس گئے اور ملے اور باہم خوش ہوئے۔ اور مین بہی ایکوقت شہید کی ملازمت سے مشرف ہوا انتہی کلامہ

شہید سخنور صاحبدل و درویش کامل تہا۔ تارک الدنیا۔ طالب فقر و فنا تہا۔ خوش گفتار و خوش کردار تہا۔ آخر ۱۱ تاریخ رجب ۱۱۶۸ھ ہجری مین شہر اورنگ آباد مین فوت ہوا۔ اپنے مکان کے صحن مین دفن کیا گیا۔ جناب آزاد بلگرامی نے تاریخ رحلت کہی

سے کرد رحلت مقیم گوشہ فقر | تیز در فن شاعری ماہر
گفت تاریخ فوت او آزاد | گشت نابود مولوی باقر

شہید مغفور صاحب دیوان ہے۔ دیوان ضخیم ہے۔ لچہمی نراین گل رعنا مین لکہتے ہین کہ آپکے اکثر اشعار اصلاح طلب تہے۔ جناب آزاد نے درست کئے۔ لیکن فقیر مولف نے طوالت کی وجہ سے اشعار اصلاح شدہ و اصلاح طلب کو قلم انداز کیا۔ اگرچہ مولف گل رعنا نے تمثیلاً چند اشعار اصلاح طلب و اصلاح شدہ بہی نقل کئے۔ انتہی کلامہ۔

من اشعارہ الفارسی

الہی استقامت در شہادت دہ دل ما را		ہمیشہ سرخرو از خون ناکن قاتل ما را
جز صبا نیست درین گلشن ایجاد شہید	وله	کہ بیاید نفسے بہر ہوا خواہی ما
مرا صحبت مدام آن نرگس بیمار می بخشد	وله	چو مژگان برنگردانم ازین دارالشفا خود را
تمکین او گردم نمی بیند بعجز من		مگر گرچہ می بندم بپایش چون حنا خود را
ندارم بہتر از تسبیح دست آویز محشر		بصد رہ میرسانم تا شہید کربلا خود را

وبقول مولف گل عجائب اصفہانی الاصل آپکے جد بزرگوار طہران یا اصفہان سے ہندمین وارد ہوکر احمد آباد گجرات مین متوطن ہوئے۔ شہید کی ولادت احمد آباد مین ہوی۔ عالم شباب مین ضروری لیاقت و استعداد حاصل کرنیکے بعد نوکری اختیار کی چندمدت تک سلسلہ ملازمت مین رہا آخر نوکری ترک کرکے شہر اورنگ آباد مین آیا اور گوشہ نشینی اختیار کی۔ چند روز کے بعد حرمین شریفین کی زیارت کا ارادہ کیا۔ اورنگ آباد سے روانہ ہوا۔ اسی سفر مین بندر ٹھٹہ سندہ مین شیخ محمد علی حزین سے ملا شعرگوئی مین شیخ سے تلمذ حاصل کیا۔ پھر حرمین شریفین کی زیارت و حج سے فارغ ہوکر اورنگ آباد مین واپس آیا بدستور خانہ نشین رہا۔ گھر سے کبھی باہر نہین آتا تھا۔

صاحب مردم دیدہ لکھتے ہین فی الواقع مین نے اسکو فقیر پایا۔ ہرچندکہ شیخ محمد علی حزین سے طرز درویشی اختیار کیا تھا۔ لیکن شیخ سے کچھہ نسبت نہین رکھتا ہے۔ بزرگ ساختہ نظر آیا۔ عندالملاقات بہت سے شعار سنائے۔ اور اکثر یا مین کہین مین اُن کی خدمت مین صرف ایک ساعت بیٹھکر رخصت ہوا۔ انتہی کلامہ۔

لچھمی نرائن گل رعنا مین لکھتے ہین کہ شہید سخن مین شیخ علی حزین کا شاگرد تھا۔ اور طریقہ سلوک شیخ سے اخذ کیا۔ چنانچہ ایک غزل مین کہتا ہے ؎

درسخن حزین سوختہ ... آب رنگ معنی تصویرہاست

خط نسخ خوب لکھتا تھا۔ اورنگ آباد مین خانہ نشین تھا کبھی گھر سے نہین نکلتا تھا۔ آزاد بلگرامی سے محبت رکھتا تھا۔ آزاد شاہ محمود کے تکیہ مین رہتے تھے۔ اُسوقت شہید نے ایک رقعہ لکھا۔ سر رقعہ یہہ بیت تھی ؎

اے صبا بہر خدا کن گوش فریاد مرا ... یعنی از من بندگی گو سرو آزاد مرا

مرا لیاقت این کو که با تو چهره شوم	ولہ	همین بروی تو گر رو دهد نگاهی بس
زداغ من دل بلبل اگر بسوخت بجاست	ولہ	برنگ گل زده ام آتشی بخانهٔ خویش
غافل مشو چو شمع ز سوز دلت شهید	ولہ	در خنده هم ملاحظه کن گریه های خویش
در جهان هرگز ندیدم هیچکس کمتر ز خویش		هر کرا من وا رسیدم یافتم بهتر ز خویش
زلف او خود را ز من تا میتواند می کشد		چون پریشانی که می بیند پریشان تر ز خویش
ز خود بیخود شو و مستانه میرقص	ولہ	بگرد شمع چون پروانه میرقص
روشن سواد مردمک دیده می کند	ولہ	هر لحظه مصحف رخ تو از غبار خط
پی نیاز تو جان دگر بکف دارم	ولہ	سرم چو شمع گر از تن جدا کنند چه باک
جان من غم مخور از بی سر و سامانی دل	ولہ	زیادگار سر زلفیست پریشانی دل
بره عشق تو در هر قدمی می ماند		پر تنگ آمدم از دست گرانجانی دل
در بحر زندگی چه سبک راه میروم	ولہ	از خویشتن چون حباب بیک آه میروم
چون حبابی اغبارم پایمال کیستم	ولہ	من ندارم جز سری خون حلال کیستم
جا بچشم خویش میداد ازین مردم مرا	ولہ	همچو نرگس پیش خود گر سیم و زر میداشتم
از گدا کار گدا صورت نمیگیرد شهید	ولہ	هر چه خواهی یافتن از شاه خواهی یافتن
ز فرق تا بقدم از ادا نیی خالی	ولہ	خمیر مایهٔ نازست سرو قامت تو
از بسکه داشت شوق در سر آئینه	ولہ	چون جان کشید عکس ترا در بر آئینه
از وضع شیخ و برهمن از بس ملول شد		بر رخ کشید قشقه خاکستر آئینه
قربان آن دمم که ز ابرو کمان کنی	ولہ	مژگان خدنگ سازی و دل را نشان کنی

من اشعاره الهندی

ای ماه تابان یک شبی مهمان کن مرا — چون هاله گردم گرد تو بر خویش قربان کن مرا

گوید شهید تو ببین با ناله و آه حزین — گر از شهیدان نیستم خاک شهیدان کن مرا

جان محبوس بتن بسکه تنگ است اینجا — نمی توان گفت که در قید فرنگ است اینجا

وله

از تو تا دور کرده اند مرا — زنده در گور کرده اند مرا

با دل سرد گرم می سوزم — شمع کافور کرده اند مرا

من کجا شوکت سلیمان کو — کمتر از مور کرده اند مرا

وله

جدا ز آتش لعل تو شد کباب شراب — بیا که چشم براه است از حباب شراب

خم سپهر تهی نیست از می مهرت — هنوز می چکد از چشم آفتاب شراب

وله

فهمید راه رو که ره یار نازک است — آهسته پا گذار همروار نازک است

دارم دلی که خود بخود آزرده می شود — مانند طبع یار چه بسیار نازک است

پژمرده می شود ز نسیم سخن شهید — از گل زیاده لعل لب یار نازک است

وله

کار دنیا همه ناساخته می باید رفت — همچو اشک از نظر انداخته می باید رفت

حسرتی بدتر ازین باز چه خواهد بودن — که ره کوی تو نشناخته می باید رفت

وله

هستی و بخت مرا کلک قضا توام ریخت — بلب یار رسیدیم سیاهی باقیست

نه اشک برخ و نی آه در جگر باقیست — شده است زاد سفر آخر و سفر باقیست

وله

بیهوده دست بر سر خود عمرها زدم — کاری ز من نیامد و دستم ز کار ماند

وله

در خیالش رفته ام از خود خبردارش کنید — بخت من عمریست تا خوابیده بیدارش کنید

وله

از شکست دل صدا بیرون نیاید جز خدا — تا بود ممکن ز خود هرگز دلی را نشکند

وله

حاصل زندگانیم نیست بجز انفعال — همچو حباب میروم کیسه تهی و چشم تر

ششدر۔ عباس حسین خان حیدرآبادی

ششدر تخلص۔ نواب عباس حسین خان نام۔ آپ نواب میر عاشق حسین خان
مرحوم کے فرزند ہین۔ آپ حیدرآباد دکن کے مشاہیر امرا سے ہین۔ نواب مختار الملک
مرحوم کے قرابتدارون مین سے ہین۔ آپ فارسی مین لائق ہین اور عربی مین بہی صرف نحو
سے واقف ہین۔ شعرگوئی مین کامل استاد۔ اور اس فن مین آپکے اکثر شاگرد ہین
آپ کی ذات چشمۂ فیض ہے۔ آپ مولوی حافظ میر شمس الدین فیض المتوفی ۱۲۸۳ہجری
کے شاگرد رشید ہین۔ اور حافظ مشتاق شاگرد میر درد سے بہی استفادہ کیا ہے
آپ صاحب دیوان ہین۔ خوش مزاج و شگفتہ طبع ہین۔ ہمدرد قوم و مہمان نواز
و دوست پرور ہین۔ فی الحال آپکی عمر تخمیناً پچاس برس کی ہوگی۔ بارک اللہ فی عمرہ

من اشعارہ الہندی

طوفان اٹھا ہے خنجر قاتل کی آب کا
چشمہ ابل پڑے نہ کہین آفتاب کا

اغیار بوسۂ شیرین نہ پائین گے
یہ انگبین تو رزق نہوگا ذباب کا

ولہ

اللہ ری وحشتین تری مجنون کی آہ ہری
جو آبلہ ہے آنکھ ہے جنگلی غزال کی

کیا کرسکے گا اُس گل رعنا سے ہمسری
ہے گل کی پاس ایک قبا سرخ شال کی

ولہ

رقم کرتا ہون مین اوصاف گیسوے دوتا تیرے
قلم چٹکی مین رہجاتا ہے مار دو زبان ہوکر

ہما کو جب ہوس ہوتی ہے اُسکے دست بوسی کی
لپٹ جاتا ہے قوس یار سے زاغ کمان ہوکر

ولہ

جامۂ گل پر نہ اتنا بہولنا اے عندلیب
ملگجی اتری ہوئی تن سے قبائے یار ہے

لب پہ لب ہنستا ہے ششدر دختر رز سے مدام
منہ لگانا منع ہے جسکو وہ یہ مردار ہے

بہار درد کو اس غنچۂ دل مین تو مخفی رکھہ	نکہ پہر گل خرابی چہرۂ راز نہان میرا
شہید اوراق ہستی جمع کر جو بہ پریشان ہو	یہ رنگین ہیں سے شاید کہ لعل یار کو پہنچی
تو قانون عمل بابرمت توڑ	کمر طاعت سے خم جنگ ہو جا
شہید اس نفس کافر کیش کو مار	حقیقت کا مظفر جنگ ہو جا

شریف ۔ مرزا شریف کاشانی

شریف تخلص ۔ مرزا شریف نام ۔ کاشانی الاصل ہے ۔ اوائل شباب مین علوم وفنون مین کمال حاصل کرکے فقیری اختیار کی ۔ اور سیاحت کا ارادہ کیا وطن سے نکل کر چند مدت ہرات وسیستان مین رہا ۔ عبداللہ خان اوزبک نے سنہ ہجری مین ہرات کا محاصرہ کیا ۔ اسوقت ہرات سے فرار کرکے ہندمین آیا ۔ گولکنڈہ حیدرآباد دکن مین پہنچا ۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ کی خدمت مین نامبرگرہا ۔ قطب شاہ نے شریف کے لئے منصب عمدہ مقرر کردیاتہا ۔ مدت تک خوشحال فارغ البال رہا آخر سنہ ۱۰۳۰ ہجری مین فوت ہوا ۔ گولکنڈہ مین مدفون ہے ۔

من اشعارہ الفارسی

چون نے زبسکہ سینہ تنگ از فغان پرست	گر تا بروز حشر بنالم ہمان پرست
حاشا کہ شریف در رہ عشق	تا سر نہ نہد زپا نہ نشیند
خزان مباش کہ برگ ہر چمن بریزی	بہار باش کہ شاخ گلے ببار آری

بعقل کعبہ نوردم بعشق دیر نشین
چراغ ہر دو زیکقطرہ خون من سوزد

شوق ۔ غلام محمد حیدرآبادی

شوق تخلص ۔ غلام محمد نام ۔ آپ حیدرآبادی المولد ہین آپکے آباوا جداد کا اصلی وطن ملک یمن تہا یمن سے حیدرآباد مین آئے ۔ اور سرکار عالی کی پایگاہ مین ملازم ہوئے ۔ خانی و بہادری کے خطاب سے ممتاز و سرفراز ہوئے ۔ آپ بہی خاندانی اعزاز کے لحاظ سے مدار المہام سرکار عالی کی عدالت مین ملازم ہین ۔ لائق وہوشیار ہین تخمیناً پینتالیس برس کی عمر ہوگی ۔ شعر و شاعری کے شیفتہ مضامین رنگین و تازہ کے فریفتہ ہین ۔ فارسی و اردو دونون زبان مین کہتے ہین فارسی مین مولوی عبد العلی والا اور اردو مین محمد سلطان عاقل دہلوی المتوفی ۱۳۰۳ ہجری کے شاگرد ہین ۔ خوش مزاج و پسندیدہ سیرت ہین ۔ میانہ قد و گندمی رنگ چیچک رو ہین ۔ اسد تعالی خوش و خرم رکہے ۔

من اشعارہ الفارسی

آئینہ بند قصر تو جلوہ عکس جابجا
من ہمہ تن بحیرتم خانہ چنان مکین چنین

نام تو اے نگار من کندہ شدہ بلوح دل
آفرین بر نوشت من نقش چنان نگین چنین

گفتہ گم شدہ است دل باز زدل نشکایتے
شوق چہ آفت است این ہم حیا یقین چنین

من اشعارہ الہندی

بدر کامل تو ہوا عارض تابان نہوا
ماہ نو گہٹکے ہوا ابروے جانان نہوا

لاکہون فتنے اُٹہے ہنگامہ ہوا صور بہنکا
عرصہ حشر مگر کوچہ جانان نہوا

جلوہ افروز کوئی مہر یہان سے ہوتا
صبح کی طرح مرا چاک گریبان نہوا

شیفتہ۔ محمد کاظم حسین کنتوری

شیفتہ تخلص۔ محمد کاظم حسین نام۔ آپ مولوی خادم حسین مرحوم کنتوری کے فرزند ہین۔ صاحب علم و فضل ہین۔ شعر و سخن کے شیفتہ اور مضامین رنگین کے فریفتہ ہین آپکو ناسخ مرحوم کے خاندان سے تلمذ ہے۔ آپکا کلام صاف و شستہ ہے۔ مضامین کی بندش اور الفاظ کی نشست سے شستگی و پختگی نمایان ہے۔ آپکی ہر ایک شعر سے نزاکت و لطافت عیان ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ آپکا ایک دیوان جو غزلیات عاشقانہ و رباعیات صوفیانہ پر شامل ہے۔ اور دوسرا دیوان قصائد نعتیہ مین ہے ۱۳۰۲ھ ہجری مین ہند سے حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے تھے۔ مدت تک مقیم رہے۔ اب معلوم نہین کہ فی الحال کہان ہین۔ یا یہین سرکار عالی نظام مین کسی خدمت پر مامور ہین۔ جہان ہو اللہ تعالی انکو خوش و خرم رکھے۔

من اشعارہ الہندی

دیوانہ ترا صبح سے ٹکراتا ہے آج
ٹوٹین گئی سیکڑون دیوارین و در آج

ابرو سے کرین قتل وہ ہم آنکھ لڑائین
تلوار پڑی لیے پھرتے ہے مد نظر آج

حسن رخ دلدار پہ یون محو ہوئی ہے
پھرتی نظر آتی نہین آنکھون مین نظر آج

وله

خوشبوئے جان فزا جو تمہارے بدن مین ہے
یہ بو بھلا کہان سمن و نسترن مین ہے

پھولون نہین سماتے ہین غنچے سرور سے
آمد بہار کی جو دوبارہ چمن مین ہے

ہے رنگ روز حشر کا فرقت کی رات مین
غربت کی شام صبح دیار وطن مین ہے

اے شیفتہ نماز ہے واجب کسوف کی
رخسار زلف مین ہے کہ سورج گہن مین ہے

مدراس کے علماء سے کتب درسیہ پڑھین۔ لائق و مستعد ہوئے۔ شعر و شاعری مین شریف مدراس کے شاگرد خوش فکر خوش طبع ہین۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے۔ الفاظ سلیس با محاورہ ہوتے ہین۔

من اشعارہ الہندی

پر دیسے یہہ پیدا ہے کہ میخانہ ہے اُسکا
آبادی مین لگتا نہین رہتا ہمارا دل
اللہ رے اُس شمع شب افروز کی گرمی
پہر کیا ہے مجھے ہجر مین رونیکے سوا کام
آنکھین جو کہلی ہین تو بس مرگ اُسی کی
سینہ کے چمن مین ہین گل داغ شگفتہ

ہر آنکہہ سے ظاہر ہے کہ پیمانہ ہے اُسکا
شاید کہ بیابان جنون خانہ ہے اُسکا
شعلہ کی طرح دیکھئے پروانہ ہے اُسکا
زیبا ہے پس مرگ کفن آب رواں کا
جہر بیسے کفن سر سے اُٹھا کر وہین ڈہانکا
یہان دخل نہین کچہہ خلش خار خزان کا

شادان۔ راجہ راجایان راجہ چندو لعل بہادر

شادان تخلص - چندو لعل نام۔ راجہ راجایان۔ و مہاراجہ بہادر خطاب ہے۔ خود مہاراجہ اپنی کتاب عشرت کدۂ آفاق مین لکھتے ہین کہ میرے آبا و اجداد قوم کہتری مہرہ دارالخلافہ لاہور مین متوطن تہے۔ شاہان متقدمین کے عہد مین خدمات مناسب پر مامور رہے۔ اکبر بادشاہ ہند کے عہد تک ہمارے خاندان سے کوئی بزرگ وطن سے برآمد نہین ہوا۔ جب راجہ تو ڈرمل کتہری تن دن اکبر کے ملازمون مین نوکر ہوئے۔ درجۂ وزارت کو پہنچے۔ پس راجہ مذکور نے وزارت کے زمانہ مین اپنے برادران قوم کو بلایا۔ ہر ایک کو اُسکی حسب لیاقت مناسب خدمت پر مقرر کرایا۔ چونکہ میرے بزرگون ورائے موصوف کے

قامت یار سے کیا سرو چمن کو نسبت | سامنے اُسکے وہ اک گام خراماں نہوا

شکیب - نواب مرزا دہلوی

شکیب تخلص - نواب مرزا نام - آپ دلی کے باشندہ ہین - مدت سے حیدرآباد دکن مین آئے ہین قانون دانی مین ہوشیار و لائق ہین - خوش طبع و شگفتہ جبین ہین - فی الحال آپکی عمر قریب پچاس برس کے ہے - طبیعت مین ذکاوت و فطانت خداداد ہے - شعرگوئی مین اولا منشی محمد کاظم کنتوری کے شاگرد ہوئے ثانیا حکیم نواب نیاز احمد خان ہوش بریلوی کی خدمت مین مشق کرتے رہے - اور کبھی کبھی محمد کاظم حسین شیفتہ سے بھی اصلاح لی ہے - کلام دلچسپ مرغوب ہوتا ہے -

من اشعارہ الہندی

یوسف کی چاہ چھوڑنی ممکن نہیں ذرا یہ
تو خون آرزو ہی کیا ہے رقیب نے
کافی اُسکو سایۂ گیسو ہے آپکا
آتے ہی اُسکے دور ہوا کیون نہ مرض مرا
کیون اپنے پاؤن توڑکے بیٹھے ہوا شکیب

زنجیر عشق کی تھی زلیخا کی پاؤن مین
مہندی لگا کے اُس گل رعنا کے پاؤن مین
زنجیر ڈالئے کا نہ شیدا کے پاؤن مین
پنہان نہ تھی شفا جو مسیحا کے پاؤن مین
خار الم چبھے ہین تمنا کے پاؤن مین

شعلہ - محمد عبد الوہاب خان مدراسی

شعلہ تخلص - محمد عبد الوہاب خان نام - نواب نعمت الملک رئیس مدراسی کے فرزند - اور نواب عظیم جاہ رئیس ارکاٹ کے نواسہ ہین سن شعور کے بعد آپ نے

اسماے فرزندان لچہمی رام مرحوم

راے نانک رام۔ راے نراین داس۔ راے رگہناتہہ داس۔ راے بہوانی داس
راے موہن لعل۔ یہہ تمام لڑکے صاحب استعداد تہے۔ ہر ایک منشی بے نظیر تہا۔ حساب
وکتاب مین فرد فرید۔ اولا سرکار عالی کی عنایت وبندہ پروری سے نانک رام جو تمام
بہائیون مین بزرگ لائق تہا۔ تعلقہ موروثی مذکورہ سے سرفراز ہوا۔ اٹہارہ برس تک
تعلقہ کا کام نہایت دیانت وامانت کے ساتہہ ادا کرتا رہا۔ عیش پسند وعشرت دوست تہا
رات دن عیش وعشرت مین زندگی بسر کرتا تہا۔ فیاض وفراخ دست تہا۔ فقرا پرست تہا
فقرے اہل اسلام واہل اصنام کی خدمت حسن اعتقاد سے بجالاتا تہا۔ براہمہ وگوسائیون
وجوگیون کی زیادہ خدمت کرتا تہا۔ ہنود کے متبرک مقامات یعنے جگناتہہ وبالاجی
وبنارس۔ وبندرابن۔ وپراگ وگیا۔ وغیرہا مین لنگرخانے وسدابرت قائم کررکہے
تہے۔ لنگرخانون وغیرہ کے صرف کیلئے اٹہارہ لاکہہ روپیہ ساہوکارون کے نزدیک
جمع رکہہ دیا تہا۔ جو نفع رقم سے حاصل ہوتا تہا خرچ کئے جاتا تہا۔

صوفی مشرب علم دوست تہا علما وفقرا کی صحبت مین اکثر رہتا تہا۔ تذکرۃ الاولیا ونفحات الانس
سنتا تہا۔ اور پڑہتا تہا۔

مہاراجہ صاحب ترجمہ کی ولادت سنہ ۱۲۷۹ ہجری مین واقع ہوئی۔ اعزہ واقارب نے بہت
خوشی منائی۔ تربیت تعلیم دکن کی آب وہوا مین ہوئی۔ کسی مورخ نے صراحتاً یہہ نہین لکہا
کہ آپکا مسقط الراس مولد ومنشا کس خاص مقام مین ہوا۔ مگر بزرگان سالخوردہ کی زبانی
سینہ بسینہ منقول ہے کہ آپکا مسقط الراس دارالسرور برہانپور ہے۔ اور آپکی نشو ونما بہی
بلدہ مذکور مین ہوئی آپکے والد ماجد مدت تک برہانپور مین تہے۔ پہر نانک رام کے تعلقداری

درمیان علاوہ قومی تعلق قرابت سببی کا سلسلہ قائم تھا۔ بناءً علیہ راجہ صاحب نے میرے
بزرگان سلف کو اپنے پاس بلایا۔ اور خدمات لائقہ پر مقرر فرمایا۔ تمام بزرگان سلف نسلاً
بعد نسل دہلی میں محمد شاہی زمانہ تک آرام سے زندگی بسر کرتے رہے۔ جب حضرت نواب
فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ بہادر عازم دکن ہوئے۔ اُسوقت میرے جد اعلیٰ مول چند
نے ایک معروضہ پیش کیا۔ اور اُسمیں حضور کے ہمرکاب ہونیکی درخواست کی۔ نواب
مغفرت مآب نے درخواست منظور کی۔ پس میرے جد اعلیٰ حضور کے ہمراہ روانہ ہوئے انتہی کلامہ
مولف فقیر کو ہمراہی کی درخواست کی اصل کیفیت بجز نقل مہاراجہ صاحب ترجمہ کسی تاریخ
آصفیہ سے معلوم نہیں ہوئی۔ عجب نہیں کہ یہہ روایت مہاراجہ بہادر کو سینہ بسینہ پہنچی ہوگی
حضور کے دکن میں کامیابی و فیروزی کے بعد آپکے جد اعلیٰ کو حیدرآباد کی کروڑگیری کی
خدمت پر مقرر فرمایا۔ تا بہ زندگی تعلقداری کروڑگیری پر مامور رہے۔ جد اعلیٰ کے
فوت ہوتے ہی مہاراجہ کے دادا لچھمی رام بن مول چند کو تعلقہ کروڑگیری موروثی پر مقرر فرمایا
پھر مہاراجہ کے جد نواب ناصر جنگ شہید کے ہمراہ سفر و حضر میں رہے۔ اور امیر الممالک
نواب صلابت جنگ کے عہد میں ہی بدستور موروثی خدمت کروڑگیری پر آگئے۔ آپکے
جد بزرگوار اپنے والد مرحوم کی طرح خدمت مفوضہ کا کام امانت و دیانت کے ساتھ ادا کرتے
رہے۔ آخر آصفجاہ ثانی کے عہد میں بسبب ناواقفیت دیوان نوکری ترک کر کے گوشہ نشین
ہوگئے تھے۔ چند مدت بیکاری گوشہ نشینی میں بسر کئے۔ جب رکن الدولہ بہادر دیوانی کی
خدمت پر معین ہوئے۔ تب راجہ صاحب کے جد بزرگوار کو بذریعہ شمشیر جنگ بہادر خدمت موروثی
پر بحال و برقرار فرمایا۔ پھر آپکے جد بزرگوار چند ہی ایام کے بعد فوت ہوئے۔ مرحوم کے
باقیات الصالحات پانچ فرزند مندرجہ ذیل تھے۔

آپ ہی کے نام پر رہی۔ نیا بتا آپکے برادر حقیقی راجہ گوبند بخش کروڑگیری کا کام انجام
دینے لگے۔ آپنے ممالک محروسہ کا انتظام عمدہ طرح سے کیا۔ اکثر باغیان سرکش کو
خوب سزائے واجب دیکے دائرہ اطاعت مین انکے حلقہ بگوش بنایا۔ اور ملک کو سرکشون
کے ہنگامہ فساد سے پاک صاف کیا۔ رعایا کو بلا کی کے دلدل سے کنارہ عاقبت پر
پہنچایا۔ اُسی زمانہ مین قحط سالی کے آثار نمایان تھے۔ غلہ کی قلت تھی آپنے فراہمی غلہ
مین بے انتہا کوشش و جانکاہی کی بیحد غلہ جمع کردیا۔ آپ کی اس کوشش و عرق ریزی
سے حضور اعلیٰ مع النور بہت خوش ہوئے۔ ہر وقت بیحد نوازش و تلطف شاہانہ سے
سرفراز و ممتاز فرمانے لگے۔ بعد ازین ۱۷ تاریخ ماہ ربیع الثانی ۱۲۱۸ھ ہجری مین حضرت
غفرانمآب آصفجاہ ثانی بہشت برین روانہ ہوئے۔ حضور سکندر جاہ نظام الملک
آصفجاہ ثالث تخت نشین ہوئے۔ اور اسطوجاہ مدارالمہام۔ ایک سال نہین گذرا کہ تاریخ
۲۸ ماہ محرم ۱۲۱۹ھ ہجری مین عالم بقا کو روانہ ہوئے۔ راجہ اندر بہادر جو مدارالمہام کے پیشدست
تھے انتظام کرنے لگے۔ مگر اس بارگران کے متحمل نہین ہو سکتے تھے۔ گورنر جنرل بہادر کی
سفارش سے ۱۲۱۹ھ ہجری مین میر عالم بہادر خلعت مدارالمہامی سے سرفراز ہوئے۔ اور مہاراجہ
بہادر صاحب ترجمہ حسب سفارش صاحب عالیشان سدنم صاحب رزیڈنٹ بہادر خدمت
پیشکاری پر مامور ہوئے۔ اور میر عالم کے انتقال کے بعد ۱۲۲۳ھ ہجری مین منیر الملک بہادر
داماد میر عالم عہدہ وزارت سے سرفراز ہوئے۔ منیر الملک بہادر اگرچہ دیوان تھے
لیکن ملکی و مالی مہمات کے مختار کل مہاراجہ بہادر صاحب ترجمہ تھے۔ ۱۲۳۵ھ ہجری مین
سکندر جاہ بہادر کے عہد مبارک مین آپکو مہاراجہ بہادر خطاب ملا۔ اور ۱۲۳۷ھ ہجری مین
ہفت ہزاری منصب ہفت ہزار سوار و پیادہ و نوبت۔ و گھڑیال و جواہر گران بہا

کروڑگیری کے زمانہ مین بلدہ حیدرآباد مین آئے ۔ چند سال کے بعد ١١٨٩ھ ہجری مین فوت ہوئے ۔ تم النقل ۔

مہاراجہ بہادر عشرت کدۂ آفاق مین لکھتے ہین جب میرے والد ماجد نے دنیائے فانی سے عالم بقا رحلت کی اسوقت میری عمر دہ سالہ تھی ۔ ہماری تربیت و تعلیم کے سرپرست عم بزرگ نانک رام ہوئے ۔ اور ہمارے حال پر نہایت محبت و الفت رکھتے تھے ۔ پدرانہ ہمارے ناز اٹھاتے تھے ۔ ہم کو ایسے آرام و عیش سے رکھا کہ ہم باپ بھول گئے ۔ ہم چچا ہی کو باپ سمجھتے تھے ۔ انتہی کلامہ ۔ آپ کی طبیعت فطرۃً چست و چالاک تھی ۔ ابتدا ہی سے ہونہار معلوم ہوتے تھے ۔ عم بزرگ کی تربیت و تعلیم سے عین عالم شباب مین فارغ التحصیل ہوئے تحریر و تقریر و حساب و کتاب مین لائق مانے گئے ۔ اور آپ فارسی مین منشی بے مثل تھے ۔ نثر و نظم کے لکھنے مین قوت مستحضرہ رکھتے تھے ۔ عم بزرگ کی توجہ سے ملکی انتظامات کی مشق خوب حاصل کی تھی ۔ آپکو انتظام امور کا عمدہ سلیقہ و بہتر ملکہ ہوگیا تھا ۔ چچا کی زندگی مین کروڑگیری کے محکمہ مین کسیقدر کارآموزی کرتے تھے ۔ یا کوئی صیغہ مین مختارانہ کام کرتے تھے جب آپ عم بزرگ کے فوت ہونیکے بعد اُن کے تخت جگہ لکھپت رائے ۔ بجائے پدر کروڑگیری کی خدمت موروثی پر مامور ہوئے ۔ دو برس کروڑگیری کا کام انجام دینکے فوت ہوئے بعد نواب عقیدالدولہ شمشیر جنگ بہادر ناظم بلدہ حیدرآباد کی سفارش سے مہاراجہ بہادر صاحب جمہ خدمت موروثی کروڑگیری پر مقرر ہوئے ۔ آپ کا مدۂ مفوضہ ایک زمانہ دراز تک عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے ۔ بسنہ ١٢١٢ ہجری مین ارسطو جاہ کی توجہ و سفارش سے راجہ بہادر خطاب سے مخاطب ہوئے ۔ اور ممالک مفوضہ کرڑپہ و سدہوت و قلعہ گنجی کوٹہ کے انتظام کے لئے مع جمعیت سوارانِ و تجمل شایان ادھر بھیجے گئے ۔ اور خدمت کروڑگیری بھی

سخاوت و قدردانی علم و ہنر نے برامکہ و اکاسرہ کے نام کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ جو کوئی مسافر نابلد و غریب نا آشنا شہر میں وارد ہوتا تھا۔ تو آپ کے چشمۂ فیض سے سیراب و معدن جود سے کامیاب ہو کے جاتا تھا۔ آپ علم و ہنر کے نقاد تھے۔ ہر ایک کے کمال کو عقل کے ترازو میں تول کے امتحان کی کسوٹی پر خوب پرکھتے تھے۔ اور ہر ایک کے کمال کی داد دیتے تھے۔ حسب لیاقت انعام و صلہ یا ماہوار وظیفہ سے سرفراز فرماتے تھے۔ آپ کے دربار میں پہنچا کیا تھا گویا اقبال کے درجہ پر عروج کرتا تھا۔ جو دربار میں باریاب ہوا فوراً کامیاب ہوا۔ کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ باریاب شدہ محروم رہا ہو۔ اسیطرح ہمارے ظل اللہ حضور افضل الدولہ مرحوم کی باریابی بھی قطعی کامیابی تھی۔ مرحوم نے مقرر کر دیا تھا۔ جو باریاب ہوا اور اس سے تکلم کیا جائے تو اس باریافتہ کو ہزار روپیہ صلہ دیا جائے۔ تا بزندگی یہی طریقہ جاری رہا۔ باقی ظل اللہ مرحوم کے پورے حالات فقیر مولف نے محبوب الوطن تذکرۂ سلاطین دکن کے تیسرے حصہ میں مفصل لکھے ہیں۔ ابھی یہ حصہ طبع نہیں ہوا ہے۔ زیر تجویز طبع ہے۔ انشاء اللہ تعالی بشرط زندگی زمانہ قریب میں جلوہ نما ہوگا۔

نقل بابت کرم وجود مہاراجہ

فقیر مولف نے پیران سن رسیدہ و سالخوردہ کی زبانی سنا کہ ایکوقت راجہ صاحب کے ملازم خادم نے یہہ مصرع پڑہا ع ترا دیدہ و حاتم را شنیدہ ۔ فوراً خادم کو ایک لاکھہ روپیہ عنایت کیا۔ بعض نے روایت کی کہ لاکھہ سے کم دیا تھا۔ ثانی قول صحیح معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ منقول ہے کہ اکثر وہ مہاراجہ عالم خوشی و سرور میں فرمایا کرتے تھے۔ کہ مجھے دنیا میں ایک آرزو باقی رہگئی۔ اگر وہ بر آتی تو میں خدا کا شکر بجا لاتا۔ مقربین نے

وجاگیر سے سرفرازی حاصل ہوئی۔ اور ۱۲۴۵ھ ہجری مین ناصر الدولہ بہادر کے عہد مین راجایان راجہ مہاراجہ راجہ چندولعل بہادر خطاب سے سربلند ہوئے۔ حضرت غفران منزل ناصر الدولہ بہادر آپکے حال پر بہت ہی نظر مرحمت مبذول فرماتے تھے۔ اکثر تقریبات مین خود راجہ صاحب کے مکان پر رونق افزا ہوتے تھے۔ راجہ صاحب کو اس ریاست مین ایسا اقتدار و اختیار حاصل تھا کہ مقدمات مالی و ملکی و فوجداری خود ہی فیصل کر دیتے تھے۔ کوتوالی و عدالت کی پروا نہین فرماتے تھے۔ جسکو چاہتے تھے صاحب جاہ و حشمت و ذی نقارہ و نوبت و جاگیردار کر دیتے تہے۔ حیدرآباد مین قوم عرب و افاغنہ و مہدویہ و سکھان نانک شاہیہ کا عروج آپ ہی کی توجہ و عنایت سے تہا۔

آپ سخی المزاج تھے۔ روز ازل مین قضا و قدرت آپکا خمیر جود و کرم کے مادہ سے بنایا تہا۔ آپنے لاکھون روپیہ بلکہ کرڑون روپیہ فقرا و علما و مشائخ و براہمہ و صاحبان علم و ہنر و غیرہم پر تقسیم کر دیا۔ آپکا معمول تہا علاوہ بذل کرم روزانہ فقرا و مساکین کو نقد دو ڈہائی ہزار روپیہ۔ اور چند پلے غلہ بہی تقسیم فرماتے تھے۔ اور خاص ہر دوشنبہ کو خود تین ہزار روپیہ تقسیم فرماتے تھے۔ واقع مین یہہ سخاوت و بخشش ہماری سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ ہی کی تہی۔ اسلئے کہ اگر حضور مہاراجہ کو ایسا اقتدار و اختیار نہ دیتے تو آپ بذل و جود کا وجود عالم شہود مین جلوہ افروز نہ ہوتا۔ مہاراجہ کیا کرتے محدود آمدنی مین حد سے باہر قدم نہین رکہہ سکتے۔ اور غفران منزل لاکھون روپیہ کے جواہر وقتاً فوقتاً عنایت فرماتے تہے۔ مہاراجہ جواہر بے بہا و آمدنی جاگیرات و نذرانہ و پیشکشہا کو بہی فقرا و مساکین کے حوالہ کر دیتے تہے۔ ذخیرہ و گنجینہ نہین فرماتے تہے۔ سخاوت و کرم کی بدولت آپنے ایسی نیکنامی و شہرت پائی کہ تمام دنیا مین مشہور ہو گئے۔ اور آپکی شہرت

منجمین سے ستارون کی گردش اور اُن کے آثار نحس و سعد کی بابت گفتگو فرماتے تھے
جس فن کا ماہر ہوتا تھا اُس سے اُسی فن کے متعلقات مین بحث و تلاش کرتے تھے
اسی بحث و تکرار اور باہمی اقرار و انکار مین دو ڈہائی ساعت گذر جاتی تہین۔ آخر جلسہ
برخاست کرکے دولتخانہ مین رونق افزا ہوتے تھے۔ اور بستر خواب پر لیٹ جاتے تھے
اور صبح اول ہی وقت بیدار ہوکے بدستور قدیم ورد و ظائف سے فارغ ہوکے امور ملکی
کے انتظام مین مشغول ہوتے تھے۔

آپ کے فرزند بالا پر شادکی شادی کا ذکر

۱۲۲۷ہجری مین آپنے اپنے لخت جگر کی شادی کی تیاری کی۔ شادی کی تیاری مین
زر و جواہر۔ دینار و درم بیشمار خرچ کئے۔ شادی مین قسم قسم کے تکلف ہوئے۔ امرا و وزرا
ریاست و خاص و عام مملکت کو جوڑے و توڑے تقسیم کیے گئے۔ تمام شہر آرائش و زیبائش
سے رشک ارم ہو گیا تھا۔ روشنی و آتشبازی کا وہ رنگ تھا کہ تمام شہر کے کوچہ و بازار
نمونۂ گلزار ہو رہے تھے۔

تشریف آوری حضور ناصر الدولہ بہادر بمکان مہاراجہ بہادر بتقریب شادی

آپ کے فرزند کی شادی مین اعلیحضرت مع محلات مجلس نشاط مین رونق افزا ہوئے
محلات مین کمخواب و طلس کا فرش بچھایا گیا تھا۔ جب حضور دولتخانہ مین تشریف لائے
مہاراجہ نے چند کشتیان جواہر و اشرفی سے بھری ہوئین اور متعدد کمخواب و طلس کے
طاقے نذر گذرانے۔ حضور نے نہایت خوشی سے منظور فرمایا۔ مجلس نشاط مین دیر تک
نشست رہی۔ لولیان حور وش و پریزادان دلکش کا رقص و سرود و نوائے نغمہ و رود کو دیکھا

دریافت کیا وہ آرزو کیا ہے۔ آپنے فرمایا۔ وہ یہہ ہے کہ مین چاہتا تہا کوئی سائل مجہہ سے ایک لاکہہ روپیہ طلب کرتا تو مین اُسکو دیتا۔ اور دلی آرزو بر کامیاب ہوتا

آپ کی شعروشاعری

آپ علم دوست تہے۔ اور شعروشاعری کے میدان مین سبقت کرچکے تہے۔ شعرا وعلما کی بڑی قدر کرتے تہے۔ آپکے عہد مین ایران وہندوسندہ کے اکثر شعرا آپکے دربار مین مجتمع تہے۔ تمام شعرا ماہوار وظیفہ معقول پاتے تہے۔ شعرا کی ماہوارین معتدبہ ہوتی تہین کسی کی ہزار۔ کسی کی پانسو و دوسو و سو ہوتی تہی۔ یعنے ہزار سے زائد و سو سے کم نہین ہوتی۔ آپکے دربار مین تین سو شعرا سے زائد تہے۔ آپ مشاعرہ نصف شب کے بعد فرماتے تہے۔ آپ شعر فہم و سخن سنج کامل تہے۔ آپکا کلام نہایت سنجیدہ و مضامین شگفتہ و معانی پسندیدہ کا ذخیرہ ہے۔ آپ کی ذات مجمع کمالات تہی آپ صاحب دیوان ہین آپکے تین دیوان ایک فارسی اور دو اردو ہین۔ اردو دیوان مطبوع ہوچکے ہین۔ آپ کو ہر ایک علم و فن سے دلچسپی تہی۔ آپ علما کی مجالست مین علم و فضل کا ذکر فرماتے تہے۔ اور علما سے متفرق مسائل تحقیق کرتے تہے۔ اور صوفیان کرام سے وحدت طریقت کے مسائل مین بحث و تکرار فرماتے تہے کبہی ولیاء عظام کے خرق عادت و کرامت کی بابت سوال فرماتے تہے۔ شعرا سے قافیہ و ردیف اور شعر کی خوبی و لطف و رمحاورہ و استعارہ کا تذکرہ۔ اور شعرائے متقدمین کے حالات کا چرچا ہوتا تہا۔ اور سماع کے وقت راگ و نغمہ و رود و زمزمہ کا دور چلتا تہا۔

مورخین سے بزرگان سلف و خلف کے حالات و واقعات سنتے تہے۔ اسلاف کے نمایان کامون سے سبق لیتے تہے۔ اور اُن کے ظلم و ستم کے مضامین سے عبرت کرتے تہے۔ اور

دیوانی تھی۔ آپ کو تالیف کا شوق تھا۔ آپ کی تالیف سے ایک کتاب مسمی عشرت کدہ آفاق ہے آپنے کتاب مین اپنے خاندان و ملازمت کا حال لکھا ہے۔ اور چند حکایتین مختلف المضامین بطور پند و نصائح لکھے ہین۔ اور ہر ایک حکایت کے آخر ایک شعر لکھے ہین جس سے حکایت کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ کتاب مطبوع ہو چکی ہے۔

فقیر مولف نے آپکے حالات کتاب مذکور و دیگر تذکرون و تواریخ سے لکھے ہین۔

آپکے دربار مین مشاہیر شعرا مندرجہ ذیل تھے

شیخ حفیظ دہلوی۔ مولوی ابوتراب مولوی محمد حسین۔ و مولوی غلام حسین۔ و ملا محمد فائض و حاجی محمد علی ساغر و میرزا محمد طاہر تیری۔ و حسین علیخان ایما۔ و حافظ تاج الدین مشتاق۔ و ذوالفقار علیخان صفا و میر عنایت علی و خواجہ ہمت علیخان ہمت و میرزا عابد بیگ خان ظہور۔ و غلام ضامن اکرم۔ و میر مفتون وغیرہم تھے۔ گلزار معاصرین مین راجہ بالا پرشاد مخاطب بہ دہراج بن مہاراجہ نے اکثر شعرائے مشاہیر کا تذکرہ لکھا ہے۔ چونکہ فقیر مولف ہر ایک شاعر کا حال کلام انتخاب کردہ مین گزارش کرتا ہے لہذا یہان اسما پر اکتفا کیا۔

مہاراجہ بہادر کی تقسیم اوقات مرتبہ ۱۲۳۴ھ ہجری

قریب چار بجے خواب راحت سے بیدار ہوکے عبادت الٰہی تا طلوع آفتاب	عبادت سے فارغ ہونیکے بعد فقرا کو طعام و دام تقسیم فرماتے تھے۔
خیرات سے فارغ ہوکے دربار مین حاضر ہوتے تھے۔	دربار سے مراجعت کرکے ملکی انتظام مین مشغول ہوتے تھے اسیوقت امرا وسپاہ کا سلام و مجرا بھی ہوتا تھا۔

وشنا۔ پھر خوان نعمت برآئے۔ اقسام اقسام کے کھانے وطرح طرح کے حلوے ومیوے
ترتیب وحسن اسلوب سے چنے ہوئے تھے۔ نوش وتناول فرماکے مبارکبادی خوشی کا اظہار
فرمایا۔ چند جواہر وخلعتہائے زرین مرحمت کئے۔ مہاراجہ بہادر نیازمندانہ آداب وتسلیم
بجالائے۔ پھر حضور مع الخیر دولتخانۂ شاہی پر مراجعت کرکے آئے۔ مہاراجہ نے تشریف
آوری کی خوشی میں بہت سا روپیہ ودینار ودرم غربا وفقرا کو دئے۔ اور مہاراجہ نے امرا وعمرا کو
بھی جوڑے دئے۔ اور شعرا کو صلات وانعامات وتحائف نوا وعطا کئے۔ شعرا نے
قصائد تہنیت میں پیش کئے بطوالت کی وجہ سے قلم انداز کیا

آپ کے زمانہ کی عمارتیں

آپکے متعدد مکانات تعمیر ہوئے۔ منجملہ ان کے جدید [illegible] متعدد [illegible]
وبہجت محل وغیرہ مکانات قابل بیان ہیں اگرچہ مکانات پرانی زمانہ کے عمارت کا عالم
شباب نہیں ہے لیکن اب بھی خوبی وخوشنمائی سے خالی نہیں ہیں۔ نئی بنائی کی عمارت
سے بہتر معلوم ہوتی ہیں۔ سنہ ۱۲۔۔ ہجری میں منیر الملک کے بعد ان کے فرزند سراج الملک
دیوان ہوئے۔ پھر سنہ ۔۔ ہجری میں کوئی بات واقع ہوئی کہ مہاراجہ بہادر خدمت
مفوضہ سے مستعفی ہوئے۔ آپکا استعفا حضور میں پیش کیا گیا۔ نواب ناصر الدولہ بہادر نے
استعفا منظور فرمایا اور آپکے لئے تیس ہزار روپیہ ماہانہ وظیفہ مقرر کیا۔ اور راجہ رام بخش
بن راجہ گوبند بخش ۱۱ شعبان سنہ ۱۲۶۰ ہجری روز یکشنبہ خدمت پیشکاری سے سرفراز ہوئے
آخر مہاراجہ بہادر نے ۷ تاریخ ربیع الثانی سنہ ۱۲۶۱ ہجری روز سہ شنبہ بعمر ۸۲ سالہ
بقول بعض ۷۸ سالہ اس دار فانی سے بعالم بقا روانہ ہوئے۔ مہاراجہ بہادر پیشکاری
عہدہ کو کم وبیش پچاس برس تک عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔ دکن کی پیشکاری بمنزلہ

عہدمین مرہٹے پامال ہوئے۔ اور برار رگھوجی بہونسلہ سے لیا گیا۔ پنڈہارونکا فتنہ دور کیا گیا
آپ ہمیشہ اسبات کی کوشش کرتے رہے کہ سرکار انگریزی و سرکار عالی نظام مین باہم
اتحاد و محبت کا سلسلہ قائم و مستحکم رہے اور حکام انگریزی و اہل دکن نے آپکو لائق تحسین
مانا انتہی کلامہ۔ واقعی مہاراجہ بہادر کی تعریف جسقدر کیجائے کم ہے۔ مہاراجہ کی
ذات جامع الصفات تھی اعظم الصفات یہہ تھی کہ سخی المزاج و فراخ دست تھے
آپکی داد و دہش سے فقرا مالا مال تھے۔ اسی صفت کی وجہ سے مہاراجہ بہادر کو مقبولیت
عامہ حاصل ہوئی۔ بعض حکما نے اس صفت مین مبالغتاً کہا ہے۔ کہ یہہ صفت انسان
کے لئے ستار العیوب و غفار الذنوب ہے۔ اب مین آپکے دیوان فارسی و ہندی سے
اشعار بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔ آپکے دونون دیوان مطبوع ہو چکے ہین۔

من اشعاره الفارسی

زچون بیدادگرے داد بود پیشۂ ما
کہ پئی دفع ستم کار کند تیشۂ ما

بسکہ در ناز و نعیم جان و دلم پرورست
تاب ہر رنگ بلا ردکہ برد شیشۂ ما

ماکہ در ذکر تو باشیم ہمین می خواہیم
غیر یادت نبود در اندیشۂ ما

قول سعدی است کہ در بیشہ گمان خالی
نبری شیر بود خفتہ درین بیشۂ ما

شکر شادان بسجہ عنوان بقلم نظم کند
دائم از لطف تو مملو ہست رگ و ریشۂ ما

وله

در کوئے تو یکدم گذر فتد مارا
بزیر پائے گزارم حصول دنیا را

تمام دولت دنیا نثار وے سازم
اگر بدام من آرد غزال رعنا را

شبے ز لطف ہم آغوشم ار شود دلبر
شب برات نمایم تمام صحرا را

زعشق و ولولہ دارم بپائے می پویم
کہ کے بدست آرم وصال لیلی را

قیلولہ ایک گھنٹہ فرماتے تھے	قیلولہ سے فارغ ہوکے نماز مغرب تک حاجتمندان خاص و عام کی حاجت روائی فرماتے تھے ۔
شام کیوقت ورد و ظائف پڑھ کے نصف شب تک سرکاری امور مین مصروف رہتے تھے ۔	نصف شب سے آخر شب تک مشاعرہ و مذاکرہ علوم و فنون و حل عقد مسائل مشکلہ ۔ و سماع و سرود

آخر شب سے صبح کاذب تک آرام فرماتے تھے ۔

سر ہنری رسل صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد جو ۱۲۲۴ سنہ سے ۱۲۳۳ سنہ تک شہر مین تھے

سر ہنری رسل صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد دکن نے اپنے سکونت کے زمانہ (سنہ ۱۲۲۴ سے سنہ ۱۲۳۳ ہجری تک) مین مہاراجہ کی لائف لکھی ہے ۔ فقیر اس سے مختصراً گزارش کرتا ہے **ھو ھذہ**

صاحب بہادر لکھتے ہین کہ مہاراجہ اعلی درجہ کے تعلیم یافتہ تھے ۔ ذہین و فہیم تھے نہایت ہی مستعد و تجربہ کار و ہوشیار تھے ۔ سرکاری کام مین بہت چالاک تھے ۔ محنتی و جفاکش تھے ۔ ہر ایک کام کو بذات خود انجام دیتے تھے ۔ صبح سے بارہ بجے رات تک مہمات سلطنت کے انتظام مین مصروف رہتے تھے ۔ بارہ بجے رات کو مہمات سے فارغ ہوکے شعرا و علما کے ساتھہ مشاعرہ و مذاکرہ فرماتے تھے ۔ شعرا اشعار شیرین ، علما مضامین رنگین سناتے تھے آپ رغبت سے سنتے تھے ہر ایک کی داد دیتے تھے ۔ اسی گفتگو مین دو ڈہائی بج جاتے تھے پھر آپ جلسہ برخاست کرکے خوابگاہ مین آرام فرماتے تھے ۔ آپ سرکارین یعنے سرکار عالی نظام و سرکار انگلشیہ کے خیرخواہ تھے ۔ اور سچے وفادار آپنے ملکی انتظامات مین اپنے عمر کا بڑا حصہ یعنے تیس برس صرف کئے ۔ آپ ہی کے زمانہ مین اہم مہمات کا تصفیہ ہوا ۔ مثلاً آپ ہی کے

موسم بهار است مرا میل بها — دل درین وقت خیال می مینا می کرد

فصل نو رهبر شود پا که بهر سو نهم — شکر بجا آورم گوهر دل را نثار

وے که شادان بنواز غیب بشارت آمد — فی الحقیقت کرمش بود که یما می کرد

وله

دستم که زیر سر بگردن یار — درچشم رقیب می خلد خار

پروانه که گرد شمع گردد — جانم شده مبتلاے دلدار

وله

دانی چه گویم من ترا بیجان جانان در بغل — باشی بعالم هر برم چون پاسبانان در بغل

قربان احسانت شوم کی می توانم شکر تو — شاید برآن دارم عیان صدگونه احسان در بغل

وله

بیا در محفل ای جانان که در پایت سر اندازیم — اگر آئی پی جلوه براهت گوهر اندازیم

مکان لامکانی را بجز دل جا کجا آرم — ندا از غیب می آید که اینجا لنگر اندازیم

وله

آن ماه شد میسر و سینه بهار هم — ساقی پیاله آر و می غمگسار هم

دل را فزاینست چو سیماب روز و شب — یارب پیاله ده بمن و گلعذار هم

وله

سر من زیر پایت اوفتاده — دلم در ظل رایت ایستاده

زبان را کے بود یارائے وصفت — نگوشادان زباده برز باده

وله

من نخواهم که تو با یاد من از یاد روی — بردلم جور روا داری و آزاد روی

ولو از شوق تو از جاده برون می آرد — نگهے دار تو ایجاد تو بجا دروی

من اشعاره الهندی

بنده هون دل و جان سی مین اپنے صنم کا — سایه هے مرے سر په تو اسکے هی قدم کا

خورشید مین هے نور تری مهر و عطا سے — وه جو هے هر ذره جو خورشید سے چمکا

شاہان هون اسی واسطے مین صبح تا شام — بندے کو بهروسه هے ترے فضل و کرم کا

زلطف دولت جاوید عمر شادان | کجا خیال که نامه برم مسیحا را

وله

قاصد مپرس تا کجا می فرستمت | در کوی یار بهر دعا می فرستمت

ابرست و سبزه زار درین موسم بهار | ای یار گلعذار قبا می فرستمت

من شرح راز عشق چگونه بیان کنم | ای پیک خوشخرام پیامی فرستمت

دست تو نازک است و دلم جوش میزند | بهر نگار دست حنا می فرستمت

وله

چو بهر دلربودن راه خود سوی وطن گیرد | مشام عالمی از زلف و بوی ختن گیرد

بزلف تو گرفتارم نمی خواهم رها گشتن | رقیبم را بگو بس باش که خود راه من گیرد

زلطف بی نهایت آنقدر مسرور شادانم | هوس از فرحت من خاطر شاد زمن گیرد

وله

آنانکه راه دوست بما آشنا کنند | صد لطف و صد کرامت احسان بما کنند

در راه دوست جان و دل خود فدا کنند | آنها ز فخر خاک نشین تو توتیا کنند

سیر چمن نمودم چون غنچه گل شدم | هر برگ بهر دست تو رنگ حنا کنند

شادان بدان شاد بود در ثنای او | امیدوار آنکه مرادم عطا کنند

وله

در چمن دست حریفانه که سنبل زد و برد | هوس مینا ز ظریفان سه قلقل زد و برد

این نسیم از چمن رفت بمن کرد گذر | نکهت چمن چاک مست ز گل بود و برد

وله

دلبرم دارم زهی صنوبر | زانرو جانم گداز دارد

دارم ترددم خط نما می | دانی که دل آرایانه دارد

وله

صنمی اگر بیاید بهار خواهی آمد | قدمت اگر بیاید زدستم خواهی آمد

نه قرار با تو باشد نه شکیب بی تو گیرم | اگر آتش نمانی بچکار خواهی آمد

وله

قطره دریاست ولی دور افتاده است | همچو گرداب تمنا پی دریا می گردد

ہے کام یہان عاشق صادق کا وگرنہ
اٹھتا ہے کسی سے یہہ بہلا بار محبت

ولہ

کرتا ہے کوئی خیر تو ایمان کے باعث
ایمان ملا اسکو یہ قرآن کی باعث
ایمان دیا جان بہی ہی کیون نہون ممنون
انسان ہوے ہم ترے احسان کے باعث

ولہ

اگر ہو دیدۂ بینا تو ہر طرف دیکہے
اسی کا نور چمکتا ہے بحر و بر مین آج
یہان عاشق و معشوق کہہ گیا شادان
پڑا ہے رشتۂ محبت کا جون گہر مین آج

ولہ

دل کو فرصت ہو رنج و غم سے آج
یہ خوشی ہے ملے وہ ہم سے آج
کر رہا ہے جو بات ہم سے آج
دل ہے خوش اسکے اس کرم سے آج
باغبان خود لٹا رہا ہے دیکہہ
بہر رہے جہولی کو تو تم سے آج

ولہ

جامۂ یار کو کیا جامۂ گل سمجہا ہے
خار کی طرح سے دامن دلدار نہ کہینچ
ہے یہی بات نصیحت کی اگر گوش کرے
رنج تو کہینچ مگر منت اغیار نہ کہینچ

ولہ

جگا دیتی ہے یکسر غافلون کو
بڑا احسان کرتی ہے مگر صبح
تہ دل سے ہو تو صرف مناجات
دعا ہوتی ہے اکثر با اثر صبح

ولہ

کہا ہے مرشد کامل نے گوش دل مین مرے
تو ڈہونڈتا ہے کہان سن مگر مین ہے وہ شوخ
بغل مین بچہ ہے اور شہر مین ڈہنڈورا ہے
نہ ڈہونڈ اسکو کہ تیرے ہی بر مین ہے وہ شوخ

ولہ

اے مرے بادشاہ اسکندر
تیری دولت سدا رہے آباد
کیون نہ مداح ہو ترا دل سے
کہ بدولت تری ہے شادان شاد
اس نے بہیجا ہے مجکو اب کاغذ
لطف سے اپنے بے طلب کاغذ
دلکو جب تک نہ کچہہ علاقہ ہو
کوئی لکہتا ہے بے سبب کاغذ

ولہ

یا الٰہی یہ عاشادان کی ہے شام و سحر
شاہ اسکندر رہے آباد تا دور قمر

جب غنچے نے سر اپنا گریبان سے نکالا
صانع نے خطِ لب جو زمرد سا کیا سبز
صوفی کو عطا جس نے کیا مذہب صافی
چہرہ اسکا کیا کہون مین ہے وہ شعلہ نور کا
نور تہا یا شعلہ تہا یا برق یا خورشید تہا
صبح کو جو کچہہ وہ کہتا تہا سراسر لاف تہا
ہر کسی کو کسطرح معلوم ہو کہو تا کہرا
حسن قامت کا بیان ہو کہ نزاکت اسکی
نہین دیکہا ہے کہین او نہ سنا ہے ہم نے
آفرین اسکو محبت کی جس سے ہوئی
یاد اللہ کی کرتا ہے جہان مین شادان
آتا ہے کس ادا سے بت نازنین مرا
اے دوستو مین کیا کہون کسکی تلاش ہے
مثال ماہ پردے سے اگر دلدار ہو پیدا
اگر غواص ساحل پر رہے تو ہاتہہ کیا آئے
سخن کی منزلت وہ ہے ملے ہی مرتبہ جس سے
کہتے ہین کرے ہے ذکر دل سے
ہوتا ہے سرور سو طرح کا
شادان تو سنا یار کو اک مطلع رنگین

ولہ بلبل نے قدم پہر نہ گلستان سے نکالا
کیا رنگ نیا لعل بدخشان سے نکالا
نخوت کو اسی نے سر زہدان سے نکالا
ولہ مین تو ہون عاشق اسی معشوق رشک حور کا
کچہہ تو اے موسی کہو کیا تہا وہ جلوہ طور کا
ولہ کیون نہ آیا رات کو کر لین ہم صاف تہا
جس نے پرکہا نقرہ خالص کو وہ صراف تہا
ولہ ہے گلستان مین بہلا سرو خرامان ایسا
کیون نہ حیران رہین دیکہہ کے جانان ایسا
ولہ کیا پسندیدہ زمانے مین یہ اسلوب ہوا
صوفیون مین وہ اسیواسطے محبوب ہوا
ولہ کرتا ہے مہر و ماہ کو خجل مہ جبین مرا
مین ڈہونڈتا ہون یار ملے یان کہین مرا
ولہ زمین و آسمان سے روشنی اکبار ہو پیدا
ہزارون کہائے غوطے جب در تنہا ہوا پیدا
ولہ مزہ جو کچہہ تہا اے شادان وہ مین نے در سخن پایا
ولہ ہر برگ درخت پر ملے جب
طے ہوتے مین سارے مرحلے جب
گر آج کرے تجہسے وہ گفتار محبت

دیکھنے مین گرچہ ہے خوشتر اجی روئے چراغ — مغز کرتی ہے پریشان یار من بوئے چراغ
خوبرو معشوق پر شادان کا یون آتا ہے دل — جسطرح جائے پتنگا دوڑ کر سوئے چراغ

وله

شیرین کی طبع آئی جو بیداد کی طرف — جز عشق تھا نہ کوئی بھی فرہاد کی طرف
شادان وہان بھی کیا ہے حسینونکی انجمن — جاتے ہین لوگ کیون عدم آباد کیطرف

وله

اُس سے اے باد صبا کہیو سلام عاشق — ملول دے دیکھے بیان کیجو پیام عاشق

وله

سبکدوش آپکو کہتا ہے ہتیار دنیا مین — نہین کوئی اُٹھا سکتا جو پہنچا بار گردن تک

وله

کس طرح سے فدا نہو یہ دل — دل مرا تجھپہ ہو گیا مائل
کیون بھٹکتا ہے دربدر بیجا — ہو ہدایت اگر ملے کامل

وله

ہو کل کی خبر آج کسیکو نہین ممکن — کیا ہو نیکو ہے ہوویگا کیا کچھہ نہین معلوم
نیکی کا کوئی کام بن آیا نہین مجھہ سے — کیا ہوویگا انجام مرا کچھہ نہین معلوم
شادان طلب یار کچھہ آسان نہین ہے — ہم ڈہونڈین کہان اُسکو پتا کچھہ نہین معلوم

وله

نہین معلوم مجکو مین کدہر ہون — تجھے دیکھا ہے جبسے بے خبر ہون
تو ہی غفار ہے مجرم ہون تیرا — خطا کیونکر نہو آخر بشر ہون
اجی بچہ بغلمین اور ڈہنڈورا — تجھے مین ڈہونڈتا ادہر اُدہر ہون

وله

خداوندا ترا فضل و کرم مجھپہ کماہی ہو — مرے دلکا جو مطلب ہے بخوبی یا آلہی ہو
خدانے دی ہے کیا تاثیر وقت صبح صبا کو — اثر رکھتی ہے اکثر جو دعائے صبح صبا ہو
دعا شادان کی ہر دم ہے یہ درگاہ الہی مین — کہ زیبندہ مرے آقا کے سر پر تاج شاہی ہو

وله

کیون نہ دنرات کرے خلق کی مہمانداری — سب ہین مہمان آسی کے وہ ہے صاحب خانہ
پردۂ چشم اُٹھا دیدۂ تحقیق سے دیکھہ — جب یگانہ وہ ہوا کوئی نہین بیگانہ

بات مین ادنی کو وہ اعلی بنا دیتے مین اب — ہے شہنشاہ دکن کی بات مین ایسا اثر

وله

بہہ گنہگار سنا نام ترا ہے غفار — حشر مین فاش نہ پردہ ہو کہ تو ہے ستار

وله

نحن اقرب سے یہ سمجھے کہ عجب بھول پڑی — دلمین تو بستا ہے پر تجکو نہ پایا دلدار

تو ہر اک شے مین ہے اور پھر ہے منزہ سب سے — کبھو شادان کو دکھاویگا تو اپنا دیدار

وله

منتظر ہون نہین آیا ہے مرا یار ہنوز — کیون نہ خورشید ہوا آج نمودار ہنوز

پردہ غفلت کا مگر آنکھہ مین چھایا ہی رہا — تو جو ہوتا ہی نہین خواب سے ہشیار ہنوز

وله

جیسے کہ ڈھونڈتے ہو تم وہ ہی تمہارے پاس — تمہارے پاس ہے جو ہی ہمارے پاس

ترے بغیر گزرتی نہین ہماری رات — اگر تو جان ہماری ہے آ ہمارے پاس

وله

کرون کیون مین بار بار تلاش — دل کو رہتی ہے تیری یار تلاش

وہ جو پنہان ہے سب کی آنکھون سے — کب ملے ہے کرین ہزار تلاش

وله

کیا کرے گر ہے وقت سحر خاص — مگر تجہپر پڑے اسکی نظر خاص

وله

رکھنا نہ زینہار تو اغیار سے غرض — کیا کام دوسرے سے جو ہو یار سے غرض

غفلت نہ دوستی کا نام رکھے جہان مین — رکھے غرض تو عاقل و ہشیار سے غرض

وله

کیونکر رہے نہ اسکو ہر انسان کی احتیاط — رہتی ہے باغبان کو گلستان کی احتیاط

لازم ہے اسکو ہووے جو دنیا مین ہوشمند — رکھے ہر ایک خار سے دامان کی احتیاط

وله

کیون نہون سنکے ترے نام کو ہر دم محظوظ — ایک مین ہی نہین محظوظ ہے عالم محظوظ

آرزو بس یہی شادان کی ہی کچھہ اور نہین — ہم سے محظوظ ہو تو تجھسے ہین ہم محظوظ

وله

دلکو سمجہہ رہا ہون مین دلدار کی متاع — اپنی جو ہے متاع وہ ہے یار کی متاع

حنظل کا جسطرح سے ثمر کام کا نہین — جائے ہے رائگان جو ہے بیکار کی متاع

کرنے لگے - جو کچھہ موزون فرماتے تھے - سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تھا - ابتدا مین رائے بچو لعل تمکین سے اصلاح لیتے رہے - کلام مین روز بروز شستگی و پختگی نظر آنے لگی - تھوڑی ہی مدت مین درجہ کمال کو پہنچ گئے - آپ شاعری مین متعدد اساتذہ مشاہیر سے مشورہ فرماتے رہے آخر آپنے اعلیحضرت قدر قدرت خلد اللہ ملکہ کی خدمت مین شاگردی کا شرف اور شاعری مین تکمیل کی سند حاصل کرکے سخن سنجی کے انتہائے درجہ پر جلوہ افروز ہوئے آپکا کلام صوفیانہ توحید و وحدت الوجود کے بیان مین ہوتا ہے آپکے ہر ایک شعر کے مضمون سے صوفیان کرام و مشائخ عظام وجد و حال مین رقص کرتے ہین اور عالم خودی سے بیخود ہوتے ہین - اور اپنی ہستی کو عین نیستی سمجھتے ہین - آپ صلح فی المشرب صلح کل مذہب مین اہل اللہ و اہل کمال کے مدارج درویشی و خدا طلبی کے راغب ہین - آپکے نزدیک اہل اسلام و اہل اصنام دونون آنکھون کی طرح مساوی ہین - ہر امر مین مساوات کا لحاظ فرماتے ہین - خوش اخلاقی مین مجسم اخلاق ہین - خوش اخلاقی کی یہ حالت ہے کہ ہر ایک ادنی و اعلی آپ سے براہ راست ملسکتا ہے - ہفتہ مین ایکروز آپکا دربار بارگاہ عام ہے کسیطرح کی روک ٹوک نہین ہے - آپ نہایت اخلاق سے ملتے ہین - حاضرین دربار کی تالیف قلوب فرماتے ہین - جو دردمند ہو اسکو دوا سے جو محتاج ہو اُسکو دینار و درم سے سرفراز فرماتے ہین - حاجتمند کی حاجت روائی مین دریغ نہین کرتے - بعض شعرا و مولفین آپکے پاس گئے - اور آپ سے درخواست کی کہ سرکار آپ ہمارے دیوان یا رسالے کی تاریخ کہدیجئے یا تقریظ لکھدیجئے - آپ سائل کی درخواست منظور کرکے تاریخ و تقریظ لکھدیتے ہین - عذر و بہانہ نہین فرماتے - اس امر سے آپکی نیک نیتی و ہمدردی ثابت ہوتی ہے اس لئے کہ آپنے تاریخ و تقریظ لکھنے مین دریغ نہین کیا - آپ اس خیال سے

جدھر دیکھو اُدھر جلوہ ترا ہے
نہیں خالی ہر اک شے مین بھرا ہے

موحد ہے تو یکتائی سے مت ٹل
نہ کہہ اپنی زبان سے دوسرا ہے

بُرائی مین نہ رکھ ہرگز قدم تو
بھلائی کر کہ آخر کو بھلا ہے

ہمین کیا کام ہے دونون جہان سے
ترا ملنا ہمارا مدعا ہے

سکندر شاد تم دنیا مین دائم
رہو قائم ہماری یہ دعا ہے

ارے شادان نہ ڈر ہرگز کسی سے
کسی کا کوئی ہے تیرا خدا ہے

شاد۔ راجہ کشن پرشاد

شاد تخلص۔ راجہ کشن پرشاد نام۔ راجہ راجایان مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ یمین السلطنتہ پیشکار و مدار المہام سرکار عالی خطاب ہے آپ راجہ ہری کشن بہادر کے فرزند اور راجہ نرندر بہادر کے نواسہ ہین۔ آپکی ولادت سنہ ۱۲۸۱ ہجری مین ہوئی۔ آپکا مسقط الراس شہر حیدرآباد دکن ہے آپکی تربیت و نشو و نما یہان کی ہی آب و ہوا مین ہوئی۔ چونکہ راجہ نرندر بہادر لا ولد تھے۔ آپ ہی گویا ان کے فرزند تھے۔ جد بزرگوار نے آپکی تعلیم و تربیت کا عمدہ انتظام کر دیا۔ آپنے نانا کی حسن توجہ سے فارسی عربی علمائے ادیب سے پڑہی۔ دونون زبان مین لائق ہوئے۔ مدرسہ عالیہ مین انگریزی زبان کی تکمیل کی۔ علاوہ اِین مرہٹی و تلنگی مین بھی لیاقت حاصل کی۔ خوشنویسی مین بھی ماہر ہوئے۔ جب آپنے عالم شباب مین قدم رکھا اُسوقت آپکے دل مین شعرگوئی و سخن سنجی کا ولولہ پیدا ہوا۔ طبیعت مین موزونی و جولانی مرکوز تھی شعلہ جوالہ کیطرح عروج کرنے لگی۔ زور طبیعت و جولانی خداداد سے کلام موزون

آپکے ہر ایک شعر سے وحدت الوجود کے رموز نمایاں ہوتے ہین اور ہر ایک فقرہ و لفظ سے کنوز وحدانیت و معرفت عیان۔ آپکا کلام کیا ہے۔ دریائے معرفت ہے۔ یا بحر مطلع حقیقت ہے۔ آپنے مسائل تصوف و نکات تعرف کو ایسی خوبی و خوش اسلوبی سے بیان فرمایا ہے گویا دریا کو کوزہ مین بہر دیا ہے۔ یا عالم اکبر کو عالم اصغر مین نمود کیا ہے۔ عالم تصوف کا خاکہ صفحۂ کاغذ پر ایسا کہینچا کہ جام جم کی طرح مسائل و نکات کا نقشہ دکہا دیا۔ ہر ایک طالب بتدی و منتہی آسانی سے مسائل مشکلہ کو سمجھ لیتا ہے۔ ہمارے ہمارے جد کے کلام سے مترشح ہوتا ہے کہ آپ موحد کامل ہین۔ اور مذہب صلح کل کے سالک۔ فقرائے کملا کے پیر و حکمائے فلاسفہ کے قدم بقدم ہین۔ ہر کامل کے جویا۔ کلام حق کے گویا رہتے ہین۔ جہان پاتے ہین بمصداق خذما صفا اخذ فرماتے ہین۔ آپ قال کو دیکھتے ہین۔ من قال سے اغماض کرتے ہین۔ آپکے علم و فضل کا دائرہ نہایت وسیع ہے دائرہ علم مین علوم و فنون کا ذخیرہ بیشمار ہے آپ کو متعدد علوم خاص علم تصوف و تاریخ و شعر و شاعری سے دلچسپی ہے۔ باوجود کثرت مہمات اہل علوم سے مجالست فرماتے ہین۔ آپکی مجلس مین اکثر علوم کا تذکرہ ہوتا ہے۔ آپ ہر ایک سے حسب علم و فن سے اُس کے مذاق کے موافق مکالمہ فرماتے ہین۔ مثلاً طبیب سے اسباب و مرض و شاعر سے قافیہ و ردیف و عیوب شعریہ و محاورات فارسیہ مین اور صوفی باصفا سے تصوف و تعرف مین گفتگو کرتے ہین۔ فقرائے کملا خواہ اہل سلام سے ہوں خواہ اہل صنام سے ہوں ہر ایک فریق کے ساتھ نہایت عقیدت رکہتے ہین۔ اور حسن سلوک و خدمت مین دریغ نہین کرتے۔ بعض کوتاہ بین متعصب آپ پر نکتہ چینی کرتے ہین میرے نزدیک آپکی نسبت نکتہ چینی کرنا فضول ہے۔ بیفائدہ تعصبا ناتابان بر

تقریظ و تاریخ لکھدیتے ہین کہ میری تقریظ سے مولف کی تالیف خلائق کی نظر مین معتبر ہوگی۔ بیچارہ غریب کو فائدہ ہوگا۔ آپ علما دوست و فقرا پرست ہین۔ دونون فریق کے بزرگون کو مرشد مانتے ہین آپ انگریزی و فارسی و عربی مین استعداد کامل رکھتے ہین۔ تحریر و تقریر مین بے نظیر ہین۔ اہل زبان کے ساتھہ بے تکلف مکالمہ و مکاتبہ کرتے ہین۔ فقیر مولف نے آپکی فارسی نظم دیکھی ہے۔ نہایت ہی درست و بامحاورہ و رنگین بامزہ ہوتی ہے۔ عربی مین بھی لکھہ پڑہ سکتے ہین۔ اردو بھی آپکی اہل زبان کیطرح صاف و شستہ ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین آپ کے دونون دیوان ایک فارسی و دوسرا اردو مطبوع ہوچکے ہین۔ فی الحال دواوین فارسی اردو کے علاوہ آپکا ایک دیوان مسمی بہ خمکدۂ رحمت مطبوع ہوچکا ہے۔ یہہ دیوان حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نعت مین ہے۔ مین نے اسکو شروع سے آخر تک دیکھا۔ آپکا کلام نعتیہ کے دیکھنے اور سننے سے دلمین جوش جمال محمدی صلعم و ولولۂ عشق جلال احمدی موجزن ہوتا ہے۔ اور آتش آرزوے زیارت مدینہ آتشکدۂ دلمین مشتعل ہوتی ہے۔ بیساختہ دل بھی چاہتا ہے کہ سفر مدینہ کا احرام باندہنا۔ اور ناقۂ شوق پر کجاوہ رکھہ کے سفر کرنا یہہ جوش خروش ثابت کرتا ہے کہ آپکا کلام صدق دل سے ہے۔ اور انداز بیانی بھی صداقت قلبی کا موید ہے۔ ضرور ہے کہ مہاراجہ صاحب دل ہین۔ اور رموز باطنی کے عالم عامل ہین بنا بریں حالت مین مہاراجہ کو موحد کامل سے ملقب کرتا ہون اور مہاراجہ کا شعر تائید مین لکھتا ہون ؎

کافر نکہو شاد کو ہے عارف و صوفی **شیدائے محمد ہے وہ شیدائے مدینہ**

میرے نزدیک اگر عارف و صوفی کے مقام مین عارف کامل کہین تو بیجا نہوگا۔

چست و چالاک و کارگزار ہین سنہ ۱۲۹۱ ہجری مین راجہ بہادر کے خطاب سے سرفراز ہوئے اور سنہ ۱۳۰۱ ہجری مین موروثی خدمت پیشکاری پر مشاہرہ چھہ ہزار روپیہ سکہ محبوب شاہی ممتاز ہوئے - اور وزارت فوج کی خدمت سے بھی معزز ہوئے - اور سنہ ۱۳۱۱ ہجری مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک جاپان راجہ و مہاراجہ بہادر - ہفت ہزاری منصب پنجہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جہالردار - و چھہ عدد جواہر سے سربلند ہوئے - اور آپکو جاگیرات مین دیوانی و فوجداری کا کامل اختیار رہا - اور نانا کے تمام جاگیرات پر وراثتہً قابض و متصرف ہوئے - نواب سر وقار الامرا مرحوم مدار المہام کے رخصت کے وقت منصبانہ آپنے وزارت کا کام عمدہ طرح انجام فرمایا تھا - چونکہ آپ کی ذات بابرکات مین مالک کی اطاعت و تابعداری فطرتاً متمکن ہے کبھی طاعت کے دائرہ سے قدم باہر نہین رکھا آپ کی تابعداری و اطاعت اعلیحضرت قدر قدرت خلد اللہ ملکہ کے دل مبارک پر موثر مثل نقش کالحجر ہوئی - جب سنہ ۱۳۱۹ ہجری مین وقار الامرا بہادر مرحوم نے رحلت کی اعلیحضرت نے آپکو دس تاریخ جمادی الاول سنہ مذکورہ مین بموجب حکم مندرجہ ذیل منصرم مدار المہام فرمایا - پھر آپ سنہ ۱۳۲۰ ہجری مین حسب الحکم اعلیحضرت مستقل وزیر ہوئے - آپ منصرمی کے زمانہ مین وزارت کا کام نہایت خوبی سے انجام دیتے رہے ملک کی سرسبزی و رعایا کی بہتری مین ہمہ تن مصروف رہتے ہین - آپنے بموجب حکم اعلیحضرت تابعداری و فرمانبرداری مین سرمو فرق نہین کیا - آپ کو مالک کی اطاعت و رعایا کی رعایت کی برکت سے قبولیت عامہ حاصل ہوئی - اور آپ کے انتظام کی شہرت عالمگیر ہو رہی ہے - اللہم زد فزد

نقل احکام سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ

خاک ڈالنا ہے۔ فقیر مولف جو کچھہ لکھتا ہے مشاہدہ ہے نہ خیالی فسانہ ہے۔ اولاً مشاہدہ
سے کام لیتا ہے ثانیاً قرائن حالات سے معانی کیطرف سبقت کرتا ہون جو کچھہ
خیال ناقص مین صورت متخیلہ کو ظاہری صور متشکلہ سے مقابل کرکے میزان عقل مین
خوب تولتا ہون جب دونون مین مطابقت پاتا ہون تب زبان قلم سے بیان کردیتا ہون
اسیطرح مین نے مہاراجہ کے حالات ظاہری کو آنکھون سے دیکھے اور کانون سے
سنے۔ اور انکی باطنی کیفیات کو کلام بلاغت التیام سے اخذ کیا۔ اور دیدۂ دل
وگوش باطن سے خوب دیکھا سنا۔ مجھے یقیناً ثابت ہوا کہ مہاراجہ صوفی مشرب
و صلح کل مذہب ہین۔ اکثر کوتاہ بین میری تحریر کو تملق و خوشامد پر محمول کرینگے
اور مجھکو نشانہ ملامت بنائینگے۔ یہہ نہین کرینگے کہ فقیر کی تحریر کے مطابق مہاراج
کے کلام اور ان کی عادات کو منصفانہ دیکھین اگر عقل شعور سے کام لین تو مجھپر
کبھی اعتراض نہین کرینگے۔ اور نہ مجھکو حقارت سے دیکھینگے۔ مین سچ کہتا ہون
مین تملق و خوشامد سے کوسون دور رہتا ہون۔ گوشہ گمنامی مین بیٹھہ کے دکن کے
بزرگان سلف کو زندہ کرتا رہتا ہون۔ بزرگان کرام وامرائے باخیر کے حالات دیکھہ کے
تازہ دل ہوتا ہون اور اُن کے باقیات صالحات کو اسبات کی ترغیب دیتا ہون
کہ بزرگان متقدمین کی پیروی کرین اور ان کے اخلاق و عادات کو اختیار کرین
اگرچہ فقیر مولف نے آپکا تفصیلی حال بابتہ انتظام ملکی جلد چہارم محبوب انجمن تذکرۂ
امرا و وزرائے دکن مین شرح و بسط کے ساتھہ لکھا ہے۔ لیکن یہان بھی انتظام ملک
کی بابت قدرے ازکثیر گزارش کرتا ہون۔ **هو هذه**
آپ حسن تدبیر ورائے صائب سے موصوف ہین۔ ملکی انتظام مین ہوشیار و تجربہ کار ہین

پہر اعلیحضرت نے آپکو بروز عید الضحی سنہ ۱۳۲۰ ہجری مین یمین السلطنت خطاب سے سرفراز فرمایا
آپ کو اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے ساتہہ خادمانہ نیازمندی و وفاداری حاصل ہے
آپ ہمیشہ دیانت و امانت کیساتہہ خدمت مدار المہامی کا کام ادا کرنا اور ملک و رعایا کی آبادی
و بہبودی کا خیال رکہنا مد نظر رکہتے ہین ۔ علم دوست و ہنر پرور اور غریب پرست
و داد گر ہین ۔ اخلاق و سیر مین برامکہ سے کم نہین ہین ۔ آبا و اجداد کے طریقہ پر قدم بقدم
چلتے ہین ۔ آپ مین اکثر صفات مہاراجہ چندو لعل بہادر کے پائے جاتے ہین ۔ آپکو
دیکہنے سے مہاراجہ مرحوم یاد آہی جاتے ہین ۔ کیون نہون اسی درخت کے پودے
ہین اور اُسی چراغ کی روشنی ہین ۔ شاعری مین اگرچہ مہاراجہ مرحوم کے قائم مقام ہین
لیکن آپکے پاس شعرائے مشاہیر کا مجمع نہین ہے ۔ مہاراجہ کے دربار مین اکثر شعرائے
نامور صاحبین کے زمرہ مین داخل تہے ۔ مہاراجہ بہادر متوفی کی زرپاشی بیحد و بیشمار تہی
فی زماننا اس زربری کا عشر عشیر بہی نہین ہے ۔ جو کچہہ ہے غنیمت ہے ۔ اب مین
یہان آپکے بوارق طبع و نتائج فکر بطور نمونہ گزارش کرتا ہون

من اشعارہ الہندی

عرش عظیم پرکہ تہ آسمان نہ تہا
یارب ترے حبیب کا جلوہ کہان نہ تہا

معراج مین حضور ہوے جبکہ باریاب
بس آپ ہی تہے اکیلے کوئی اور وان نہ تہا

احمد کے در پہ اس لئے ہین جبہہ سا رہا
سجدے کے لائق اور کوئی آستان نہ تہا

معراج مین حضور جو مدعو خدا کے تہے
خلوت تہی کوئی اور وہان میہمان نہ تہا

حضرت کے دم قدم سے یہ رونق بڑہی ہے سب
اسلام کا جہان مین پہلے نشان نہ تہا

چونکہ نواب وقار الامرا بہادر نے چھہ ماہ کی رخصت بلا تنخواہ کی درخواست کی ہے
اور خدمت مدار المہامی سے اپنی سبکدوشی چاہی ہے۔ لہذا بذریعہ نداوہ بعطائے
رخصت ششماہہ بلا تنخواہ سبکدوش کئے گئے۔ انکی جگہ پر مہاراجہ کشن پرشاد بہادر
بالفعل بامعاوضہ موجودہ امتحاناً تاحکم ثانی پیشکار و منصرم مدار المہام مقرر کئے گئے ہین
چنانچہ مہاراجہ بہادر پندرہ مہینہ تک خدمت مدار المہامی کو منصرمانہ عمدہ طرح سے
انجام دیتے رہے اور اس منصرمی حالت مین حضرت اقدس و اعلیٰ کی فرمانبرداری و اطاعت مین
ذرہ برابر فرق نہین کیا۔ اور دادگستری و رعایا پروری مین مستعد و سرگرم رہے۔ وقتاً
فوقتاً رعایا کی بہتری و ملک کی آبادی مین دلسوزی و عرق ریزی فرماتے رہے۔
آپ کی عرق ریزی و دلسوزی درجہ مقبولیت کو پہنچی یعنے آپ ۲۶ رجب سنہ ۱۳۲۰ ہجری
مین حسب فرمان واجب الاذعان اعلیحضرت قدر قدرت خلد اللہ ملکہ عہدہ وزارت
پر مستقل ہوگئے۔ چنانچہ اب تک مدار المہامی کی خدمت پر مقرر ہین۔ مہمات مدار المہامی
کو نہایت دیانت و امانت کے ساتھہ انجام دیتے رہے ہین۔ اعلیحضرت قدر قدرت
اسی فرمان استقلال مین فرماتے ہین۔ مجھے کامل اطمینان ہوگیا ہے کہ آیندہ بھی
ایسا ہی بلکہ اس سے بہتر اہم فرائض کو ادا کرکے اپنے کو میری خوشنودی کا مورد
بناتے رہین گے لہذا مین آپ کو میری ریاست کے عہدہ مدار المہامی پر باضابطہ
طور سے مستقل کیا چاہتا ہون اور بالکل یقین کے ساتھہ امید کرتا ہون کہ آپ
اسکا شکریہ صدق و وفاداری کے ساتھہ میری ریاست و رعایا کی ترقی و بہبودی کے
کامون مین مصروف رہکر ہمیشہ عملاً ادا کرتے رہین گے انتہیٰ خلاصہ احکامات
اعلیحضرت قدر قدرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی۔

وله

کیا کرے لیکے جو ہو عاشق حضرت جنت | واعظا تیرے لئے ہے یہ غنیمت جنت

کیا کریں لیکے مکان گر نہ ملے ہمکو مکین | کہ نہیں طالب ہو لی کو یہ دولت جنت

جسکو حاصل ہو مدینے کی زیارت ایدل | اسی طاعت کے عوض ہوگی عنایت جنت

بیٹھکر تنہا ذکر و گوشے میں اللہ اللہ | مل ہی جائیگی تمہیں روز قیامت جنت

وله

یا نبی بھیجیں ہمیں پھر زیارت الغیاث | پھر اوج معرفت ماہ رسالت الغیاث

آپ ہی کا ہے وسیلہ عاصیوں کیواسطے | الغیاث اے شافع روز قیامت الغیاث

ق

کہتے ہیں اکثر مسلمان مجھکو کافر یا نبی | مجھپہ تہمت دہرتے ہیں اہل شریعت الغیاث

میرا مسلک اور ہے اور انکا مذہب اور ہے | کیا یہہ جانیں گے بھلا رمز طریقت الغیاث

وله

کیا تم سے کہوں راز کہ کیا تھا شب معراج | تھا عرش پہ وحدت کا تماشا شب معراج

کہتے ہیں احد کسکو کسے کہتے ہیں احمد | عالم پہ ہوا حل یہ معما شب معراج

خود ذات ہی تھی احمد و محمود و محمد | آئینۂ عرفان میں جو دیکھا شب معراج

اک قرب نوافل ہے دگر قرب فرائض | یہ دونوں کے دونوں ہوئے یکجا شب معراج

ارواح کا اجماع تھا افلاک پہ اُس شب | وحدت میں تھا کثرت کا تماشا شب معراج

عاشق مجھے احمد کا نہیں کہتے مسلمان | دے آکے گواہی تو خدارا شب معراج

وله

بطحی کو جا بنکے لئے ہے یہی کیا صلاح | اے بیقرار دل تو خدارا بتا صلاح

در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست | واعظ سے جاکے کیا میں بھلا پوچھتا صلاح

سوئے مدینہ کھینچ رہا ہے یہ جذب شوق | ایدل بتا تو کوئی بھی بہر خدا صلاح

پیر مغان سے چلکے کرو تنا د مشورہ | مجکو یقین ہے کہ وہ دیگا بجا صلاح

وله

اللہ کا دربار ہے دربار محمد | اعلی سے بھی اعلی ہے یہ سرکار محمد

وله

سانحہ کار اپنا زمانا ہو گیا
ہند سے طیبہ کو جانا ہو گیا

دفن یثرب مین ہوا لاشہ مرا
اب مسافر کا ٹھکانا ہو گیا

بت پرستی اب کہان باقی رہی
اُسکو چھوڑے اک زمانا ہو گیا

کفر چھوڑا پی کے مے توحید کی
رنگ شاد اب عاشقانہ ہو گیا

وله

جنکو کہتے ہین محمد وہ ہین اپنے سلطان
جسکو کہتے ہین مدینہ وہ ہے کشور اپنا

کیون نہین روضۂ اقدس کی زیارت ہوتی
کیون بگڑ جاتا ہے بن بن کے مقدر اپنا

نعت گوئی کا شرف ہمکو خدا نے بخشا
اوج پر بخت ہے یاور ہے مقدر اپنا

وله

آپ ہی کے نام مین شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ
آپ ہی کا ہے لقب خیر البشر یا مصطفیٰ

کچھ تو بیمار جدائی کو تسلی چاہیے
خواب ہی مین بھیجیے آ کر خبر یا مصطفیٰ

یا نبی صل علیٰ صل علیٰ صلِ علیٰ
ورد میرا ہے یہی آٹھون پہر یا مصطفیٰ

شاد ہے اک عمر سے امیدوار پائبوس
حال پر اُسکے ہو رحمت کی نظر یا مصطفیٰ

وله

مین دور ہون مدینے سے فریاد یا نصیب
اتنک حضور مین نہوئی یاد یا نصیب

تو اور مدینے جائے رہے طالع بلند
مقبول شاد تیری ہو فریاد یا نصیب

وله

میرے آقا میرے مولا میرے سلطان عرب
میرے محبوب خدا پیارے نبی جان عرب

تا کہون بعثت پیمبر ہوا اس عالم مین
کون حضرت سا ہوا شان عجم جان عرب

بلبلان کٹ گئے سامنے بلاغت کو تری
اور قائل ہین فصاحت کے فصیحان عرب

ہند مین رہ نہ سکی مدنی سب اے شاد
جان و دل سے ہین مطیع شۂ ذیشان عرب

سوئے طیبہ مجھے بلوائین آپ
یا کبھی خواب ہی مین آئین آپ

اب تو کہنے کی طاقت نہ رہی
اب تو خادم کو نہ ترسائین آپ

مرے نالے مین ہو یا رب اثر خاص
جہان پہونچے وہین بستہ چا یا
خیالِ طیبہ مین خود رفتہ ہونا
نہ کیون ہون ذکر مین مصروف طائر
دلکو ہے روئے پیمبر سے غرض
دولتِ عشقِ نبی درکار ہے
دل کو اپنے یادِ حضرت سے ہے کام
ہجر مین رکہتا ہے دل رونہان سے ارتباط
گلشنِ طیبہ سے میری روح یون مانوس ہے
یادِ احمد کیون نہ آئے میرے دلمین بار بار
پند تیری سنون مین کیا واعظ
ذکرِ حور و قصور تا بکجا
ہے جو مطلوب منزلِ مقصود
کیا کرے لیکے تیری جنت کو
قصدِ طوفِ مزارِ اقدس ہے
شوقِ پابوس یہ کہتا ہے کہ چل یثرب کو
آپ نے سبکو بلایا نہ کیا یاد مجہے
نیچلے تجھے مرے اعمال سونا رہ مجہے
نعت کے باغ لگا تا مین ہزارون استاد

ولہ
کہ رکہین شاہِ دین مجہپر نظر خاص
فقیرون کا نہین ہے کوئی گہر خاص
یہ ہے مشتاقِ احمد کا سفر خاص
کہ سب وقتون مین ہے وقتِ سحر خاص

ولہ
آئینے کو ہے سکندر سے غرض
مال سے کیا کام کیا زر سے غرض
لب کو اپنے ذکرِ سرور سے غرض

ولہ
آنکہہ رونے سے زبان آہ و فغان سے ارتباط
جیسے ہو بلبل کو اپنے آشیان سے ارتباط
جو مکین ہے اسکو لازم ہے مکان سے ارتباط

ولہ
ہے محبت مری غذا واعظ
وصفِ محبوب کچہہ سنا واعظ
ہے مدینہ کا راستا واعظ
درِ محبوب کا گدا واعظ
اسمین ہے رائے تیری کیا واعظ

ولہ
کیا کرون بس نہین چلتا کہ ہی قسمت مانع
ہوگی اسمین کوئی اللہ کی حکمت مانع
ہوگئی دوڑکے اللہ کی رحمت مانع
مجکو ہوتی نہ اگر تنگیِ فرصت مانع

ہیں پھول اسی باغ کے سب کافر و مومن
یہ گلشن ایجاد ہے گلزار محمد

جو بندے ہیں خاص وہی جانتے ہیں کچھ
ہر کوئی نہیں جانتا اسرار محمد

وله

رضائے خدا ہے رضائے محمد
ثنائے خدا ہے ثنائے محمد

کھلا عقدہ قرب نوافل کا دلپر
صدائے خدا ہے صدائے محمد

وجود ایک ثابت ہوا جب تو پھر کیا
لقائے خدا ہے لقائے محمد

وله

یا محمد ہے غم الفت لذیذ
تیرے سودائی کو ہے وحشت لذیذ

دیکھنے والے جو ہیں صورت تری
انکو ہر دم ہے فقط حیرت لذیذ

چاہنے والوں کو تیرے یا حبیب
ہو نہ کیونکر عشق کی دولت لذیذ

وله

افسوس یہ فقیر ہو شاہ زمن سے دور
بلبل پہ ہے ستم کہ رہے وہ چمن سے دور

عاشق ہے شمع روئے محمد کا دل مرا
پروانہ ہو کے حیف رہے انجمن سے دور

جب میں نے کہدیا کہ تمہارا غلام ہوں
ہو جاؤنگا بھلا میں کب اپنے سخن سے دور

پہونچوں گا جب مدینے تو مصرع پڑھونگا یہ
نزدیک ہوں وطن سے گو رہوں کہن سے دور

وله

نبوت کو ہے حب حضرت پہ ناز
مجھے آپکی ہے محبت پہ ناز

تجھے چارہ سازی پہ ہے چارہ ساز
مرے دلکو ہے درد الفت پہ ناز

وله

جز عشق اور کیا ہے دل مبتلا کے پاس
رہتی ہے اپنی جان رسول خدا کے پاس

کہتا ہے بار بار یہی مجھسے شوق دید
اٹھو چلو مدینے کو اب مصطفے کے پاس

عقدہ نہیں کھلا شب معراج کا ہمیں
فرمایا کیا خدا نے نبی کو بلا کے پاس

وله

دلدادہ ہوں میں مجھکو ہے دلدار کی تلاش
مشتاق کو ہے احمد مختار کی تلاش

پایا ہے جسکو میں نے اسے جانتا ہوں شاد
تھی اک زمانہ سے اسی سرکار کی تلاش

فرقت کے صدمے ہند مین کتنے اُٹھائین ہم
جی مین ٹھنی ہے یہ کہ مدینے کو جائین ہم

اپنی نظر مین جو ہے نعلین ہے شان ہے
کسطرح ایسے زر کو ظاہر مین لائین ہم

کحل البصر ہے خاک مدینے کی اے صبا
لا دے ذرا کہ آنکھون مین اُسکو لگائین ہم

ہو بخت سازگار تو پھر دیکھیے گا لطف
چلکر مدینے حال سب اپنا سنائین ہم

وله

یا محمد کی ہم اُس در پہ صدا دیتے ہین
حاضری اپنی اُنہین روز سناتے ہین

ہو کے محتاج جو آتا ہے حضور مین کوئی
دو جہان سے وہ غنی اُسکو بنا دیتے ہین

دستگیری وہ کیا کرتے ہین مجھ بیکس کی
میری کشتی کو وہی پار لگا دیتے ہین

بخشواتے ہین گنہگار کو اللہ سے وہ
شان یون اپنی کریمی کی دکھاتے ہین

وله

جسکو ہم سب شہ مکی مدنی کہتے ہین
اہل جنت اُسے سرو چمنی کہتے ہین

اسکے دھوکے مین نہ آنا نہ لگانا دل کو
اہل دانش اسے دنیائے دنی کہتے ہین

نشاد کو طنز سے کہتے ہین مسلمان کافر
اِسے مہتاب اسے طعنہ زنی کہتے ہین

وله

پیمبرون مین کوئی ایسا آفتاب نہین
حضرت احمد مختار کا جواب نہین

نبی کے عشق مین جسنے کہ موت پائی ہو
ثبا[illegible] ہو سکے لئے عیش ہے عذاب نہین

وله

ہاتھ آجائے جو محشر مین تمہارا دامن
گنہگار کو [illegible]رگی و نہ جائے سہارا دامن

بھر دیا دامن امید تو میرے نشاد
بہرہ آپ کے شفقان جسوقت پیارا دامن

ہین جب پھر شفاعت کرین احمد مجھکو
میرا اللہ کرے گا نہ [illegible] شہی رد مجھکو

مشغلہ نعت نبی کا ہے مجھے شکر خدا
بعد مدت کے یہ ہاتھ آیا ہے مقصد ہو [illegible]

ثروت و جاہ و حشمت کی کسے خواہش
بس یہی کافی ہے کہ ہے الفت احمد مجھکو

خادم غوث بھی ہین اور غلام
میرے مولا نے دیا رتبہ بہ جد مجھکو

جو حضرت نے محبت کا دیا داغ
میں سمجھا ہے چراغ مدعا داغ

خیال روئے احمد کا ہے یہ فیض
چمک کر مہر انور بن گیا داغ

یہ بو دینے لگا عشق نبی کی
رہے یارب سدا پھولا پھلا داغ

جب آیا ہمکو طیبہ کا چمن یاد
ملا اے ثنا دلکو اک نیا داغ

ولہ

ہے آپکی جو گرمی بازار ہر طرف
یوسف سے پھرتے ہیں خریدار ہر طرف

کوچہ نبی کا یاد جو آتا ہے بار بار
پیش نظر ہے خلد کا گلزار ہر طرف

قیدی تو بیشمار ہیں زنجیر ایک ہے
زلف رسول کے ہیں گرفتار ہر طرف

دیوانہ وار پھرتے ہیں عشاق رات دن
بہر تلاش احمد مختار ہر طرف

ولہ

کبھی نہاں ہے کبھی اشکبار ہے عاشق
تمہارے واسطے کیا بیقرار ہے عاشق

صبا یہ اُس شہ خوبی سے عرض کر دینا
نگاہ لطف کا امیدوار ہے عاشق

خدا کرے کہ ہو میری طلب مدینے سے
اسی خیال میں لیل و نہار ہے عاشق

وہ شہسوار عرب ہیں وہ تاجدار عجم
خدنگ ناز کا جنکے شکار ہے عاشق

ولہ

رنج و غم درد و الم دل نے اٹھائیں کبتک
ہجر میں آپکے ہم شور مچائیں کبتک

دیکھیے وہ مجھے شکل اپنی دکھائیں کبتک
میری بگڑی ہوئی قسمت کو بنائیں کبتک

اے فلک روکے نہ تو کوچہ احمد سے ہمیں
طالب یار ہیں جنت میں نجائیں کبتک

ولہ

دیتا جو وہ اک مجھے پروردگار دل
کرتا خوشی سے میں شہ دین پر نثار دل

اے شہسوار عرصہ طیبہ ترے سوا
کسکے خدنگ ناز کا ہوتا شکار دل

پروا نہیں اگر نہیں کوئی شریک حال
میں غمگسار دل ہوں مرا غمگسار دل

ملتی مجھے جو دولت دیدار جو ہمیں
ہوتا نہ اسطرح سے مرا بیقرار دل

شہید - مولوی غلام امام

شہید تخلص - غلام امام نام - آپ شاہ غلام محمد مرحوم کے فرزند ہین آپکے والد ماجد
مشاہیر مشائخ سے تھے - آپکا وطن اصلی قصبہ امیٹھی ضلع لکھنؤ ہے - آپ سن شعور کے ابتدا
مین کسب علوم کیطرف متوجہ ہوئے - کتب متداولہ درسیہ مولوی حیدر علی صاحب فیض آبادی
مولف منتہی الکلام کی خدمت مین تحصیل کین - اور زبان فارسی مین بھی استعداد کامل
پیدا کی - شعرگوئی مین ابتداءً مرزا قتیل و مصحفی و شیخ غلام مینا ساحر سے اصلاح لیتے رہے
آغا سید اسمعیل مازندرانی سے فن شاعری مین تعلیم کامل پائی - آپکی طبیعت برق رخشان
تھی آغا سید محمد اصفہانی و میرزا ناطق مکرانی کے ہم طرح و ہمسر تھے - ہر مشاعرہ مین سخنوران
معاصر سے میدان سبقت مین بڑھ جاتے تھے - آپ مداح حضرت رسالتمآب و حاجی بیت اللہ
و عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے - اکثر آپکے قصائد و غزلیات نعت و حمد مین
مشہور و معروف ہین اور رسائل میلاد شریف بھی متداول مین آپکے قصائد نعتیہ
مضامین شیرین و معانی رنگین مین ڈوبے ہوئے ہوتے ہین ہر ایک شعر سے خوبی و خوش
اسلوبی مترشح ہوتی ہے اور ہر ایک لفظ و فقرہ سے تازگی و شادابی واضح علاوہ اسکے
آپکا کلام نہایت درد آمیز و رقت انگیز ہوتا ہے کہ عاشقان جمال محمدی کے سننے سے
وجد و حال مین نیم بسمل کیطرح پھڑکتے ہین اور ماہی بے آب کی مثل تڑپتے ہین غرضکہ کلام
پر تاثیر شیفتگان محمدی کے قلوب پر موثر ہوتا ہے ہر ایک عالم بیخودی مین سبحان اللہ و احمد و
وا محمدا چلاتا ہے - مجلس میلاد مین آپکے قصائد خوانی سے وہ اثر ہوتا ہے کہ سامعین دل بیتاب
بیدل و خودی سے بیخود ہوتے ہین - آپ الہ آباد مین عہدہ پیشکاری صدر نظامت پر

وله

تری ذات پاک ہے اے احد تری شان جل جلالہ
نہیں تجھسا ہے کوئی دوسرا تری شان جل جلالہ

تو کریم بھی ہے رحیم بھی تو عزیز ہے تو معز بھی
ترے نام پر دل و جان فدا تری شان جل جلالہ

وله

اس دل میں ہے مدت سے تمنائے مدینہ
یا رب کبھی مجھکو بھی نظر آئے مدینہ

زاہد کو ہے جنت کی تمنا تو مبارک
ہمکو بھی حسرت ہے کہ ملجائے مدینہ

پتھر پڑیں اس دل پہ وہ پتھر سے ہے بدتر
جس دل میں نہو شوق و تمنائے مدینہ

کسطرح سے سرسبز نہو مزرع امید
دیکھوں جو کبھی گنبد خضرائے مدینہ

وله

اپنی خودی کو کھو کے اسے پایا آپ میں
یہ سیر کی ہے آگے عدم سے وجود کی

وصل ملا نہ کیوں ہمیں رب کے نام پر
پڑھنے کی ہے جگہ تو یہی ہے درود کی

وله

احمد سے ہوا عشق کسے بھی نکرینگے
ہم عاشق صادق میں تو ایسا نکرینگے

دیتا ہے مزہ عشق محمد میں تڑپنا
اس درد کا نہ چارہ دوا نہ کرینگے

مومن ہمیں کہتے نہیں لوگ میں شاد
کافر ہی کہے کوئی تو پروا نکرینگے

وله

مدینہ بھی خداوندا عجب پر نور بستی ہے
جہاں ہر وقت و ہر دم تری رحمت برستی ہے

ترے رتبہ میں کسکو دخل ہے کیا کوئی دم مارے
جو محبوب خدا کا رتبہ پائے کسکی ہستی ہے

وله

تاج لولاک ہے شایان رسول عربی
پرتو شان خدا شان رسول عربی

انبیا حشر میں آئینگے جو ہی شافع ہونگے
سبکے سب ثنا خوان رسول عربی

باغ احمد کے ہیں دو پھول حسین و حسن
یہی دو ہیں گل ریحان رسول عربی

محمد پہ دل اپنا شیدا ہوا ہے
ستارہ نصیبے کا چمکا ہوا ہے

خداوند عالم ہے جسطرح واحد
حبیب خدا بھی تو یکتا ہوا ہے

فقط نعت گوئی سے اے شاد تجھکو
یہ عزت ملی ہے یہ رتبا ہوا ہے

ناظرین کرتا ہون هو هذا

بخشد شکر بکام معانی بیان ما
گویا زبان تو بود اندر دهان ما

بسکه از نقش دوئی گشته تهی سینهٔ ما
عکس ما نیز نگنجید در آئینهٔ ما

چون بوی گل بدوش کسی نیست بار ما
بر دامن صبا ننشیند غبار ما

وله

نباشد از نزاکت تاب احسان طبع عالی را
حباب از آب یا پر سازد جام خالی را

در آغوش تصور میکشم ساق ترا هر دم
فروزان می کنم زین شمع فانوس خیالی را

وله

غیرت عاشقی ببین رشک نگر جدائی را
سایه نیافریده اند آن قد دلربائی را

خسته دلان تو هر طرف منتظرند صف صف
رخصت یک نظاره ده نرگس سرمه سائی را

وله

آن شوخ ستمگار بما هست و بما نیست
چون عکس کز آئینه جدا هست و جدا نیست

گر زنده کند گاه کشد خسته دلان را
طرز نگهش حکم قضا هست و قضا نیست

وله

دل را بیک کرشمهٔ دلکش گرفت و رفت
سرگرم عشوه آمد و آتش گرفت و رفت

شمیم زلف تو در آستین صبا دزدید
تبسم دهنت غنچه در قبا دزدید

چو نافه بود نهان بوی زلف تو بدلم
نسیم وصل تو پیدا نمود از کجا دزدید

حنا بران کف پا بسته بخون جگر
شهید دست تو مضمون پیش پا دزدید

وله

مرا بگوشهٔ ابرو سلام کرد و نکرد
وزان دو چشم سخنگو کلام کرد و نکرد

مرا بگوشهٔ چشمی بناز دید و ندید
به نیم جرعه سیه مست جام کرد و نکرد

وله

بر درش دیدم دل خود را بسوی من ندید
بسکه مصروفش بشغل بوسه چیدن یافتم

وقت پیری شد لقای آن بت سرکش نصیب
چون کمان پابوسی تیر از خمیدن یافتم

جان وقف سر راه کسی کردم و رفتم
همپای بانگ جرسی گردم و رفتم

مامور تھے۔ تقریباً بیس بائیس سال تک خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے ادا کرتے رہے
حکام وقت آپ کے کام سے بہت خوش تھے۔ آپکی عزت و آبرو کرتے تھے۔ آپ
حالت ملازمت مین بھی اکثر مجلس میلاد منعقد فرماتے تھے۔ اور مجلس مین عمدہ عمدہ
کھانے اور اقسام کے حلوے مہیا کرتے تھے۔ بزرگان کرام و فقرا و غربا و احبا کو مدعو فرماتے
تھے۔ اور مجلس مین خود قصائد نعتیہ کو نہایت خوش اندازی سے پڑھتے تھے۔ آپکے
پڑھنے سے مجلس مین حیرت کا عالم قائم ہو جاتا تھا۔

نواب محی الدولہ بہادر جو شیدائے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپکے
رسائل میلاد و کلام نعتیہ کو دیکھکر آپکے دیدار کے مشتاق ہوئے۔ ایک ہزار روپیہ زادِ راہ
بھیجکے شہر حیدرآباد دکن مین بلائے۔ آپ حسب طلب نواب صاحب نوکری ترک کرکے
شہر مین آئے۔ معزز و مکرم ہوئے۔ سرکار عالی نظام چار سو روپیہ ماہانہ بلا شرط
خدمت مقرر ہوا۔ شہر مین نہایت آرام و آسائش سے زندگی بسر کرتے رہے۔ جب آپ
دکن سے حرمین شریفین گئے۔ اسوقت جگرگوشہ سرکار ہی پرشاد بہادر نے زاد و راحلہ اپنے
جیب خاص سے عطا فرمایا۔ اور نواب سالار جنگ مرحوم نے بھی پانسو روپیہ اعانت
کی آپ جدہ مین [illegible] پہنچ گئے۔ وہان مجالس میلاد متعدد مرتبہ مکہ و مدینہ مین منعقد
فرمائے۔ لکھنؤ آگرہ و مراد آباد و رامپور و الہ آباد و حیدرآباد وغیرہ مین آپ کے مریدین
تقریباً ایک ہزار سے زیادہ تھے۔ نواب سر سالار جنگ مرحوم و نواب کلب علیخان والی رامپور
و سید عالم خان رئیس سورت آپکی بہت تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ آخر سنہ ہجری
مین بہشت برین روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکے رسائل و دیوان
نعتیہ متداول و معروف ہین۔ مین نہین رسائل و دیوان سے چند اشعار تبرکاً ہدیہ

ناظرین وسامعین کو دیکھنے و سننے سے حلاوت تازہ ولذت بے اندازہ بہت ہوتی ہے
آپ وطن میں امثال اقران میں لائق وفائق مانے جاتے تھے۔ آپ کشش آب وخورش
ہند سے حیدرآباد دکن میں آئے اسوقت نواب سکندرجاہ بہادر کا آخر عہد تھا۔ بارگاہ سکندر جاہی
میں باریاب ہو کے اہل مناسب کے سلسلہ میں منصب مناسب پر مقرر ہوگئے غفران منزل
نواب ناصرالدولہ بہادر کی خدمت میں معین ہوئے۔ جب سنہ ۱۲۴۴ ہجری میں سکندر جاہ
بہادر بہشت برین روانہ ہوئے۔ اور نواب ناصرالدولہ بہادر مسند نشین ہوئے تو
نواب ناصرالدولہ بہادر نے آپکو خلعت وخطاب میرالشعرا و اضافہ منصب سے سرفراز کیا
آپ تا زندگی عہدہ منصب داری پر معزز و مکرم رہے آخر آپنے سنہ ۱۲۹۲ ہجری میں اس
دار فنا سے عالم بقا کیطرف رحلت کی۔ آپ خوش خلاق و بزرگان سلف کی طرح وضع داری
و خاکساری کے پابند تھے۔

من اشعارہ الفارسی

ساقیا معجزہ حضرت موسی داری	ساغر بادہ بکف چون ید بیضا داری
ایدل اندیشۂ آن زلف چلیپا داری	در سر خویش ندانم کہ چہ سودا داری
ایدل از داغ چو طاؤس تماشا داری	نہ سر باغ نہ اندیشۂ صحرا داری
نعل و میخ است ز کفش تو ہلال و انجم	آسمان دگری زیر کف پا داری
غمزہ و عشوہ و انداز و ادا و آئے	چشم بد دور کہ در خود ہمہ یکجا داری
دل من شاد کہ چون تو گل رعنا دارم	وقت تو خوش کہ چو من بلبل شیدا داری
تا زلب حرف زنی مرد ما صد سالہ زید	کن مرا زندہ کہ اعجاز مسیحا داری
بسراغ کمرش نیست نشانت بدل	گوشہ گیری بجہان شہرت عنقا داری

میرفت سحر قافلۂ بوئے بہاران
گلبانگ زدم بر قدم جان چو سپندے
صد شکر کہ صید ملک الموت نگشتم
ہر جا کہ از ان لعل شکر خا سخنے رفت

من نیز چو شبنم ہوسے کردم و رفتم
خوش ہمرہے ہم نفسے کردم و رفتم
جان زاہدف تیر کسے کردم و رفتم
پرواز ببال مگسے کردم و رفتم

شہید۔ میر احمد علیخان دہلوی

شہید تخلص۔ میر احمد علیخان نام۔ آپ سید جعفر علیخان بہادر کے فرزند دلبند مین۔ آپ کے والد با جد کے جد بزرگوار سید نوازش علیخان کا حسبی سلسلہ نواب سربلند خان بہادر دلاور جنگ مبارز الدولہ مبارز الملک صوبہ دار گجرات سے منتہی ہوتا ہے محمد شاہی امرا مین تھے۔ جاگیر و انعام سے سربلند۔ میر احمد علیخان کی ولادت شہر دہلی مین واقع ہوئی۔ اور دہلی کی سرزمین مین تربیت و تعلیم پائی۔ علوم عربیہ مین فراغت حاصل کرکے فن شاعری و انشا پردازی کیطرف متوجہ ہوئے۔ چند ہی مدت مین کامل ہو گئے۔ آپکو حضرت شاہ نصیر دہلوی مغفور سے تلمذ تھا۔ علاوہ علوم عربیہ و شاعری و رمل و عملیات مین بھی مہارت کاملہ رکھتے تھے۔ فارسی مین ناظم و ناثر تھے۔ آپکی نثر منشیانہ فاضلانہ و نظم شاعرانہ شیرین و رنگین ہوتی تھی۔ نقادان سخن کو آپکے کلام بلاغت نظام سے لطف و مزہ حاصل ہوتا تھا۔ اور آپ فارسی و اردو زبان مین بھی کلام موزون فرماتے تھے۔ آپکے اشعار نہایت ہی سنجیدہ و برجستہ ہوتے مین ہر ایک کا مضمون نازک خیالی شیرین مقالی سے مملو ہوتا ہے کوئی شعر نزاکت و لطافت سے خالی نہین۔ آپکے جملات و فقرات گویا شکر پارے مین

شہیر حکیم محمد عبداللہ خان صاحب

شہیر تخلص - محمد عبداللہ خان صاحب نام - آپ حکیم اللہ خان کے خلف الصدق ہین - آپ کے بزرگ خوانین بھکر سے ہین ملازمت کی وجہ سے ناگور مین آئے - اور وہان سکونت پذیر ہوئے - آپکے والد یا جد کی ولادت ناگور مین واقع ہوئی تہی اسوجہ سے ناگوری کہلاتے ہین - ناگور سے برار مین آئے - اور برار مین متوطن ہوئے - اور اسی ملک مین قضاۃ کے خاندان کی لڑکی سے شادی کرلی - آپکی ولادت برار مین واقع ہوئی اور نشو نما بہی اسی ملک کی آب ہوا مین ہوئی - عالم شباب کے قریب آپنے مولانا مولوی عبداللہ صاحب بل مراونی کی خدمت مین تعلیم پائی - کتب درسیہ متعارفہ کچہہ اُن سے اور دیگر اُستادون سے پڑہین صاحب فضل و کمال ہوے انشا پردازی مین بے نظیر نظم و نثر مین آفتاب منیر ہوئے - طبیعت مین جولانی اور دماغ مین نازکخیالی خدا داد تہی - دل مین بینائی و دانائی کا دریا موجزن اور دماغ مین ذکاوت و فطانت برق افگن تہی - زور طبیعت سے شعر گوئی کے میدان مین قدم رکہا اقران و امثال سے کئی قدم آگے بڑہ گئے - اور سبقت مین بازی لیگئے - جو کچہہ کہتے ہین خوب کہتے ہین کلام سے شستگی و پختگی نمایان نازکخیالی و شگفتہ بیانی عیان ہے - آپ دونون زبان یعنی فارسی و اردو مین کہتے تہے ہر ایک زبان مین کلام بامحاورہ ہوتا تہا - آپکا ہر ایک شعر لطافت و نزاکت مین ڈوبا ہوا نظر آتا ہے - فصاحت و بلاغت مین تولا ہوا ہوتا ہے آپکے کلام رنگین و اشعار نمکین کے مطالعہ سے اہل مذاق کو لطف و مزہ آتا ہے فصاحت و بلاغت مین تولا ہوا ہوتا ہے آپکی کلام رنگین و اشعار نمکین کے مطالعہ سے

لب اظہار تو چون غنچہ نہ از ہم وا شد
ایدل غمزدہ آخر چہ تمنا داری

نظر آنجا کہ فتد باز نگردد ز درت چشم
ہمچو آئینہ چہ در جیب سر لیلا داری

کم ز فردائے قیامت نبود فردایت
کہ بفردا متعلق پس فردا داری

دل صد پارہ ام البتہ گلوگیر تو شد
نہ حمایل بگلو از گل حمرا داری

بخیہ کردی دل مجروح مرا از مژگان
ہنرت بہ کہ بکف سوزن عیسا داری

روئے تو روشن و آویزۂ دُر در گوشت
جلوۂ حسن مہ و عقد ثریا داری

اے شہید از مئے عشق است ترا مدہوشی
نہ غم دین و نہ اندیشۂ دنیا داری

من اشعارہ الہندی

مانگ کا خورشید رو کے خط جو پیدا ہو گیا
دن رہے ظلمات کا موجود رستا ہو گیا

کیا کمال نسان مین تہا عشق کی تاثیر سے
سجدہ گاہ عرشیان ہستی کا پتلا ہو گیا

ولہ

گدا کو سایۂ بال ہما سے کیا مطلب
درخت خشک کو نشو و نما سے کیا مطلب

مریض عشق کو دار الشفا سے کیا مطلب
ہمارے درد کو عیسی دوا سے کیا مطلب

ولہ

وصل ہے زلف و رخ یار مین اب
ربط ہے کافر و دیندار مین اب

ولہ

جو دیر لگتی ہے صاحب تمہارے آنے مین
تو باقی کچھ نہین رہتا ہے جان جانے مین

تو کس لئے مرے درپے ہوا ہے اے صیاد
حصول کیا تجھے اک مشت پر کے پانے مین

ولہ

پان کہا کر ہونٹہہ دکہلانے لگے
مین شہید اور رنگ تم لانے لگے

نہ فکر زر کی نہ پروائے مال و جاہ رہی
فقط نظارۂ یوسف لقا کی چاہ رہی

سیاہ بختی مجنون خوش آئی لیلی کو
بنا کے آپ بہی اک خیمۂ سیاہ رہی

شہید فکر کرو ورنہ آگے مشکل ہے
جو ایسا عشق رہا اور ایسی چاہ رہی

پہر داروغگی سے علیحدہ ہوکر نواب کے داماد میر مہدی علیخان کی خدمت مین بسر کرتے رہے
تمام نواب کی جاگیرات آپکی اختیار مین تہین۔ سفید و سیاہ کے آپ مالک تھے مہدی علیخان
مرحوم کے بعد آنکی اولاد کے نزدیک بہی رہے۔ اُن کے فرزندون نے آپکی کچہہ قدر نہین
کی اور نہ آپکے کام کی داد دی۔ آپ استعفا دیکر الگ ہوئے۔ نواب مختار الملک اول
کا زمانہ تہا آپنے نواب سے منصب کی درخواست کی۔ نواب صاحب نے قدردانی سے
۶۰ روپئے ماہوار مقرر کردئے۔ آپکی گذر اوقات کا مدار اُسی تنخواہ پر تہا۔

اوائل مین آپکے خیالات فلاسفانہ تہے۔ صوفیانہ طریق کے جویا تھے۔ صلح کل کے پیرو تھے
کیا ہندو کیا مسلمان سب سے ایک ہی طریق سلوک فرماتے تہے۔ آپ سے سب خوش تھے
آپکا کوئی شاکی نہین تہا۔ آپ بزرگان دین و صوفیان یقین کے مقتدی۔ اطیعو اللہ
واطیعو الرسول کے مہتدی۔ آپ متشرع متدین متقی و پرہیزگار تہے۔ پاکیزہ دین و پاکیزہ
دل صوم صلوۃ کے پابند۔ قال اللہ و قال الرسول کے کاربند۔ رات دن عبادت الٰہی مین
مصروف تلاوۃ قرآن و وظائف و اذکار مین مشغول رہتے تہے۔

خوش مزاج۔ و خوش خلق ہر ایک سے نہایت کسر نفسی سے ملتے تہے۔ نیک سیرت پاکیزہ
صورت تہے۔ حلیم الطبع و سلیم الوضع استقلال و وضع داری مین بے بدل زمانہ بدلجائے
مگر وہ اپنی وضع سے نہین بدلین گے۔ ہزار آفتین گردشین سر پر آجامین وہ استقلال سے
ذرا نہین ہٹین گے۔ آپ متوکل و قانع تہے۔ کسی سے خواہان نہین ہوے۔ کیا امیر کیا فقیر
آپکو کسی سے پروا نہین تہی۔ عزلت گزین تہے۔ گہر سے باہر نہین جاتے تہے۔ فقیر مؤلف
کے اُستاد ہین۔ اوائل مین کتب فارسیہ اور ابتدائی عربیہ آپ سے پڑہین اور مجہکو آپ ہی کی فیض
صحبت کی برکت سے طالب علمی کا شوق ہوا۔ اولاً آپ ہی کی ترغیب سے بہی گیا۔

اہل مذاق کو لطف و مزہ آتا ہے۔ آپ علم طب مین مہارت کامل رکھتے تھے۔ آپ کی تشخیص نہایت درست تھی۔ مریض کی بیماری مین خوب غور و فکر کرتے تھے اور تمام حالات جزئیات سے واقف ہوکے سونچ سمجھکر نسخہ تجویز کرتے تھے۔ ادویہ اُسکے اور اُن مزاج کے موافق لکھتے تھے۔ آپکا نسخہ سنجیدہ و برگزیدہ ہوتا تھا۔ جو بیمار آپکی ہدایت کے موافق ادویہ کو استعمال کرتا دنون مین شفا پاتا تھا۔ آپ ور اطبا کیطرح بغیر سونچے سمجھے نسخہ نہین لکھتے۔ نہ کسیکو دوا دیتے۔ بیمار کے مزاج کا بڑا لحاظ رکھتے تھے۔ آپکے پاس اکثر مریض ایسے آئے ہین جنکو ڈاکٹرون اور اطبانے نا امیدی کا جواب دیا۔ آپنے نبض و قارورہ ملاحظہ کرکے نسخہ دیا۔ عنایت آلہی سے تیسرے دن ہی صحت کے آثار معلوم ہونے لگے۔ چند روز کے معالجہ مین صحت کامل پا جاتے تھے۔ لوگ کہتے تھے کہ آپکے ہاتھہ مین شفا ہے۔ یہہ قبولیت عامہ خدا داد تھی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

آپ ملکی انتظام مین عقل کل تھے۔ جب تک سرکاری ملازمت کے صیغہ مین تھے اپنی خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے تھے کبھی آپکے کام پر حرف گیرون کو حرف گیری کا موقع نہین ملا۔ ہمیشہ پاک و صاف رہے کسی سے کوئی تعلق نہین فرمایا۔ پیشتر نواب میر عالم علیخان بہادر جاگیردار جاموڈ کی خدمتمین ملازم تھے اور اُنکی خدمت مین مدت تک رہے۔ آپ سُنّی اور جاگیردار صاحب امامیہ تھے۔ معاملہ ضدین تھا۔ مگر آپکی لیاقت و قابلیت اس درجہ کی تھی کہ نواب صاحب آپکو عزیزون سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ نواب کی رحلت کے بعد چند مدت انگریزی عہد مین برار مین عدالت منصفی مین میرمنشی گری کی خدمت پر مامور رہے۔ عدالت برخاست ہونیکے بعد انگریزی ملازمت مین داخل ہوئے۔ چند مدت تک داروغگی کی خدمت پر مامور رہے

آپکے جسقدر اشعار میرے پاس تھے۔ وہ تمام موسی ندی کی طغیانی مین تلف و برباد ہوگئے۔ اسوجہ سے صرف حال پر اکتفا کیا گیا اگر ملجائینگے تو آیندہ ضمیمہ مین لکھونگا۔

شفیق لچھمی نراین اورنگ آبادی

شفیق تخلص۔ قوم کہتری کپور سے ہے۔ اورنگ آبادی المولد آپکے جد بزرگوار ہمراہ لشکر عالمگیری لاہور سے دکن مین آئے۔ اور اورنگ آباد مین متوطن ہوئے۔ نوکر پیشہ تھے۔ زندگی بصیغۂ نوکری بسر کرتے تھے۔ صاحب اولاد ہوئے۔ انکا متوسط فرزند رائے منسا رام تھا۔ جب منسا رام دس برس کا ہوا جد مذکور فوت ہوا یتیم مذکور لالہ جسونت رائے ہم قوم کے سایۂ عنایت مین رہا لالہ کی سرپرستی مین تعلیم و تربیت پائی۔ نواب آصف جاہ غفران پناہ کے زمانہ مین چھہ صوبجات دکن کا پیشکار رہا۔ چالیس برس تک خدمت مفوضہ پر مامور رہا۔ امانت دیانت سے اپنا فرض منصبی ادا کیا۔ جناب آزاد نے نواب صمصام الدولہ بہادر مرحوم سے سفارش کرکے منصب سے سرفراز کرایا۔ اور دکن کے بخشی الممالک کی پیشکاری پر بھی مامور۔ منسا رام دونون خدمتون کو عمدہ طرح سے ادا کرتا تھا۔ محنتی و جفاکش تھا۔ مالک کی تابعداری مین سر مو فرق نہین کرتا تھا۔ دربار آصفی نام کا ایک رسالہ مختصر لکھا ہے۔ اسمین مغفرت مآب آصفجاہ اول کی تعریف اور اُن کے عہد کے قوانین لکھے۔ رسالہ مذکور مطبوع ہوچکا ہے۔ اور ایک دکن کا گوشوارہ بھی لکھا ہے۔ بست دوم صفر ۱۱۵۸ ہجری مین شفیق صاحب ترجمہ کی ولادت اورنگ آباد مین ہوئی۔ ابتدائے تمیز سے حضرت میر غلام علی آزاد کے خدمت مین تربیت و تعلیم پائی۔ آزاد کی توجہ سے صاحب استعداد ہوا۔ سفید و سیاہ سے واقف نواب

اور تحصیل علم کیطرف متوجہ ہوا ایک مدت مین تکمیل کتب سے مشرف ہوا۔ مین آپکی توجہ وعنایت کا مشکور رہون۔ آپ حیدرآباد دکن محلہ مستعدپورہ مین سکونت پذیر تھے

آپکی رحلت کی کیفیت

آپکا خاتمہ بخیر ہوا۔ ان کے اعمال و افعال اس بات پر دلالت کرتے ہین کہ وہ بہشت برین مین داخل ہوئے ہون گے۔ آپکو تین روز تک سکرات کی شدت رہی۔ تیسرے دن اعزہ و اقارب آپکے گرد جمع تھے۔ آپنے حاضرین سے پوچھا اس وقت کیا وقت ہے۔ حاضرین نے جوابدیا کہ ظہر کا وقت ہے۔ آپ سنتے ہی اُٹھہ کہڑے ہوئے قریب تہا کہ زمین پر گرین حاضرین نے آپکو تہاما۔ اور عرض کیا کہ آپ کہان جاتے ہین۔ فرمایا ظہر کی نماز ادا کرنا چاہتا ہون بعد ازان آپ فرش پر بیٹھہ گئے۔ تکیہ پر تیمم کیا۔ سمت قبلہ متوجہ ہوتے تکبیر تحریمہ شروع کی سورۂ فاتحہ وضم سورہ سے فارغ ہوکے رکوع کرکے سجدہ مین سر زمین پر رکہا۔ فوراً حالت سجدہ مین آپکی روح نے جسم عنصری سے عالم بقا کو پرواز کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حاضرین نے آہ وزاری کی اور مرحوم کی رحلت پر افسوس و حسرت ظاہر کیا بعد ازان تجہیز و تکفین کرکے آپکو کمر کی گلبند کے قریب دبیرپورہ ہل ٹیکہ مین دفن کیا۔ یہہ واقعہ ربیع الاول ۱۳۱۸ ہجری مین واقع ہوا۔

آپ کی عمر تقریباً اسی سال سے متجاوز تہی۔ آپکی باقیات الصالحات سے تین دختر نیک اختر مین تینون کی شادیان آپکی زندگی مین ہوگئی تہین۔ سرکار عالی نظام کے امتیازی منصبدارون کے صیغہ مین ملازم تہے۔ ساٹھہ روپئے وظیفہ پاتے تہے۔ مرحوم کی بیوی صاحبہ کوشش کررہی تہے کہ مرحوم کی تنخواہ اون کے نام پر منتقل ہوئے اب تک فیصلہ نہین ہوا ہے دیکھئے کیا ہوتا ہے خدا انکو کامیاب کرے۔ آپکا ذاتی مکان مستعدپورہ مین ہے۔

شفیق صاحب ترجمہ آزاد کے ارشد تلامذہ سے ہے۔ شاعری و سخن سنجی و تاریخ نویسی و تالیف مین فرد کامل تہا۔ اُسکے نتائج طبع نہایت صاف و شستہ و شفاف و برجستہ ہوتے ہین پرگو ہے آپکا دیوان فارسی و اردو ضخیم ہین۔ ابہی تک مطبوع نہین ہوے ہین کل امر مرہون باوقاتہا کے انتظار مین گوشہ گمنامی مین پڑے ہین۔ فقیر نے اکثر تذکرون مین ان کے اشعار چیدہ چیدہ دیکہے ہین۔ انہین منتخبہ سے انتخاب کرکے گزارش کرتاہون آپ کی تالیفات سے۔ مآثر آصفی۔ و مآثر حیدری۔ و تذکرہ گل رعنا۔ تذکرہ شام غریبان و بساط الغنائم۔ و مرات الہند۔ و نخلستان۔ و تذکرہ گرو بابانانک۔ و چمنستان شعرا وغیرہا مین۔ تذکرہ نویسی مین میر غلام علی آزاد کے قدم بقدم چلتاہے۔ جو کچہہ لکہتاہے نہایت تحقیق کے ساتہہ لکہتاہے جس شخص یا جس چیز کی حالت اگر لکہتاہے تو پورا پورا اسکا مالہ و ماعلیہ صاف صاف بیان کردیتاہے۔ شفیق کو یہہ لیاقت آزاد کی توجہ و عنایت کی بدولت حاصل ہوئی تہی۔ دکن مین اگرچہ آزاد کے اکثر تلامذہ صاحب تالیف ہین لیکن شفیق ارشد تلامذہ سے ہے۔

من اشعارہ الفارسی

مصرع ابروے او بسم اللہ عنوان ما
بسکہ از گفتار ما ریزند یاران رنگہا

بردل ما التفاتی ہست چشم یار را
چشم او بر ما نگاہے گر ندارد غنیمت

گر خود آرائی ہوس داری شنو عرض شفیق
تعالی اللہ چہ دولت شد میسر ناگہان امشب

ولہ

مصحف رخسارہ او دین ما ایمان ما
گردد کہ صورت گران شد صفحۂ دیوان ما

الغتی بسیار با مینا بود میخوار را
می‌شود پرہیز لازم مردم بیمار را

اندکے تحریف باید چہرۂ گلنار را
کہ آمد بر سر بالین من آن جان جان امشب

صمصام الدولہ کے زمانہ مین منصب خطاب و ولی چندسے سرفراز ہوا - اور آزاد بلگرامی شفیق کے حال پر نظر شفقت و محبت رکہتے تہے - چنانچہ خود شفیق حضرت آزاد کی شان مین لکہتا ہے ؎

لامکان است مقام آزاد	فوق عرش است خرام آزاد
سبحہ گردان ز کواکب ہر شب	فلک رہبر است بنام آزاد
خرمن ہستئ اعدا سوزد	برق رخشان حسام آزاد
در گلستان جہان ہر گل و خار	مورد رحمت عالم آزاد
جدا و ساقی کوثر باشد	آب حضر است بجام آزاد
گل شنود گوش ہمہ تن بچمن	کہ برد باد پیام آزاد
پیش آئینہ ضمیر آن طوطی	میکند وصف کلام آزاد
اے خداوند جہان بادمدام	ساغر عیش بکام آزاد
صاحب ہر دو جہان است شفیق	ہر کہ گردید غلام آزاد

ابتدا مین شفیق کم کم کلام موزون کرنے لگا - اور کلام مین تخلص صاحب کرتا تہا - جب آزاد اس تخلص سے واقف ہوئے تو اسکو سنہ ۱۱۶۷ ہجری مین شفیق تخلص عطا فرمایا اور آپ نے فرمایا کہ میر محمد مسیح صاحب تخلص فارسی مین ایک شاعر گذرا ہے - چونکہ شفیق ہندی و فارسی دونون زبان مین کہتا ہے - زبان ریختہ مین تخلص صاحب بحال رکہا - اور فارسی مین شفیق - تاریخ مرحمت تخلص ؎

حضرت فیض بخش آزاد	کردند مرا تخلص انعام
گفتم تاریخ این عنایت	ابدا د شفیق شد مرا نام

ولیاقت خداداد سے کلام موزون کرنے لگے۔ اور والد ماجد سے اصلاح لینے لگے۔ والد کی اصلاح سے روز بروز کلام کی خوبی بڑہنے لگی۔ چندہی ایام کی مشق و اصلاح مین کلام سنجیدہ وپسندیدہ ہوگیا۔ پس آپ شعرا کے مشاعرے مین جانے لگے۔ معاصرین کے ہمطرح وہم سنگ ہوئے۔ آپکا کلام فصاحت و بلاغت سے مملو ہوتا ہے۔ اور صنایع و بدایع لفظی ومعنوی مین ڈوبا ہوا۔ فارسی و اردو دونون زبان مین کلام موزون فرماتے ہین ہر ایک زبان کے محاورات و اصطلاحات سے ماہر و کامل تہے۔ کلام سے اہل زبان کی شان دکھلائی دیتی ہے۔ آپ باوجود ملازمت سرکاری طلبہ کو درس و تدریس سے بہی مستفید فرماتے تہے۔ اکثر طلبہ و نوآموز شعرا آپکی خدمت مین استفادہ کرتے تہے۔ آپ اساتذہ جہاندیدہ مین شمار کئے جاتے تہے۔ آپ عدالتی امور مین بہی نہایت ہی لائق و فایق تہے۔ متعدد محکمون مین حکام بالادست کی زیردستی مین کام کرتے رہے۔ حکام نے وقتاً فوقتاً آپکے انتظام و خوبی کام کی بابت خوشی کا اظہار کیا ہے۔ مولوی نصراللہ خان خورجوی ناظم عدالت فوجداری نے اپنے مولفہ تاریخ دکن مین آپکی کارگزاری و تجربہ کاری وہوشیاری کی بہت تعریف لکہی ہے۔ مدۃ العمر آپ سرکاری خدمات کو امانت و دیانت کے ساتہہ ادا کرتے رہے۔ نیک محضر و خداترس تہے۔ وضعداری و ملنساری کے پابند تہے۔ طلبہ کے ساتہہ ہمدردی سبقاً و طبقاً فرماتے تہے۔ فقیر مولف کو آپ سے شناسائی تہی۔ بعض محافل مین کبہی کبہی باہم ملاقات ہو جاتی تہی۔ آخر آپ نے بتاریخ ۲۰ ماہ جمادی الاخری ۱۳۰۸ھ ہجری مین اس دار فانی سے بعالم جاویدانی رحلت کی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپکے باقیات صالحات سے دو خلف الصدق ہین ایک حکیم سید نوازش علی صاحب متخلص بہ لمعہ دوسرے حکیم سید نادر علی صاحب

ہم آغوش شد بجانان طالع بیدار نازم
گر در خواب نوشین است چشم آسمان امشب

غنچہ ہا نشگفت و طفل گلعذارم برنگشت
صد گریبان پارہ شد دامن سوارم برنگشت

گریہ می آید مرا بر حال خود در فصل گل
گشت آب فتنہ ام در جو نگارم برنگشت

ہر کسے را میرسد نوبت بدور آسیا
بر مراد خاطر من روزگارم برنگشت

چہ ستمہا بدل از چشم سیہ مست تو رفت
شیشۂ تحفۂ افسوس کہ از دست تو رفت

شکست توبۂ ما را بہار شد باعث
ہزار بار نوائے ہزار شد باعث

خدا گواہ کہ می را بلب نیالودم
برائے مستی من چشم یار شد باعث

شعلہ - میر کاظم علیخان دہلوی

شعلہ تخلص - میر کاظم علیخان نام - آپ میر احمد علیخان شہید دہلوی کے فرزند رشید ہیں - آپکے بزرگان سلف شرفا و امرا کے زمرہ میں تھے - چنانچہ مولف نقیر نے خاندانی شرافت حسبی و نسبی کا ذکر شہید کے ترجمہ میں پورا بیان کر دیا ہے - اب یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں - صاحب ترجمہ کا ذاتی حال لکھتا ہوں - آپکی ولادت ۱۰ ماہ ربیع الثانی ۔۔۔ (شہر رجب) سنہ ۱۲۵۲ ہجری مین واقع ہوئی - مسقط الراس شہر حیدرآباد دکن ہے آپکی نشو و نما بھی یہان کی آب ہوا مین ہوئی - مدرسہ دار العلوم مین پانچ چھہ سال تک تعلیم پائی - کتب درسیہ متداولہ فارسی عربی سے فراغت حاصل کی - امتحان دیکر مدرسہ سے لیاقت نامہ و سند کامل بدست کی - علاوہ فارسی عربی بقدر ضرورت انگریزی بھی پڑھ لی - آپکی طبیعت فطرۃً شعلۂ جوالہ کی طرح ترقی کے اوج پر عروج کر رہی تھی - تحریر و تقریر کے دریا مین موجزن ہو رہی تھی - ایسی حالت مین موروثی شعر و شاعری کے طرف مائل ہوئی - ذاتی استعداد

گر وصل بہی ہو جاتا اکبار تو کیا ہوتا
دامن مجہے قاتل کا دامان قضا ہوتا

دامن کش قاتل گر خون شہید ہوتا
یون قتل پہ آمادہ ظالم نہوا ہوتا

وہ شوق شہادت ہے سو بار اگر مرتا
قاتل ہی کے جانب کو لاشہ بہی پہرا ہوتا

کیون رشتہ محبت کا توڑا ہی عبث ظالم
یون قتل کیا ہوتا کچہہ تسمہ لگا ہوتا

پائی نہ شہادت جب دعوی ہے دیت کا کب
گر خون بہا ہوتا تب خون بہا ہوتا

اے ابر کرم گر تو رحمت سے برس جاتا
بہشت غبار اپنا ہر گز نہ اڑا ہوتا

گر قلقل مینا کو مجکو نہ سنایا تہا
تربت پہ مری ظالم اک قل تو پڑہا ہوتا

اس شکل بدلنے پر عشق کے آجاتی
تصویر مین بہی رخ سے گر رنگ اڑا ہوتا

سننے کو نہ سنتے وہ کہنا تہا ہمین لازم
آتے کہ نہ آتے وہ شکوہ تو کیا ہوتا

اس شعلہ بہبوکہ کی شکوہ جو کہلین زلفین
سورہ کو دخان کی دم اشعلہ کیا ہوتا

شہیدی - مرزا شہید قمی

شہیدی تخلص - مرزا شہید نام - آپکا وطن اصلی شہر قم ہے - جامع علوم و فنون تہا - فن شاعری مین استاد کامل - میدان سخن سنجی مین اقران و امثال سے سبقت کرتا تہا - اپنے مقابلہ مین کسی شاعر کو ہم سنگ ہم پلہ نہین سمجہتا تہا - اپنی شاعری و شگفتگی سے کلام پر نازان رہتا تہا - سلطان یعقوب والی تبریز کا مقرب مصاحب تہا - سلطان اسکی بہت تعظیم و تکریم کرتا تہا - بادشاہ کی قدردانی سے ملک الشعرا خطاب سے مخاطب تہا - معاصرین اسکے جاہ و جلال و حشمت و اقبال کو دیکہہ کے رشک و حسد کرتے تہے - لیکن بادشاہ کی عنایت و توجہ کے سبب اسکو کچہہ ضرر

التخلص بہ رعد ہین۔ ماشاء اللہ دونون ہی مصداق الولد سر لابیہ لائق و فائق ناظم و ناثر ہین اللہم سلمہما اللہ بالخیر والعافیہ۔ اب مین شعلہ صاحب کے چند اشعار فارسی و ہندی بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔

من اشعارہ الفارسی

در گلشن عشق است چو بلبل وطن ما
خرم چو بہشت است بہار چمن ما

خون در دل یاقوت بود از لب لعلش
زانست کہ رنگین شدہ شیرین سخن ما

بہار آمد بیا ساقی در میخانہ را بکشا
بزن مستانہ سنگی [illegible] شیشہ ہا بکشا

نہان تا کے بمانند شمع اندر پردہ فانوس
نقاب از چہرہ ات اے شعلہ رو بہر خدا بکشا

آنکہ بخشید بتو حسن خود آرائی را
او عطا کرد بمن صبر و شکیبائی را

اسم حق ورد کن اے دل کہ ہمہ ذکر کنند
صبحگاہان بنگر طائر صحرائی را

سید ہاشمی و منبع جود و کرمی
نبی مکی و امی و شفیع الامی

نظر لطف شہا بر من مسکین فرمائے
کہ منم ذرہ بیتاب تو مہر کرمی

حبذا شان بلاغت کہ زنہ چرخ گزشت
مرحبا شاہسوار عربی و عجمی

سائلے از حرم پاک تو محروم نگشت
بارک اللہ چہ کریمی و چہ عالی ہمی

زان سبب آمدہ در شان تو لولاک لما
کہ تو بر جملہ رسل اکرمی و محترمی

ہست از پرتو انوار تو عالم روشن
آفتاب رسل و معنی لوح و قلمی

حبذا شان رفیعت کہ رسیدی تا عرش
شب معراج ز اعجاز زیادہ تو کمی

سر و زر درد دلے دارم و بس رنجورم
داروے درد عطا کن کہ تو باب حکمی

کن عطا خدمت جاروبی آن روضہ پاک
یا حبیب الصمدی انت ولی النعمی

بآب تلخ چو ما آشنا مباد کسی | که رو بفقر فنا دارد آشنائی ما
نهفته بزم غم ما ز چشم تیره دلان | توان مشاهده کردن بروشنائی ما
شهیدی ز نظر فروشش دور مرو | که او ز قید خودی میدهد رهائی ما

وله

ز اشک لاله گون تا چند در خون افکنم خود را | نمیدانم که چون زین ورطه بیرون افکنم خود را
خیال چشم جادویش چنانم ساخت دیوانه | که خواهم از سر کوی بهامون افکنم خود را
اگر بر تربت مجنون مرا روزی گذار افتد | درم پیراهن و بر خاک مجنون افکنم خود را

وله

خوش آن سوار که زد شد بلند پستی ما | بتازیانه افشاند گرد هستی ما
ز دست چرخ ربایم بساغر خورشید | بود بدولت عشق این دراز دستی ما
تهی نگشت دمی کاسه سر از می عشق | ز سر چگونه رود مستی الستی ما
چنان ز شوق تو سرمست و بیخبر حاکم | که محتسب بغلط می فتد ز مستی ما
یکی مشاهده کن ای شهیدی آن بت | بشوی صفحه انکار بت پرستی ما

وله

ز هیچ سر لایق نباشد بند فتراک ترا | چون کسی آلوده سازد دامن پاک ترا
باغبانا غم مخور و ز خشکسال آزاد باش | می پرستان پرورند از چشم تر تاک ترا
یار اگر یابد شهیدی بر سر خاکت قدم | گو منه شمع و چراغی مجلس خاک ترا

وله

بیا ای عشق و آتش زن دل افسرده ما را | بنور خویش روشن کن چراغ مرده ما را
ملولیم از کدورتهای مخموری بیا ساقی | بجام می تازه گردان چهره پژمرده ما را

وله

رفتیم نگشت باغ از آن نازنین جدا | افتاد گل بخنده جدا یاسمین جدا
بی لعل یار تیره شد چشم روشنم | مانند خاتمی که بود از نگین جدا
تیغ فراق بند ز بندم جدا کند | از یار خود مباد کسی اینچنین جدا

نہین پہنچا سکتے تہے۔ ہمیشہ قابو جو رہتے تہے۔ بادشاہ کے فوت ہونے [illegible] سدین
کے وجہ سے وہان قیام دشوار ہوگیا بامرلاچاری ہند کا [illegible] پہلے
اولاً گجرات مین آیا۔ چند روز وہان قیام کرکے اسمعیل عادل شاہ کے عہد مین شہر بیجاپور مین
پہنچا عادل شاہ نے اسکی نہایت خاطر و مدارات کی [illegible] زمرہ مین شامل کیا
تا بہ زندگی بیجاپور مین عیش و آرام کے ساتھہ بسر کرتا رہا۔ تقریباً [illegible] مین
فوت ہوا۔ فرشتہ و گل غرائب کے موافق ہمتاکے قول [illegible]
بیجاپور کی زمین مین مدفون ہوا۔ محمد عارف [illegible] لکہا کہ [illegible] وفات [illegible]
واقع ہوئی۔ اور ملا قاطعی نے اپنے تذکرہ مین لکہا کہ اسکا مدفن [illegible]
کے نزدیک فرشتہ و گل غرائب کا قول و سنہ وفات و مدفن کی بابت صحیح [illegible]
دونون مؤلف دکنی الاصل تہے۔ انکا لکہنا گویا مشاہدہ ہے اور [illegible]
سماعت پر ہے۔ والعلم عند اللہ بحقیقۃ الحال۔ شہیدی صاحب دیوان [illegible]
ضخیم ہے کئے ہزار ابیات پر شامل ہے فقیر مؤلف کے مطالعہ مین گذرا [illegible]
ہے۔ نزاکت و لطافت سے بہرا ہوا ہے۔ ہر ایک شعر سنجیدہ [illegible]
صاحب ترجمہ کے دیوان سے چند اشعار گزارش کرتا ہون۔

من اشعارہ الفارسی

بطوف میکدہ با روز بے نوائی ما | سفال چیرہ بود [illegible]
چو تاج بر سر ما کوسبوئے بادہ بین | کسے کہ طعنہ زند بر برہنہ پائی ما
نہاد سر خم ز دست بادہ فروش | شکست شیشۂ تقوی و پارسائی ما
بیک قدح کہ کشیدیم صبح مخموری | ہم اندرون و برون شست صفائی ما

وله

دامن پاکت ز می گشتست نمناک از کجا — در گریبان تو افتادست این چاک از کجا

خاک بر سر کرده سر جا داد خواهی بنگرم — میرم از غیرت که بر سر کرده این خاک از کجا

وله

در چمن آن دست نازک سوی شاخ گل مبر — ترسم آزاری رسد تا که ز گل چیدن ترا

ریختی خون شهیدی چند مرهم میکشی — عاقبت خواهد ز خونی پای لغزیدن ترا

وله

عزت عشق چون بود خواری او خوش است هم — برده سلطنت نگر بندگی ایاز را

ناز ترا بجان خرند ای پری بر همه کس چه افگنی — سر زند بند شاه من بر همه صید باز را

وله

نهادم سر براه عشق و کردم قطع منزلها — ز رهبر گذشتم آسان ساختم بر خویش مشکلها

سر و گر خوشه خوشه شعلهٔ آتش برون آید — بخاک کوی خوبان بس که شد دانهٔ دلها

وله

چشمت به تیر غمزه دل و جان من نواخت — خوش با دو وقت مردم مسکین نواز را

خوشخویی شو که بیشتر از خوی نیک بود — چندین قبول خاطر محمود ایاز را

بر من که سجدهٔ صنمی میکنم مخند — آگه نه حقیقت عشق مجاز را

دریا خست سر چه بشت شهیدی براه عشق — سرمایه درد و داغ تو بس پاکباز را

وله

بشام عید کنم ساغر شراب طلب — طلب کنند همه مه من آفتاب طلب

هلال عید کنم گنج ناله که آن — کنند گنج می از ویرانهٔ خراب طلب

وله

کمتر از پروانه نتوان بود در جان باختن — گر هوای آتشین رخسارهٔ خود پاک سوخت

فارغست از دوزخ و گرمای روز رستخیز — بهر ماهی هر که در غمخانهٔ افلاک سوخت

صحرا خوش است و باغ خوش است و چمن خوش است — جامی سیه چیا خورده ام و وقت من خوش است

بس ناخوشی که عاشق بیچاره خوش کند — دشنام ناخوش است ولی از او من خوش است

وله

ز خواب ناز چو آن سر نازنین بر خاست — علم کشید بلا فتنه از زمین بر خاست

پامال رخش کن سرم از خاک بر مدار   می ترسم ای سوار که گردی ز زین جدا

همنشین جدا ز یار شهیدی چو عاشقی   صد پاره شو به تیغ وی آنگه نشین جدا

وله

داغ بتان چو لاله بود در سرشت ما   ما بت پرست و روسیهی سرنوشت ما

ترسم که زیب تربت ارباب دین کنند   خشت منقشی که فتد از کنشت ما

تخم نشاط از دل ما سبز کی شود   زینسان که پایمال غمت گشت کشت ما

عالم گرفت شور شهیدی و کو کمین   چون نیست بی غم نمکینان سرشت ما

وله

رسیدم اینک آن جائیکه روزی دیده ام او را   درین منزل بسی برگرد سر گردیده ام او را

مرا باور نمی شود دم بازی گرچه گویندم   که اکنون رفت ازین ره بر کجا پرسیدم او را

وله

بر لب آمد جان من زهجوی من بیمار را   خون چکان رخساره بنما تشنه دیدار را

سوخت چون روی تو یکباره جستن بیت   ای پری چندانکه می بینیم روی کار را

وله

از تو من رو در و از تیغ غمت چاک آنجا   بی تو من خون خورم اینجا دل غمناک را

جای پاکان بود آن کوی از آن می دارم   چشم پاک و دل چاک و نظر پاک آنجا

وله

تا گنه کار روز بازی زیب یاری ما   خلق محشر همه حیران سیه کاری ما

گرچه از جرم گناهیم گرانبار آنجا   کوه بر باد رود چیست گرانباری ما

ناامید از کرم دوست شهیدی نشوی   بشکفاند گل امید جگرخواری ما

وله

عکس رخش در جام می دیدم کشیدم جام را   خوردم به روی دوست می از می گرفتم کام را

صد عیب اگر می را بود بس باشد این یک هنر   کو میدهد رنگ گهر رخساره گلفام را

وله

هر چند بتوانی چو گل پوشی رخ گلرنگ را   یکتا بروی هر کسی آن چشم شوخ و شنگ را

از غمزه میریزی و از خنده لب را میگزی   در یکزمان کس چون کند هم صلح را هم جنگ را

وله
میروی ای شاه خوبان جانب شهر دگر
مسکینی خوار زارم را بی جرم زندان زنجیر
نیست بازی گهی در عشق بازی باختن
کار سربازان میدان بلا آسان [illegible]

وله
زغم گداختنم جان زغم نرسته هنوز
خدنگ آه کشتم بی جسته جسته هنوز
بر آستان تو عمرم بنا مرادی رفت
دری مراد بروی من نبسته هنوز

وله
خوشش آن زمان که مرا همنشین تو باشی و بس
رقیب فتنه بکار هین تو باشی و بس
چنانکه هست بر افلاک آفتاب یکی
بر اوج حسن بروی زمین تو باشی و بس

وله
سجاده ریا که بود بار اهل هوش
دلال معصیت نیم انداختم ز دوش
پیمانه که ماند شب از وجه خرقه ام
بهر خمار صبح سپردم بمی فروش

وله
ببال مرغ بستم نامه سوی یارش
گران بار است می ترسم که نگشاید بمنقارش
میسر گر شود بوسم کف پای گل اندامی
بمالم دیده تر سیم از مژه در پا رود خارش

وله
کی از سفال بیگانه بماند آب
عوام را نبود بهره ز فیض خواص
غزل سرائی شاهم قبول خاصانست
خوشست نظم شهیدی که نیست خالی [illegible]

وله
خوشش آنکه من سفال سگ تو بزم خوانی
بمن شراب فرستی برون ز خانه خویش
برفت مرغ دل ازبس [illegible]
درین خرابه ازو مانده آشیانه خویش

وله
تا شنیفته ام از نسیمش در زبان ایران
خبری از من سر تیز و چون حلقه ناخن
شد شهیدی سربلند از دولت ناز بلند
بسته کی گردد [illegible] گهی نظم [illegible]

وله
سفر گزیدم و گردم بهر که بود وداع
شدم مقید [illegible] شاه [illegible]
هوای خدمت و گزیدارم از سر شوق
چو گرد باد چرا راه میروم بسماع

وله
جور دربانش بلا و طعنه دشمن بلا
میرسد بر من بلا بی خدایا ز هر طرف

ز بزم لاله رخان چند عرق خون خیزم — نشست هر که باین قوم چنین برخاست

وله

پی برده ام که منزل جانان من کجاست — آرامگاه سرو خرامان من کجاست
ناخوانده در رود همه جا همچو آفتاب — خودرای و سرکش است ندانم من کجاست

وله

جواب طعنهٔ نااهل چیست خاموشی — فرمان بیهوده کردن دراز کار رهی نیست
میان خلق شهیدی چه میکنی خانه — ترا مقام به از گوشهٔ مزاری نیست

وله

ای محتسب مکن بمن درد خوار بحث — غوغا میار بر سر ما وگذار بحث
پروای بخت دینی و عقبی نباشدم — آنجا که حیرتست نیاید بکار بحث

وله

گر بوسه خواستم ز تو شیرین دهن مرنج — [illegible] عاشق و مستم من مرنج
رنجه ز بار پیرهن ای تازه گل مشو — پوشند غیر چون تن نازت برهنه مرنج

وله

کلید میکده را یافتم بوقت صباح — برآمد از دل من نعره که یا فتاح
قدم نهادم و میخانه را گشادم سد — در آمدند پی من هزار اهل صلاح

وله

من دوزخی ز سوز جگر تو بهشتی — مشکل بهم بروی تو مالم زیاده رخ
از خون دیده روی شهیدی منقش است — یادو رمانده از رخت ای ترک ساده رخ

وله

خرم کسی که در چمن لاله میرود — می دیگری گرفت ز دنباله میرود
از مدرسه بمیکده یکشب که میروم — در کار می وظیفهٔ یکساله میرود

وله

فغان که میگذرد سوی ما نمی بیند — کشیده سرمه بگو از حیا نمی بیند
بسر خروی بیگانگان نظر دارد — سیاه روی یک آشنا نمی بیند

وله

ندارم کس که پیش یار حال زار من گوید — غم تنهائی و درد دل افگار من گوید
بتلخی جان شیرین میکنم شیرین زبانی کو — که بی رنجاندن خاطر بشیرین کار من گوید

پرسی ز من که بیدل و شیدا چرا شدی — اغیار حاضرند چه گویم جواب تو
گر بود دل تو عشق شهیدی اثر نکرد — وقت نظاره هیبت همه اضطراب تو

وله

تنی داریم در بار شکسته — دلی در زیر دیوار شکسته
ز بار دل شهیدی او فتاده — رسن بگسسته و داری شکسته

وله

تا کی باشم بداغ انتظاری سوخته — مانده چون خاک تری بر رهگذاری سوخته
اهل ناموس از کجا و رهرو عشق از کجا — عشق هر جا خرمن دلی غباری سوخته

وله

مرا بغیر دیار حبیب ما وا نه — غریب جائی و آنجا غریب را خانه
براه کعبه وصلت بقطع یک منزل — ز پا فتاده و منزل هنوز پیدا نه

وله

منم رسوای شهری ز انده بشکسته آبرو — بمی ز خرقه رنگ آلوده و تقوی فرو شسته
گرفته گوشه‌ای و ز توبه دل با کسی گسسته — بپای خم فتاده دست از جام و سبو شسته

وله

نکوئی از غرور حسن این یک سخن روزی — بروز با گرفتارم بپرس احوال من روزی
چو اندیشه غریبی نامرادی از دیار من — نکو نشناسم او را چون نهم دم ز وطن روزی
چه مه دل همه جا باده بی حجاب خوری — چه وقت بست که با هر کسی شراب خوری
خمار شرب مدام دا که زرد سر مدت — ازین شراب که در عالم شباب خوری
گذر بیاری من آمده خبر میداشتی — جانب افتاده گاهی گذر میداشتی
خوش آن ساعت که میرم بر بالین من باشی — زبانم رفته از کار و تو با من در سخن باشی
نگیری پای تابوت مرا خود در پشیمانی — که من باشم گران از درد تو نازک بدن باشی
مرا در بزم خود ره دادی و بازم بدر کردی — بهر یک جام می صد کاسه خونم در جگر کردی
براهم هر قدم صد خار غمها کی گل خود ماندی — چرا از ره مرا بردی و با خود همسفر کردی

بی بلا هرگز نیم گر از بلاے نیکوان | در کشتم دامن رساند روز از هر طرف

وله

گفتی که بهترست ترا مرگ یا فراق | کارم اگر بمرگ فتد به که با فراق
شد روشنم که داغ جدائی چه بوده است | تا جان من بسوخت جدا دل جدا فراق

وله

عاشق روئے شدم همچو زر درم سائی سنگ | چهره زرد از عشق نیکوتر که از می لاله رنگ
این غزل مطرب بهر مجلس که مستانه خواند | شد شهیدی سرخ روئی دل سینه آید بجنگ

وله

عجب دارم ز استغنائے این ترک | که می آید چنین بیخواست در دل
ز غیرت خون آن ساغر خورم من | که عکس آن زخش پیداست در دل

وله

بی تو هر شب آن دل از چشم خونبار آورم | گر بر تو هم گره و بدیوار آورم
گر بگویم درد خود با کوه بے آن سنگدل | کوه را از درد دل با خود از شب تار آورم

وله

چو ابر من بهواے تو از جهان رفتم | گلے نچیدم و گریان ز گلستان رفتم
منم شهیدی و با تشنم علم بروز جزا | ز چشم خلق چه نقصان اگر نهان رفتم

وله

آزرده ز طعنهٔ مردم براے من | خوبی تو بلاے تو هم شد جفاے من
دامن بکش ز صحبت بیگانگان عشق | تا آشنا کجا تو کجا آشنائے من

وله

وحشی غزال من بکسے آشنا مشو | ترسم که صید کس شوی از من جدا مشو
بگسل ز ما بغیر مشو رام شرم دار | یکبارگی باهل وفا بے وفا مشو
آراسته رخانه بیا زار در میا | بالا بلند من همه کس را بلا مشو
تا چند بر شهیدی مسکین جفا کنی | یکره ترحمے همه جور و جفا مشو

وله

غرق عرق شده رخ چون آفتاب تو | طوفان حسن همه عالم خراب تو
پاکان کشند بادهٔ حسنت بجام چشم | آلوده را خبر نبود از شراب تو

شایان محمد اسلم خان

شایان تخلص ۔ محمد اسلم خان نام ۔ آپ علی احمد خان نائطہ کے فرزند ہین آپ کی
ولادت بلدہ محمد پور عرف ارکاٹ مین ہوئی ۔ نشو و نما کے بعد عقل و شعور کے زمانہ مین
کتب درسیہ فارسیہ اپنے والد ماجد و محمد حنا سے تمام کین ۔ فارغ التحصیل ہو کے مدراس مین
وارد ہوئے ۔ مولوی سید شاہ عبد القادر مہربان تخلص مولوی محمد باقر آگاہ کی خدمت
مین کتب عربیہ ابتدا سے انتہا تک ختم کین ۔ تھوڑے دنون مین ہی کامل ہوئے ۔ نواب امیر الامرا
بہادر کے میر منشی ہوئے ۔ فارسی مین عبارت چست و درست با محاورہ مثل اہل زبان
لکھتے تھے ۔ تحریر مین نادرہ نئی طرز کا طرز ایجاد فرماتے تھے ۔ آپکا ہر ایک فقرہ
برجستہ و شائستہ اور ہر ایک جملہ شگفتہ و آراستہ ہوتا تھا ۔ امیر الامرا آپکی عبارت
شیرین کو دیکھکے بہت محظوظ ہوتے تھے ۔ اور آپکی لیاقت کی تعریف فرماتے تھے
آپ نوابصاحب کی زندگی تک میر منشی گری کی خدمت پر مامور رہے ۔ نواب کی
رحلت کے بعد مختلف خدمات مثل باغات کی داروغگی اور دارالضرب کی امینی
و جاگیرات نیاز حرمین شریفین کی تحصیلداری پر مامور ہوتے رہے ۔ ہر ایک خدمت
مفوضہ کو امانت و دیانت کے ساتھ انجام دیتے رہے ۔ حکام بالا دست آپکے
کام سے بہت خوش ہوتے تھے ۔ آپ حکام کی تابعداری سے سر مو فرق نہین کرتے تھے
آپ موزون الطبع تھے ۔ شعر و شاعری کے میدان مین جولانی کرتے تھے ۔ جو کچھ موزون
فرماتے تھے خوب مرغوب ہوتا تھا ۔ صاحب التالیف و التصنیف بھی تھے ۔ متعدد رسائل
لکھے ہین ۔ مسائل التعلیم شرح منہج التقویم شرح فارسی منہاج و مثنوی گداز دل

من رباعیاته

رباعی

اے با تو درست عهد و پیمان دلم
وانع طلب وصل تو درمان دلم
آسوده چگونه باید امن بچشم
آلوده بلائے چشم دامان دلم

رباعی

عشاق دل از دو کون آزاد کنند
تا آینهٔ رخ یکے ساده کنند
آلوده و مستم از آن صحبت تیم
در ساغر آلوده کجا باده کنند

رباعی

جست و جو کرد سنگپاره ز من
یک ز کاتبی بملک اسکندر
دست سوی آزار بر دو گرفت
چیزے از سنگ پاره محکم تر

رباعی

مردی چه بود خاک ره افتادن
پا بر سر دنیائے خود نهادن
ملک دو جهان بهیچ نگرفتن
خود را دادن آنچه باید دادن

من مراثیه

صافی دلان که جام محبت کشیده اند
زهر فنا چشیده و تلخی ندیده اند
چیدند ز باغ میوه که تخت است با نهان
وا مانده ها ز خامی و آسان رسیده اند
نما بجائے ما همه تا بنگریم شان
پنهان ز دیده باشد چون نور دیده اند
وشوار نیست مردن ربات تفاع
آسان ز جان برند که در تن بریده اند
گشته بباغ صورت و بیرون شده ز باغ
برگ هوس ز هیچ نهالے نچیده اند
جا ساخته ز راه تصرف به هر سے
خود گفته اند از دل و خود شنیده اند
بر اوج عرش بال زند مرغ روح شان
ن مانده بر زمین خور زمین آرمیده اند

دریائے علم حضرت جامی جهان عشق
تن را گذاشت رفت سوئے آشیان عشق

حاصل کی۔ اور کتب فارسیہ مولوی محمد باقر آگاہ و مولوی سید خیر الدین فائق سے
ختم کین۔ اور شعر و شاعری مین مرزا علی بخت اظفری و میر شاہ حسین حقیقت سے
مشق کرتے تھے۔ آپکا کلام سنجیدہ و برگزیدہ ہوتا ہے۔ معاصرین پر بڑھ گئے۔ اور آپ
انشا پردازی مین ظہوری و طغرا کے ہم سنگ تھے بدیہہ گوئی مین ضرب المثل تھے۔ ایکدو ساعت
مین تمام قصائد موزون کر دیتے تھے۔ چنانچہ حسب الحکم نواب والاجاہ تیرہ روز مین (۳۷)
غزل نعت مین موزون کردئے۔ نواب صاحب بہت خوش ہوئے۔ آپکے کلام کی داد
دی بجد تعریف و تحسین کی۔ آپکو اپنے ماموں سید شاہ منصور قادری سے بیعت تھی
طریقت مین ثابت قدم و راسخ دم تھے۔ سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین بتقریب شادی اودگیر گئے
شادی سے فارغ ہوکے مدراس مین واپس آئے۔ اسوقت نواب کا آخر عہد تھا تا بزندگی
نواب کے ملازمین مین رہے۔ انعام و خطاب مذکورہ سے سرفراز ہوئے۔ حسب الحکم نواب
مدرسہ فارسی سرکاری مین ملازم ہوئے۔ شعر و شاعری مین مستغرق رہتے تھے
آپکی تصنیف سے ایک دیوان مسمی مرج البحرین و روضۃ سیان و مثنوی رشک بہشت
وغیرہ مین۔ فارسی و اردو زبان مین کلام موزون فرماتے تھے۔ کلام درست و صاف
ہوتا ہے حشو و زوائد سے پاک۔ آخر آپکی رحلت ۱۲۴۹ ہجری مین واقع ہوئی۔
آپکے بھائی واقف نے رحلت کی تاریخ کہی **ھوھذہ**

بیدل عصر حضرت شائق — قدس اللہ السرہ السامی
کام دل جست چون بقرب الہ — کہ جہانست جائے ناکامی

ہاتفم سال رحلتش فرمود
رفتہ ہیہات ہمدم جامی
۱۲۴۹

ومثنوی ظفرنامہ ووقایع حیدری وعین المصادر وگلدستہ مناقب وغیرہا۔ اور آپکا دیوان غزلیات وقصائد پر شامل ہے۔ آخر آپ سنہ ۱۲۳۶ ہجری مین واصل حق ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

من اشعارہ

آفتابیست کہ از شام قیامت پیداست — یعنی آن عارض تابان بخم گیسوہا

ولہ

نوبہار گلشن عشق تو نا افروخت شمع — سوخت یکجا بلبل ویکسو پر پروانہا

ولہ

خندہ موج ست انگشت تحیر برلب ساغر — ندانم گردش چشم کہ حیران میکند دل را

چشم او از بسکہ او مستی می دادہ است — جام تو بیخودان وسجدہ مینا کردہ است

خندہ برق جنون ریدن پنہان کسے — فتنہ وام پری سایہ مژگان کسے

تنک دریا دل شایان مہر طوفان او — نمک چشم ترش منت دامان کسے

شائق۔ غلام محی الدین

شائق تخلص۔ غلام محی الدین نام۔ شائق علیخان خطاب ہے۔ آپ شاہ احمد ابوزرآ قادری کے فرزند ہین۔ آپکے نسب کا سلسلہ تین واسطہ سے جناب مولوی محمد حسین شہید المعروف بامام صاحب سے منتہی ہوتا ہے۔ آپکے خاندان مین اکثر بزرگان روشن ضمیر گذرے ہین۔ آپکا اصلی وطن بیدر ہے۔ آپکے جد پدر کا مولد قصبہ اودگیر ہے آپکا بھی مسقط الراس قصبہ مذکور ہے۔ آپکی ولادت سنہ ۱۲۰۲ ہجری مین واقع ہوئی ایام طفلگی مین والد ماجد کے ہمراہ کالستری مین آئے اور وہان سکونت اختیار کرکے مدراس مین پہنچے۔ علمائے عصر کی خدمت مین کتب درسیہ عربیہ ختم کرکے فضیلت کی سند

مدت تک انہی کی خدمت کو عمدہ طرح سے انجام دیتا رہا۔ خوش اخلاق وذی مروت تھا سخن سنج سخن پرداز تھا۔ رسائی طبیعت سے کلام پسندیدہ موزون کرتا تھا شعرائے عصر آپکے کلام کو پسند فرماتے تھے۔ انصاف انہ داد دیتے تھے۔ قدرت اللہ خان قدرت صاحب نتائج الافکار کے دوستون سے تھا۔ خانموصوف نے آپکی رحلت کے بعد ایک مرثیہ آپکے رنج مین لکھا ہے تذکرہ مین مذکور ہے۔ آخر عمر مین آپکو عارضہ لاحق ہوا۔ مرض روز بڑہتا گیا ہر چند کہ معالجہ کرتے تھے۔ لیکن مفید نہین ہوتا تھا۔ معالجے کے لئے حیدرآباد دکن روانہ ہوئے۔ حیدرآباد کے قریب پہنچکے سنہ ۱۲۰۳ ہجری مین فوت ہوئے۔ آپ کو تجہیز و تکفین کر کے شہر مین لائے محبوب علی شاہ مجذوب لودے شاہ کے تکیہ مین دفن کئے۔ **ھوھذہ**

سر در بر من آر کہ نازی بہ ازین نیست	گویم سخن بوسہ کہ رازے بہ ازین نیست
کارم آخر شد از دزد و نگشتی آگہ	شیشہ اشکست و بگوشت نو صدا نرسید

شفیع میر محمد شفیع

شفیع تخلص۔ میر محمد شفیع نام۔ آپ میر عسکری باشندہ ستر آبادی کے فرزند مین گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپکے اجداد سلف سے میرحسن باقری ستر آباد سے سلطان عبداللہ قطب شاہ والی تلنگانہ کے عہد مین وارد دکن ہوئے قطب شاہ کے دربار مین باریاب ہوئے۔ قطب شاہ نے بلحاظ سیادت و نجابت تعظیم و تکریم کی۔ اول ہی ملاقات مین انعام و جاگیر و منصب سے سرفراز فرمایا۔ اور جاگیر مری گنٹہ علاقہ حیدرآباد مین بطور التمغا مرحمت کیا۔ مولف مذکور لکھتا ہے کہ اب تک جاگیر ان کی اولاد پر جاری ہے

من کلامه

بوسهٔ قند لب یار بسیر مهتاب — میدهد ذوق دگر چون شکر و شیر مرا

ولہ — صفای جوهر ذاتم ز چشم تر شود پیدا — برین دعوی دلیل روشن از گوهر شود پیدا

ولہ — عشق عاشق در دل معشوق آخر جا کند — گل گریبان چاک از دوا زولای عندلیب

ولہ — عالمی برگشته از سودای زلف ابترست — سطرهای راست آید چون کجی در مسطرست

ولہ — ثنایا گرفت ملک عالم جم زند بو عشق — هر نو نهال می نگرم خاک بر سرست

ولہ — مگر ز خاک نشان سواری جوید — وگرنه چیست این کندن فرس بدو دست

ولہ — ز سودا چون به بازارش دل بیتاب خود بردم — نگفتا کس نمیگیرد متاع اعدا را اینجا

در حجاب زلف کن نظاره روی یار را — صبح امید از سواد این شب یلدا طلب

نمیدانم کدامی شعله در سینه جا دارد — که می جوشد شرر از چشم گریانی که من دارم

شمع انجمن کے مولف نے لکہا کہ آپکا حسبی تعلق حضرت سید محمد الحسینی بندہ نواز گیسو دراز سے منتہی ہوتا ہے۔ گلزار اعظم کے مولف نے صرف نسبی سلسلہ لکہا۔ اور حسبی سلسلہ سے سکوت کیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

شوقی۔ مولوی غلام غوث

شوقی تخلص غلام غوث نام۔ وطنا گوپاموی۔ آپکا حسبی سلسلہ قاضی مبارک شارح سلم العلوم سے منتہی ہوتا ہے۔ کتب متداولہ فارسیہ عربیہ مین مہارت کامل رکہتا تہا ادیب فاضل تہا۔ انشاپردازی و سخن سازی مین خوشنود کا شاگرد تہا۔ ہندوستان سے سیاحت کرتا ہوا مدراس مین وارد ہوا۔ ضلع کنٹور مین افتا کی خدمت پر مقرر ہوا۔

تاریخ طبع زاد مولانا جامع الفضل والکمال مولوی عبد الجلیل صاحب المتخلص بہ نعمانی سلمہ اللہ تعالیٰ

صوفی از بہر سخن سنجان نہاد از برائے سال تالیف و شیوع	یادگارے ہمچو محبوب زمن تذکرہ گفتم از روئے دکن ۱۲۹۱ ہجری
مولوی صوفی ملکاپوری تذکرہ بنوشت بہر شاعران کلک نعمانی رقم زد سال آن	از کمال جامعیت علم و فن جامع انحاء تحقیق سخن خوب و دلچسپ است محبوب زمن ۱۳۲۹ ہجری

تذکرہ سے آغاز تالیف کا اور دکن کے تعمیہ سے اتمام تالیف اشاعت کا سنہ نکلتا ہے

انتہی کلامہ۔ شفیع صاحب ترجمہ کے والد ابتدا مین تجارت کا پیشہ کرتے تہے۔ اور انکا مستقر تجارت مچھلی بندر تہا۔ چند مدت کے بعد ضلع نیلور کے محکمہ مین منشی گری کی خدمت پر مامور ہوئے۔ شفیع کی ولادت ۱۲۳۸ ہجری مین ضلع مذکور مین واقع ہوئی سن شعور کے بعد والد ماجد کی خدمت مین کتب متداولہ فارسی عربی ختم کین۔ اور شعر و شاعری مین آپ کو تلمذ میر محمد حسن غریب تخلص سے ہے۔ جب آپ مدراس مین آئے میرزا عبد الباقی وفا کے بہی شاگرد ہوئے۔ مدت تک وفا کی خدمت مین تحقیق محاورات و اصطلاحات فارسی و اصلاح سخن مین مصروف رہے۔ پہر چند روز سیر و سیاحت مین گزارے آخر والد ماجد کے انتقال کے بعد دیوانی محکمہ مین خدمت سررشتہ داری پر مقرر ہوے تا بہ زندگی خدمت مفوضہ پر مامور رہے۔ آپکا سنہ وفات سنبات نہین ہوا۔ آپ علاوہ زبان فارسی عربی تلنگی و ہندی مین بہی مہارت کامل رکہتے تہے شعرگوئی و سخن سنجی مین بہا مستعد تہے۔ آپکا کلام فصیح و بلیغ ہوتا تہا۔ صاحب انوار نے تصنیف سے سوائے دیوان فارسی کوئی رسالہ یا نسخہ مولفات سے نہین دیکہا گیا۔ نسخہ صاحب تذکرہ نے لکہا شاید گوشہ گمنامی مین ہون گے۔ واللہ اعلم بالصواب

من اشعارہ

خال بر عین صنم بس بہار اندازست	الف کرست نگر تا بہ الف قامت را
تا بہ ید خال رخش سر بلندم	ما ناف تا اختر نباشد نباشد
مردمک ست تہی شد زر در وعل سرشک	لعل خندان نشد تا کہ سر دندان ندمد
نرگس و غنچہ و گل چشم و دہان و رخ تست	عاشق شدہ روم جانب بستان کسے
ساقی ز فیض جام جہانی شدہ مست	ما نیز آمدیم خبر دار اند کسے

تمام شد حصۂ اول محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن

اعلان

المشتہر

محمد عبد الجبار خان صوفی ملکاپوری براری حیدرآبادی صدر مدرس
فارسی عربی مدرسۂ اعزہ